حقائق الفرقان

حضرت حاجی الحرمین مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ
خلیفۃ المسیح الاوّل کے درس ہائے
قرآن کریم، تصانیف اور خطبات سے مرتّبہ

تفسیری نکات

جلد چہارم

سورۃ مریم تا سورۃ سبا

ISLAM INTERNATIONAL PUBLICATIONS LTD

حقائق الفرقان

(جلد چہارم)

***Haqaa'iqul - Furqaan* (Urdu)**

A collection of the Commentary of the Holy Quran compiled from the Durusul-Quran, sermons, speeches, and writings of Hazrat Khalifatul-Masih I, Maulana Hakeem Noor-ud-Deen, may Allah be pleased with him.
Volume – 4
(Complete Set — Volumes 1-6)

First Edition Published in 1991-1995 (4 Volumes Set)
Reprinted in Qadian, India, 2005
Present Digitally Typeset Edition (Vol. 1-6 Set) Published in the UK, 2024

Published by:
Islam International Publications Ltd
Unit 3, Bourne Mill Business Park,
Guildford Road, Farnham, Surrey GU9 9PS, UK

Printed at:

Pelikan Basim, Turkey

For more information please visit
www.alislam.org

ISBN: 978-1-84880-275-9 (Set Vol. 1-6)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

پیش لفظ

حضرت حاجی الحرمین مولانا حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل کو خدا تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن کریم سے جو غیر معمولی عشق اور اس کے علوم کے ساتھ جو فطری مناسبت تھی اس کا ذکر امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی متعدّد تصانیف میں فرمایا ہے۔حضورؑ فرماتے ہیں۔

مَا اٰنَسۡتُ فِیۡ قَلۡبِ اَحَدٍ مَحَبَّۃَ الۡقُرۡاٰنِ کَمَا اٰرٰی قَلۡبَہٗ مَمۡلُوۡءًا بِمَوَدَّۃِ الۡفُرۡقَانِ

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۸۶)

میں نے کسی کے دل میں اس طرح قرآن کریم کی محبت نہیں پائی جس طرح آپ کا دل فرقانِ حمید کی محبت سے لبریز ہے۔

وَ لِفِطۡرَتِہٖ مُنَاسَبَۃٌ تَامَّۃٌ بِکَلَامِ الرَّبِّ الۡجَلِیۡلِ وَ کَمۡ مِنۡ خَزَآئِنٍ فِیۡہِ اُوۡدِعَتۡ لِھٰذَا الۡفَتَی النَّبِیۡلِ۔(صفحہ ۵۸۷)

آپ کی فطرت کو ربِّ جلیل کے کلام سے کمال مناسبت ہے۔قرآن کریم کے بے شمار خزائن اِس شریف نوجوان کو ودیعت کئے گئے ہیں۔

وَلَہٗ مَلِکَۃٌ عَجِیۡبَۃٌ فِیۡ اِسۡتِخۡرَاجِ دَقَائِقِ الۡقُرۡاٰنِ وَ بَثِّ کُنُوۡزِ حَقَائِقِ الۡفُرۡقَانِ۔

(صفحہ ۵۸۴)

آپ کو قرآن کریم کے دقائقِ معرفت اور باریک نکات کے استخراج اور فرقانِ حمید کے حقائق کے خزائن پھیلانے کا عجیب مَلکہ حاصل ہے۔

اِسی طرح آپ کی تصانیف کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

مَنْ اَرَادَ حَلَّ غَوَامِضِ التَّنْزِيْلِ وَاسْتِعْلَامَ اَسْرَارِ كِتَابِ الرَّبِّ الْجَلِيْلِ فَعَلَيْهِ بِاِشْتِغَالِ هٰذِهِ الْكُتُبِ۔ (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۸۴)

جو شخص قرآن کریم کے عمیق مطالب کو حل کرنے اور ربِّ جلیل کی کتاب کے اسرار جاننے کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہیے کہ آپ کی کتب کا مطالعہ کرے۔

آپ کو قرآن کریم سے جو محبت تھی اس کا ذکر کرتے ہوئے آپ خود فرماتے ہیں:۔

''مجھے قرآنِ مجید سے بڑھ کر کوئی چیز پیاری نہیں لگتی۔ ہزاروں کتابیں پڑھی ہیں ان سب میں مجھے خدا کی ہی کتاب پسند آئی۔'' (بدر ۱۸؍جنوری ۱۹۱۲ء صفحہ ۷)

''قرآن میری غذا، میری تسلّی اور اطمینان کا سچا ذریعہ ہے اور میں جب تک اس کو کئی بار مختلف رنگ میں پڑھ نہیں لیتا مجھے آرام اور چین نہیں آتا۔''

(ترجمۃ القرآن شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی صفحہ ۴۶)

اور فرمایا کرتے تھے۔

''خدا تعالیٰ مجھے بہشت اور حشر میں نعمتیں دے تو میں سب سے پہلے قرآن شریف مانگوں گا تاکہ حشر کے میدان میں بھی اور بہشت میں بھی قرآن شریف پڑھوں، پڑھاؤں اور سنوں۔''

(تذکرۃ المہدی جلد اوّل صفحہ ۲۴۶)

آپ نے ساری عمر قرآن کریم کے علوم کے اکتساب میں گذاری اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد پر جب آپ ہجرت کر کے قادیان دارالامان تشریف لائے تو اُس دن سے وفات تک نہایت یکسوئی اور نہایت باقاعدگی کے ساتھ قرآن کریم کے پڑھنے اور پڑھانے میں اپنی زندگی کے اوقات صَرف فرمائے۔ قادیان میں رمضان المبارک کے خصوصی درس کے علاوہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بھی اور آپ کی وفات کے بعد بھی سارا سال قرآن کریم کا باقاعدگی سے درس دیتے تھے۔

ہزاروں صلحاء نے آپ کے درسوں سے اکتسابِ فیض کیا۔ آپ کے درس القرآن کے سلسلہ میں حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی تحریر فرماتے ہیں:۔

''حضرت اقدس علیہ السلام بار بار مجھے فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کی تفسیرِ قرآن آسمانی تفسیر ہے۔ صاحبزادہ صاحب! ان سے قرآن پڑھا کرو اور ان کے درسِ قرآن میں بہت بیٹھا کرو اور سنا کرو۔ اگر تم نے دو تین سیپارہ بھی حضرت مولوی صاحب سے سنے یا پڑھے تو تم کو قرآن شریف سمجھنے کا مادہ اور تفسیر کرنے کا ملکہ ہو جائے گا۔ یہ بات مجھ سے حضرت اقدس علیہ السلام نے شاید پچاس مرتبہ کہی ہوگی۔'' (تذکرۃ المہدی جلد اوّل صفحہ ۲۴۴)

یہ محض اللہ تعالیٰ کا خاص فضل تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل ؓ کے اِن درسوں کا خلاصہ سلسلہ کے اخبارات بدؔر اور الحکمؔ میں ساتھ کے ساتھ آئندہ کے لئے محفوظ ہوتا چلا گیا۔

علوم و معارف کا یہ قیمتی خزانہ اخبارات کی فائلوں میں منتشر اور نایاب کتب کے صفحات میں بند تھا اور نئی نسل کے لئے اس سے استفادہ کرنا مشکل تھا۔ چنانچہ خلیفۃ المسیح الرابع حضرت مرزا طاہر احمد ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں اِن گراں بہا دفینوں کو باہر نکال کر از سرِ نَو مرتّب کیا گیا اور الحکم اور بدر میں وعیدین۔ خطباتِ نکاح اور تقاریر سے اِس نادر تفسیری مواد کو الگ کر کے جمع کیا گیا اور پھر اسے ترتیب دے کر احباب کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرقان حمید کے ان حقائق کو پڑھنے اور استفادہ کرنے کی ہر ایک کو توفیق عطا فرمائے اور اُن تمام احباب کو جنہوں نے اس کارِ خیر میں تعاون فرمایا اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین

سید عبد الحی

ناظر اشاعت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ   نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

عرضِ حال

سیدنا حضرت حکیم مولوی نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کو کلام اللہ سے والہانہ محبت اور بے پناہ عشق تھا۔ اس عاشقانہ محبت کی وجہ سے آپ قرآن کریم پر غور وفکر میں عمر بھر مشغول ومصروف رہے۔ چنانچہ قرآن مجید کے حقائق ومعارف آپ پر کھولے گئے اور معانی ومطالب قرآن سے آپ کو آگہی بخشی گئی۔ آپ نے زندگی کا ہر دقیقہ خدمتِ قرآن میں گذارا۔ اس برکت سے آپ کو نور اور فیض عطا ہوا۔ آپ نے اس کو پھیلانے کی ہردم کوشش جاری رکھی اور قرآن کریم کی تشریح وتفسیر کے لئے درس دیئے۔ الحکم اور بدر کے ایڈیٹرز نے اس علم لدنیہ کے خزانے کو شائع کر کے انہیں محفوظ کرنے کی سعادت پائی۔ **جزاھم اللہ احسن الجزا۔**

ایڈیٹر صاحب البدر فرماتے ہیں۔

اس جگہ اس بات کا ذکر کر دینا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ اگرچہ میں نے بہت دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح کا درس سنا ہے۔ تاہم ان نوٹوں کی طیاری میں یادداشتوں پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ بعض دیگر دوستوں کی نوٹ بکیں بھی دیکھی ہیں۔ جن میں سے قابلِ ذکر میرے مکرم دوست جناب اکبر شاہ خاں صاحب ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور انہیں دینی دنیوی حسنات سے مالا مال کرے اور اس کے علاوہ دو تین تفسیروں کو بھی مدنظر رکھا ہے۔ جن میں سے اس جگہ قابلِ ذکر شیخ یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم کی تالیف کردہ تفسیر بنام ترجمۃ القرآن ہے جسے میں نے بہت مفید اور کارآمد نکات اور لطائف کا مجموعہ پایا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر ۹؍نومبر ۱۹۱۱ء نمبر ۲، ۳، ۱۱)

یہ روحانی مائدہ متفرق اور منتشر مقامات پر موجود تھا۔ افادۂ عام کے لئے اس کو یکجا کیا گیا تھا جو حقائق الفرقان کے نام سے کتابی صورت میں شائع شدہ تھا۔

اب جبکہ حقائق الفرقان کو دوبارہ شائع کرنے کا ارادہ ہوا تو ضرورت محسوس ہوئی کہ ان کتب ورسائل کو ایک دفعہ پھر اس نکتہ نظر سے دیکھ لیا جاوے تا اگر کہیں کمی بیشی ہو تو وہ مکمل ہو جائے۔

چنانچہ نئے سرے سے تمام کتب ورسائل واخبارات کو پڑھا گیا جس کے نتیجہ میں

۱۔ کئی مزید حوالہ جات اس نئی اشاعت میں شامل ہیں۔

۲۔ پہلے حوالہ جات میں بعض جگہوں پر جو کمی بیشی تھی اسے مکمل کر دیا گیا ہے۔ جس سے مضمون زیادہ واضح اور قابلِ فہم ہو جاتا ہے۔

۳۔ بعض جگہ حوالہ جات درست نہ تھے انہیں بھی درست کر دیا گیا ہے۔

۴۔ عربی عبارات اور فارسی اشعار کا ترجمہ جو پہلے شامل نہ تھا اُسے بھی دے دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرقانِ حمید کے ان حقائق کو پڑھنے اور استفادہ کرنے کی ہر ایک کو توفیق عطا فرمائے اور اُن تمام کارکنان کو جنہوں نے اس کارِ خیر میں تعاون فرمایا اپنے فضلوں سے نوازے۔

ناشر

الفهرس

سُورة مريم ۱

سُورة طٰهٰ ۳۳

سُورة الانبیاء ۷۸

سُورة الحج ۱۰۵

سُورة المؤمنون ۱۴۱

سُورة النور ۱۸۵

سُورة الفرقان ۲۳۱

سُورة الشعراء ۲۵۷

سُورة النمل ۲۷۹

سُورة القصص ۳۱۶

سُورة العنکبوت ۳۴۲

سُورة الروم ۳۶۴

سُورة لقمٰن ۳۸۳

سُورة السجدة ۴۰۴

سُورة الاحزاب ۴۱۹

سُورة سبا ۴۷۰

سُوْرَۃُ مَرْیَمَ مَکِّیَّۃٌ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

ہم اس کتاب کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ کے نام سے جو بے سبب بھی دیتا ہے اور سبب سے بھی دیتا ہے۔

۲۔ کٓہٰیٰعٓصٓ۔

ترجمہ۔ کٓہٰیٰعٓصٓ۔

تفسیر۔ کٓہٰیٰعٓصٓ۔ میں اسماء الٰہی کی طرف اشارہ ہے۔ کَبِیْر۔ اَلْمُتَعَال۔ کَافٍ۔ ھَادٍ۔ یُجِیْرُ وَلَا یُجَارُ عَلَیْہِ۔ عَالِمٌ۔ عَزِیْزٌ۔ صَادِقٌ۔

اگر صحابہؓ وتابعین ان کے معنے نہ کرتے تو میں کبھی نہ کرتا۔

(بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴؍اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

کٓہٰیٰعٓصٓ۔ اسمائے الٰہی، کریم، ہادی، یُجِیْرُ وَ لَا یُجَارُ عَلَیْہِ[۱] (المؤمنون:۸۹) (عالم، عزیز، عادل) کی طرف ان حروف میں اشارہ ہے۔ صَادِقُ الْوَعْدِ (مریم۔۵۵)[۲] ہے نیز ان آیات میں ان انبیاء کا ذکر ہے۔ زکریا، ہود، ادریس، اسمٰعیل اور ص سے مراد صداقتِ انبیاء ہے۔ عراق عجم۔ عراق عرب۔ عرب اور شام کے انبیاء کا تذکرہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷و۲۸ مورخہ ۳۰؍اپریل، ۵؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۳

نیز تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۶)

۱؎ وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابل میں کوئی پناہ دینے والا نہیں۔ ۲؎ وعدے کا سچا ہے۔

۳، ۴۔ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا۔ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا۔

ترجمہ۔ یہ تیرے رب کی رحمت کا بیان ہے اپنے بندے زکریا پر۔ جب اس نے پکارا اپنے رب کو آہستہ آواز سے۔

تفسیر۔ رَحْمَتِ رَبِّكَ۔ کتنے لوگ ہیں جن کے ہاں اولاد ہے۔مگران کا خیال اس طرف نہیں جاتا کہ یہ ان کے رب کی رحمت ہے۔

خَفِيًّا۔ چلّا کر۔دعا کرتے چلّا اٹھا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷و۲۸ مورخہ ۳۰؍اپریل، ۵؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۳)

۵۔ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّ لَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا۔

ترجمہ۔ بولا اے میرے رب! بے شک میری ہڈیاں سست ہوگئی ہیں اور بڑھاپے سے سر سفید ہوگیا ہے اور تجھ سے دعا مانگ کر کبھی محروم نہیں رہا۔

تفسیر۔ قَالَ رَبِّ۔ دعا کا طریقہ بتلایا ہے۔ وَهَنَ الْعَظْمُ۔لکھا ہے کہ ستّر سے کچھ زیادہ عمر ہوگئی تھی۔بس میری عمر کے برابر ہوں گے۔ وَهَنَ کے معنے ضعیف ہوگئیں۔پتلیاں ہوگئیں۔

شَقِيًّا۔ ناکام۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷، ۲۸ مورخہ ۳۰؍اپریل، ۵؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۳)

اولاد کی خواہش بھی کئی وجوہ سے ہوتی ہے (۱) بعض عورتیں بانجھ کہلانا پسند نہیں کرتیں۔ (۲) شریکوں کا مال قبضے میں آجائے (۳) ہمارے مال واسباب کا کوئی وارث ہو (۴) ہمارا نام رکھنے والا کوئی ہو۔انبیاء کو بھی اس بارہ میں خواہش ہوتی ہے مگر اس لئے کہ کوئی سچے علوم اور نیکیوں کا وارث ہو...... مجھ کو بھی خدا تعالیٰ نے ایسی عمر میں اولاد دی ہے کہ جبکہ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا کا زمانہ ہے۔اور میں خدا کے فضل پر امید رکھتا ہوں کہ میری اولاد اچھی ہوگی۔

(بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴؍اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

۶،۷۔ وَ اِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَ کَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا۔ یَّرِثُنِیْ وَ یَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَاجْعَلْہُ رَبِّ رَضِیًّا۔

ترجمہ۔ اور مجھ کو خوف ہے میرے قرابت داروں سے میرے پیچھے اور میری عورت بانجھ ہے۔ تو مجھ کو عطا فرما خاص اپنے پاس سے ایک وارث۔ وہ میرا وارث ہو اور یعقوب کی آل کا اور اس کو بنا اے میرے رب! دل بھاتا، پسندیدہ۔

تفسیر۔ خِفْتُ الْمَوَالِیَ۔ قوم میں کوئی نیک نظر نہیں آتا۔

یَرِثُنِیْ۔ وہ علم۔ وہ نبوت جو تو نے مجھے اور ہمارے آباء واجداد کو بخشی ہے۔ ان کا وارث بنے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷و۲۸ مورخہ ۳۰؍اپریل، ۵؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۳)

یَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ۔ وراثت مال کے علاوہ بھی ثابت ہوگئی۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۶)

۸۔ یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ ۣاسْمُہٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا۔

ترجمہ۔ اللہ نے فرمایا۔ اے زکریا! ہم تجھے خوشخبری سناتے ہیں ایک جوان لڑکے کی جس کا نام یحییٰ ہے اس سے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی نہیں بنایا۔

تفسیر۔ بِغُلٰمِ۔ لڑکا جو تیرے سامنے ہی جوان بھی ہوگا۔

یَحْیٰی۔ اس میں اشارہ ہے کہ اَحْیَاہُ اللّٰہُ بِالْاِیْمَانِ ایمان کے ساتھ لمبی زندگی پائے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷و۲۸ مورخہ ۳۰؍اپریل، ۵؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۳)

۹۔ قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ کَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا وَّ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْکِبَرِ عِتِیًّا۔

ترجمہ۔ زکریا نے پوچھا۔ مجھے وہ بیٹا کب ہوگا حالانکہ میری موجودہ عورت بانجھ ہے اور میں پہنچ چکا ہوں بڑھاپے کی حد کو۔

تفسیر۔ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ۔ یہ کلمہ یاس نہیں کہ خدا تعالیٰ فرما چکا ہے اِنَّہٗ لَا یَایْئَسُ مِنْ

رَّوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ[1] (یوسف:۸۸) بلکہ یہ دعا کو عاجزانہ بنانے کا رنگ ہے۔

وَ قَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ ۔ یعنی نکاح ثانی بھی اب نہیں ہوسکتا۔

عِتِيًّا۔ اس حد سے آگے جو صحبت کے لائق ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷و۲۸ مورخہ ۳۰ر اپریل، ۵رمئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۳)

مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا۔ لکھا ہے ۷۵۔۸۰ سال عمر تھی۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۶)

۱۱۔ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْۤ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا۔

ترجمہ۔ عرض کی اے میرے رب! میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر دے۔ ارشاد ہوا تیرے لئے نشانی یہ ہے کہ تُو بات نہ کرے گا لوگوں سے تین رات دن برابر۔

تفسیر۔ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ۔ باتیں چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر و تسبیح سے خاص قسم کی قوت بڑھ جاتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷و۲۸ مورخہ ۳۰ر اپریل، ۵رمئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۳)

اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ۔ بہت بولنے والے کے قویٰ مضمحل ہوجاتے ہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۶)

اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ۔ یہ نسخہ بہت مجرب ہے اور اب بھی نشان ہے۔ کلام نہ کرے اور ذکرِ الٰہی میں شاغل رہنے سے قوت بڑھ جاتی ہے۔

شیعوں میں تسبیح فاطمہ مشہور ہے۔ اور سنّی بھی اسے مسنون سمجھتے ہیں۔ خاتونِ جنت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عرض کیا کہ مجھے دو تکلیفیں ہیں۔ ایک چکی پیسنی پڑتی ہے۔ دوم پانی کا مشکیزہ بھی خود ہی لانا پڑتا ہے۔ اور اپنے ہاتھ دکھائے اور لونڈی کی التجاء کی۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں تجھے اس سے بہتر شے بتلاتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ ہر نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ بار، الحمدللہ ۳۳ بار، اللہ اکبر ۳۴ بار اور اس کے بعد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ لیا جاوے اور سونے کے وقت بھی۔ جن لوگوں کا

---

[1] کیونکہ مومن ناامید نہیں ہوتا اللہ کی بہار سے ہاں کافر ہوا کرتے ہیں۔

میں معتقد ہوں ان میں سے ایک نے لکھا ہے کہ اس میں سرّ یہ تھا کہ ذکر اللہ سے ضعف گھٹ جائے گا اور پھر یہ شکایت پیدا نہ ہوگی۔ (بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴/اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

۱۲۔ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰۤى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّ عَشِيًّا۔

ترجمہ۔ پھر اپنے لوگوں کے پاس آیا حجرہ سے تو ان کو اشارہ سے کہہ دیا۔ یاد کئے جاؤ اللہ کی صبح شام۔

تفسیر۔ مومن کی خلوت گاہ شیطان سے لڑائی کرنے کا ذریعہ ہے اس لئے اسے محراب کہتے ہیں۔

(بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴/اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

مِحْرَاب۔ لڑائی کا ہتھیار۔ عبادت گاہ۔

اَوْحٰی۔ جلدی جلدی یہ بات کہی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷و۲۸ مورخہ ۳۰/اپریل، ۵/مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۳)

۱۳ تا ۱۶۔ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا۔ وَّ حَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَ زَكٰوةً ؕ وَ كَانَ تَقِيًّا۔ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَ لَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا۔ وَ سَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَ يَوْمَ يَمُوْتُ وَ يَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا۔

ترجمہ۔ اے یحییٰ! لے کتاب مضبوطی سے۔ ہم نے اس کو دانائی دی بچپنے ہی میں۔ اور اپنے پاس سے رحم دلی دی اور صفائی قلب اور وہ بڑا متقی تھا۔ اور ماں باپ کا بڑا فرمانبردار اور وہ کچھ سرکش نافرمان نہ تھا۔ اور اس پر سلامتی ہے جس دن وہ پیدا ہوا اور جس دن وہ مرے اور جس دن وہ پھر زندہ اٹھ کھڑا ہو۔

تفسیر۔ وَاٰتَیْنٰہُ الْحُکْمَ۔ بچپن میں پکی پکی باتیں کرتا تھا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۶)

یٰیَحْیٰی۔ درمیانی بات چھوڑ گئے کہ قرآنِ مجید قصے نہیں کہتا۔

حُکْمَ۔ حکمت کی بات۔

صَبِیًّا۔ چھوٹا ہی تھا کہ دانائی کی باتیں کرتا۔

جَبَّارًا۔ بگاڑ کرنے والا۔

وَ یَوْمَ یَمُوْتُ۔ دیکھئے یہ مقام مضارع ہے اور قابلِ یادداشت! یحیٰ اموات میں داخل ہے اور اسے یَمُوْتُ فرمایا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷و۲۸ مورخہ ۳۰/اپریل، ۵/مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۳)

۱۷۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا۔

ترجمہ۔ اور مریم کا بیان کر کتاب میں جب وہ الگ جا بیٹھی اپنے لوگوں سے مشرق رخ کسی جگہ۔

تفسیر۔ ناامیدوں کو امیدیں دلانے والا ہے۔ حضرت زکریا کی طرح مریم کا حال تھا۔ اسی طرح مکہ میں مدت سے بت پرستی کا زور تھا۔ کہاں امید ہو سکتی تھی کہ وہاں ایک نبی پیدا ہوگا۔ یسعیاہ نبی کی کتاب میں فرمایا ہے کہ جس طرح ایک مطلقہ تباہ روزگار عورت ہو۔ اسی طرح مکہ کا حال ہے۔ مگر میں خاوند والی سے زیادہ بھاگ لگاؤں گا۔ اعلیٰ درجہ کے شہر عروس البلاد کہلاتے ہیں۔ اسی طرح یسعیاہ کی ۴۲۔ ۵۴ کی ۶ بابوں میں فرمایا ہے اور ایک نبی کے ذریعہ سے عرب کی روحانی ترقی کی پیشگوئی کی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷و۲۸ مورخہ ۳۰/اپریل، ۵/مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۳)

پہلے حضرت زکریاؑ کی دعاؤں کا ذکر کیا پھر مریم کا کہ کس طرح مشکلات کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں آسانیاں دیں۔ اسی طرح رسول کریمؐ کو تسلی دیتا ہے کہ دین اسلام ان مشکلات سے نکل جائے گا۔ مومنوں کو چاہیے کہ اللہ پر بڑی بڑی امیدیں رکھیں۔ (بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴/اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

اِنْتَبَذَتْ۔ اِنْفَرَدَتْ۔ خَرَجَتْ۔ تنہا ہوئیں۔ نکلیں۔ جن میں تھیں ان سے الگ ہوئیں۔

شَرْقِيًّا۔ شرقی کے معنے وَاسِعًا۔ فَصِيْحًا بہت لغتوں میں پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ تنگ مکانوں میں دھوپ کھل کر نہیں پڑتی۔ پس شرقی وہ مکان ہے جس پر سورج اشراق کرتا ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷و۲۸ مورخہ ۳۰/اپریل، ۵/مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۳)

مَكَانًا شَرْقِيًّا۔ کے معنے ہیں۔ فراخ مکان جس میں دھوپ ہوا خوب لگے۔ کوئی نام تجویز کرنا غلط بات ہے۔ (بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴/اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

۱۸۔ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۫ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔

ترجمہ۔ پھر پردہ ڈال لی ان کی طرف سے پھر ہم نے بھیجا اس کی طرف ہمارے فرشتے کو تو وہ بن گیا اُس کے سامنے اچھا خاصا آدمی۔

تفسیر۔ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا۔ ان لوگوں سے کوئی تعلق نہ رکھا یعنی یہ الگ رہنے لگیں۔

رُوْحَنَا۔ ہمارا کلام۔ چنانچہ بہت فرشتوں کے ذریعے یہ کلام پہونچا۔ اس لئے نا فرمایا اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ۔[1] (اٰل عمران:۴۶)

فَتَمَثَّلَ۔ جبرئیلؑ کا تمثّل نبی کریمؐ کے سامنے بھی آیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷و۲۸ مورخہ ۳۰/اپریل، ۵/مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۳)

رُوْحَنَا۔ اپنا کلام۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۶)

۲۲۔ قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔

ترجمہ۔ فرشتہ نے کہا۔ ہاں اللہ کی مرضی یوں ہی ہے۔ تیرے رب نے فرمایا ہے یہ بات مجھ پر آسان ہے۔ ہم اس کو لوگوں کے لئے ایک نشان بنانا چاہتے ہیں اور خاص ہمارے پاس کی رحمت اور یہ کام تو ہو چکا ہے۔

تفسیر۔ كَذٰلِكِ۔ یہ بات بھی سچ ہے اور خدا کا کلام بھی سچ۔

مَقْضِيًّا۔ حکم جاری ہوا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷و۲۸ مورخہ ۳۰/اپریل، ۵/مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۳)

---

[1] جب کہا فرشتوں نے اے مریم! اللہ تجھ کو خوشخبری دیتا ہے۔

۲۳ تا ۲۵۔ فَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا۔ فَاَجَآءَهَا الْمَخَاضُ اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَ كُنْتُ نَسْيًا مَّنْسِيًّا۔ فَنَادٰىهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا۔

ترجمہ۔ پس وہ حاملہ ہوئی تو اسے لے کر الگ ہو بیٹھی دور جگہ میں۔ پھر اس کو درد زہ لے آیا ایک کھجور کے تنہ کی طرف اور وہ بولی کاش اس سے پہلے (یعنی درد سے) مجھے غشی آ جاتی (یا میں مرگئی ہوتی) اور میں بھولی بسری ہوگئی ہوتی۔ پھر اس کو پکارا کسی پکارنے والے نے اس کے نیچے سے کہ غمگین نہ ہو بے شک تیرے رب نے ایک چشمہ بنا دیا ہے تیرے قدم کے پاس۔

تفسیر۔ مَكَانًا قَصِيًّا۔ تفسیروں میں لکھا ہے کہ وہ مصر تھا۔ ابن جریر میں بھی اس کا ذکر ہے۔

نَسْيًا مَّنْسِيًّا۔ میں ترک کردی جاتی۔ حالتِ اضطرار میں کلمہ منہ سے نکلا۔

سَرِيًّا۔ چشمہ۔ چھوٹی نہر۔ سَرِیٌّ سردار کو بھی کہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷ و ۲۸ مورخہ ۳۰ / اپریل، ۵ / مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۳)

يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا۔ کیا معنی؟ بچہ جننے سے پہلے میری قوت حسیّہ نہ رہتی کہ درد تکلیف دِہ ہوتا۔

(نورالدّین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۱۵)

مِتُّ قَبْلَ هٰذَا۔ موت کی دعا منع ہے اس کے معنی ہیں میں بے ہوش ہوگئی ہوتی۔

تَحْتَكِ سَرِيًّا۔ یعنی تیرے نیچے ایک سردار ہے۔

(بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴ / اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

مِتُّ۔ غش آجاتا۔

تَحْتَكِ سَرِيًّا۔ سردار

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۶)

۲۷۔ فَكُلِيْ وَ اشْرَبِيْ وَ قَرِّيْ عَيْنًا ۚ فَاِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَدًا ۙ فَقُوْلِيْۤ اِنِّيْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ اِنْسِيًّا۔

ترجمہ۔ تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی کر پھر اگر تو کسی آدمی کو دیکھے تو کہہ دینا میں نے رحمان کے لئے منّت کا روزہ رکھا ہے تو میں ہر گز بات نہ کروں گی آج کسی آدمی سے۔

تفسیر۔ فرمایا۔ فَلَنْ اُكَلِّمَ الْيَوْمَ (مریم۔۲۷) لفظ لَنْ مدت دراز کے لئے نہیں کہا جاتا ہے اور لفظ لا چونکہ اونچا جاتا ہے یہ دوام کے لئے آسکتا ہے۔ جو لوگ کہ شرار تاً رویت کے قائل نہیں ان کا اس سے رد ہوسکتا ہے کہ وہاں لن فرمایا ہے نہ کہ لا۔ (بدر جلد ۱۱ نمبر ۶، ۷ مورخہ ۲۳؍نومبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

۲۸۔ فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا تَحْمِلُهٗ ؕ قَالُوْا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا۔

ترجمہ۔ پھر اس کو لائی اپنی قوم کے پاس اونٹ پر بٹھا کر۔ قوم نے کہا۔ اے مریم البتہ یہ تو تُو انوکھا بچہ لائی (نبوت کا مدعی)۔

تفسیر۔ قرآن مجید کوئی تاریخ کی کتاب نہیں کہ مسلسل واقعات کا ذکر کرے۔ جیسے پیچھے اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى کے بعد يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ فرما دیا۔ اور درمیانی واقعات کا ذکر نہیں فرمایا۔ ایسا ہی یہاں فَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَهَا فرما دیا۔ اور یہاں مصر سے واپس آنے کا ذکر ہے۔

تَحْمِلُهٗ۔ کے یہ معنے نہیں کہ گود میں اُٹھائے لائی بلکہ سوار کر کے لائی۔ دوسرے مقام پر یہ محاورہ قرآنِ مجید میں موجود ہے اِذَا مَاۤ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ [۱] (التوبۃ:۹۲) اب اس کے یہ معنے تو نہیں کہ ان لوگوں نے درخواست کی کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں اپنی گود میں اٹھالیں۔ بلکہ سواری مہیا کرنے کے معنے ہیں۔

جِئْتِ شَيْـًٔا فَرِيًّا۔ سے مراد عجیب امر لائی ہو۔ اور کیوں ایسا نہ ہو (وہ کہتے ہیں) تیری ماں بھی نیک پارسا تھی۔ تیرا باپ بھی اچھا آدمی تھا۔ اچھوں کے اچھے ہوتے ہیں۔

(بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴؍اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

فَاَتَتْ بِهٖ۔ مصر میں بہت مدت رہے پھر وہاں سے کنعان میں آئے۔

تَحْمِلُهٗ۔ اٹھالائیں...... جس اونٹ پر تھیں..... پیچھے بھی تھیں اور آگے۔ وہ جیسا کہ پارہ ۱۰

[۱] جب وہ تیرے پاس آئے ہوں کہ تو ان کو سواری دے دے تو نے جواب دیا ہو میرے پاس تو کوئی سواری نہیں جس پر میں تم کو چڑھادوں۔

رکوع ۱۲ میں ہے۔ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ۔اس وقت حضرت عیسیٰ ؑ کو نبوت مل چکی تھی۔

فَرِيًّا۔ یہ فقرہ ذم کا بھی ہے اور مدح کا بھی تو گویا لوگوں نے کہا کہ بہت عجیب لڑکا لائی ہو۔ کیوں نہ ہو باپ ماں جو نیک تھے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷و۲۸ مورخہ ۳۰؍اپریل، ۵؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۴)

فَاَتَتْ بِهٖ۔ مدت کے بعد مصر سے لیکر آئیں جب عیسیٰ ؑ کو نبوت مل چکی تھی۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۶)

۲۹۔ يٰٓاُخْتَ هٰرُوْنَ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا۔

ترجمہ۔ اے ہارون کی بہن! نہ تو تیرا باپ ہی بُرا آدمی تھا اور نہ تیری ماں ہی سرکش تھی۔

تفسیر۔ هٰرُوْنَ۔قوم کے بزرگ کے نام پر لوگوں کے نام ہوتے ہیں۔ جیسے گیلانی سید۔خواہ دس پشتوں سے پنجابی ہوں۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷و۲۸ مورخہ ۳۰؍اپریل، ۵؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۴)

اُخْتَ هٰرُوْنَ۔اس لئے فرمایا کہ وہ ہارون کی قوم میں سے تھیں جیسے قریش، راجپوت۔

(بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴؍اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

اُخْتَ هٰرُوْنَ۔ہارونی قوم کی بہن۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۴۶۶)

قرآن نے مریم مسیح علیہ السلام کی ماں کو اُخت ھارون۔ ہارون کی بہن کہا۔ یہ بات صحیح نہیں۔ جواب سنیئے۔

(۱)۔معترض عیسائی لوگو! کوئی الہامی اور روح القدس کی لکھائی ہوئی تاریخ ایسی نہیں جس میں مریم کے خاندان کا مفصل حال مرقوم ہو اور ایسی بھی کوئی کتاب عیسائیوں کے گھر میں نہیں۔ جس سے مریم کے بھائیوں اور ماں باپ وغیرہ رشتے داروں کے نام کا یقینی پتہ لگے۔ پھر قرآن کے کلمہ اختِ ہارون پر آپ کا اعتراض کیا۔

(۲)۔ پادری لوگو! تم نسب ناموں اور قصّوں پر اعتراض نہ کیا کرو۔ کیونکہ پولوس، طمطاؤس کے پہلے خط میں لکھتا ہے ’’کہانیوں اور بے حد نسب ناموں پر لحاظ نہ کریں۔ یہ سب تکرار کا باعث ہوتا ہے نہ تربیتِ الٰہی کا جو ایمان سے ہے‘‘ طمطاؤس ۱ باب ۴۔

(۳)۔سنو! انجیل متی کی ابتدا میں مسیحؑ کو ابن داؤد اور داؤد کو ابن ابراہیم لکھا ہے۔ متی ا باب ا۔ حالانکہ مسیحؑ اور داؤد کے درمیان اور داؤد و ابراہیم کے مابین پشت ہا پشت کا فرق ہے۔ بلکہ بقول تمہارے مسیحؑ ابن داؤد ہے ہی نہیں۔

(۴)۔سنو! الیسبات کو ہارون کی بیٹی کہا گیا۔لوقا ا باب ۵۔حالانکہ الیسبات اور زکریا کے زمانہ سے جن کا ذکر لوقا نے کیا ہے بہت ہی مدت پہلے ہارون مر چکے تھے۔اور الیسبات اور ہارون میں پشت ہا پشت کا فرق ہے (ہنسی۔اجی حضرت یہ الیسبات انگلستان کی ملکہ نہیں بلکہ اس سے بہت پہلے گذر چکی ہے)

بات یہ ہے۔ناموں میں اشتراک بھی ہوتا ہے۔دیکھو یوسفؑ اور یعقوبؑ مسیحؑ کے بھائی بھی ہیں اور ان سے سینکڑوں برس پہلے یوسفؑ اور یعقوبؑ، اسحاق نبی کے پوتے اور بیٹے بھی گزرے پس کیا ممکن نہیں کہ ایک ہارونؑ موسیٰؑ کے بھائی ہوں اور دوسرے مریم کے۔

(۵)۔سنو! عرب میں آخ اور اخت کا لفظ وسیع معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔حقیقی بھائی اور ایک ہی پشت کے بھائی پر محدود نہیں۔دیکھو قرآن:۔

اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاھُمْ صٰلِحًا۔[۱] (ھود:۶۲)

وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًا۔[۲] (ھود:۵۱)

حالانکہ صالح اور ہود اپنی اپنی قوم کے حقیقی بھائی نہ تھے۔

اور زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں ازواج کی تاریخ میں صفیہ کے قصے میں لکھا ہے کہ صفیہ بی بی پر جو خیبر کے یہود سے تھیں۔رسولؐ اللہ کی اور بیبیوں نے کچھ طعن کیا اور صفیہ نے اُن کے طعن و تشنیع کا تذکرہ اپنے خاوند محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔تو آپؐ نے فرمایا۔تو نے کیوں نہ کہا۔اَبِیْ ھَارُوْنَ وَ عَمِّیْ مُوْسٰی۔ وَزَوْجِیْ مُحَمَّدٌ۔[۳] دیکھو یہاں ہارونؑ موسیٰؑ نبی کے بھائی کو اَب یعنی باپ کہا حالانکہ بہت مدت پہلے گزر چکے۔عرب کے لوگ عمدہ تلوار کو آخُوْ ثِقَۃ اور بڑے بہادر کو آخُوْ غَمَرَاتِ الْمَوْتِ کہتے

---

[۱] ثمود کی طرف اپنے بھائی صالح کو۔ [۲] اور عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو۔

[۳] میرے والد ہارونؑ اور میرے چچا موسیٰؑ اور میرے خاوند محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔

ہیں۔غرض تھوڑے بہت تعلق پر اخوت کا اطلاق ہوتا ہے۔مریم صدیقہ کاہنوں میں پلی۔اور زکریا کاہن اس کے قریب رشتہ دار تھے اور کاہن بے ریب وتردّد ہارون کے بھائی تھے۔ الیسبات ہارون کی بیٹی مریم کی قریبی رشتے دار تھی۔ دیکھو لوقا اباب۔ پس کیا تعجب ہے اگر قرآن نے کہہ دیا مریم ہارون کی بہن تھی۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اوّل صفحہ ۱۵۹۔۱۶۰)

۳۰ تا ۳۲۔ فَاَشَارَتۡ اِلَیۡہِ ؕ قَالُوۡا کَیۡفَ نُکَلِّمُ مَنۡ کَانَ فِی الۡمَہۡدِ صَبِیًّا۔ قَالَ اِنِّیۡ عَبۡدُ اللّٰہِ ۟ؕ اٰتٰنِیَ الۡکِتٰبَ وَ جَعَلَنِیۡ نَبِیًّا۔وَّ جَعَلَنِیۡ مُبٰرَکًا اَیۡنَ مَا کُنۡتُ ۪ وَ اَوۡصٰنِیۡ بِالصَّلٰوۃِ وَ الزَّکٰوۃِ مَا دُمۡتُ حَیًّا۔

ترجمہ۔تو مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کر دیا قوم نے کہا ہم کیسے بات کریں چھوٹے بچے سے۔عیسیٰ نے جواب دیا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھ کو کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے۔اور مجھے بابرکت بنایا ہے۔ میں جہاں کہیں رہوں اور مجھ کو حکم دیا ہے نماز پڑھنے کا اور زکوٰۃ دینے کا میری زندگی تک۔

تفسیر۔ کَانَ فِی الۡمَہۡدِ۔ یہود علماء بڑے بڑے آدمی تھے۔حقارت سے کہا۔ یہ کل کا لونڈا ہے اس سے کیا باتیں کریں۔

اٰتٰنِیَ الۡکِتٰبَ۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ (عیسیٰ) کو نبوت مل چکی تھی۔ کتاب سے مراد توریت ہے۔توریت کا علم عطا ہوا۔

اَیۡنَ مَا کُنۡتُ۔ یہ اشارہ ہے اس طرف کہ آپ کو بہت سے ملکوں میں سیر کرنا تھا۔مصر، کنعان، کشمیر وغیرہ۔

قصہ لکھا ہے کہ یحیٰی کو آپ نے فرمایا کہ میرے لئے دعا کرو۔آپ نے فرمایا کہ تم مجھ سے اچھے ہو۔مسیح نے کہا کہ میں نے سلامتی کا دعویٰ تو آپ کیا ہے وَالسَّلَامُ عَلَیَّ مگر تیرے لئے خدا نے سَلٰمٌ عَلَیۡہِ[۱] (مریم:۱۶) فرمایا اس لئے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ یہ صوفیاء کا ذوقی لطیفہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷و۲۸ مورخہ ۳۰/اپریل، ۵/مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۴)

۱؎ اس پر سلامتی ہے۔

مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا۔حقارت سے ان لوگوں نے کہا کہ یہ تو کل کا لونڈا ہے اس سے کیا بات کریں۔اس کے دودھ کے دانت ہیں۔

اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِيْ نَبِيًّا۔اس بات پر قرینہ ہے کہ آپ اس وقت بچے نہ تھے۔

(بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴؍اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۲)

۳۶۔ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔

ترجمہ۔اللہ کی شان کے لائق نہیں کہ وہ کسی کو اولاد بنائے۔وہ پاک ذات ہے۔ہاں جب وہ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے تو بس اتنی بات ہے کہ اُس کام کو کہہ دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔

تفسیر۔ سُبْحٰنَهٗ۔یہ ایک دلیل ہے کہ بے جرم کو پکڑنا اور مجرم کو چھوڑنا سبحانیت کے خلاف ہے اس میں ابطالِ کفارہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷و۲۸ مورخہ ۳۰؍اپریل، ۵؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۴)

۳۸۔ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ۔

ترجمہ۔پھر اختلاف کرنے لگیں ٹکڑیئیں آپس میں تو تباہی ہے کافروں کے لئے بڑے دن کی حاضری سے۔

تفسیر۔ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ۔کہ تم میں اگر اس قسم کی بحثیں ہوں کہ خلیفہ اور فلاں کے کیا تعلقات ہیں؟ اور پھر اس پر فیصلہ کرنے لگ جاؤ تو مجھے سخت رنج پہونچتا ہے تم مجھے خلیفۃ المسیح کہتے ہو۔ میں تو اس خطاب پر کبھی پھولا نہیں۔ بلکہ اپنی قلم سے کبھی لکھا بھی نہیں۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس بیہودہ بحثیں کرنے والے لوگوں کو اپنی جماعت میں نہیں سمجھتا۔ میں تمام جماعت کیلئے دعا کرتا ہوں مگر ایسے لوگوں کیلئے دعا بھی پسند نہیں کرتا۔ان کو کیا حق ہے کہ تفرقہ اندازی کی باتیں کریں۔آگ پہلے دیا سلائی سے پیدا ہوتی ہے۔مگر آخر کار گھر پھر محلہ پھر شہر کے شہر جلا دیتی ہے۔ایسے لوگ اگر میری

مدد کے خیال سے ایسا کرتے ہیں تو سن رکھیں کہ میں ان کی مدد پر تھوکتا بھی نہیں۔ اگر مخالفت میں کرتے ہیں تو وہ خدا سے جا کر کہیں جس نے مجھے خلیفہ بنایا۔

سنو! میرا صدیقِ اکبرؓ کی نسبت یہی عقیدہ ہے کہ سقیفہ بنی ساعد نے خلیفہ نہیں بنایا۔ نہ اس وقت جب ممبر پر لوگوں نے بیعت کی۔ نہ اجماع نے ان کو خلیفہ بنایا۔ بلکہ خدا نے بنایا۔ خدا نے چار جگہ قرآن میں خلافت کا ذکر کیا ہے اور چار بار اپنی طرف اس کی نسبت کی ہے۔ حضرت آدم کے بارے میں فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً۔[۱] (البقرۃ:۳۱) پھر حضرت داؤد کی نسبت ارشاد کیا یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ۔[۲] (صٓ:۲۷) پھر صحابہ کرامؓ کے لئے فرمایا لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ۔[۳] (النور:۵۶) اور پھر سب کے لئے فرمایا۔ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ۔[۴] (یونس:۱۵) پس میں بھی خلیفہ ہوا تو مجھے خدا نے بنایا۔ اور اللہ کے فضل ہی سے ہوا۔ جو کچھ ہوا اور اس کی طاقت بغیر انسان کچھ بھی نہیں کرسکتا......

تمہیں چاہیے۔ دنیا کماتے۔ آپ کھاتے۔ بیوی بچوں کو کھلاتے۔ اس سے بچتا تو دوسرے کے نفع اور مخلوق کی شفقت پر خرچ کرتے۔ پھر اس سے وقت بچے تو اَلْحَمْد پڑھو۔ لَا حَوْل پڑھو۔ استغفار کرو، درود پڑھو۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ذکر کرو۔ تمہارے پاس ان لغو کاموں اور باتوں کے لئے وقت کہاں سے آ گیا۔ اپنے اخلاق کی کمزوریوں کی اصلاح کرو۔ گندی گالیاں تمہارے منہ سے نہ نکلیں۔ تم میں طمع و حرص نہ ہو۔ تجارت میں حساب و کتاب رکھو۔ ملازمت میں فرضِ منصبی کو ایمانداری سے ادا کرو۔

ایک اور بحث بھی ہے کہ مسیح بے باپ تھا یا نہیں! میں کہتا ہوں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کا باپ تھا یا نہیں۔ شریعت نے ہمیں اس بات پر مامور نہیں کیا کہ ہم پیغمبروں کے ماں باپوں اور بہن

---

[۱] میں خاص زمین میں ایک نائب حاکم بنانے والا ہوں۔

[۲] اے داؤد! ہم نے تجھ کو بنایا نائب ملک میں۔

[۳] ان کو ضرور خلیفہ بنائے گا زمین میں جیسے کہ خلیفہ بنایا ان سے پہلے والوں کو۔

[۴] ہم نے تم کو ان کے بعد قائم مقام بنایا ملک میں۔

بھائیوں کی تحقیق کرتے پھریں۔ یہ باتیں تمہاری روحانیت میں داخل نہیں۔

ہم نے آج جو کچھ سمجھایا۔ وہ دردِ دل سے سمجھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی سمجھ دے۔ اسی کے قبضہ میں سب کے دل ہیں۔ تم شکر کرو کہ ایک شخص کے ذریعہ تمہاری جماعت کا شیرازہ قائم ہے۔ اتفاق بڑی نعمت ہے۔ اور یہ مشکل سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ تم کو ایسا شخص دے دیا جو شیرازہ وحدت قائم رکھے جاتا ہے وہ نہ تو جوان ہے اور نہ اس کے علوم میں اتنی وسعت جتنی اس زمانہ میں چاہیے لیکن خدا نے تو موسیٰؑ کے عصا سے جو بے جان لکڑی تھی اتنا بڑا کام لے لیا تھا کہ فرعونیت کا قلع قمع ہو گیا۔ اور میں تو اللہ کے فضل سے انسان ہوں۔ پس کیا عجب ہے کہ خدا مجھ سے یہ کام لے لے۔ تم اختلافات اور تفرقہ اندازی سے بچو نکتہ چینی میں حد سے بڑھ جانا بڑا خطرناک ہے۔ اللہ سے ڈرو۔ اللہ کی توفیق سے سب کچھ ہوگا۔ (بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴؍اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۲۔ ۳)

۴۱۔ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ۔

ترجمہ۔ البتہ ہم ہی وارث بن گئے زمین اور اس کی سب چیزوں کے اور ہماری ہی طرف وہ لوٹائے جائیں گے۔

تفسیر۔ نَرِثُ الْاَرْضَ۔ تمام مملکتوں اور جائیدادوں کی مِلک پر غرور کرنے والے اس آیت پر غور کریں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷و۲۸ مورخہ ۳۰؍اپریل، ۵؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۴)

۴۲۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۬ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا۔

ترجمہ۔ اور ابراہیم کا ذکر کر کتاب میں بے شک وہ اعلیٰ درجہ کی خبر دینے والا تھا۔

تفسیر۔ اور بیان کردے اس کتاب میں ابراہیم کا قصہ۔ بے ریب وہ راست باز نبی تھا۔

(تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۴۰)

وَاذْكُرْ۔ اس کتاب میں حضرت ابراہیمؑ کا ذکر کردو۔ حضرت ابراہیمؑ کوسہ میں رہتے تھے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷و۲۸ مورخہ ۳۰؍اپریل، ۵؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۴)

فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۔ آپ بھی اولاد کی طرف سے ناامید تھے۔ ۹۹ برس کی عمر میں اسحٰق پیدا ہوئے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۶)

حضرت ابراہیمؑ کی زندگی مومنوں کے لئے نہایت عمدہ اسوۂ حسنہ ہے۔ بلحاظ خوراک، پوشاک، قطع وضع، خصائل فطری، عزت، مقبولیتِ عامہ، ذکرِ خیر، اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ اس تمام کامیابی کا گر بتایا ہے کہ ابراہیمؑ صدیق تھا۔ جس کے ادنیٰ معنے راست گفتار کئے ہیں۔ ہر مضبوط کام جس کا نتیجہ عمدہ ہو اسے عرب صدق کہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷ و ۲۸ مورخہ ۳۰؍اپریل، ۵؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۴)

حضرت ابراہیمؑ خدا کے بڑے پیارے بندوں میں تھے اور اپنی ذات میں کمالات کے جامع تھے۔ ہمیں تو ان کے والد کا نام بھی کسی صحیح روایت سے معلوم نہیں۔ پھر بھی ان کی مقبولیت کا یہ حال ہے کہ تمام یوروپ، تمام امریکہ، تمام مسلمان، تمام عرب، یہود، مجوسی ان کی عظمت کے قائل ہیں۔ کوئی بڑا ہی بد بخت ہو جو منکر ہو۔ بعض اولیاء و انبیاء کو عجیب مقبولیت ہے۔ یہ بھی خدا کی ایک شان ہے۔ سید عبدالقادر جیلانیؒ کو برا کہنے والے بہت کم ہیں۔ ہاں رافضی ہوں تو ہوں۔

سچ بولنا بڑا وصف ہے۔ یہ بڑا ہی کٹھن رستہ ہے۔ آٹھ پہر میں اس بات کی طرف بھی غور کرو کہ تم نے کہاں تک سچ بولا ہے۔ میں ایمان رکھتا ہوں کہ جس نے زبان پر قابو پایا۔ اس نے بہت سے عیوب پر قابو پالیا۔ نبی کے معنے خدا سے خبر پا کر اطلاع دینے والا اور بہت ہی بڑائی والا۔

(بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴؍اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

۴۳، ۴۴۔ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَ لَا يُبْصِرُ وَ لَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا۔ يٰۤاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا۔

ترجمہ۔ جب اس نے اپنے تایا سے کہا اے میرے تایا! تم کیوں پوجتے ہو ایسی چیز کو جو نہ کچھ سنے اور نہ دیکھے اور نہ تمہارے کام آوے۔ اے میرے تایا! مجھے ایسا علم ملا ہے جو تمہیں نہیں ملا تو تم میری پیروی کرو تو میں تم کو سیدھی راہ بتا دوں گا۔

تفسیر۔ اَبٌ۔ چچا۔

لِمَ تَعْبُدُ۔ شمس کی۔ چندر ماہ کی۔ مرکری کی پرستش کی جاتی ہے۔ پھر ان سے اتر کر ان ہیکلوں میں۔

مَا لَا یَسْمَعُ وَ لَا یُبْصِرُ۔ مسلمانوں میں بھی لوگ ''یَا شَیْخُ عَبْدُالْقَادِرِ شَیْئًا لِلّٰہِ'' پڑھتے ہیں یہ باتیں کچھ نفع نہیں پہونچاتیں۔

سَوِیًّا۔ ہر ایک طرح کی افراط وتفریط سے بچی ہوئی راہ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷و۲۸ مورخہ ۳۰/اپریل، ۵/مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۴)

ابراہیمؑ نے اپنے باپ کو کہا۔ اے پیارے باپ! کیوں بتوں کی پرستش کرتا ہے۔ وہ تو تمہاری دعاؤں کو سنتے نہیں اور تمہاری حالت کو دیکھتے نہیں اور اگر سنتے اور دیکھتے بھی تو تمہاری کچھ بھی حاجت براری نہیں کر سکتے۔ میرے پیارے باپ! مجھے تو خدا پرستی کے فوائد کی سمجھ ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ بت پرستی ہمارے تمدنی اخلاقی وغیرہ وغیرہ میں مضر ہے۔ مگر افسوس تجھے ان باتوں کی خبر نہیں پس تجھے چاہیے میرا کہا مان میں تجھے سیدھی راہ بتادوں گا۔

(تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۴۰)

۴۵، ۴۶۔ یٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا۔ یٰٓاَبَتِ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّکَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَکُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا۔

ترجمہ۔ اے میرے باپ! شیطان کی پوجا مت کر کیونکہ وہ شریر ہلاک ہونے والا تو رحمان کا نافرمان ہی ہے۔ اے میرے باپ! میں ڈرتا ہوں کہ رحمان کا عذاب تم کو نہ چھو جائے تو تم شیطان کے رفیق بن جاؤ گے۔

تفسیر۔ اے پیارے باپ نافرمان اور رحمت سے دور شیطان کی فرماں برداری مت کر۔ شیطان تو رحمٰن جیسے محسن کا نافرمان ہے۔ میرے پیارے باپ! بے ریب مجھے تو ڈر ہے کہ تجھے رحمٰن بھی عذاب دے اور تو شیطان کا ساتھی ہوجاوے۔ (تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۴۰، ۲۴۱)

لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا۔ پہلے آدمی خود بدی کرتا ہے۔ تب خبیث روحیں (شیطان) اس کے یار وآشنا بن جاتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷و۲۸ مورخہ ۳۰/اپریل، ۵/مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۴)

يَآبَتِ۔ میرے بزرگ (باپ نہ تھا)۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۶)

۴۷۔ قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَ اهْجُرْنِيْ مَلِيًّا۔

ترجمہ۔ چچا نے کہا اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے متنفر ہے پھر اگر تو باز نہ آئے گا میں ضرور تجھے پتھروں سے ماروں گا اور میرے پاس سے چلا جا تو مدتوں۔

تفسیر۔ لَاَرْجُمَنَّكَ ۔ سنگسار کرنا ترجمہ نہیں۔ بلکہ لَاَشْتُمَنَّكَ میں تجھے گالی دوں گا۔ یہاں جو ترجمہ لکھا ہے ٹھیک نہیں۔ کیونکہ یہ معنے صحابہ، تابعین، تبع تابعین نے نہیں کئے ......

مَلِيًّا۔(۱) سَوِيًّا سَلِيْمًا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷ و ۲۸ مورخہ ۳۰/ اپریل، ۵/ مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۴)

حضرت ابراہیم کے اب نے دو باتیں فرمائیں۔ (۱) لَاَرْجُمَنَّكَ (مریم:۴۷) (۲) وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا (مریم:۴۷) میں تجھے سخت سست کہوں گا۔ اور مجھ سے الگ ہوجا۔

(بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴/ اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

۴۸، ۴۹۔ قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا۔ وَ اَعْتَزِلُكُمْ وَ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ اَدْعُوْا رَبِّيْ ۖ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا۔

ترجمہ۔ ابراہیم نے کہا (جاتا ہوں) سَلٰمٌ عَلَيْكَ میں عنقریب تمہارے لئے مغفرت مانگوں گا میرے رب سے۔ بے شک وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے۔ ہر ایک سوال کا جواب سمجھا دینے والا ہے۔ اور میں تم سے الگ ہوجاتا ہوں اور ان سے جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا اور میں اپنے رب کو پکاروں گا اور مجھے امید ہے کہ میں اپنے رب کو پکار کر محروم نہ رہوں گا۔

تفسیر۔ ابراہیم نے کہا تجھے برے اعتقاد سے سلامتی رہے۔ میری طرف سے تجھے دکھ نہ پہنچے۔ میں تو بہر حال اپنے رب سے تیرے لئے معافی مانگوں گا۔ وہ مجھ پر مہربان ہے اور تم سے اور تمہارے

بتوں سے جنہیں تم خدا کے سوا پکارتے ہو۔ سب سے الگ ہوں اور صرف اپنے رب کو ہی پکارتا ہوں اور امید ہے کہ جس طرح تم بتوں کو پکار کر پورے کامیاب نہیں ہوتے۔ یقیناً میرا حال ایسا نہ ہوگا۔

(تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۴۱)

قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ۔ دیکھو کیا شستہ زبانی اور خوش بیانی ہے۔ باوجود مباحثہ کے ایک دوسرے کا ادب ملحوظ رہا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷ و ۲۸ مورخہ ۳۰ /اپریل، ۵/مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۴)

۵۰، ۵۱۔ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَ مَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ ؕ وَ كُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا۔ وَ وَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَ جَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا۔

ترجمہ۔ پھر جب ابراہیم نے کنارہ کیا ان سے اور ان جھوٹے معبودوں سے جن کو پوجتے تھے وہ اللہ کے سوا تو ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب عطا فرمایا۔ اور سب ہی کو نبی یعنی غیب کی خبر دینے والا ہم نے بنایا۔ اور ان کو ہم نے بہت کچھ دیا اپنی رحمت سے اور ان کے لئے اعلیٰ درجہ کا ذکر خیر قائم کیا۔

تفسیر۔ فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ ۔ملک شام میں چلے گئے۔ ان سے الگ ہو گئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷ و ۲۸ مورخہ ۳۰ /اپریل، ۵/مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۴)

پس جب ابراہیمؑ ان لوگوں سے اپنے بت پرست باپ اور اپنی بت پرست قوم اور ان کے بتوں سے الگ ہوا تو اسے اللہ تعالیٰ نے نبی بیٹا اسحٰقؑ جیسا اور نبی پوتا یعقوبؑ جیسا عطا فرمایا۔ اور ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اتنے انعامات بخشے جن کے بیان کی حاجت ہی نہیں۔ کیونکہ ابراہیمی خاندان کے برکات ظاہر ہیں۔ تمام دنیا کے لوگ ان کی مدح اور ثناء کرتے ہیں۔

(تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۴۱)

چونکہ آپ نے خدا کے لئے ایسا کیا اس لئے اللہ نے اس کے عوض میں وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ فرمایا یعنی حضرت اسحٰقؑ و حضرت یعقوبؑ ایسے برگزیدہ دیئے اور سخت زبانی کے مقابل پر جَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا فرمایا۔ یعنی ان کا ذکرِ جمیل دنیا میں کر دیئے۔

(بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴/اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

۵۲۔ وَ اذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ مُوْسٰۤی ۫ اِنَّہٗ کَانَ مُخْلَصًا وَّ کَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا ۔

ترجمہ۔اور کتاب میں موسیٰ کا بیان کر (یعنی قرآن میں) کہ وہ خاص بندہ تھا اور بھیجا ہوا۔ پیشگوئی کرنے والا ۔

تفسیر۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اولاد ابراہیم میں حضرت موسیٰؑ سے خصوصیت کے ساتھ مشابہت ہے ۔اس لئے ان کا ذکر خاص غور کے قابل ہے ۔قرآن مجید میں کئی جگہ اس مشابہت کا ذکر فرمایا۔مثلاً رَسُوْلًا شَاھِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا [۱] (المزمل:۱۶) شَہِدَ شَاھِدٌ مِّنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰی مِثْلِہٖ فَاٰمَنَ وَ اسْتَکْبَرْتُمْ [۲] (الاحقاف۔۱۱) اَنْ یُّؤْتٰٓی اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِیْتُمْ [۳] (اٰل عمران:۷۴)۔

اس مشابہت کا ذکر اس لئے فرمایا تا عیسائی و یہودی اپنے مانے ہوئے رسول حضرت موسیٰؑ کے معیارِ صداقت پر اس نبی کو پرکھ لیں ۔

وَ اذْکُرْ ۔اس کتاب (قرآن شریف) میں حضرت موسیٰؑ کا ذکر لوگوں کو سناؤ۔

کَانَ مُخْلَصًا۔حضرت نبی کریمؐ کے اخلاص کا ذکر بھی ایک جگہ فرمایا ہے دَنَا فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی [۴] (النجم:۹،۱۰)۔

عرب میں ایک رسم ہے۔ جو دو دوست بننا چاہتے ہیں تو عمائد کو جمع کر کے اپنی اپنی کمانیں ملاتے اور اس میں ایک تیر رکھتے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ جو تمہارا دوست ۔ ہمارا دوست ۔ جو تمہارا دشمن وہ ہمارا دشمن ۔

جنابِ الٰہی سے بھی تعلقاتِ اخلاص ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایسے مخلصین کے لئے خدا تعالیٰ

۱؎ رسول بھیجا ہے۔ جو تم پر نگران ہے جیسا کہ فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا۔ ۲؎ بنی اسرائیل کا ایک حکمران شہادت دے چکا اپنے مثیل کی تو وہ ایمان لا چکا اور تم نے اپنے کو بڑا سمجھا اور دوسرے کو حقیر۔
۳؎ کسی کو وہ ملے جو تمہیں ملا۔ ۴؎ اس نے قرب الٰہی چاہا (پھر کیا ہوا) اللہ اُس کی طرف جھکا۔ پھر وہ دو کمانوں کے ملنے سے بھی زیادہ تر قریب ہوگیا۔

حدیثِ قدسی میں فرماتا ہے کہ اے ابنِ آدم۔ اگر تو میری طرف چل کر آئے۔ تو میں دوڑ کر آؤں۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کوئی مخلص دنیا میں بھی ایسی مشکلات میں پڑا ہو جن کا انجام اس کے حق میں برا ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷و۲۸ مورخہ ۳۰/اپریل، ۵/مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۴)

فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰى۔ وہ شہر سے بھاگے مگر خدا نے اس ناامیدی میں رسول بنا دیا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۶)

۵۳۔ وَ نَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَ قَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا۔

ترجمہ۔ اور ہم نے اس کو آواز دی سیدھی طرف سے کوہ طور کے اور اُس کو ہم نے پاس بلالیا راز کہنے کو۔

تفسیر۔ الْاَيْمَنِ۔ بایمن۔ برکت والی۔

نَجِيًّا۔ بلند مقام پر پہونچنے والا۔ محبت و پیار کی مخفی باتیں کیں۔

(اس قرآن مترجم[۱] پر ایک حاشیہ ہے اس کو میں نے کاٹ دیا۔ کیونکہ اس مترجم کو یہ وہم ہوا ہے کہ کلام بغیر وساطت فرشتہ ہوئی۔ حالانکہ سب سے اعلیٰ وحی وہی ہے جو فرشتوں کے ساتھ ہو) نَا کا لفظ جب ہوتا ہے کہ فرشتے بھی ہوں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷و۲۸ مورخہ ۳۰/اپریل، ۵/مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۴)

۵۴۔ وَ وَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا۔

ترجمہ۔ اور دیا اُس کو اُس کا بھائی ہارون اپنی مہربانی سے پیشگوئی کرنے والا بنا کر۔

تفسیر۔ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا۔ اخوت خاص برکات کا موجب ہے۔ جن کے بھائی نہیں ہوتے خواب میں ان کے بازو کٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے بعض فیضان جماعت و اخوت کے ساتھ خاص ہیں کہ بغیر اس اخوت کے وہ نازل ہی نہیں ہو سکتے۔ ہمارے حضرت صاحب بھی کئی مخلصین کو اخی کر کے لکھتے تھے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۲۷و۲۸ مورخہ ۳۰/اپریل، ۵/مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۴)

و ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹/مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۵)

---

[۱] جس سے آپ درس دے رہے تھے۔ (مرتّب)

۵۵،۵۶۔وَ اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ١٘ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ كَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا۔ وَ كَانَ یَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ١۪ وَ كَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِیًّا۔

ترجمہ۔اور کتاب میں (یعنی قرآن میں) اسماعیل کا بیان کر بے شک وہ وعدے کا سچا تھا اور بھیجا ہوا خبر دینے والا تھا۔(محمد رسول اللہ کی)۔اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کیا کرتا تھا اور زکوٰۃ کا اور وہ اپنے رب کا بڑا پسندیدہ تھا۔

تفسیر۔ فِی الْكِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ۔ جو وَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ۔ بچنے کی امید بھی نہ رکھتے تھے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۶)

صَادِقَ الْوَعْدِ۔ یہاں ایک روایت لکھی ہے کہ ایک شخص نے ان سے کہا کہ میں آتا ہوں آپ یہاں ٹھہرو۔ آپ نے کہا۔ اچھا۔ ایک سال تک کھڑے رہے۔ یہ جھوٹی روایت ہے۔ کیا وہ نمازیں نہیں پڑھتے تھے۔

كَانَ یَاْمُرُ اَهْلَهٗ۔ ایک اور جگہ فرمایا ہے وَاصْطَبِرْ عَلَیْهَا(طٰہٰ:۱۳۳) مطلب یہ ہے کہ قسم قسم پیرایوں میں کہتا ہی چلا جاوے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ رمئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۵)

۵۷،۵۸۔ وَ اذْكُرْ فِی الْكِتٰبِ اِدْرِیْسَ١٘ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا۔ وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِیًّا۔

ترجمہ۔اور کتاب میں (یعنی قرآن میں) ادریس کا بیان کر بے شک وہ بڑا سچا اعلیٰ درجہ کا خبر دینے والا تھا۔ اور ہم نے اس کو اٹھالیا بلند مکان پر۔

تفسیر۔ اِدْرِیْسَ۔ آپ کا دوسرا نام اخنوک ہے۔ حضرت نوحؑ سے پہلے ہوئے تھے۔ یہوداہ کے پہلے خط کے ۱۴ باب میں ان کا ذکر ہے۔

رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِیًّا۔ ہم نے عظیم الشان رفعت (مرتبہ) دی تھی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ رمئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۵)

۵۹۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ وَ مِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۫ وَّ مِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْرَآءِيْلَ ۫ وَ مِمَّنْ هَدَيْنَا وَ اجْتَبَيْنَا ؕ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ بُكِيًّا۔

ترجمہ۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا ہے نبیوں میں اولاد آدم میں سے ہیں اور ان کی نسل میں سے جن کو ہم نے نوح کے ساتھ اٹھالیا تھا اور ابراہیم اور یعقوب کی اولاد میں سے اور ان میں سے جن کو ہم نے راہِ ہدایت بتائی۔ اور منتخب فرمالیا۔ جب ان پر رحمٰن کی آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو وہ گر پڑے تھے سجدہ کرتے ہوئے اور روتے ہوئے۔

تفسیر۔ سُجَّدًا۔ فرماں برداری کے لئے گر پڑتے۔

ایک عجیب کہانی حضرت الیاسؑ کے متعلق لکھی ہے کہ ملک الموت سے کہا کہ جان نکال کر دکھاؤ چنانچہ اس نے ایسا کیا۔ خود آپ بہشت میں گئے۔ پھر واپسی سے انکار کر دیا۔ ایسی کہانیاں یہودیوں کی شرارت سے غالباً اسلامی تفاسیر میں داخل ہوئی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ رمئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۵)

۶۰۔ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا۔

ترجمہ۔ پھر ان کے پیچھے ایسی ناخلف اولاد آئی جنہوں نے نمازیں ضائع کر دیں اور گری ہوئی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے تو آگے پاویں گے گمراہی کی سزا۔

تفسیر۔ پھر ان کے بعد ایسے جانشین پیدا ہوئے جنہوں نے عبادتِ الٰہی کو ترک کیا اور خواہشات کے پیچھے لگ گئے۔ جلدی وہ سزا کو پہنچیں گے۔ (تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۶، ۱۷ حاشیہ)

خَلْفٌ۔ ل کے سکون کے ساتھ گندے پیچھے آنے والے۔ خلف ل کی فتح کیساتھ نیک لوگ پیچھے آنے والے۔

غَيًّا۔ جہنم کا نام ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ رمئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۵)

خَلْفٌ۔ خراب اولاد۔

غَیًّا۔ نقصان۔دکھ۔دوزخ کی وادی۔(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۶)

خَلْفٌ۔ برے معنوں میں آتا ہے اور خَلَفَ کا اطلاق اچھے پر ہوتا ہے۔

(بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴؍اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

۶۲۔جَنّٰتِ عَدْنِ ِۣالَّتِیْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَیْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِیًّا۔

ترجمہ۔وہ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کا وعدہ رحمٰن نے کرلیا ہے اپنے بندوں سے بے دیکھے یا تنہائی میں بھی جو اس کے بندے بنے بے شک اس کا وعدہ تو ضرور ہو کر رہے گا۔

تفسیر۔ مَاْتِیًّا۔آنے والا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۵)

۶۴۔ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِیًّا۔

ترجمہ۔یہ وہ جنت ہے جس کا ہم اپنے بندوں میں سے اس شخص کو وارث بنائیں گے جو بڑا متقی ہوگا۔

تفسیر۔ الْجَنَّةُ ۔اس میں ایک پیشگوئی ہے کہ ارضِ مقدس کے مالک مسلمان ہوں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۵)

۶۵، ۶۶۔ وَ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا وَ مَا خَلْفَنَا وَ مَا بَیْنَ ذٰلِكَ ۚ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ نَسِیًّا۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَ اصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِیًّا۔

ترجمہ۔ہم (فرشتے) اترتے نہیں مگر تیرے رب کے حکم سے۔اسی کو معلوم ہے جو آگے ہونے والا ہے اور جو پیچھے ہو چکا اور جو اب ہے اور تیرا رب بھولنے والا نہیں۔وہ رب ہے آسمان اور زمین کا اور جو ان دونوں کے درمیان ہے تو اسی کی عبادت کر اور نیکی پر جمارہو اور بدی سے بچتے رہو اس کی فرمانبرداری کے لئے۔بھلا تیری عقل و سمجھ میں اللہ کے جیسا کوئی اور بھی ہے۔

تفسیر۔ نَتَنَزَّلُ ۔اس کا فاعل ۱۔مومن ہیں بہشت میں داخل ہونے کے وقت یا۔

۲۔جبرائیل یا مراد مسلمانوں کا نزول ہے اس ملک میں۔

اصْطَبِرْ ۔عبادت پر استقلال کرو۔

سَمِيًّا۔ ہم نام۔ولد۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۵)

حضرت جبرائیل سے ایک دفعہ حضرت نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا۔تم ہر روز کیوں نہیں آتے۔تو انہوں نے حسبِ حال یہ آیت پڑھ دی۔ مَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ۔اب بعض مفسرین نے اس سے یہ سمجھ کر کہ یہ خاص جبرائیل کیلئے ہی ہے۔مشکلات میں پڑے ہیں۔ یہ طریق تفسیر ٹھیک نہیں۔اس رکوع میں تو جنتیوں کا ذکر ہے۔وہی کہتے ہیں کہ ہم جنت میں اللہ کے حکم سے ہی پہنچے ہیں۔ (بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴؍اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

۶۷۔ وَ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا۔

ترجمہ۔اور کافر (منکر قیامت) آدمی کہتا ہے جب میں مرجاؤں گا تو کیا آگے زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔

تفسیر۔ اَلْاِنْسَانُ ۔ وہ انسان جو قیامت کا منکر ہے ایسا کہتا ہے۔بعض انسان اپنے افعال سے ظاہر کرتے ہیں کہ مر کر جی اٹھنے کا خیال ان میں بہت کمزور ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۵)

اگر کامل یقین ہو کہ فلاں بات کا یہ نتیجہ ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ انسان فکرمند نہ ہو۔ برسات آنے والی ہو تو سب کو لپائیوں کا فکر پیدا ہو جاتا ہے۔ پھر لوگ بیج بونے کی تیاریاں (باوجود ان خوفوں کے کہ کھیتی شاید ہو یا نہ ہو یا پھر اس کے بعد اٹھانی یا کھانی نصیب ہو یا نہ ہو) کر لیتے ہیں۔امتحان قریب ہو تو لائق سے لائق لڑکا کچھ نہ کچھ تیاری کر لیتا ہے۔ یہ اس لئے کہ اسے یقین ہوتا ہے۔کل امتحان ضرور ہوگا۔تو پھر اگر قیامت کا یقین پیدا ہو تو انسان کیوں گناہ اور لوگوں کی حق تلفیاں اور اکلِ مال بالباطل کرے۔ ایسے ایسے برے کام کر کے وہ زبانِ حال سے جتاتا ہے کہ اسے یوم الحساب کا یقین نہیں۔اگر یقین ہو تو اس کے متعلق تیاری بھی کرے۔اس کے بعد ایک دلیل بیان کرتا ہے کہ انسان کچھ نہ تھا۔ہم نے اسے اپنی صفتِ ربوبیت کے ماتحت بتدریج اس حالت میں پہونچایا یا جو پورا ثبوت ہے اس بات کا کہ ہم اسے پھر اٹھائیں گے اور حسبِ اعمال جنت یا دوزخ میں پہونچائیں

گے۔اس کی تفصیل فرماتا ہے کہ متقیوں کو بچائیں گے اور ظالموں کو دوزخ میں بھجوائیں گے۔اس وقت معلوم ہوگا کہ یہ ظاہری دکھلاوے کا ساز وسامان کہاں تک کسی کے کام آنے والا ہے یہاں تک کہ اس دنیا میں بھی یہ چیزیں ان کو حقیقی عزت نہیں دے سکیں۔ایک شخص نے مجھ پر اعتراض کیا کہ آپ کے قرآن میں نمرود۔حضرت ابراہیم کے مقابل کا ذکر ہے۔حالانکہ وہ کوئی شخص نہیں ہوا۔میں نے کہا یہی تو اعجاز قرآنی ہے کہ اس مدِّ مقابل کا نام نہیں لیا۔گویا بتلا دیا کہ یہ ایسا بے نشان کیا جاوے گا کہ ایک زمانہ میں اس کی ہستی سے بھی انکار کیا جائے گا۔اس کے خلاف حضرت ابراہیمؑ کو دیکھو کہ مجوس، عیسائی، یہودی، مسلمان سب ہی اس کا نام عزت سے لیتے ہیں۔اور اس کی اولاد تمام روئے زمین پر موجود ہے۔حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نامِ نامی پانچ بار تو چھتوں پر بآوازِ بلند پکارا جاتا ہے اور پھر کس عزت کے ساتھ۔مگر کیا کوئی عتبہ، ربیعہ، شیبہ، ابوجہل اور پھر امام حسینؓ کے مقابل یزید کی اولاد ہونے کی طرف بھی اپنے تئیں منسوب کرتا ہے یادرکھو آرام کی زندگی کے لئے یہ چالاکیاں، یہ ساز وسامان کی حرص مفید نہیں۔بلکہ قرآن مجید کی سچی فرمانبرداری کرو۔میرا تو اعتقاد ہے کہ اس کتاب کا ایک رکوع انسان کو بادشاہ سے بڑھ کر خوش قسمت بنادیتا ہے۔جس باغ میں مَیں رہتا ہوں اگر لوگوں کو خبر ہوجاوے تو مجھے بعض دفعہ خیال گزرتا ہے کہ میرے گھر سے قرآن نکال کرلے جاویں۔مسلمانوں کے پاس ایسی مقدس کتاب ہو اور پھر وہ تکالیف میں مشکلات میں پھنسے ہوں۔ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ (بدر جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱)

۶۸، ۶۹۔ اَوَ لَا يَذْكُرُ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ وَ لَمْ يَكُ شَيْـًٔا۔ فَوَ رَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَ الشَّيٰطِيْنَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا۔

ترجمہ۔کیا یہ آدمی یاد نہیں کرتا کہ ہم نے اسے پہلے پیدا کیا ہے جب وہ کچھ بھی نہ تھا۔پس تیرے رب کی قسم ہے ہم ضرور جمع کریں گے ان کو اور شیاطین کو پھر ان کو لاکر حاضر کریں گے جہنم کے پاس گھٹنوں پر گرے ہوئے۔

تفسیر۔ اَوَ لَا يَذْكُرُ۔ لَسَوْفَ اُخْرَجُ کا جواب دیتا ہے کہ پہلے بھی تم لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا ہی تھے۔

فَوَرَبِّكَ۔ وہ رب جس نے تم کو عدم سے وجود دیا۔ پھر نیست کر کے وجود میں لا سکتا ہے۔ ربوبیتِ الٰہی کا تقاضا ہے کہ جو ناقص رہ گیا ہے۔ وہ کامل ہو اور جو کامل ہو گیا۔ وہ ترقی کرے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۵)

حَوْلَ جَهَنَّمَ ۔ اس سے بھی ثابت ہے کہ الانسان سے مراد وہی انسان ہیں جو منکرانِ قیامت و خدا ہیں۔ دنیا میں بھی کوئی بدکار سکھی نہیں دیکھا گیا گویا یہاں بھی یہ گروہ حَوْلَ جَهَنَّمَ ہی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۵)

۷۰۔ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيْعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمٰنِ عِتِيًّا۔

ترجمہ۔ پھر الگ کریں گے ہر ایک ٹکڑی میں سے اس شخص کو جو رحمان پر بڑا اکڑ باز تھا۔

تفسیر۔ عِتِيًّا۔ متمرد۔ سرکش، احکام نہ ماننے والے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۵)

۷۲، ۷۳۔ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا۔ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا۔

ترجمہ۔ اور تم میں ایسا کوئی نہیں جو جہنم میں نہ جائے۔ یہ وعدہ ہے تیرے رب کا یقینی۔ پھر ہم بچا لیں گے متقیوں کو اور چھوڑ دیں گے ظالموں کو اوندھے گرے ہوئے اس میں۔

تفسیر۔ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۔ مِنْكُمْ کے مخاطب وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اِذَا مَامِتُّ الخ یہ غلط ہے کہ متقی بھی دوزخ میں جائیں گے بلکہ صرف کفار جائیں گے۔ جیسا کہ اور جگہ فرمایا ہے يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا۔ وَّ نَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا[1] (مریم:۸۶،۸۷) یہاں تمیز کر دی۔ پھر فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ۔ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ[2] (الانبیاء:۱۰۲،۱۰۳) یعنی

---

[1] ہم متقیوں کو جمع کریں گے رحمان کے (یعنی اپنے) نزدیک مہمان بنا کر۔ اور ہانکیں گے جنابِ الٰہی سے قطع تعلق کرنے والوں کو پیاسے۔ [2] البتہ جن کے لئے پہلے ثابت ہو چکی ہے ہماری طرف سے نیکی وہ جہنم سے دور رکھے جائیں گے۔ اس کی بھنک بھی نہ سنیں گے اور وہ اپنے من مانے مزوں میں ہمیشہ رہیں گے۔

متقی تو دوزخ کی بھنبھناہٹ تک نہ سنیں گے۔ اِنْ مِّنْکُمْ سے یہ مراد ہے کہ اے منکرانِ قیامت تم سب دوزخ میں جاؤ گے۔ ثُمَّ نُنَجِّی سے یہ مطلب ہے کہ پھر ہم تمہیں ایک اور بات بتائیں۔ وہ یہ کہ متقی نجات پائیں گے۔

حَتْمًا مَّقْضِیًّا۔ لازمی اور واجب یہ امر ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹رمئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۵)

اِنْ مِّنْکُمْ۔ منکران قیامت۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۶)

۷۵۔ وَ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ اَحْسَنُ اَثَاثًا وَّ رِءْيًا۔

ترجمہ۔ اور بہت سی ہم ہلاک کر چکے ہیں ان سے پہلی اُمتیں کہ وہ ساز و سامان میں نام ونمود میں ان سے بہتر تھیں۔

تفسیر۔ اَثَاثًا۔ گھر کا اسباب۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹رمئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۵)

۸۰۔ كَلَّا ؕ سَنَكْتُبُ مَا يَقُوْلُ وَ نَمُدُّ لَهٗ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا۔

ترجمہ۔ ایسا ہر گز نہیں ہم لکھ رکھیں گے جو یہ کہتا ہے اور بڑھائیں گے ہم اس کے لئے عذاب کو بہت بڑھانا۔

تفسیر۔ سَنَكْتُبُ۔ ہم محفوظ رہیں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹رمئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۵)

۸۴۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّاۤ اَرْسَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ تَؤُزُّهُمْ اَزًّا۔

ترجمہ۔ کیا تجھے علم نہیں کہ ہم نے چھوڑ رکھا ہے شیطانوں کو کافروں پر کہ وہ ان کو اکساتے رہتے ہیں۔

تفسیر۔ کچھ علم انسان آنکھ کے ذریعے سے حاصل کرتا ہے۔ کچھ کان کے ذریعے کچھ ناک کے ذریعے، کچھ لمس کے ذریعے لیکن ایک علم ان حواسِ خمسہ کے علاوہ کسی ذریعے سے حاصل ہوتا ہے جو بہت ضروری ہے اور جس کی تڑپ انسان کی فطرت میں ہے۔ مگر حواس ظاہری اس کے حصول کی راہ میں رہ جاتے ہیں۔ انبیاء نے ایسے حواس پائے ہیں جو دوسری دنیا کے حالات سے ہمیں آگاہ کریں۔

شیاطین ان باتوں کو نہیں مانتے اور دوسروں کو بھی اس پاک گروہ کے خلاف بھڑکاتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ ۔کیا تم یہ بھی جانتے ہو۔

تَؤُزُّهُمْ ۔اکساتے ۔ابھارتے ۔اغراء۔

عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۔ پہلے انسان اپنے اندر کفر کی حالت پیدا کرتا ہے۔ پھر شیطان اس پر آتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۵۔۱۶۶)

۸۶،۸۷۔ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا۔ وَّ نَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا۔

ترجمہ۔ہم متقیوں کو جمع کریں گے رحمان کے (یعنی اپنے) نزدیک مہمان بنا کر۔اور ہانکیں گے جناب الٰہی سے قطع تعلق کرنے والوں کو پیاسے۔

تفسیر۔ وَفْدًا۔ جیسا کہ بادشاہ کے پاس ایلچی آتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۶)

وِرْدًا۔ پیاسا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۶)

۸۸۔ لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا۔

ترجمہ۔وہ سفارش کا اختیار نہ رکھیں گے ہاں وہ لوگ جنہوں نے رحمٰن سے عہد لے لیا۔

تفسیر۔ مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا۔ دوسرے مقام پر فرماتا ہے کہ ۲۵ پارہ سورہ زخرف اخیر رکوع میں وَ لَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ[1] (الزخرف:۸۷) یعنی وہ شفیع ہوگا۔جو آج کل حق کی گواہی دے رہا ہے اور اسے سب جانتے ہیں یعنی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۶)

---

[1] اور وہ تو کچھ اختیار نہیں رکھتے جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا شفاعت کرنے کے لیے مگر ہاں جس نے گواہی دی سچی اور وہ جانتے ہیں۔

۸۹، ۹۰۔ وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا۔ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا۔

ترجمہ۔اور کہتے ہیں رحمٰن کی اولاد ہے۔(جواب دو) کہ تم بہت بڑی بات لائے۔

تفسیر۔ اِدًّا۔ پنجابی لفظ ایڈا غالباً اسی سے نکلا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدرقادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹رمئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۶)

۹۱۔ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا۔

ترجمہ۔قریب ہے کہ آسمان اِس سے پھٹ پڑیں اور زمین شق ہوجائے اور پہاڑ کانپ کے گر پڑیں۔

تفسیر۔ قریب ہے کہ آسمان چُور چُور ہوجائیں اور زمین شَق ہوجائے اور پہاڑ ذرہ ذرہ ہوکر گر پڑیں کہ وہ رحمان کا بیٹا پکارتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۹ حاشیہ)

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ ۔ یہ پیشگوئی ہے اور ایسے زلازل اس زمانہ میں یسوع پرستوں کے جزائر پر بالخصوص آئے۔

هَدًّا۔ سخت۔آسمان سے وہ عذاب ہے جواٹل ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدرقادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹رمئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۶)

اسی طرح مشنری عیسائی بڑی بداخلاق قوم ہے کوئی خلق ان میں ہے ہی نہیں۔ایک شخص نے کہا ان کی تعلیم میں تو اخلاق ہے اور ایک نے کہا ان میں بڑا خلق ہے۔ایسا کہنے والے نادان ہیں۔ان کے ہاں ایک عقیدہ ہے۔نبی معصوم کا جس کے یہ معنے ہیں ایک ہی شخص دنیا میں ہر عیب سے پاک ہے۔باقی آدم سے لے کر اس وقت کے کل انسان گنہگار اور بدکار ہیں۔ان لوگوں نے یہاں تک شوخی سے کام لیا ہے کہ حضرت آدمؑ کے عیوب بیان کیے۔پھر حضرت نوحؑ کے۔حضرت ابراہیمؑ کے۔حضرت موسیٰؑ کے الغرض جس قدر انبیاء اور راست باز پاک انسان گزرے ہیں۔ان کے ذمہ چند عیوب لگائے ہیں۔پھر ہماری سرکار ہے۔احمد مختار صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو ان کو خاص نقار ہے اور دھت ہے ان کو گالیاں دینے کی۔باوجود اس گندہ دہانی کے پھر بھی ایسے لوگوں کو کوئی بڑے اخلاق والا کہتا ہے تو اس کی غیرتِ دینی پر افسوس۔ایک شخص تمہارے پاس آتا ہے۔اور تم کو آکر کہتا

ہے۔میاں تم بڑے اچھے بڑے ایمان دار۔آ یئے تشریف رکھئے۔ باپ تمہارا بڑا ڈوم، بھڑوا، کنجر، بڑا حرام زادہ، سؤر، ڈاکو بدمعاش تھا۔تم بڑے اچھے آدمی ہو۔ اور ساتھ ساتھ خاطر داری کرتا جائے۔توکیاتم اس کے اخلاق کی تعریف کروگے؟

تمام جہان کے ہادیوں کوجن کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار سے زیادہ بیان کی جاتی ہے۔اور میرا تو اعتقاد ہے کہ ان کوکوئی نہیں گن سکتا۔ بدکار، گنہگار کہنے والا، ایک شخص کی مزوّرانہ خاطر داری سے خوش اخلاق کہلا سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے برگزیدوں کی تو ہتک کرتے ہیں اورتم ان کی نرمی اورخوش اخلاقی کی تعریف کرو۔حد درجے کی بےغیرتی ہے۔

یہاں تک تو انہوں نے کہہ دیا کہ شریعت کی کتابیں لعنت ہیں۔ پرانی چادر ہیں۔ ان کتابوں کو جو حضرت رب العزت سے خلقت کی ہدایت کے لئے آئیں۔لعنت کہنا کسی خوش اخلاق کا کام ہوسکتا ہے؟ دیکھوگلتیوں کا خط کہ اس میں شریعت کولعنت لکھا ہے۔ پھر خدا سے بھی نہیں ٹلے۔ کہتے ہیں اس کا بیٹا ہے۔(تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا۔ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا) پھراس بیٹے پراس غضب کی توجہ کی ہے کہ اپنی دعائیں بھی اسی سے مانگتے ہیں۔ بیٹے پرایمان لانے کے بدوں کسی کونجات نہیں۔خدا کسی کوعلم نہیں بخش سکتا۔ یہ تو روح القدس کا کام ہے۔نہ اللہ تعالیٰ کا۔

غرض اس درجہ بداخلاقی سے کام لینے والوں کوخوش خلق کہنا محض اس بناء پر کہ جب کوئی ان کے پاس گیا تو مشنری نے انجیل دے دی۔کسی کو روپیہ دے دیا۔کسی کی دعوت کر دی۔ حد درجے کی بےغیرتی ہے۔ان ظالموں نے ہمارے سب ہادیوں کو برا کہا۔تمام کتبِ الٰہیہ کو برا کہا۔ جناب الٰہی کے اسماء صفات کو برا کہا۔اسے سمیع الدعاء ، علم دینے والا نہ سمجھا۔ پھر اخلاق والے بنے ہیں توبہ توبہ ان کے کفّارہ کا اُلّو ہی سیدھا نہیں ہوتا جب تک یہ تمام جہان کے راست بازوں کواورتمام انسانوں کو گنہگار بدکاراورلعنتی نہ کہہ لیں۔ان میں خوش اخلاقی کہاں سے آ گئی۔

(الفضل جلد ا نمبر ۶ مورخہ ۲۳؍جولائی ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۳)

۹۲ تا ۹۴۔ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا۔ وَ مَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا۔ اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا۔

ترجمہ۔اس وجہ سے کہ انہوں نے رحمن کا بیٹا ٹھہرایا۔ حالانکہ رحمٰن کو تو نہیں چاہیے کہ وہ بیٹا بنائے کسی کو۔ جو آسمان اور زمین کی مخلوق ہے سب ہی تو رحمن کے حضور حاضر ہوں گے غلام بن کر۔

تفسیر۔ اور رحمٰن کو سزاوار نہیں کہ بیٹا اختیار کرے کیونکہ سب جو آسمان و زمین میں ہیں رحمٰن کے حضور میں بندہ بن کر آنے والے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۹ حاشیہ)

مَا يَنْۢبَغِيْ۔ یہ بات صفتِ رحیمیت کے مخالف ہے کہ اس کا کوئی ولد ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۶)

۹۷۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔

ترجمہ۔بے شک جو لوگ ایمان لائے اور بھلے کام کئے تو رحمٰن ان سے پیار کرے گا۔

تفسیر۔ وُدًّا۔ ہم نے دیکھا ہے کہ خدا کے لئے جب ہم کسی کو چھوڑتے ہیں تو اللہ بہتر سے بہتر دوست دیتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۶)

۹۹۔ وَ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا۔

ترجمہ۔اور ہم نے اُن سے پہلے کتنی سنگتیں ہلاک کر دیں کیا تو ان میں سے کسی کی آہٹ پاتا ہے یا کسی کی بھنک سنتا ہے۔

تفسیر۔ رِكْزًا۔ پاؤں کی آواز۔ صَوْتُ الرِّجْلِ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۶)



سُوْرَۃُ طٰہٰ مَکِّیَّۃٌ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

ہم اس سورۃ کو پڑھنا شروع کرتے ہیں تمام محامدوں سے موصوف اور تمام عیبوں سے پاک ذات اللہ کے نام سے جو بے محنت رحم فرمانے والا اور محنت کا بھی بڑا صلہ دینے والا ہے۔

۲۔ طٰہٰ۔

ترجمہ۔ اے نیکیوں میں حرص کرنے والے مرد۔

تفسیر۔ طٰہٰ۔ عربی زبان میں اس شخص کو کہتے ہیں جس کو کسی بات کی دَھت لگ رہی ہو...... عربی لٹریچر محبوبوں کے حسن و جمال، اپنے اظہارِ کمال، جتھے کی طاقت، دشمن کی ہلاکت کی نسبت بہت کچھ پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اللہ کی عظمت۔ اللہ کی جبروت، اللہ کے عجائباتِ قدرت کا بیان ہوتا ہے۔ (بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴؍اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۴)

مومن کے لئے تسلی کی بڑی ضرورت ہے اور تسلی میں نمونہ سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ صحابہ کرامؓ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر طرف سے دشمنوں میں گھرے ہوئے تھے۔ اس حالت میں ان کو حضرت موسیٰؑ کا بیان سنایا جاتا ہے کہ کیونکر وہ دشمنوں سے محفوظ رہے اور آخر کار مظفر و منصور ہوئے۔ اس رکوع میں واعظ کے سہارے کا ذکر ہے۔

طٰہٰ جن کو کسی کام کی دھت لگی ہوئی کہ ضرور ہو جائے اور جس میں وہ کامیاب ہو۔ ناکامیاب ہو تو تٰہٰ کہتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۶)

اس سورۃ میں قبولیتِ دعا کی تائید ہے۔

طٰہٰ۔ او بڑے آدمی۔ او حریص۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۶)

۳ تا ۶۔ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى۔ اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى۔ تَنْزِيْلًا مِّمَّنْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَ السَّمٰوٰتِ الْعُلٰى۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى۔

ترجمہ۔ہم نے تجھ پر یہ قرآن اس لئے نہیں اتارا کہ تو مشقت میں پڑے اور ناکام رہے۔ بلکہ یہ اس شخص کے واسطے یادگار و پند ہے جو ڈرتا ہے۔اس کی طرف سے اتارا ہوا ہے جس نے پیدا کیا زمین کو اور اونچے آسمانوں کو۔ پھر رحمٰن ہی مسلط ہے تختِ حکومت پر۔

تفسیر۔ لِتَشْقٰۤى ۔ تو اور تیرے ساتھی ناکام رہیں۔ایسا نہ ہوگا۔

تَذْكِرَةً۔ یاددلانے والا۔نصیحت۔جو کچھ فطرت میں ہے اسے یاددلاتا۔

عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى ۔وہ اپنے تختِ سلطنت پر بے عیب ہوکر قائم ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۶)

اِسْتَوٰى ۔اعتدل۔(حکومت میں نقص نہیں)۔ بَلَغَ اَشُدَّهٗ:(کمال کو پہنچ گیا)۔عَلٰی (سب پر عالی ہے)

ظَهَرَ۔(غالب ہے) اِسْتَقَرَّ (بادشاہت میں تزلزل نہیں) اِنْتَهٰى (صفات میں یکتا)۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۶۔۴۶۷)

۸،۹۔وَ اِنْ تَجْهَرْ بِالْقَوْلِ فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَ اَخْفٰى۔ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى۔

ترجمہ۔اور اگر تم اونچی بات کہو تو کیا کیونکہ وہ تو چھپے ہوئے بھید اور کھلے ہوئے سب جانتا ہے۔اللہ وہ پاک ذات ہے جس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں مگر وہی سچا معبود ہے اسی کے سب ہی نام اچھے ہیں۔

تفسیر۔ سِر وہ ہے جو اس وقت ہمارے اندر ہے اور اَخْفٰى وہ ہے جو آئندہ حالات میں انسان کے ارادے ہوسکتے ہیں اور جو خود اس شخص کو بھی معلوم نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۶)

اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید جانتا ہے اور پھر مثلاً ایک سال بعد میرے دل میں جو خیال آنے والا

ہے اسے بھی جانتا ہے یَعْلَمُ السِّرَّ وَ اَخْفٰی۔

لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ۔قرآن میں اللہ کیلئے صفات کا لفظ کہیں نہیں آیا۔ اسماء ہی فرمایا۔

(بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴؍اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۴)

۱۰،۱۱۔ وَ هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ مُوْسٰى ۔اِذْ رَاٰ نَارًا فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِقَبَسٍ اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۔

ترجمہ ۔کیا تجھ کو موسیٰ کی بات پہنچی ۔ جب اس نے آگ دیکھی تو اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ تم ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے تا کہ میں تمہارے پاس اس میں سے ایک انگارا لے آؤں یا آگ پر کچھ پتہ مل جائے۔

تفسیر۔ کیا موسیٰؑ کی بات تجھے پہنچی ۔ جب اس نے آگ دیکھی ۔ پس اپنے اہل کو کہا۔ ٹھہر جاؤ۔ میں نے آگ دیکھی ہے تو کہ میں وہاں سے انگاری لے آؤں یا آگ پر کوئی راہ بتانے والا مجھے مل جاوے۔ پس جب اس کے پاس آیا۔ پکارا گیا۔ اے موسیٰؑ یقیناً میں تیرا رب ہوں......

اس آیت سے صاف واضح ہے کہ آگ خدا نہیں اور نہ آگ سے ندا آئی ۔ بلکہ ندا کرنے والے نے تو یہ کہا کہ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَ مَنْ حَوْلَهَا (النمل:۹) یعنی آگ میں کے اور اس کے اردگرد والے کو برکت دی گئی ۔ اور اللہ تعالیٰ تو جہانوں کا اور ان سب اشیاء کا جن سے اس کا علم آتا ہے۔ جن میں آگ بھی ایک ہے ۔ پالنے والا ہے...... جناب موسیٰ علیہ السلام نے آگ سے باتیں نہیں کیں ۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے صرف اللہ تعالیٰ کی آواز سنی ۔ محیط الکل اللہ تعالیٰ نے ہرگز آگ میں حلول نہیں فرمایا...... اسی قصہ میں دوسری جگہ فرمایا ہے۔

اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ ۔[۱]

(القصص ۔۳۰)

---

[۱] میں نے آگ دیکھی ہے تاکہ تمہارے پاس لے آؤں اس سے کچھ خبر یا آگ کی ایک چنگاری کہ تم لوگ تاپو۔ (ناشر)

آیات کا منشاء صاف ظاہر ہے۔ اصل یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مصر جاتے راستہ میں رات کے وقت آگ دکھائی دی اور آگ کے دیکھنے کے بعد ان کو وہ خواہش پیدا ہوئی جو ہمیشہ سمجھدار اور عقل مند مسافروں کو پیدا ہوا کرتی ہے۔ راستہ میں آگ جلانا پہاڑی ملکوں کا عام دستور ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سفر میں رات کا وقت، سردی کا موسم پیش آیا۔ اس پر راستہ بھول گئے۔ دور سے آگ کو دیکھا۔ اسے دیکھ کر ساتھ والوں کو فرمایا۔ تم لوگ ٹھہرو۔ میں تمہارے لئے آگ سلگا لاتا ہوں تا کہ تم اسے سردی میں تاپو۔ اور وہاں جا کر کسی سے راستہ کا پتہ بھی لوں گا......

قرآن کریم میں صاف لکھا ہے آگ اللہ تعالیٰ کی فرماں بردار اور اس کے حکم کے ماتحت ہے اور یہ بھی قرآن میں لکھا ہے کہ مخلوق کی عبادت جائز نہیں غور کرو۔

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۔[1] (الانبياء:۷۰) اَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِيْ تُوْرُوْنَ۔ ءَاَنْتُمْ اَنْشَاْتُمْ شَجَرَتَهَآ اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِـُٔوْنَ۔ نَحْنُ جَعَلْنٰهَا تَذْكِرَةً وَّ مَتَاعًا لِّلْمُقْوِيْنَ ۔[2] (الواقعہ۔ ۷۲ تا ۷۴)۔

اور مخلوق کی نسبت حکم ہے۔

وَ مِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَ النَّهَارُ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ وَ اسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۔[3] (حٰم السجدة:۳۸)

......سورۂ قصص کی اس آیت سے جس میں یہ قصہ مندرج ہے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ آواز جس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سنا تھا۔ آگ سے نہیں آئی۔ بلکہ ایک درخت کی طرف سے وہ آواز سنائی دی۔ چنانچہ اس میں فرمایا ہے۔

۱؎ ہم نے کہا اے آگ! تو ابراہیم پر سرد اور سلامت ہو جا۔ ۲؎ اس آگ کو جسے جلاتے ہو سمجھتے ہو۔ کیا تم نے اس کا درخت پیدا کیا یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔ (آگ کا مدار تو لکڑی پر ہے) ہم نے اس آگ کو بنایا یاد دلانے اور جنگل میں رہنے والوں کے نفع کے لئے۔ ۳؎ اور اس کے نشانوں سے ہے رات دن سورج اور چاند۔ مت سجدہ کرو سورج اور چاند کو بلکہ اللہ کو سجدہ کرو۔ جس نے انہیں پیدا کیا اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔

فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَةِ الْمُبٰرَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ اَنْ یّٰمُوْسٰۤى اِنِّیْۤ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ۔[1] (القصص:۳۱)

......اگر ہم مان لیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آگ سے آواز سنی مگر یہ تو پھر بھی نہیں ہوسکتا کہ ہم مکذب کی طرح کہیں آواز دینے والی خود آگ ہی تھی............آگ کا غیر ناطق۔ غیر متکلم، جڑ ہونا صاف گواہی دیتا ہے کہ وہ کلام آگ کا نہ تھا بلکہ کسی اور کا کلام تھا............

سنو! ملہم کو جب الٰہی آواز کان میں پڑے گی تو ضرور ہے کہ اگر وہ ملہم کسی موجود مخلوق کے سامنے کھڑا ہے تو اسی چیز یا ملہم کے قلب سے اس کو وہ آواز سنائی دے گی۔ اس میں شبہ ہی کیا ہے؟ مشاہدہ فطرت سے عیاں ہے۔ پر دیکھنے والی آنکھیں بھی ہوں۔ اگر ہم مان لیں کہ آگ سے وہ آواز سنائی دی۔ پھر بھی وہ آواز آگ کی کیسے ہوسکتی ہے؟ مثلاً ہم دیوار یا کسی جڑھ پدارتھ کے پاس ایسے جنگل میں جہاں کوئی بولنے والا نہ ہو۔ کوئی کلام سنیں۔ تو کیا ہم کہہ دیں گے کہ دیوار بول رہی ہے۔ یہ یقینی امر ہے کہ جو آگ جناب موسیٰ علیہ السلام نے دیکھی تھی وہ عنصری آگ نہ تھی۔ بلکہ عالم مثال کی ایک کیفیت تھی اور جناب موسیٰ علیہ السلام کی کشفی آنکھ نے اسی نورالانوار کی زبردست تجلی کو دیکھا۔

(تصدیق براہین احمدیہ۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۵)

حَدِیْثُ۔ شریعت۔

اَوْ اَجِدُ عَلَی النَّارِ هُدًی۔ اس آگ پر جو لوگ ہیں۔ شاید وہ میری راہنمائی کریں۔ جب ہم پُرانی تاریخ دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جب کبھی کسی کو مقابلہ کرنا منظور ہوتا۔ تو وہ مہمانی کرتا ہے اور اپنے دوستوں کو مدعو کر کے اپنے خطرے سے آگاہ کرتا ہے۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ پہاڑیوں پر بہت سی آگ جلا دیتے ع میانِ دو کس جنگ چوں آتش است[2]

---

[1] پس جب اس کے پاس آیا برکت والے میدان کے کنارے سے مبارک زمین میں درخت کی طرف سے پکارا گیا کہ اے موسیٰ! یقیناً میں ہوں اللہ عالموں کا پروردگار۔ [2] دو افراد کے درمیان لڑائی اور اختلاف آگ کی مانند ہے۔

پھر بات بڑھی تو بارود وغیرہ میں بھی آگ ہی ہے۔ پھر رسولوں کے اعداء کے لئے جہنم آگ ہی ہے۔ حضرت موسیٰؑ کو ایک تجلی ہوئی۔ جس کا یہ معنے تھا کہ تم کو اور تمہاری قوم کو کچھ لڑائیاں پیش آئیں گی اور یہ قصہ نبی کریمؐ کو سنایا کہ آپ کو بھی آگ (جنگ) سے واسطہ پڑے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۶)

موسیٰ کے معنے جس سے ہمدردی کی جائے۔ اسی واسطے اس کے ساتھ ہمدردی کرنے والے کو آسیہ کہا گیا ہے۔...... امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو مخالفت ومقابلہ کا پیش آنا ضروری ہے اور تمام دنیا میں ایک جنگ ہے۔ مچھلیوں کے حالات پڑھو۔ پرندوں پر نظر کرو۔ کس طرح ایک دوسرے کو شکار کرتے ہیں۔ انسان کے پیٹ میں روٹی نہیں پہونچتی۔ جب تک کئی جنگیں نہ ہولیں۔

حضرت موسیٰ کو آگ دکھائی گئی جس میں یہ اشارہ تھا کہ جنگوں کے بغیر کامیابی نہ ہوگی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو رحمۃ للعالمین تھے۔ جنہوں نے تیرہ برس تک بڑے ضبط واستقلال کے ساتھ صبر کیا۔ ان کو بھی سنایا گیا کہ آپ کو جنگ کرنے پڑیں گے۔

(بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴؍اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۴)

۱۳۔ اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى۔

ترجمہ۔ مَیں ہی تیرا رب ہوں تو تُو اپنی جوتیاں اتار، تحقیق تو طُویٰ کی پاک گھاٹی میں ہے۔

تفسیر۔ اِخْلَعْ نَعْلَيْكَ۔ بعض لوگوں نے یہ مراد لی ہے کہ فرمایا کہ جوتی اتار دو۔ اگر جوتی پاک بھی ہوتی ہے۔ اس کا جواب دیا ہے کہ گدھے کے چمڑے کی تھی۔ یہ بات صحیح معلوم نہیں ہوتی۔

صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ حالت کشفی تھی۔ نعلین سے بیوی اور بچے مراد ہیں۔ کہ اس وقت ہم سے ہم کلامی ہوتی ہے گویا فرمایا بیوی بچے کا خیال چھوڑ کر بالکل ہماری طرف آ جاؤ۔ چنانچہ اسی محاورے کے مطابق روحانی نفسانی تعلقات کے بارے میں ایک کتاب خلع النعلین لکھی گئی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۶)

۱۶۔ اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا تَسْعٰى۔

ترجمہ۔ انجام کار کی گھڑی یا قیامت ضرور آنے والی ہے۔ قریب ہے کہ میں اس کو ظاہر کروں تا کہ ہر نفس اپنی کوشش کا اجر پا جاوے۔

تفسیر۔ تحقیق وہ گھڑی آنے والی ہے۔ قریب ہے۔ میں اسے ظاہر کردوں۔ تو کہ ہر جی اپنے کئے کا بدلہ پائے۔ یہ معنے بالکل صاف اور صحیح ہیں۔ ان میں کسی قسم کا خفا نہیں ہے۔ اور نہ ان معنوں پر کچھ اعتراض ہوسکتا ہے۔ اگر کوئی کہے اُخْفِيْهَا کا مادہ ہے خفی اس کے معنے ظاہر کروں کیسے ہوئے تو اُسے زبانِ عرب میں غور کرنا چاہیے۔ حقیقت یہ ہے کہ خفی کا لفظ متضاد معانی رکھتا ہے۔ اب خفی بمعنی ظاہر ہوا کا محاورہ سنو۔ خَفِيَ الْبَرْقُ خَفْوًا وَ خَفَوًا اَیْ لَمَعَ یعنی خَفِيَ الْبَرْقُ کے معنے ہیں بجلی چمکی۔ خَفِيَ الشَّيْءُ اَیْ ظَهَرَ یعنی چیز ظاہر ہوئی۔ خَفِيَ الْمَطَرُ النَّافِقَا یعنی مینہ نے چوہے کے چھپے بِل کو ظاہر کر دیا۔ اگر خفی بمعنی چھپا کے لیں۔ تو بھی وہی ترجمہ جو میں نے کیا ہے صحیح ہے کیونکہ اُخفیِ مزید علیہ مجرّد مادۂ خفی کا ہے۔ اور اخفی افعال کا باب ہے جو کبھی سلب کے معنی دیتا ہے۔ یعنی مادۂ مجرّد کے معنی کو دور کر دینا۔ دیکھو اَشْکَیْتُ میں نے شکوہ دور کیا۔ اَشْکَلْتُ میں نے مشکل کو دور کیا۔ طَاقَ يَطِيْقُ مُجَرَّدًا بمعنی برداشت کرتا ہے۔ اور اَطَاقَ يُطِيْقُ مَزِيْدًا بمعنی برداشت نہیں کرتا۔ اسی طرح خَفِيَ کے معنے ہیں۔ چھپا۔ اَخْفٰی ماضی کے معنی ہیں ظاہر کیا۔ اور اُخْفِیِ مضارع کے معنی ہیں ظاہر کروں گا۔

ایک اور دلیل جو نہایت صفائی سے اس ترجمے کی صحت پر دلالت کرتی ہے یہ ہے اَكَادُ کے معنے ہیں ''میں ارادہ کرتا ہوں'' قرآن میں دوسری جگہ بھی یہ محاورہ موجود ہے كَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ (یوسف:۷۷) یعنی ایسا ہی ہم نے یوسفؑ کے لئے ارادہ کیا۔ اور عرب کا محاورہ ہے لَا اَفْعَلُ وَ لَا اَكَادُ۔ نہ میں کرتا ہوں اور نہ میرا ارادہ ہے پس اَكَادُ اُخْفِيْهَا کا ترجمہ ہوا۔ میں ارادہ کرتا ہوں اُسے ظاہر کروں۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اوّل۔ صفحہ ۱۳۷، ۱۳۸)

اَكَادُ اُخْفِيْهَا۔ ایک پادری نے اخفی کے معنے چھپانے کے لے کر ایک مولوی پر اعتراض کیا

ہوا تھا۔ میں بھی وہاں پہونچا۔ میں نے یہ ترجمہ کیا۔ قریب وہ زمانہ ہے کہ اس کے خفاء کو ہم دور کردیں۔ خفی کے معنی چھپنے کے ہیں اخفٰی کے معنے خفا دور کرنے کے ہیں۔ (باب افعال سے جو بمعنے سلب آتا ہے) جیسا اَخْفَی الْبَرْقُ لَمْعًا۔ حضرت موسیٰ کو جب علم حاصل ہوا کہ لڑائی ہوگی۔ تو اس کی فکر پڑی۔ خدا تعالیٰ اس میں کامیابی کی راہ بتاتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۶)

۱۹۔ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَ اَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَ لِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى۔

ترجمہ۔ کہا یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیکا لگاتا ہوں اور پتے جھاڑتا ہوں اِس سے اپنی بکریوں کے لئے اور اس میں میرے اور بھی بہت سے مطلب ہیں۔

تفسیر۔ قَالَ هِيَ عَصَايَ۔ محبوب سے بات کرنے میں لذت حاصل ہوتی ہے۔ اس لئے تطویل کی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۶)

اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کے حق میں فرمایا۔ ہم تجھے کندن بناتے رہے...... انبیاء کو بہت مجاہدات کرنے پڑتے ہیں۔ پہلے شہزادگی کی حالت میں پرورش پائی۔ پھر بیابان میں ایک بزرگ کی بکریاں چرانے لگے۔ میرے ایک استاد تھے عبدالقیوم۔ وہ فرمایا کرتے کہ پہاڑوں میں بکریاں چرانا بڑا مشکل کام ہے مضبوط لٹھ رکھنا پڑتا ہے جو شیر اور ریچھ کا مقابلہ بھی کرے۔ پھر بکریوں کو بھی ہانکنا پڑتا ہے۔ گویا ایسا آدمی چاہیے جو گرم بھی ہو اور نرم بھی۔ (بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴؍اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۴)

۲۰۔ قَالَ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى۔

ترجمہ۔ اللہ نے فرمایا اس کو رکھ دے اے موسیٰ!

تفسیر۔ اَلْقِهَا يٰمُوْسٰى۔ یہ سب کشفی واقعہ ہے۔ گویا یہ دکھایا کہ خدا تعالیٰ تمہیں ایک جماعت دے گا۔ جو تیرے دشمن کی ہلاکت کا موجب ہوگی۔ وہ ایسی مطیع ہوگی جیسے تیری لاٹھی اور وہ ایسی خونخوار ہوگی جیسے یہ سانپ۔

اسلام کو بھی سانپ سے تشبیہ دی اور آپ کے قریہ کو تَاْكُلُ الْقُرٰى فرمایا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹رمئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۶)

۲۳۔ وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلٰى جَنَاحِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ اٰيَةً أُخْرٰى۔

ترجمہ۔ اور اپنا ہاتھ اپنی بغل میں ڈال کہ نکلے سفید بغیر بیماری کے۔ یہ دوسری نشانی ہے۔

تفسیر۔ وَاضْمُمْ يَدَكَ ۔ حضرت موسیٰ کو فرماتا اور نبی کریمؐ کو سمجھاتا ہے کہ تیری بغل میں بھی ایک کتاب ہوگی جو بالکل بے عیب اور نورِ مبین ہوگی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹رمئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۶)

۲۵۔ اِذْهَبْ إِلٰى فِرْعَوْنَ إِنَّهٗ طَغٰى۔

ترجمہ۔ فرعون کی طرف تو جا اس نے اودھم مچائی ہے۔

تفسیر۔ طَغٰى۔ حد سے بڑھ گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹رمئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۶)

۲۶ تا ۳۵۔ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ۔ وَ يَسِّرْ لِيْٓ أَمْرِيْ۔ وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ۔ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ۔ وَ اجْعَلْ لِّيْ وَزِيْرًا مِّنْ أَهْلِيْ۔ هٰرُوْنَ أَخِي۔ اشْدُدْ بِهٖٓ أَزْرِيْ۔ وَ أَشْرِكْهُ فِيْٓ أَمْرِيْ۔ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْرًا۔ وَّ نَذْكُرَكَ كَثِيْرًا۔

ترجمہ۔ موسیٰ نے عرض کی اے میرے رب! تو میرا سینہ کھول دے۔ اور میرے لئے میرا کام آسان کر دے۔ اور میری زبان سے گرہ کھول دے۔ تا کہ وہ میری بات اچھی طرح سمجھیں۔ اور میرا ایک وزیر بنا دے میرے لوگوں میں سے۔ میرے بھائی ہارون کو۔ اس کے ذریعہ سے مجھے قوت دے۔ میری کمر مضبوط کر دے اور اس کو میرے کام میں شریک کر۔ تا کہ ہم دونوں کثرت سے تیری تسبیح کریں۔ اور تیری بہت یاد کریں۔

تفسیر۔ اے میرے رب میرے سینے کو کھول دے اور میرا امر میرے لئے آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول کہ میری بات (تبلیغ احکامِ الٰہی) کو سمجھ لیں۔ اور میرے خاندان میرے بھائی

ہارون کو میرا بوجھ بٹانے والا بنا۔اس سے میری پیٹھ کو تقویت دے اور میرے معاملہ میں اسے ساجھی بنا تو کہ ہم مل کر تیرے نام کی تقدیس کریں اور تجھے بہت یاد کریں۔

(تصدیق براہین احمدیہ۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۴۷ حاشیہ)

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ۔ شرح صدر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی فرماں برداری کے لئے دل تیار ہو جاوے۔جس کو انشراح صدر ہوتا ہے۔اسے (۱) اللہ پر ایمان ہوتا ہے۔(۲) ذکرِ الٰہی کرتا ہے۔ (۳) بہادر ہوتا ہے۔(۴) آنکھ، زبان، اعضاء کسی امرِ لغو کا مرتکب نہیں ہوتا۔(۵) اللہ کی طرف جھکا رہتا ہے۔(۶) مخلوق سے احسان کرتا ہے۔(۷) دانا ہوتا ہے۔(۸) عجز اور کسل کا اس میں نام نہیں ہوتا۔(۹) متوکل علی اللہ ہوتا ہے۔(۱۰) سعی والا ہوتا ہے۔

مومن کو چاہیے کہ:

(ا)۔ہدایت کا علم سیکھے اور سکھائے ۔(ب)۔شبہات کو دلائل، دعا اور تدبیر سے دور کرے۔ (ج)۔خواہشوں اور شہوتوں میں شیطان کا مقابلہ کرے۔(د)۔زبان، جان، مال سے اللہ کے دشمنوں کا مقابلہ کرے۔

وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ۔ عُقْدَۃُ اللّسَان کلام میں روانگی نہ ہونے کا نام ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ رمئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۶۔۱۶۷)

رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ۔ قبولیتِ دعا کا ذکر جو اس سورۃ کا منشاء ہے۔موسیٰؑ مانگتے ہیں نبی کریمؐ کو فرمایا۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ۔[1] (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۷)

۴۱۔ اِذْ تَمْشِیْۤ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ یَّكْفُلُهٗ ؕ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰۤى اُمِّكَ كَیْ تَقَرَّ عَیْنُهَا وَ لَا تَحْزَنَ ؕ۬ وَ قَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّیْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَ فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا ۫۬ فَلَبِثْتَ سِنِیْنَ فِیْۤ اَهْلِ مَدْیَنَ ۬ۙ ثُمَّ جِئْتَ عَلٰى قَدَرٍ یّٰمُوْسٰى۔

ترجمہ۔جب تیری بہن گئی اور کہا کیا میں تمہیں بتلادوں ایسی دایہ جو اسے پالے سنبھالے۔پس ہم نے تجھ کو تیری ماں کی طرف لوٹا دیا تا کہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کھاوے اور تو نے ایک

---

[1] کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا۔

نفس کو قتل کر دیا پھر ہم نے تجھ کو غم سے نجات دی اور تجھے طرح طرح سے آزماتے رہے (ممتاز بنانے کے لئے) تو تُو چند سال اہلِ مدین میں ٹھہرا رہا پھر تو ایک اندازے پر پہنچا اے موسیٰ!

تفسیر۔ وَ فَتَنّٰكَ فُتُوْنًا۔ تجھے ہمیشہ مصفّا بناتے رہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۷)

اور ہم نے تیرا خوب امتحان لیا۔ (نورالدّین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائز ڈ ایڈیشن صفحہ ۱۰۴)

۴۵۔ فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى۔

ترجمہ۔ تو تم دونوں اس سے نرم بات کہنا تا کہ وہ سمجھ جائے یا خوف زدہ ہو جائے۔

تفسیر۔ قَوْلًا لَّيِّنًا۔ کیونکہ اس کو بادشاہ بھی میں نے ہی بنایا ہے۔ پس اس کے شاہی مزاج اور درباری قوانین کا لحاظ رکھو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۷)

قَوْلًا لَّيِّنًا۔ حفظِ مراتب ضروری۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۷)

اللہ تعالیٰ نے قَوْلًا لَّيِّنًا ارشاد کر کے حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کو ہدایت فرمائی کہ ’’فرعون کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرنا‘‘ یہ امر قابلِ غور ہے۔ جن لوگوں کو خدا کی باریک در باریک مصلحتوں نے امیر بنایا ہوتا ہے ان کے مراتب کا لحاظ کرنا چاہیے۔ بعض نادان کہتے ہیں۔ ہم کیوں کسی کی خوشامد کریں مگر جب خدا نے کسی کو خوشامد کے لئے بنایا تو بندے کی کیا ہستی کہ اس کی مخالفت کرے۔ ہمارے ضلع میں ایک صوفی چشتی تھے۔ حضرت شمس الدین کسی نے ان کی نسبت کہا کہ فقیر نہیں۔ میں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ وہاں ڈپٹی یا تحصیلدار آتے ہیں تو مرغ پکتا ہے اور ہمارے لئے دال۔ میں نے اسے کہا کہ خدا تعالیٰ آپ کو گھر میں کیا دیتا ہے۔ کہا۔ روکھی سوکھی روٹی۔ اور ان تحصیلداروں اور ڈپٹیوں کو کیا دیتا ہے۔ کہا۔ گوشت و پلاؤ۔ تب میں نے اسے کہا کہ پھر حضرت خواجہ پر اعتراض کرنے سے پہلے خدا پر اعتراض کرو گے کہ اس جناب میں لحاظ داری ہے۔

ایک دفعہ ایک بڑا معزز قوم و عہدے کے اعتبار سے یہاں آیا اور اس نے مجھے کہا کہ یہاں بڑی لحاظ داریاں چلتی ہیں۔ میں نے کہا۔ کیونکر۔ کہا۔ دیکھئے کل مولوی عبدالکریم صاحب کے لئے

حضرت صاحب نے کھانے کے متعلق کس قدر تاکید فرمائی ہے۔ میں نے کہا۔ پھر لحاظ داری کیا ہوئی؟ لحاظ داری ہوتی تو آپ جو ان سے باعتبار قوم وعہدہ معزز ہیں۔ آپ کے لئے کوئی خاص اہتمام ہوتا۔ اس طرح اسے سمجھا کر میں نے پھر دکھایا کہ دیکھو۔ گھاس پر ہم دونوں کا پاؤں پڑ رہا ہے مگر اس بڑ کی چوٹی پر نہیں۔ خدا نے ایک کو بڑا بنا دیا۔ ایک کو چھوٹا......

خدا تمہیں نیک مجلس عطا کرے اور عاقبت اندیشی سے گفتگو کرنے کا طرز آوے۔ لوگوں سے ان کے قدر کے مطابق بات کرو۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نُنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَھُمْ [1]۔ جب کوئی بات کرنے والا بیہودگی کی راہ اختیار کرے تو تم ایسی تدبیر کرو کہ وہ بیہودگی چھوڑ دے۔ (بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴ر اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۴)

۴۷۔ قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِیْ مَعَکُمَآ اَسْمَعُ وَ اَرٰی۔

ترجمہ۔ اللہ نے فرمایا تم دونوں مت ڈرو میں تو تمہارے ساتھ ہوں۔ خوب سنتا بھی ہوں اور دیکھتا ہوں۔

تفسیر۔ معیت متشابہ ہے محکم نہیں۔ کیونکہ باعتبار ذات کے تو اللہ تعالیٰ فرعون ہامان کے ساتھ بھی ہے پھر ایک اور مقام ہے۔ جب حضرت موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا۔ ہم پکڑے گئے تو حضرت بولے۔ کَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ۔ [2] (الشّعرآء: ۶۳) دیکھئے یہاں بنی اسرائیل کے ساتھ بھی معیّت نہ رکھی۔ (بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴ر اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۴)

۴۸۔ فَاْتِیٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّکَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ۙ۵ وَ لَا تُعَذِّبْھُمْ ؕ قَدْ جِئْنٰکَ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّکَ ؕ وَ السَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

ترجمہ۔ تو اس کے پاس جاؤ اور بولو ہم دونوں تیرے رب کے فرستادہ ہیں تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے اور ان کو دکھ نہ دے۔ ہم تیرے پاس ایک نشان لے کر آئے ہیں تیرے رب کی طرف سے اور ہدایت کی پیروی کرنے والے ہی پر سلامتی ہوتی ہے۔

تفسیر۔ سو جاؤ تم دونوں اس کے پاس اور تم دونوں کہو کہ ہم دونوں تیرے پروردگار کے بھیجے

---

[1] رسول اللہ ؐ نے ہمیں ارشاد فرمایا کہ ہم لوگوں کو ان کے مقام اور مرتبہ کے مطابق رکھیں۔ [2] ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ بے شک میرے ساتھ تو میرا ربّ ہے وہ مجھے جلد راستہ بتا دے گا قریب کا۔

ہوئے ہیں اور تو بھیج ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو اور ان کو دکھ نہ دے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اول صفحہ ۱۵۰ حاشیہ)

بِاٰیَۃٍ۔ اس آیت کا ذکر ساتھ ہی کر دیا ہے کہ وَ السَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی سلامتی کا نزول اسی پر ہے جو ہدایت کے تابع ہوا۔ اور عذاب اس پر جس نے حق کو جھٹلایا اور نہ پھرا۔ آخر فرعون عذاب میں گرفتار ہو کر غرق ہوا۔ اور حضرت موسیٰؑ سلامت رہے۔ جس سے دنیا پر ثابت ہو گیا کہ ہدایت پر کون ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ رمئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۷)

۵۲۔ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰی۔

ترجمہ۔ فرعون نے کہا پہلی بستیوں کا کیا حال ہے۔

تفسیر۔ بات کو ٹال کر دوسری طرف لے جانے کیلئے کہا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۷)

۵۳۔ قَالَ عِلْمُھَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ کِتٰبٍ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَ لَا یَنْسَی۔

ترجمہ۔ جواب دیا۔ اُن کا علم میرے رب کے پاس لکھا ہوا محفوظ ہے۔ میرا رب تو نہ بھٹکتا ہے نہ بھولتا ہے۔

تفسیر۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا عِلْمُھَا عِنْدَ رَبِّیْ۔ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَ لَا یَنْسَی (طٰہٰ۔ ۵۳) اس کا علم میرے رب کے پاس ہے۔ وہ ازلی ابدی خدا سب باتوں سے آگاہ ہے کوئی شے اس سے چھپی ہوئی نہیں۔ اس کو سچے علوم سے آگاہی ہے کوئی شے اس کو بھولی ہوئی نہیں۔

سرّ و اخفٰی اللہ تعالیٰ کی وہ ذات پاک ہے جس کو تمام سچے علوم سے آگاہی حاصل ہے۔ یَعْلَمُ السِّرَّ وَ اَخْفٰی (طٰہٰ۔ ۸) وہ خدا سرّ اور اخفٰی کو جانتا ہے۔ سرّ وہ ہے جس کو اگرچہ ہم بظاہر نہیں جانتے تاہم اس وقت کسی انسان کے دل میں موجود ہے۔ مثلاً ایک انسان اپنے دل میں ایک خیال رکھتا ہے جس کو وہ کسی کے سامنے ظاہر نہیں کرتا اور پوشیدہ رکھتا ہے اس کو عربی زبان میں سرّ کہتے ہیں۔ سو خدا تعالیٰ سرّ کو بھی جانتا ہے۔ لیکن اس سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ خدا تعالیٰ اخفٰی کو بھی جانتا ہے۔

اخفٰی وہ خیالات ہیں جو آج سے مثلاً دس برس یا بیس برس بعد انسان کے دل میں پیدا ہوں گے جن کی اس انسان کو بھی خبر نہیں کہ وہ کیا ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ اس اخفٰی کو بھی جانتا ہے۔ پس کیا ہی خوش قسمتی انسان کی ہے کہ اس سرّ اور اخفٰی سے آگاہ اور واقف کار ذات نے اس کے واسطے ایک کتاب عطا فرمائی۔ جب یہ لوگ پیدا بھی نہ ہوئے تھے اس وقت سے خدائے علیم نے ان کی ضروریات روحانی کے پورا کرنے کے واسطے یہ کتاب نازل فرمائی۔ (بدر جلد ۷ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۳؍ اگست ۱۹۰۸ء صفحہ ۹)

فضیلتِ علم سب سے اوّل یہ دیکھنا ضروری ہے کہ علم ہے کیا چیز اور وہ کیسی نعمت ہے۔ پھر دینی طور پر کیسی اور دنیوی طور پر کیسی؟ (الحکم جلد ۲۰ نمبر ۲۰ مورخہ ۲۸؍ جون ۱۹۱۸ء صفحہ ۴)

۵۴۔ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ مَھْدًا وَّ سَلَکَ لَکُمْ فِیْھَا سُبُلًا وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ؕ فَاَخْرَجْنَا بِہٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی۔

ترجمہ۔ جس نے تمہارے واسطے زمین کا جھولنا بنایا اور بنائے اس میں تمہارے واسطے رستے اور بادل سے پانی برسایا پھر مختلف قسم کے جوڑ جوڑ جھاڑ جھڑ و لے بنائے۔

تفسیر۔ فَاَخْرَجْنَا بِہٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰی۔ پھر نکالا ہم نے اس سے بھانت بھانت سبزہ۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اول صفحہ ۱۳۲ حاشیہ)

۵۶۔ مِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ وَ فِیْھَا نُعِیْدُکُمْ وَ مِنْھَا نُخْرِجُکُمْ تَارَۃً اُخْرٰی۔

ترجمہ۔ اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹا کے لائیں گے اور اسی سے دوبارہ نکالیں گے تم کو۔

تفسیر۔ مِنْھَا نُخْرِجُکُمْ ۔ اس میں حشر اجساد کا اشارہ فرمایا کیونکہ اس سے پہلے مِنْھَا خَلَقْنٰکُمْ بھی فرمایا۔

ایک اور جگہ فرمایا وَ لَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ[۱] (البقرۃ:۳۷)۔

یہ ایک بحث ہے کہ انسان جب مرجاتا ہے تو وہ چیز جو اس کے اندر رہتی ہے وہ کہاں جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اعمال کے مطابق جسم و مکان ہوگا۔ بعض کی نسبت عرش کی قندیلوں میں ہونا لکھا ہے۔

۱؎ اور خالص ملک میں تمہیں رہنا۔

قبر اس مکان کا نام ہے جہاں یہ نفس بعدالحیات اپنے اعمال کے مطابق رہتا ہے۔ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ[1] (عبس: ۲۲) آیت سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے کہ وہ کون سی قبر ہے جس میں میّت کو حسبِ اعمال آرام یا دکھ پہونچتا ہے۔ پس اس قسم کے اعتراض کہ ہمیں قبر میں بچھو، سانپ کاٹنے والے اور آگ نظر نہیں آتی وغیرہا حل ہو جاتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۷)

انیس سو سال سے حضرت عیسیٰؑ ان لوگوں کے زعم میں آسمان پر رہتے ہیں اور چند سالوں کے لئے یہاں آئے تو ان کا مستقر تو آسمان ہی ٹھہرا حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ[2]

(البقرۃ: ۳۷) (بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴؍اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۴)

۵۷ تا ۵۹۔ وَ لَقَدْ اَرَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَ اَبٰى۔ قَالَ اَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يٰمُوْسٰى۔ فَلَنَاْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهٖ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهٗ نَحْنُ وَ لَاۤ اَنْتَ مَكَانًا سُوًى۔

ترجمہ۔ اور ہم نے فرعون کو دکھا دیں اپنی سب نشانیاں پھر اُس نے جھٹلایا اور انکار کیا۔ کہنے لگا کیا اس واسطے تو ہمارے یہاں آیا کہ ہمیں اپنے ملک سے نکال دے اپنی دلربا باتوں سے اے موسیٰ! تو ہم بھی ضرور تیرے سامنے ایسا ہی دھوکہ لائیں گے تو تُو مقرر کر دے ہمارے اور اپنے میں ایک وعدہ جس کا خلاف نہ ہم کریں نہ تو کسی صاف میدان میں۔

تفسیر۔ فَكَذَّبَ۔ تکذیبِ رسل بڑا بھاری جرم ہے فرماتا ہے۔ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ[3] (العنکبوت: ۶۹)۔

وَ اَبٰى۔ انکار بہت سے خطرناک جرموں کی اصل ہے۔ ابلیس کی نسبت فرمایا۔ اَبٰى وَ اسْتَكْبَرَ[4] (البقرۃ: ۳۵) انسان جب تکذیب کے بعد بدظنی میں مبتلا ہوتا ہے تو انکار پر کمر باندھتا ہے۔

---

[1] پھر اس کو اللہ نے مارا اور اسی نے اس کو گاڑا۔ [2] اور خالص ملک میں تمہیں رہنا۔

[3] اس سے زیادہ ظالم کون جو جھوٹا بہتان باندھے اللہ پر یا جھٹلائے حق کو جب وہ اس کے پاس پہنچے۔

[4] (ابلیس نے جو کافر تھا) آدم کا انکار کر دیا اور اسے اپنے سامنے ہیچ سمجھا۔

لِتُخْرِجَنَا مِنْ اَرْضِنَا۔ یہ فرعون کی چالاکی تھی۔ الزامِ بغاوت لگا کر اپنی تمام قوم کو حضرت موسیٰؑ کے خلاف بھڑکا دیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۷)

بدظنی انسان کو ہلاک کر دیتی ہے۔اس بات کی تمیز کہ جوظن میں نے کیا ہے بد ہے یا نیک یہ بھی خدا کے فضل پر موقوف ہے۔ اللہ تعالیٰ مومن کو ایک فراست بخشتا ہے۔فرعون کو بدظنی نے ہلاک کیا۔ اس نے بدظنی کی کہ حضرت موسیٰؑ حکومت کے خواہشمند ہیں۔ حالانکہ مجھے جیسا ایک اور ایک دو پر یقین ہے۔ ایسا ہی اس بات پر کہ انبیاء اولیاء خلفاء ائمہ کے دل میں قطعاً ریاست، دولت، حکومت کا خیال نہیں ہوتا۔ اور یہ بات چونکہ مجھ پر گزری ہے۔ اس لئے اسے خوب سمجھتا ہوں۔ حضرت موسیٰ کو جنابِ الٰہی میں سے ارشاد ہوتا ہے کہ تم کو رسالت دی گئی۔ فرعون کی طرف جاؤ۔ مگر آپ ہیں کہ عرض کیے جاتے ہیں کہ میرا بھائی ہارون اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا[1] (القصص: ۳۵) اگر قلب کے کسی گوشہ میں ذرا بھی نبی بننے کی خواہش ہوتی تو ایسا کبھی نہ فرماتے۔ (بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۳ مورخہ ۲۴؍اگست ۱۹۱۱ء صفحہ ۴)

مَكَانًا سُوًى۔ وہ مکان میرے اور آپ کیلئے مساوات کا رنگ رکھتا ہو۔ یعنی میری وجاہت اور آپ کی غربت کا فرق نہ رہے۔ یہ بات فرعون کی فراخ حوصلگی پر دال ہے۔ ایک طرف اپنی قوم کو بھڑکاتا ہے اور دوسری طرف یہ منصفانہ بات، مسلمانوں کو مباحثات میں ایسی باتوں کا خیال چاہیے مگر افسوس کہ وہ بہت تنگ دل ہیں حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کو بھی مسجد میں گرجا کر لینے کی اجازت دی تھی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۷)

مَكَانًا سُوًى۔ ایسا مکان جو فریقین کا یکساں امیر و غریب کے لئے ہو مباحثہ کے لئے ایسا ہی مکان چاہیے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۷)

۶۰، ۶۱۔ قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَ اَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى۔ فَتَوَلّٰى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهٗ ثُمَّ اَتٰى۔

ترجمہ۔ موسیٰ نے کہا جشن کا روز تمہارے ساتھ ٹھہرایا گیا اور لوگ جمع کئے جائیں دن چڑھے۔ تو پھر گیا فرعون اور جمع کیں اس نے اپنی تدبیریں پھر آ موجود ہوا۔

---

[1] وہ مجھ سے زیادہ صاف زبان ہے۔

تفسیر۔ وَ اَنْ یُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی مکہ کو ماہِ رمضان میں عید کے قریب ضحٰی کے وقت فتح کیا۔اور مکہ کی نسبت سَوَآءَ اِۨلْعَاکِفُ[1] (الحج:۲۶) آچکا ہے۔ یہ قصہ گویا پیشگوئی کے رنگ میں ہے۔

کَیْدَہٗ۔ ہر قسم کی تدابیر جو وہ اپنی فتح مندی کے لئے کرسکتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک غزوہ میں پوچھا ہے کہ مَاتَکِیْدُوْنَ[2] تو اس کا جواب دیا گیا ہے کہ ہم خندق کھودیں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۷)

۶۴۔ قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ یُرِیْدٰنِ اَنْ یُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَیَذْهَبَا بِطَرِیْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى۔

ترجمہ۔ بولے یہ تو دونوں جادوگر ہیں اور دونوں چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہارے ملک سے نکال دیں اپنے دھوکہ کے زور سے اور تباہ کردیں تمہارے عمدہ مذہب کو۔

تفسیر۔ وَیَذْهَبَا۔یعنی ملک کے علاوہ تمہارے مذہب کو بھی برباد کرنے پر تلا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۷)

دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں ایک مذہبی ایک دنیادار۔ یُرِیْدٰنِ اَنْ یُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَیَذْهَبَا بِطَرِیْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى کہہ کر دونوں کو بھڑکایا ہے۔

(بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۴، ۴۵ مؤرخہ ۵؍اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۱)

۶۶، ۶۷۔ قَالُوْا یٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ وَ اِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى۔ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِیُّهُمْ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى۔

ترجمہ۔(انہوں نے) موسٰی سے پوچھا۔کیا آپ پہلے رکھیں گے یا ہم رکھیں۔موسٰی نے کہا،نہیں تمہیں رکھو، پس یکا یک ان کی رسیاں اور لکڑیاں ان کی تدبیر کی وجہ سے موسٰی کو ایسی نظر آتی تھیں کہ وہ دوڑتی ہیں۔

---

[1] برابر وہاں کا رہنے والا ہو۔ [2] تم کیا تدابیر کرتے ہو۔

تفسیر۔ یہ ایک ادب تھا جو ساحرانِ موسیٰ کے کام میں آیا اور اس برکت میں ان کو ہدایت نصیب ہوئی۔ (بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۴، ۴۵ مؤرخہ ۵؍اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۱)

اِمَّآ اَنۡ تُلۡقِیَ۔ صوفیاء نے لکھا ہے۔ یہ ادب ان کے کام آیا اور وہ مسلمان ہو گئے۔

اَنَّهَا تَسۡعٰی۔ حِبَالُ وَعِصِیُّ کے رنگ میں جو کچھ تدابیر جمع کر رکھی تھیں۔ وہ لوگوں کو ایسا خیال پڑتی ہیں کہ وہ مظفر و منصور ہونے میں سعی کر رہی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۷)

ان کی رسیاں اور سونٹے قوتِ متخیّلہ کو چلتے معلوم ہوتے تھے...... (یعنی) ان کے رسے اور ڈنڈے ان کے واہموں اور تخیلوں کو چلتے نظر آئے اور ساحروں نے عام لوگوں کی آنکھوں کو دھوکے میں ڈالا اور ڈرانا چاہا اور بڑا دھوکہ کیا۔ یہ نظارہ قانونِ قدرت اور سائنس کے نزدیک ایسا واقعی اور صاف ہے کہ بڑی تشریح کی بھی ضرورت نہیں......ساحروں کے سحر یعنی دھوکے بازوں کے ڈھکوسلے جہاں غیر واقعی طور پر اپنا جلوہ دکھاتے ہیں وہاں بڑے مرتاض، یوگی، جن اور ان سب سے برتر جنابِ الٰہی سے مؤید و منصور قوم انبیاء و رسل اور ان کے مخلص اتباع کی حقیقت بھری آیات و معجزات دھوکے بازوں کے جھوٹ اور افتراء کو تباہ کر کے واقعات کا اظہار دنیا پر کر دیتے ہیں۔

(نورالدّین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۹۸۔۲۰۰)

۶۸، ۶۹۔ فَاَوۡجَسَ فِیۡ نَفۡسِهٖ خِیۡفَةً مُّوۡسٰی۔ قُلۡنَا لَا تَخَفۡ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡاَعۡلٰی۔

ترجمہ۔ تو موسیٰ دل ہی دل میں ڈرے۔ ہم نے کہا تو ڈر مت بے شک تو غالب رہے گا (یعنی اکثر مرتد نہ ہوں گے تیری قوم غالب ہو جائے گی)۔

تفسیر۔ فَاَوۡجَسَ فِیۡ نَفۡسِهٖ خِیۡفَةً مُّوۡسٰی۔ سے یہ نہ سمجھو کہ حضرت موسیٰؑ ساحروں سے ڈر گئے کیونکہ پیغمبران الٰہی کی شان میں آیا ہے لَا یَخۡشَوۡنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ پس ان کو خوف تھا کہ لوگ مرتد نہ ہو جاویں۔ (بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۴، ۴۵ مؤرخہ ۵؍اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۱)

فَاَوۡجَسَ فِیۡ نَفۡسِهٖ۔ یہ ڈر نہیں تھا کہ ہم پر غالب ہو جائیں گے یا خدا کا دین باطل ہو جائے گا۔ بلکہ انبیاء کو اس بات کا ڈر ہوتا ہے کہ لوگ کم فہمی سے ابتلاء میں پڑ کر دینِ حق سے

محروم رہ جاویں گے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے بھی وَ تَخْشَی النَّاسَ ۚ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ[1] (الاحزاب:۳۸) آیا ہے وہاں بھی یہی معنے ہیں کیونکہ آگے اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ يَخْشَوْنَهٗ وَ لَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ[2] (الاحزاب:۴۰) فرمایا۔ قرآن کریم میں ایسی کئی نظیریں ہیں وَجَدَكَ ضَآلًّا[3] (الضحیٰ:۸) بھی فرمایا اور مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ[4] (النجم:۳) بھی آیا ہے اور اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ۔[5] (القصص:۵۷) بھی فرمایا اور اِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ۔[6] (الشوریٰ:۵۳) بھی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۷)

خِيْفَةً۔ لوگوں کے ابتلاء سے خوف کیا نہ کہ رسیوں سے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۷)

۷۰۔ وَ اَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا ؕ اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ ؕ وَ لَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى۔

ترجمہ۔ اور رکھ دے جو تیرے دائیں ہاتھ میں ہے کہ نگل جائے جو کچھ انہوں نے بنایا ہے اس کے سوا نہیں کہ انہوں نے جو گھڑ لیا ہے وہ تو دھوکا ہی دھوکا ہے اور کامیاب نہیں ہوتا دھوکہ باز جہاں آیا۔

تفسیر۔ فِيْ يَمِيْنِكَ۔ یعنی ہم نے تجھ کو جو کچھ راست بازی کی قوت کے اندر انعام دیا ہے۔ اس سے کام لے کر ان تمام حیلے حوالوں کو باطل کر دو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۷)

سرپ فرعون اس دوائی کو کہتے ہیں جس کو آگ پر رکھنے سے سانپ بن جاتا ہے۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ رسیوں میں پارہ تھا۔ آگ پر رکھنے سے ہلنے لگے دونوں کا علاج عصا ہے جو حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ میں تھا۔ (بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۴، ۴۵ مورخہ ۵ر اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۱)

---

[1] تو لحاظ کرتا تھا لوگوں سے حالانکہ اللہ زیادہ لحاظ کے قابل ہے۔ [2] جو لوگ اللہ کے پیغام پہنچاتے رہتے ہیں اور کسی سے نہیں ڈرتے اللہ کے سوائے۔ [3] تجھے طالب اور عاشق خود پایا۔ [4] نہ بہکا تمہارا صاحب۔ [5] تُو تو ہدایت نہیں دے سکتا۔ [6] تُو تو ہدایت کرتا ہے سیدھی راہ ہی کی طرف۔

۷۱، ۷۲۔ فَاُلْقِیَ السَّحَرَۃُ سُجَّدًا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِرَبِّ ھٰرُوْنَ وَ مُوْسٰی۔ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَہٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَکُمْ ط اِنَّہٗ لَکَبِیْرُکُمُ الَّذِیْ عَلَّمَکُمُ السِّحْرَ ج فَلَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَکُمْ وَ اَرْجُلَکُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ لَاُصَلِّبَنَّکُمْ فِیْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ز وَ لَتَعْلَمُنَّ اَیُّنَآ اَشَدُّ عَذَابًا وَّ اَبْقٰی۔

ترجمہ۔ پھر گرائے گئے اور گر پڑے جادو گر فرمانبردار ہو کر اور کہنے لگے ہم نے ہارون اور موسیٰ کے رب کو مانا۔ فرعون بولا تم نے مان لیا اس کو اس سے پہلے کہ میں تم کو اجازت دوں بے شک یہ تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے تو اب میں ضرور کاٹ ڈالوں گا تمہارے ہاتھ اور پیر خلاف ورزی کی وجہ سے اور تمہیں کھجور کی ڈالیوں میں صلیب دوں گا تا کہ تم جان لو کہ ہم میں سے زیادہ سخت عذاب کرنے والا اور دیر تک رہنے والا کون ہے۔

تفسیر۔ اس زمانے کے علماء فَاُلْقِیَ السَّحَرَۃُ سُجَّدًا سے سبق لیں کہ جب حق ظاہر ہو جائے تو مان لیں مگر میں نے ناقص العلم طالبعلموں کو بھی دیکھا ہے کہ وہ اپنی بات پر اڑے رہتے ہیں اور نہیں مانتے۔

جب میں رامپور تحصیل علم کے لئے گیا۔ تو میرے دل پر ہندوستانیوں کے علم کا بہت رعب تھا۔ ایک دفعہ شرح جامی کے ایک فقرہ پر بحث ہو رہی تھی میری سمجھ میں ایک جواب آیا تو میں نے پہلے سوال کی تقریر کی پھر اس کا جواب دیا۔ اس پر سب لوگ کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ مجھے اس بات کی تلاش تھی کہ کسی سبب سے بڑے عالم کا پتہ لگ جائے۔ اس واسطے میں نے کہا جو آپ کا بڑا عالم ہے اس کے پاس محاکمہ کرالو۔ چنانچہ وہ ایک عالم کے پاس گئے۔ وہاں جا کر میں نے تمام معاملہ عرض کیا۔ تو انہوں نے میری تصدیق کی اور کہا کہ مولوی صاحب آپ کا جواب بالکل صحیح ہے۔ بس اس دن صرف مجھے مولوی کہلانے کی خوشی ہوئی کہ پچھلا پڑھا ہوا صحیح ہو گیا۔

..... مسلمانوں کے علماء کا مذاق ایسا خراب ہو رہا ہے کہ وہ کسی کی بات کو ماننا اپنی کسرِ شان سمجھتے ہیں۔ ان کی کتابیں دیکھ جاؤ۔ اِنْ قُلْتَ فَاَقُوْلُ اِعْتِرَاضٌ عَلَیْہِ۔ رَدٌّ عَلَیْہِ۔ فِیْہِ سے پر ہیں۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ جب حق بات ہو تو اسے فوراً مان لو اور اس پر مباحثہ مت کرو۔

(بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۴، ۴۵ مؤرخہ ۵ر اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۱، ۱۲)

اِنَّہٗ لَکَبِیْرُکُمُ ۔ یہ چالاک لوگوں کا شیوہ ہے کہ وہ ناکام رہ کر وقت پر ندامت مٹانے کیلئے جھٹ کوئی بات گھڑ لیتے ہیں۔

مباحثات میں بھی اب ایسے لوگوں کے وارث دیکھے جاتے ہیں۔کوئی نہ کوئی احتمال نکال کر دلیل کو باطل قرار دے لیتے ہیں میرے نزدیک تو اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ کے یہ معنے ہیں کہ جو شخص بات بات میں احتمال نکالنے کا عادی ہے۔اس کے لئے کوئی دلیل مفید نہیں ہوسکتی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۷)

۷۳۔ قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَ الَّذِیْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَاۤ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ۔

ترجمہ ۔ وہ بولے ہم ہرگز ہرگز تجھ کو اس پر ترجیح نہ دیں گے جو صاف علم ہمارے پاس آیا اور نہ اس اللہ پر جس نے ہم کو پیدا کیا تو تُو کرلے جو تجھے کرنا ہے۔تُو تو حکم چلا سکتا ہے اس دنیا ہی کی زندگی میں۔

تفسیر ۔ فَاقْضِ مَاۤ اَنْتَ قَاضٍ ۔مومن اور کافر کا فرق اس آیت سے ظاہر ہے کہ وہ حالتِ کفر میں تو کہتے ہیں اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ [1] (الشعراء:۴۲) گویا وہ اپنی تمام کرشمہ نمائی وسحر سازی کا مول چند پیسے سمجھتے ہیں۔اور فرعون کے تقرب کو بڑا اعلیٰ درجہ کا انعام سمجھتے ہیں یا اب حالتِ ایمان میں یہ حال ہے کہ کس جرأت سے کہتے ہیں فَاقْضِ مَاۤ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِیْ هٰذِهِ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۷)

۷۵۔ اِنَّهٗ مَنْ یَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَ لَا یَحْیٰی ۔

ترجمہ ۔ کچھ شک نہیں جو حاضر ہوگا اپنے رب کے حضور جنابِ الٰہی سے قطع تعلق کرنے والا منکر تو اس کے لئے جہنم ہی ہے جس میں نہ مرنا ہی ہے نہ جینا۔

تفسیر ۔ مُجْرِمًا ۔ قطع تعلق کرنے والے۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۷)

پلید روحوں میں بھی عذاب دینے کیلئے ایک حِس پیدا کی جاتی ہے۔مگر نہ وہ مردوں میں داخل

---

[1] بھلا ہمیں کچھ انعام بھی ملے گا جب ہم غالب ہوں گے۔

ہوتے ہیں نہ زندوں میں جیسا کہ ایک شخص جب سخت درد میں مبتلا ہوتا ہےتو وہ بدحواسی کی زندگی اس کے لئے موت کے برابر ہوتی ہے اور زمین وآسمان اس کی نظر میں تاریک دکھائی دیتے ہیں انہیں کے بارے میں خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔یعنی جو شخص اپنے رب کے پاس مجرم ہوکر آئے گا۔اس کیلئے جہنم ہے۔وہ اس جہنم میں نہ مرے گا۔اور نہ زندہ رہے گا اور خود انسان جب اپنے نفس میں غور کرے کہ کیونکر اس کی روح پر بیداری اور خواب میں تغیرات آتے رہتے ہیں تو بالضرور اس کو ماننا پڑتا ہے کہ جسم کی طرح روح بھی تغیّر پذیر ہے۔اور موت صرف تغیر اور سلبِ صفات کا نام ہے۔ ورنہ جسم کے تغیر کے بعد بھی جسم کی مٹی تو بدستور رہتی ہے لیکن اس تغیّر کی وجہ سے جسم پر موت کا لفظ اطلاق کیا جاتا ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۷ نمبر ۶۔ ماہِ جون ۱۹۱۲ء صفحہ ۲۷۴۔۲۷۵)

۷۸۔ وَ لَقَدْ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسٰۤى ۙ۬ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّ لَا تَخْشٰى۔

ترجمہ۔ اور بے شک ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کی طرف کہ راتوں رات نکال لے جا میرے بندوں کو پھر اُن کے لئے راستہ تلاش کر خشک دریا میں۔نہ تو تجھ کو خطرہ ہوگا پیچھے سے آکر پکڑنے کا اور نہ ڈوبنے کا ڈر ہوگا۔

تفسیر۔ یہ کہ رات کو لے چل میرے بندوں کو۔پھر چل ان کیلئے ایک خشک راہ جو دریا میں ہے۔ مت ڈریو کسی کے احاطہ سے اور نہ کسی قسم کا خوف کرنا۔

(نورالدّین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۰۲)

اس رکوع میں قصہ تو موسیٰ کا ہے مگر خدا تعالیٰ نے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ اور آپ کے پیچھے آنے والوں کا نقشہ کھینچ دیا ہے۔اس لئے فرمایا لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ[1] (یوسف:۱۱۲)۔

اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی یہ حکم ہونا

[1] بے شک ان کے حالوں میں عبرت اور تنبیہ ہے عقل والوں کے لئے۔

تھا چنانچہ گویا یہیں اشارہ فرما دیا اور یہ سورۃ مکی ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ابوبکرؓ جیسے پاک بندے کے ساتھ راتوں رات گئے۔

فِی الْبَحْرِ۔ بَحْرٌ عربی زبان میں کھلے میدان کو بھی کہتے ہیں کَلَّمْتُہٗ بَحْرًا وَ سِحْرًا۔ فلاں آدمی سے میں نے بات کھل کے کی۔ سمندر کو بحر بھی اس لئے کہتے ہیں۔ دو محاورے حدیثوں کے اس وقت یاد آ گئے ہیں۔ عبداللہ بن ابی بن سلول نے جب رسول کریمؐ کی کچھ مخالفت کی تو ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ اس بحر کے لوگ اتفاق کر چکے تھے کہ اس کو بادشاہ بنا دیں۔ آپ کے آنے سے یہ منصوبہ پورا نہیں ہوا۔ اس لئے یہ حسد کرتا ہے۔

مکہ و مدینہ میں جو وسیع میدان تھا۔ اس کو بحر کہتے ہیں۔

یَبَسًا۔ موسیٰؑ جس رستہ سے گئے تھے وہ خشک تھا۔ چنانچہ فرمایا کہ تم اس رستے جاؤ جو سمندر میں خشک پڑا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ رمئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۸)

۷۹۔۸۰۔ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ۔ وَ اَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَ مَا هَدٰى۔

ترجمہ۔ پھر اُن کا پیچھا کیا فرعون نے مع اپنے لشکر کے تو ان کو ڈھانپ لیا دریا نے جیسا ڈھانپ لیا ان کو۔ اور تباہ و گمراہ کر دیا فرعون نے اپنی قوم کو اور رہنمائی نہ کی۔

تفسیر۔ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے بھی لوگ پکڑنے کے لئے دوڑے اور پکڑ کر لانے والے کیلئے ۳۳[۱] اونٹ انعام مقرر کئے۔

مَا غَشِيَهُمْ۔ جیسے فرعونیوں پر بلا آئی۔ ویسے ہی مشرکانِ مکہ پر بھی آئی۔

اَضَلَّ فِرْعَوْنُ۔ وہاں فرعون تھا اور یہاں ابوجہل۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ رمئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۸)

---

[۱] بعض روایات کے مطابق ایک سَو ۱۰۰ اونٹ انعام مقرر کیا گیا تھا۔ دیکھیں سیرۃ ابن ھشام باب ھجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم الی المدینۃ (مرتب)۔

اَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَہٗ۔فرعون نے اپنی قوم کو ہلاک کیا۔

(نورالدّین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائز ڈایڈیشن صفحہ ۱۰۰)

جب ظلم حد سے بڑھ جاتا ہے تو خدا تعالیٰ پکڑ لیتا ہے۔اس میں کسی فرعون کی خصوصیت نہیں بلکہ اگر مرزائی بھی ایسا ہوگا تو وہ بھی پکڑا جائے گا۔

ابن ابی لیلیٰ کے پاس ایک مجرم پکڑا آیا۔آپ نے اسے سزا دی۔مگر نرم۔اس نے عرض کیا کہ پہلی دفعہ کا جرم ہے۔تخفیف فرمایئے۔آپ نے دگنی سزا دی اور فرمایا کہ تم نے جھوٹ بول کر عدالت کی توہین کی۔

ایک شخص نے پوچھا کہ حضرت وہ تو رحم کے قابل تھا۔آپ نے سزا بڑھا دی۔فرمایا۔خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے۔وَ یَعْفُوْا عَنْ کَثِیْرٍ[1] (المائدہ:۱۶) جس سے معلوم ہوا کہ وہ پہلی دفعہ نہیں پکڑتا۔پس اس کی گرفتاری اس کو ثابت کرتی ہے کہ یہ جرم کئی دفعہ اس سے ہو چکا ہے......اور اللہ تعالیٰ ستاری فرماتا رہا۔ (بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۴ و ۴۵ مورخہ ۵؍اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۲)

۸۱۔ یٰبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ قَدْ اَنْجَیْنٰکُمْ مِّنْ عَدُوِّکُمْ وَ وٰعَدْنٰکُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَیْمَنَ وَ نَزَّلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَ السَّلْوٰی۔

ترجمہ۔اے اللہ کے پہلوان کی اولاد! بے شک ہم نے تم کو نجات دی تمہارے دشمن سے اور طور کے دائیں طرف کا تم سے وعدہ کیا اور ہمیں نے تم پر اتارا تھا مَن وسَلویٰ۔

تفسیر۔ اَلْمَنَّ۔بے محنت رزق۔

اَلسَّلْوٰی۔ تسلی کی چیزیں۔شہد۔بعض بٹیر کو کہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۸)

۸۲۔ کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَ لَا تَطْغَوْا فِیْہِ فَیَحِلَّ عَلَیْکُمْ غَضَبِیْ ج وَ مَنْ یَّحْلِلْ عَلَیْہِ غَضَبِیْ فَقَدْ ھَوٰی۔

ترجمہ۔اور عام حکم دے دیا تھا کہ کھاؤ پاکیزہ ستھری چیزیں جو ہم نے تم کو دیں اور اس میں

---

[1] اور درگزر کرتا ہے۔

حد سے نہ بڑھو نہیں تو تم پر میرا غضب نازل ہوگا۔ اور جس پر میرا غضب نازل ہوا تو وہ ضرور گر گیا۔

تفسیر۔ لوگ کہتے ہیں۔ فلاں زبان محدود ہے۔ محدود کیا ہوتی ہے۔ عقلاء وفصحاء قوم خود ہی زبان کو وسعت دے لیتے ہیں۔ طغیان کہتے ہیں مذہبی حد سے باہر نکل جانے کو۔ انبیاء بھی جب آتے ہیں تو حدود اللہ مقرر کرتے ہیں۔ جو قوم ان سے گزرے اسے طاغیہ کہتے ہیں۔

(بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۴ و ۴۵ مورخہ ۵؍اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۲)

۸۳۔ وَ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی۔

ترجمہ۔ اور میں بڑا عیب پوش خطا سے بچانے والا ہوں اُس شخص کو جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرے پھر ہدایت پر قائم رہے۔

تفسیر۔ چار باتیں ہوں تو اللہ معاف کر دیتا ہے۔

(۱) آدمی اپنی اصلاح کر لے۔ (۲) ایمان لائے۔ (۳) عملِ صالح کرے۔ (۴) جو بری بات چھوڑ دی ہے اس کے بالمقابل اچھی بات اختیار کرے۔ (بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۴ و ۴۵ مورخہ ۵؍اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۲)

وَ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی (طٰہٰ: ۸۳) جو توبہ کر چکا اور ایمان لایا اور اس کے عمل اچھے ہوئے پھر اس سب کے بعد ہدایت کی راہوں پر ثابت قدم رہا۔ اس کے لئے میں غفار ہوں۔

مفردات راغب میں لکھا ہے۔

الغفر۔ اِلْبَاسُ الشَّیْءِ مَا یَصُوْنُهٗ عَنِ الدَّنَسِ۔ اَلْمَغْفِرَةُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی۔ اَنْ یَّصُوْنَ الْعَبْدُ مِنْ اَنْ یَّمَسَّهُ الْعَذَابُ۔

غفر کے معنے ہیں ایسی شئے کا پہنانا جو میل کچیل سے بچائے۔ خدا کی مغفرت کے یہ معنے ہیں کہ بندہ عذاب کے لگنے سے بچایا جائے۔

اسی سے مغفر مشتق ہے جو لوہے کی خود کو کہتے ہیں۔ اور غفارہ اس کپڑا کو کہتے ہیں جسے سر پر رکھنے سے کپڑوں کو چکنا تیل نہ لگ سکے۔ دیکھو مغفرت جس سے غفار کا لفظ نکلا ہے۔ کس طرح توبہ اور

انصاف اور درگزر کو بیان کرتا ہے۔

کیا معنے؟ جب انسان بدی اور نافرمانی سے پکی طرح رجوع کرتا ہے اور اس کو چھوڑ دیتا ہے پھر کامل ایمانداری کے ساتھ اچھے اچھے عمل کرنے لگ جاتا ہے۔ تب اس کی حفاظت کی جاتی ہے اور خدا کا فضل اور اس کی حمایت کا ہاتھ گناہوں اور ان کی سزا کے مقابل اس کے لئے محافظ ہو کر رومال اور خود بن جاتا ہے۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۹۲، ۹۳)

۸۴، ۸۵۔ وَمَآ اَعۡجَلَكَ عَنۡ قَوۡمِكَ يٰمُوۡسٰى۔ قَالَ هُمۡ اُولَاۤءِ عَلٰۤى اَثَرِىۡ وَعَجِلۡتُ اِلَيۡكَ رَبِّ لِتَرۡضٰى۔

ترجمہ۔ اور تجھ کو کیا چیز جلدی لے آئی اپنی قوم سے اے موسیٰ!۔ موسیٰ نے عرض کی وہ لوگ بھی میرے پیچھے ہی ہیں اور جلدی کر کے آیا ہوں تیری طرف اے میرے رب تاکہ تُو خوش ہو۔

تفسیر۔ وَمَآ اَعۡجَلَكَ۔ اس موقع کا ذکر ہے۔ جب موسیٰ طور پر گئے تھے۔ ہمارے نبی کریمؐ بھی دنیا سے جلدی چل دیئے۔ ہم بھی ان کے پیچھے آخر وہیں حاضر ہونے والے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد مسلمان بھی فتنہ میں پڑے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ رمئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۸)

عَجِلۡتُ اِلَيۡكَ رَبِّ لِتَرۡضٰى۔ سے استنباط ہوا کہ نماز میں اوّل وقت جانا چاہیے۔

(بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۴ و ۴۵ مورخہ ۵ر اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۲)

۸۶۔ قَالَ فَاِنَّا قَدۡ فَتَنَّا قَوۡمَكَ مِنۡۢ بَعۡدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِىُّ۔

ترجمہ۔ فرمایا ہم نے نیک و بد میں تمیز کر دی تیری قوم کی تیرے پیچھے اور اُن کو بہکا دیا سامری نے۔

تفسیر۔ اَضَلَّهُمُ السَّامِرِىُّ۔ سامری نے انہیں ہلاک کیا۔

(نورالدّین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۰۰)

۸۹۔ فَاَخۡرَجَ لَهُمۡ عِجۡلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوۡا هٰذَاۤ اِلٰهُكُمۡ وَاِلٰهُ مُوۡسٰى ۬ فَنَسِىَ۔

ترجمہ۔ اور ان کے واسطے ایک بچھڑے کا جسم اس نے نکال دیا جس کی آواز گائے کی تھی پھر

سامری نے کہا یہ تمہارا اور تمہارے موسیٰ کا معبود ہے تو موسیٰ اس کو بھول گیا ہے۔

تفسیر۔ اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ ۔ حاکم قوم کا اثر محکوم پر ضرور ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر بال ہی لو سکھوں کے عہد میں لوگ بڑے بڑے بال رکھتے تھے۔ مگر اب قینچی سے ایسے کتراتے ہیں کہ گویا ہیں ہی نہیں۔ پھر بھی بعض برداشت نہیں کر سکتے۔

اسی طرح فرعون اور اس کی قوم گائے پرست تھے۔ اسی لئے اس کا تاج گئو مُکھی تھا۔ بنی اسرائیل پر بھی اس کا اثر ہوا۔ اور اس عظمت کو نکالنے کے لئے حضرت موسیٰؑ کی معرفت حکمِ الٰہی ہوا کہ وہ درشنی گائے ذبح کر دو۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَۃً (البقرۃ:۶۸) اور اللہ حکم دیتا ہے کہ گائے ذبح کر دو۔ لوگ رسوم کے بہت تابع ہیں۔ جتنی دولت مند قوم ہے ان کے نزدیک گئو ہتیا حرام ہے۔ ہزاروں لاکھوں بکرے ذبح ہوتے ہیں اور شور نہیں مچاتے برخلاف اس کے گائے پر شور پڑتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گائے ذبح کرنے کا رواج عام نہیں کیا گیا۔

(بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۴ و ۴۵ مورخہ ۵/ اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۲)

۹۰۔ اَفَلَا یَرَوْنَ اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْھِمْ قَوْلًا ۙ وَّ لَا یَمْلِکُ لَھُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا۔

ترجمہ۔ بھلا یہ لوگ اتنا بھی نہ دیکھ سکے کہ وہ پلٹا کر جواب بھی تو نہیں دیتا انہیں اور وہ مالک بھی نہیں ان کے کسی نقصان اور نفع کا۔

تفسیر۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ محض بے جان چیز تھی۔ اس میں نفع رسانی یا ایذاء دینے کی کوئی طاقت نہ تھی۔ (نورالدّین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲۰)

اَفَلَا یَرَوْنَ اَلَّا یَرْجِعُ ۔ یہ اس کے معبود ہونے کا ثبوت دیا ہے کہ اللہ تو وہ ہے جس کے آگے تم تضرع کرو تو وہ جواب دے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹/ مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۸)

اَلَّا یَرْجِعُ اِلَیْھِمْ ۔ الہام کے منکر بھی اپنے خدا کو بچھڑا ہی تجویز کرتے ہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۷)

اَلَّا یَرۡجِعُ اِلَیۡھِمۡ ۔ھِمۡ کا مرجع وہ لوگ ہیں جو اس کی محبت میں غرق تھے۔

(بدر جلد ۱۰ نمبر ۳۵ مورخہ ۲۹؍جون ۱۹۱۱ء صفحہ ۱)

۹۱، ۹۲۔ وَ لَقَدۡ قَالَ لَھُمۡ ھٰرُوۡنُ مِنۡ قَبۡلُ یٰقَوۡمِ اِنَّمَا فُتِنۡتُمۡ بِہٖ ۚ وَ اِنَّ رَبَّکُمُ الرَّحۡمٰنُ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ وَ اَطِیۡعُوۡۤا اَمۡرِیۡ۔قَالُوۡا لَنۡ نَّبۡرَحَ عَلَیۡہِ عٰکِفِیۡنَ حَتّٰی یَرۡجِعَ اِلَیۡنَا مُوۡسٰی۔

ترجمہ۔اور بے شک ان سے کہا تھا ہارون نے پہلے ہی سے اے میری قوم! اس کے سوا نہیں کہ تم اس سے آزمائے گئے ہو اور تمہارا رب تو رحمٰن ہے تو تم میری ہی پیروی کرو اور میرے ہی کہنے پر چلو۔انہوں نے جواب دیا ہم کبھی نہیں ہٹیں گے اسی پر جمے بیٹھے رہیں گے یہاں تک کہ ہمارے پاس پلٹ آئے موسیٰ۔

تفسیر۔ فُتِنۡتُمۡ بِہٖ۔ برے بھلے کی تمیز کرنے کے لئے یہ ایک ابتلاء آیا ہے۔

حَتّٰی یَرۡجِعَ اِلَیۡنَا مُوۡسٰی۔ ہارون بھی رسول نبی تھے اور حضرت موسیٰؑ بھی۔مگر ہارون کے سامنے انہوں نے بت پرستی کی۔رعب ایک الٰہی فضل ہوتا ہے۔حضرت موسیٰؑ کا خوف تو ظاہر ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ان کے آنے تک ہم اسی بات پر جمے رہیں گے مگر ہارون کو تو اس فعل میں شریک گردانتے ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ہارون نے نرمی اختیار کی۔اللہ تعالیٰ حضرت ہارون کی بریت ظاہر فرماتا ہے۔

حضرت علیؓ کی نسبت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے اَنۡتَ مِنِّیۡ بِمَنۡزِلَۃِ ھَارُوۡنَ مِنۡ مُوۡسٰی۔[۱] چنانچہ آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ پیش آیا جیسے ہارون کے ساتھ یہ گو کا معاملہ تھا۔ایسا ہی حضرت عثمانؓ کے قتل میں حضرت علیؓ کو شریک گردانا گیا۔مگر آپ کا دامن بالکل پاک تھا۔

ان آیات سے مجھے حضرت علیؓ کی بریت اور حضرت عثمانؓ کے قتل سے بالکل الگ ہونے کا یقین ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۸)

---

[۱] تیرا میرے بعد وہی مقام ہے جو موسیٰؑ کے بعد ہارون کا تھا۔

۹۵۔ قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَ لَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَ لَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ۔

ترجمہ۔ کہا اے میری ماں کے بیٹے! میری داڑھی کو ہاتھ نہ لگا اور نہ میرا سر پکڑ، میں تو ڈرا تھا اس سے کہ آپ کہیں گے کہ تُو نے پھوٹ ڈال دی بنی اسرائیل میں اور میری بات یاد نہ رکھی۔

تفسیر۔ يَبْنَؤُمَّ ۔ بہ نسبت باپ کے ماں میں زیادہ محبت وراحت جوش مارتی ہے۔ اس لئے اس سے منسوب کیا تا رحمت کی طرف جھکیں۔

اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ ۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت علی پر تفرقہ کا الزام غلط ہے اور آپ نے تحکیم جو تسلیم کی تو انہی آیات کے ماتحت۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۸)

۹۶، ۹۷۔ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ۔ قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَ كَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ۔

ترجمہ۔ موسیٰ نے کہا اے سامری تیرا کیا حال ہے۔ وہ بولا میں نے وہ چیز دیکھی جو اوروں نے نہیں دیکھی۔ میں نے تھوڑا سا شریعت کا حصہ لیا تھا پھر اسے چھوڑ دیا میں نے اور ایسی ہی صلاح دی مجھ کو میرے نفس نے۔

تفسیر۔ يٰسَامِرِيُّ ۔ سامرہ ایک قوم کا نام ہے۔

بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا ۔ یعنی میں خوب سمجھتا ہوں۔

فَقَبَضْتُ قَبْضَةً ...... سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ۔ یعنی میں نے اے رسول (موسیٰ) تیری تعلیمِ توحید سے کچھ لیا تھا۔ اب میں اسے چھوڑتا ہوں۔ کیوں؟ میری مرضی۔

جبرائیل کے گھوڑے کے قدموں کی مٹی لے کر بچھڑا بنانا ایک جھوٹی کہانی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۸)

بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا ۔ مجھے علم ہے جو تجھے نہیں۔

مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ ۔ رسول کی کچھ متابعت کی پھر چھوڑ دی۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۷)

مطلب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے سامری کوفرمایا۔اے سامری! تیری یہ بڑی بھاری کارروائی کیوں ہوئی؟ بولا کہ میں بصیرت حاصل کر چکا ہوں ساتھ ایسے کام کے کہ اس کام کے ساتھ ان لوگوں کو بصیرت نہیں۔ پھر قبض کر لیا تھا میں نے ایک قبضہ اس رسول کے اثر میں سے۔ پھر پھینک دیا اسے اوراسی طرح یہ کام میری جان نے مجھے بھلا کر دکھایا۔اس مقام پر تسویل کا لفظ قابلِ غور و تامل ہے۔

التسویل۔ تَزْئِيْنُ النَّفْسِ لِمَا يَحْرُصُ عَلَيْهِ وَ تَصْوِيْرُ الْقُبْحِ مِنْهُ بِصُوْرَةِ الْحُسْنِ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا [1] (یوسف:۱۹) تسویل کے معنی ہیں نفس کا اپنی پسندیدہ چیز کو خوبصورت کر دکھانا۔ چنانچہ اس کی گواہی قرآن شریف کی اس آیت سے ملتی ہے۔ جو حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں سے بات کی بلکہ تمہارے نفسوں نے بری بات کو خوبصورت کر دکھایا۔ پس اس آیت کا مطلب صرف اسی قدر ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اس بت پرستی کے بانی سامری سے دریافت فرمایا کہ تو نے یہ کیا کام کیا تو اس نے بتایا کہ میں ایک بصیرت پر ہوں جس بصیرت سے یہ لوگ ناآشنا ہیں میں نے موسیٰؑ رسول کے احکام سے کچھ مانا ہوا تھا سو اب میں اس موسوی مذہب کے مانے ہوئے حصہ کو ترک کر بیٹھا ہوں۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲۰، ۲۲۱)

۹۸۔ قَالَ فَاذْهَبْ فَاِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ اَنْ تَقُوْلَ لَا مِسَاسَ ۪ وَ اِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تُخْلَفَهٗ ۚ وَ انْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِي الْيَمِّ نَسْفًا۔

ترجمہ۔ موسیٰ نے کہا چل جا دور ہو۔ زندگی ہی میں تیری یہ سزا ہے کہ تو کہا کرے مجھے ہاتھ نہ لگانا اورالبتہ تیرے لئے ایک اور وعدہ ہے کہ جس کا تجھ سے کبھی خلاف نہ ہوگا اور دیکھ تیرے جھوٹے معبود کو جس پر تو جما بیٹھا ہے کہ ہم اس کو ضرور جلائیں گے پھر اس کو بکھیر دیں گے دریا میں اڑا کر۔

تفسیر۔ لَا مِسَاسَ۔ یہ سزا دی ہے کہ جب تو رستے میں چلے تو پوش پوش کہتا جائے۔ یہ جھوٹی کہانی ہے کہ جو اسے چھوتا اسے محرقہ بخار ہو جاتا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۸)

---

[1] یعقوب نے کہا تمہاری جانوں نے ایک شرارت کی ہے۔

۱۰۰۔ كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَ قَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا۔

ترجمہ۔اسی طرح ہم تجھ سے بیان کرتے ہیں اگلوں کے گزرے ہوئے حال کی خبریں اور ہم نے تجھ کو عطا کیا ہے یادگار اور نصیحت (یعنی قرآن)۔

تفسیر۔ كَذٰلِكَ نَقُصُّ ۔پیشگوئی فرماتا ہے کہ اسلام میں بھی ایک ہارون ہوگا۔اس وقت قوم فتنہ میں پڑے گی۔ایک سامری ہوگا۔

عبداللہ بن سبا یمن کا رہنے والا یہودی۔جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہ تھا۔اس نے از راہِ شرارت اظہارِ اسلام کیا۔بصرہ، کوفہ میں گیا۔اور عثمان کے مطاعن یاد کر لئے۔شام تک گیا۔ حضرت معاویہ نے اسے مدینہ میں قید کر دیا۔حیلے حوالے کر کے چھوٹا تو مصر میں گیا۔وہاں قوم کو بھڑکایا اور عثمانؓ کے عزل پر لوگوں کو بہکایا۔مگر وہ سامری آخر میں ذلیل ہوگیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۸)

۱۰۳ تا ۱۰۵۔يَّوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا۔ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا۔ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ اِذْ يَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِيْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا يَوْمًا۔

ترجمہ۔جس دن صور میں پھونکا جائے گا اور ہم گھیر لائیں گے قطع تعلق کرنے والوں کو اُس دن جن کی آنکھیں نیلی پیلی ہوں گے۔وہ آپس میں آہستہ آہستہ باتیں کر رہے ہوں گے کہ بس دس ہی دن ٹھہرے ہوں گے۔ہم خوب جانتے ہیں جو یہ کہہ رہے ہیں جب ان میں کہے گا اعلیٰ درجہ کا کہنے والا کہ تم کیا رہے؟ ایک دن۔

تفسیر۔ زُرْقًا۔نیلی پیلی آنکھوں والے۔عَشْرًا۔ہزار برس شان وشوکت تھی۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۷)

عَشْرًا۔ہم دنیا میں دس صدیاں رہیں۔یہ ایک خاص قوم کی نسبت پیشگوئی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹؍مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۸)

اِلَّا یَوْمًا۔ یوم ہزار برس کا ہوتا ہے۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۰ مورخہ ۱۹ر مئی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۸)

۱۰۶، ۱۰۷۔ وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ یَنْسِفُهَا رَبِّیْ نَسْفًا۔ فَیَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا۔

ترجمہ۔اور تجھ سے پوچھتے ہیں پہاڑوں کی طرح جو سلطنتیں ہیں ان کا حال۔تو جواب دے اڑا دے گا میرا رب ان کو بالکل خاک دھول بنا کر۔ پھر زمین کو کر ڈالے گا ہموار میدان۔

تفسیر۔ جِبَالَ۔ بڑے آدمی۔عرب میں ایسے نام بھی رکھے جاتے ہیں۔

واقعہ۔نیک آدمی کا ذکر ہے جسے امر بالمعروف کا شوق تھا کہ اس نے ایک امیر کے ملازم (جو اس کے منہ چڑھا تھا) کے ہاتھ میں ایک غیر مشروع چیز دیکھی تو اسے پکڑ کر توڑ دیا۔امیر نے اسی قسم کی چیز اپنے ہاتھ میں لی اور واعظ کو بلایا اور پوچھا کہ آپ نے ہمارے آدمی کی چیز توڑ دی ہے۔کہا۔ ہاں۔پوچھا کیوں؟ کہا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔مَنْ رَأٰی مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْیُغَیِّرْهُ بِیَدِهٖ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَ ذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ۔ترجمہ۔جو کوئی تم میں سے کوئی غیر مشروع امر دیکھے تو اپنے ہاتھ سے اسے بدلے اتنی طاقت نہ ہو تو زبان سے سمجھائے۔یہ بھی نہ ہو تو دل سے برا منائے اور یہ سب سے بڑھ کر ضعیف ایمان ہے۔

اس پر اس امیر نے کہا۔ میرے ہاتھ میں بھی وہی چیز ہے۔ وہی سلوک اس سے کیوں نہیں کرتے؟ اس نے کہا آپ کو سمجھانے والے کا ذکر قرآن شریف میں لکھا ہے۔اس نے پوچھا۔کہاں؟ تو اس نے یہ آیت پڑھی اور اس زور سے پڑھی کہ مارے دہشت کے وہ چیز اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔اور ٹوٹ گئی۔

یَنْسِفُهَا۔ان کو اللہ تعالیٰ اڑا دے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹ر جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۹)

عَنِ الْجِبَالِ۔ان سلطنتوں کو مٹا دے گا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۷)

۱۰۹، ۱۱۰۔ يَوْمَئِذٍ يَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهٗ ۚ وَ خَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ فَلَا تَسْمَعُ اِلَّا هَمْسًا۔ يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ رَضِيَ لَهٗ قَوْلًا۔

ترجمہ۔اس دن لوگ پیچھے دوڑیں گے پکارنے والے کے جس میں کچھ کجی نہیں اور نیچی ہو جائیں گی آوازیں رحمٰن کے خوف سے تو سوائے دھیمی آوازوں کے تو کچھ نہ سنے گا۔اس دن کام نہ آئے گی کسی کی سفارش مگر جسے اجازت دے دی رحمٰن نے اور اس کا قول پسند فرمالیا۔

تفسیر۔ خَشَعَتِ۔ خوف سے جھک جائیں گی۔

ان آیات میں ان سلطنتوں کے متعلق پیشگوئی ہے جو اپنی تدابیر کے گھمنڈ میں آ کر کہتے ہیں کہ ہمیں توڑنے والا کون ہے۔

رَضِيَ.... الخ ۔اس کی باتیں پسندیدہ ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۹)

۱۱۲، ۱۱۳۔ وَ عَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ ؕ وَ قَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا۔ وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّ لَا هَضْمًا۔

ترجمہ۔اور بڑے بڑے وجیہ عظیم الشان لوگ حَيُّ الْقَيُّوْم کے سامنے جھک جائیں گے اور کچھ شک نہیں کہ جس نے ظلم کا بوجھ اٹھایا وہ نامراد ہی رہا۔اور جو بھلے کام کرے اور وہ ایماندار بھی ہو تو اسے نہ تو ظلم کا ڈر ہے نہ نقصان کا۔

تفسیر۔ عَنَتِ۔فرماں بردار ہوں گے۔

فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا۔کوئی اس پر ظلم نہ کر سکے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۹)

۱۱۴۔ وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّ صَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا۔

ترجمہ۔اوراسی طرح ہم نے اس (یعنی قرآن) کو اتارا ہے ہروقت پڑھنے کی چیز عربی زبان میں اورطرح طرح سے اس میں بیان کئے ہیں ڈرتا کہ لوگ تقویٰ اختیار کریں یا ان کے لئے موجب نصیحت ہوجائے۔

تفسیر۔ عَرَبِيًّا۔ کھول کرسنانے والی۔

ایک شخص نے مجھے کہا۔کھول کرکوئی اورزبان سنانے والی نہیں میں نے کہا۔کہ تم اللہ کا نام کسی اور زبان میں ایسا بتادو۔جوخاص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو۔تواس نے اقرارکیا کہ کوئی نام ایسا نہیں جو محض اس ذاتِ جامع صفات سے مختص ہو۔

يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا۔نئی نصیحت بھی کریں گے۔میں جب قرآن شریف پڑھتا ہوں۔تو اسے نئی شان میں پاتا ہوں۔قرآن کے بعدکوئی نئی کتاب آنے والی نہیں۔بس وہی نئی شان میں جلوہ گر ہوتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدرقادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۹)

۱۱۵، ۱۱۶۔ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَ لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰۤى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا۔ وَ لَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَ لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا۔

ترجمہ۔بہت بڑا درجہ عالی شان اللہ سچے بادشاہ کا ہے اورتو جلدی نہ کرقرآن میں جب تک کہ اس کی وحی تمام نہ ہو چکے تیری طرف اور کہا کر اے میرے رب! مجھے علم اور زیادہ دے۔اور ہم نے اقرارلیا آدم سے پہلے سے وہ بھول گیا تھا اور ہم نے اس میں قصد نہ پایا۔

تفسیر۔ وَ لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ۔قرآن میں نبی کے لئے تین باتوں کا حکم آیا ہے يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ[1] (الجمعۃ:۳) پہلے وہ آیات پڑھیں۔پھر تعلیم

[1] جوان کواس کی آیتیں پڑھ پڑھ کرسناتا اوران کو پاک صاف کرتا اوران کو کتاب ودانائی کی باتیں سکھاتا ہے۔

کریں پھر فکر کریں کہ کس تدبیر سے لوگ سمجھیں۔اس لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کوفرمایا کہ آپ پہلے قرآن سنیں ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَہٗ [1] (القیٰمۃ:۲۰) پھر ہمارے ذمہ اس کا سمجھانا ہے۔ پھر ایسے دل تیار کرنا جو اس کی تعمیل کریں اس آیت کے متعلق ایک یہ نکتہ بھی ہے کہ واعظ کے لئے وعظ میں سب سے مقدّم قرآن مجید ہے اور اس کے بعد اس کی اپنی تقریر۔قرآن مجید کی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھنے کی جلدی نہ کر۔

وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔ جب اس بادشاہ کے لئے یہ حکم ہے۔تو ہماری کیا بساط ہے اس لئے میں قرآن شریف پڑھتے ہوئے یہ دعا بالالتزام پڑھتا ہوں اور اس کے ساتھ یہ دعائیں ملاتا ہوں۔

(۱) سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا [2] (البقرۃ:۳۳)۔(۲) اِھْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِیْہِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِکَ۔ اِنَّکَ تَھْدِیْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (۳) رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ۔ وَ یَسِّرْ لِیْٓ اَمْرِیْ [3] (طٰہٰ:۲۶،۲۷)۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲،۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۹)

صاحب شرع اسلام تک کو رغبت دلاتا ہے کہ وہ دائمی اور ابدی ترقیات کیلئے ہمیشہ دعا مانگتا رہے۔اور ترقی علم چاہتا رہے۔ جیسے فرمایا۔ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰہٰ:۱۱۵) کہہ اے میرے رب! میرے علم میں ترقی بخش۔ (نور الدّین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۶)

پہلا الہام جو ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا وہ بھی اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ [4] (العلق:۲) ہی تھا اور پھر رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا کی دعا تعلیم ہوتی ہے۔اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ علم کی کس قدر ضرورت ہے۔ سچے علوم کا مخزن قرآن شریف ہے تو دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ قرآن شریف کے پڑھنے اور سمجھ کر پڑھنے اور عمل کے واسطے پڑھنے کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اور یہ حاصل ہوتا ہے تقویٰ اللہ سے۔ مامور من اللہ کی پاک صحبت میں رہ کر۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں۔

---

[1] پھر اس کا سمجھانا ہم پر فرض ہے۔ [2] آپ کی ذات بے عیب، بڑی خوبیوں والی ہے جو تو نے ہمیں بتادیا ہے اس کے سوائے ہمیں کچھ معلوم نہیں۔ [3] اے میرے ربّ! تو میرا سینہ کھول دے۔اور میرے لئے میرا کام آسان کردے۔
[4] اپنے ربّ کے نام سے پڑھ۔

جو اپنی سلامتی صدقِ نیت، شفقت علی خلق اللہ، غَایَۃُ الْبُعْدِ عَنِ الْاَغْنِیَآءِ، آسانی، جودت طبع، سادگی، دور بینی کی صفات سے فائدہ پہونچاتے ہیں۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۱۴ مورخہ ۱۷/اپریل ۱۹۰۱ء صفحہ ۴)

قرآن مجید پر غور کرنے سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (جو اعلم باللہ اور جامع کمالاتِ نبوت وانسانیت ہیں) کو اللہ تعالیٰ نے ایک دعا تعلیم فرمائی۔

قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔(اے میرے رب میرا علم زیادہ کردے)۔

(میں بھی کہتا ہوں رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا آمین) تو پھر اور کون شخص ہے جس کو علم کی ضرورت نہیں۔یہ آیت جہاں فضیلتِ علم کو ظاہر کرتی ہے وہاں دوسری طرف ضرورتِ علم پر بھی دلیل ہے۔

(الحکم جلد ۲۰ نمبر ۲۰ مورخہ ۲۸/جون ۱۹۱۸ء صفحہ ۴)

فَنَسِیَ ۔بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ آدم باوجود حکمِ تاکیدی کے کس طرح بھول گیا۔میں انہیں پوچھتا ہوں۔گھر سے اہتمام کے ساتھ مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے آتے ہیں۔اور پھر اس میں سہو ہو جاتا ہے۔یہ کیوں؟

وَ لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا۔حضرت آدم علیہ السلام نے گناہ کا ارادہ نہ کیا تھا۔ارادہ سے اس شجرہ کو نہیں کھایا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹/جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۹)

اگرچہ آدم علیہ السلام شیطان کے کہنے پر نہ چلے۔مگر مدت کے بعد وہ درخت کے پاس جانے کی الٰہی ممانعت کو بھول گئے۔ایسی بھولوں سے بچنے کے واسطے باری تعالیٰ نے ہمارے ہادی اور سردار عالمِ رحمت عالمیاں کو قرآن کریم کے یاد رکھنے کی تاکید کرتے ہوئے آدم علیہ السلام کا قصہ فرمایا ہے۔وَ لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّقْضٰۤی اِلَیْكَ وَحْیُهٗ٘ وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا۔وَ لَقَدْ عَهِدْنَاۤ اِلٰۤی اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ وَ لَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا [1] (طٰہٰ:۱۱۵، ۱۱۶) اور اسی نسیان پر آدم علیہ السلام کو عَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی۔[2] (طٰہٰ:۱۲۲)

(تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۱۷)

[1] اور جلدی مت کر قرآن سے۔قبل اس کے کہ اُس کی وحی تجھ پر پوری ہو۔اور کہو اے رب مجھے علم زیادہ دے۔اور ہم نے آدم سے عہد کیا۔وہ بھول گیا اور اس میں اس کا کوئی قصد نہ تھا۔ [2] آدم نے اپنے رب کا عصیان کیا اور بہک گیا۔

۱۱۷، ۱۱۸۔ وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ؕ اَبٰی ۔ فَقُلْنَا یٰٓاٰدَمُ اِنَّ ھٰذَا عَدُوٌّ لَّکَ وَ لِزَوْجِکَ فَلَا یُخْرِجَنَّکُمَا مِنَ الْجَنَّۃِ فَتَشْقٰی ۔

ترجمہ۔ اور وہ یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو کہا آدم کی فرمانبرداری کرو تو سب نے حکم مانا مگر ابلیس نے انکار کر دیا۔ تو ہم نے کہہ دیا اے آدم! یہی تیرا دشمن ہے اور تیری بیوی کا اور رفیق کا تو کہیں تم کو نکلوا نہ دے جنت سے تو تم ناکام ہو جاؤ گے۔

تفسیر۔ آدم سے مراد عظیم الشان انسان ہے۔ جیسا حضرت نوح، حضرت ابراہیم علیہما السلام۔

اُسْجُدُوْا ۔ فرماں برداری کرو۔

جَنَّۃ۔ ملک آرمینیا۔

فَتَشْقٰی ۔ تو تھک جائے۔ تجھ پر بڑی مصیبت پڑے

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۹)

۱۱۹، ۱۲۰۔ اِنَّ لَکَ اَلَّا تَجُوْعَ فِیْھَا وَ لَا تَعْرٰی ۔ وَ اَنَّکَ لَا تَظْمَؤُا فِیْھَا وَ لَا تَضْحٰی ۔

ترجمہ۔ جنت میں تجھے یہ کمال حاصل ہے کہ نہ تو بھوکا رہے اس میں اور نہ ننگا۔ اور نہ یہ کہ پیاسا رہے اس میں اور نہ دھوپ کھائے۔

تفسیر۔ لَا تَجُوْعَ ۔ قحط کا خوف نہیں۔

لَا تَعْرٰی ۔ ایسی عمدہ آب و ہوا ہے کہ کپڑے نہیں اتارنے پڑے۔

وَ لَا تَضْحٰی ۔ شدید دھوپ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۹)

۱۲۱۔ فَوَسْوَسَ اِلَیْہِ الشَّیْطٰنُ قَالَ یٰٓاٰدَمُ ھَلْ اَدُلُّکَ عَلٰی شَجَرَۃِ الْخُلْدِ وَ مُلْکٍ لَّا یَبْلٰی ۔

ترجمہ۔ پھر وسوسہ کیا اس کی طرف شیطان نے اور بولا اے آدم! کیا میں آپ کو بتاؤں ہمیشہ رہنے کا جھاڑ اور ایسی سلطنت جو کبھی پرانی نہ ہو۔

تفسیر۔ شَیْطٰنُ۔ ابلیس کا مظہر ہے۔

مُلْكٍ لَّا يَبْلٰى۔ ہمیشہ کی سلطنت۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹ رجون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۶۹)

۱۲۲۔ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۫ وَ عَصٰۤى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى۔

ترجمہ۔ پھر (دونوں نے) اس جھاڑ میں سے کھالیا تو شرم گاہیں دونوں کی خود کو دِکھنے لگیں اور لگے اپنے اوپر ڈھانپنے جنت کے پتے اور آدم نے نافرمانی کی اپنے رب کی تو اس کا گزران تنگ ہوگیا۔

تفسیر۔ فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا۔ ان پر اپنی کمزوریاں ظاہر ہوگئیں۔ بعض باتوں میں عقل وقیاس سے کام لینا ایک قسم کی جرأت ہے۔ جو میں ناپسند کرتا ہوں۔ اس لئے اس کی حقیقت حوالہ بخدا ہے۔ اتنا ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو چند اوامر۔ چند نواہی دیتا ہے۔ خبیث روح ان کے خلاف منصوبے کرتی ہے۔ ان کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ ان کے ساتھیوں کے عیش کو مکدّر کرتی ہے۔ گو آخر منہ کی کھاتی ہے۔ خود نبی کریمؐ کی زندگی کے واقعات سے یہ قصہ کھل سکتا ہے۔ آپ اپنی بی بی خدیجہؓ کے ساتھ آرام سے بسر کر رہے تھے۔ دعوٰئ نبوت کے بعد ان کے خلاف جوش اٹھا۔ جس سے اپنی کمزوریوں کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اور پھر اس کمزوری کے دور کرنے کی کوئی نہ کوئی سچائی کا پتہ اپنے پر لیتے ہیں۔ پتہ جلد خشک ہو جاتا ہے۔ اس سے یہ مراد ہے کہ پہلے اپنی طرف سے دلائل دیتے ہیں جو کمزوری ہوتی ہے۔ آخر خدا سے مدد پا کر مظفر ومنصور ہوتے ہیں۔

وَ عَصٰۤى اٰدَمُ۔ مسلمانوں میں دو مذہب ہیں۔ ایک شیعہ ان کا عقیدہ ہے کہ امام جو ہوتا ہے۔ وہ تمام قسم کے گناہوں سے۔ صغیرہ، کبیرہ، عمد، خطاء، سہو سے معصوم ہوتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی عجیب اعتقاد ہے کہ تقیۃً خواہ بت کے آگے سجدہ کرلے یا کلمۃ الکفر کہہ لے۔ یہ جائز ہے۔

خوارج کے نزدیک ایک طرف اتقاء کا یہ اہتمام ہے کہ عورت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ گناہ کفر ہے۔ مگر دوسری طرف خلفاء راشدین میں سے دو کو انہوں نے ہی قتل کیا۔ سنّی

مذہب والوں کو عجیب عجیب مشکلات پیش آئے ہیں۔اس لئے ان میں سے کچھ لوگوں نے یہ کہا ہے کہ انبیاء سے ارتکابِ گناہ بعد نبوّت نہیں ہوتا۔قبل از نبوت ممکن ہے ان کے متکلّمین نے کہا ہے کہ عصی خلاف ورزی کا نام ہے۔

اَشَرْتُ اِلَیْہِ عَلٰی اَمْرٍ وَلَدِہٖ فَعَصَانِی۔فلاں آدمی کو میں نے مشورہ دیا تھا مگر اس نے مانا نہیں۔ الفُلَانُ اَشَرْتُ اِلَیْہِ بِشُرْبِ الدَّوَاءِ وَلٰکِنَّ الْمَرِیْضَ عَصَانِیْ۔ یہ نہیں بولتے کہ فَصَارَ عَاصِیًا لِیْ۔اسی طرح آدم کے حق میں عصٰی فرمایا صَارَ عَاصِیًا لِیْ نہیں کہا۔میرا اپنا اعتقاد یہ ہے کہ مومن کی نسبت، اولیاء کی نسبت، انبیاء کی نسبت، محسنوں مقربوں کی نسبت جرم کا لفظ کبھی نہیں آتا۔ اسی طرح جناح کا لفظ بھی نہیں آتا۔

یَخْصِفٰنِ۔لینے لگے۔

غَوٰی۔ فَسَدَ عَلَیْہِ عَیْشُہٗ۔ زندگی میں آپ کو تکلیف پہنچی (دیکھو لسان العرب) بڑے بڑے مشکلات میں پھنسے۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۰)

۱۲۴۔ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَ لَا يَشْقٰى۔

ترجمہ۔ فرمایا یہاں سے اترو سب تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو پھر تمہارے پاس جب آئے میری طرف سے ہدایت تو جو میری ہدایت پر چلا تو وہ نہ بہکے گا اور نہ ناکام ہوگا۔

تفسیر۔ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَ لَا يَشْقٰى (طٰہٰ:۱۲۴)۔ پھر جو چلا میری بتائی راہ پر نہ بہکے گا وہ اور نہ تکلیف میں پڑے گا۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم صفحہ ۳۲۵ حاشیہ)

۱۲۵۔ وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى۔

ترجمہ۔اور جس نے میرے قرآن سے منہ پھیر لیا تو اس کی روزی تنگی سے ملے گی اور ہم اس کو اٹھائیں گے قیامت کے دن اندھا۔

تفسیر۔ مَعِيْشَةً ضَنْكًا۔مخالفینِ رسول رفتہ رفتہ تنگ دست ہوجاتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۰)

ایک عیسائی کا اعتراض۔

’’جو قرآن سے منہ پھیرے۔اس کی معیشت تنگ ہوگی۔یہ باطل ہے۔کروڑوں قرآن کو نہیں مانتے اور ان کی معیشت تنگ نہیں اور متبعانِ قرآن تنگ ہیں اور لڑائیوں میں دکھی ہوئے کے جواب میں فرمایا:۔

بھلا کتبِ مقدسہ میں نہیں لکھا۔ہاں شریر کا چراغ بجھایا جائے گا ۱۸ باب ۵۔ایوب۔تنگ حالی اس کے پاس مستعد رہے گی۔۱۸ باب ۱۲۔ایوب۔وہ ویران شہروں میں بسے گا ۱۵ باب ۲۸۔ایوب پر جانتے ہو۔بہت شریر خوش ہیں۔نہیں بات یہ ہے۔شریروں کی خوشی کرنی تھوڑے دن کی ہے اور ریاکاروں کی شادمانی لمحے کی ۲۰ باب ۵۔ایوب۔پس جو لوگ قرآن کو نہیں مانتے ان پر معیشت بے شک تنگ ہے۔ان کا چراغ گل ہوگا۔معیشت،ضنک ، تنگ حالی ان کے پاس مستعد رہے گی۔وہ ویران شہروں میں بسیں گے۔ان کی شادمانی لمحے کی ہے۔قرآن بھی کہتا ہے۔ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ (النساء:۷۸) پونجی دنیا کی تھوڑی ہے۔

دوسرے جملۂ اعتراض کا جواب۔

وہ دکھ جو خدا کیلئے ہے ایک بخشش ہے۔فلپی ۱ باب ۲۹۔وہ دکھ جو خدا کے لئے ہے خوشی کا باعث ہے۔اعمال ۵ باب ۴۱۔کیونکہ باپ کے ہاتھ سے ملتا ہے۔یوحنا ۱۸ باب ۱۱۔یہ پیالہ ہے۔نہ سمندر۔زبور ۵۷ باب ۸۔اس میں غوطہ لگا کر مرتے نہیں اور آرام سے نا امید نہیں۔یسعیاہ ۴۳ باب ۲۔۲ قرنتی ۴ باب ۸۔

...... یہ ایسی بات ہے جیسی لوقا کہتے ہیں۔تمہارے سر کے بال بھی نہ ہلیں اور یہ بھی کہ وے قتل کریں گے۔لوقا ۲۱ باب ۱۶۔۱۸ اور متی ۲۴ باب ۹۔

ایک اور حقیقی جواب بخاری میں لکھا ہے۔ضنک کے معنی شقاوت اور بدبختی کے ہیں۔اور یہی

معنی ابن عباسؓ نے لئے ہیں۔ پس سوال کا موقع ہی نہ رہا۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اوّل صفحہ ۱۶۳)

وَ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّ نَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى (طٰہٰ:۱۲۵)

اور جس نے میرے ذکر سے منہ پھیرا۔ پس تحقیق اس کے لئے گزران تنگ ہوگی اور ہم قیامت کے دن اسے اندھا اٹھائیں گے۔ اصل وجہ افلاس کی تو یہ ہے مگر افسوس ہے کہ اس سے غافل ہیں اور اور بھی دور ہٹتے جاتے ہیں اور بایں ہمہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو تنزّل سے نکالیں جب قرآن کریم اور ذکر اللہ سے دوری بڑھے گی تو اس کا نتیجہ خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق ضنک معیشت ہوگا۔ پس میں ان لیکچراروں اور ریفارمروں کے ساتھ اسباب افلاس میں متفق نہیں۔ ہائی ایجوکیشن کا نہ ہونا وجہ افلاس ہوگا۔ ہو لیکن اصل باعث اعراض عن ذکر اللہ ہی ہے۔ (الحکم جلد ۸ نمبر ۹ مورخہ ۱۷؍ مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۴)

۱۲۷۔ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَ كَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى۔

ترجمہ۔ اللہ فرمائے گا ایسا ہی ہے۔ ہماری آیتیں جب تیرے پاس آئی تھیں تو تُو نے ان کو بھلا دیا اور چھوڑ دیا تھا اسی طرح آج ہم نے تجھے بھلا دیا۔

تفسیر۔ تُنْسٰى۔ ترک کیا گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍ جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۰)

۱۳۰۔ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّى۔

ترجمہ۔ اگر تیرے پروردگار کی پیشگوئی نہ ہو چکی ہوتی اور وقت مقرر نہ ہوتا تو عذاب الٰہی آ ہی جاتا۔

تفسیر۔ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ۔ عذاب کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ چنانچہ مشرکانِ عرب کے بارے میں فرمایا۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ[1] (الانفال:۳۴) پھر فرمایا عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ[2] (النمل:۷۳) اور فرمایا لَكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ[3] (سبا:۳۱) جس سے ظاہر ہے کہ عذاب نبی کریمؐ کی ہجرت کے بعد ایک سال آئے گا۔ یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۲۱ میں اس کے متعلق

۱۔ جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے جب بھی ان کو عذاب نہ دے گا۔

۲۔ قریب ہے کہ تمہارے پیچھے آ لگا ہو۔ ۳۔ تمہارے لئے ایک سال کا وعدہ ہے۔

پیشگوئی کی گئی تھی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ قیداریوں کی سال کے بعد کمر ٹوٹ جائے گی۔اس آیت میں ان باتوں کو یاددلایا گیا ہے۔

لِزَامًا۔لازمی آنے والے عذاب۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹ رجون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۰)

۱۳۱۔ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا ۚ وَ مِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۔

ترجمہ۔تو صبر کر کافروں کے کہنے پر اور تسبیح کر تیرے رب کی تعریف کے ساتھ آفتاب نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے اور رات کے کچھ حصوں میں تاکہ تُو خوش ہو جائے۔

تفسیر۔ سَبِّحْ۔ نماز پڑھو۔

اٰنَآئِ الَّيْلِ۔ مغرب۔عشاء۔تہجد۔

اَطْرَافَ النَّهَارِ۔دن کے ڈھلنے سے پہلے اشراق وضُحٰی اور بعدہٗ ظہر۔

اِصْبِرْ۔دشمنوں کی ہلاکت کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی نسخہ نہیں۔ایک صبر کرنا۔ دوم نمازیں سنوار کر پڑھنا۔ہم نے بہت تجربہ کیا ہے۔

لَعَلَّكَ تَرْضٰى۔ان نمازوں سے کچھ ایسی بات ملے گی کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹ رجون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۰)

اس سوال کے جواب میں کہ قرآنِ مجید میں تو فَسَبِّحْ ہے اس سے نماز کس طرح ثابت ہوئی فرمایا کہ جب مولیٰ علیؓ یا امام حسینؓ بولا جاتا ہے۔تو اس کا مفہوم جو قائلین شیعہ کے دلوں میں ہے وہ کس طرح کھلا۔یہ تاریخی روایات وتواتر پر مبنی ہے۔ورنہ موجودہ لوگوں نے نہ علیؓ کو دیکھا۔نہ حسینؓ کو۔مگر یقین سب کرتے ہیں۔اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس آیت کے اور صلوٰۃ کے جو معنے سمجھے اور جیسا کچھ اس حکم کی تعمیل کی۔اس کے لاکھوں بلکہ کروڑہا مسلمان گواہ ہیں۔ اور قرآن مجید سے بھی زیادہ تواتر کے ساتھ یہ بات ہم کو پہونچی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نے صلوٰۃ کے معنے کیا بیان فرمائے۔ پس اس کا انکار کیونکر ہوسکتا ہے اور کیوں ایک شخصِ واحد کی جو تیرہ سو برس بعد پیدا ہوا۔ مان لیں۔ کوئی ضرورت نہ تھی کہ قرآنِ مجید میں اس کا تفصیلی بیان ہوتا کیونکہ ممکن تھا کہ بعض اسے منسوخ ٹھہراتے۔ مگر ہمارے لئے تعامل سے صلوٰۃ کی ہیئت مخصوصہ مع اذکار قرآنِ مجید سے بھی زیادہ تواتر کے ساتھ محکم ہوگئی۔ اسلام کے جس قدر فرقے ہیں۔ جن میں بعض ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں اور ایک دوسرے کی مسجدوں تک نہیں جاتے سب کے سب صلوٰۃ کے ان معنوں پر متفق ہیں جو تعامل سے بقدر مشترک ثابت ہوتے ہیں۔ تعجب ہے کہ یہ لوگ واقعہ کربلا[۱]، نادِعلی[۲]، یزید[۳]، معاویہ[۴] کو تو مانتے ہیں اور جس ذریعے سے مانتے ہیں۔ جب اس ذریعہ سے صلوٰۃ کی ہیئت ثابت کی جائے تو اس سے انکار کریں۔

ایک اور لطیفہ بھی قابلِ یادداشت ہے کہ بادشاہوں نے یہاں تک زور پایا کہ بڑے بڑے ائمہ کو قید کردیا یا ماردیا۔ جیسے امام ابوحنیفہؒ کو امام احمد حنبلؒ کو۔ پھر بھی ان سب کی نماز یہی رہی۔ چشتیاء، نقشبندی، سہروردی۔ ان سب کے مشائخ کی نمازیں بھی یہی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۰)

۱۳۲۔ وَ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ۬ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ؕ وَ رِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى۔

ترجمہ۔ اور نہ تُو دوڑا اپنی آنکھیں اس چیز کی طرف جو ہم نے استعمال کے لئے دے دیئے کافروں میں مختلف لوگوں کو دنیوی زندگی کی زینت تا کہ ان کو اس میں آزمائیں اور تیرے رب کی دی ہوئی روزی بہت بہتر ہے اور بڑی پائیدار ہے۔

تفسیر۔ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ ۔ قسما قسم کے بے ایمانوں کو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۰)

۱۳۳۔ وَ اْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَ اصْطَبِرْ عَلَيْهَا ؕ لَا نَسْـَٔلُكَ رِزْقًا ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ؕ وَ الْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى۔

ترجمہ۔ اور تُو اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور لگا تار کہتا چلا جا۔ ہم تجھ سے کھانا نہیں مانگتے خود ہی تجھ کو روزی دیتے ہیں۔ اور انجام بخیر متقیوں کا ہے۔

تفسیر۔ وَاْمُرْ۔ حکم کرتے رہو۔

اصْطَبِرْ۔ استقلال سے حکم کرتے رہو اور آپ نماز پر پکے رہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۰)

۱۳۴۔ وَ قَالُوْا لَوْ لَا يَاْتِيْنَا بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ اَوَ لَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى۔

ترجمہ۔ اور کافر کہتے ہیں کہ یہ لے آتا کیوں نہیں ہمارے پاس کوئی نشان اپنے رب کی طرف سے۔ کیا ان کے پاس کوئی نشانی نہیں پہنچی اگلی کتابوں کی۔

تفسیر۔ بَيِّنَةُ مَا فِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى۔ سب سے بڑا بینہ تو یہ ہے کہ دنیا میں جس قدر کتابیں الٰہی کہلاتی ہیں ان سب میں جس قدر صداقتیں ہیں وہ اس قرآنِ مجید میں موجود ہیں۔ حالانکہ نبی اُمّی ہے اور عرب میں کوئی بیت العلوم کوئی کتب خانہ تک نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۰)

۱۳۵۔ وَ لَوْ اَنَّاۤ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْ لَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَ نَخْزٰى۔

ترجمہ۔ اور اگر ہم ان کو ہلاک کر ڈالتے کسی عذاب سے رسول کے آنے سے پہلے تو کہتے اے ہمارے رب تو نے کیوں نہ بھیجا ہماری طرف کوئی رسول تو ہم پیروی کرتے تیری آیتوں کی اس سے پہلے کہ ہم ذلیل اور رسوا ہوں۔

تفسیر۔ لَوْ لَاۤ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا۔ اللہ تعالیٰ نے اس اتمامِ حجت کیلئے اب مجدّدین کا سلسلہ

رکھا ہے۔ ۸۳ سال ۴ ماہ کے بعد مجدّد آتا ہے۔ خارجیوں کے نزدیک ۵۰ سال بعد بقول بعض ۲۵ سال بعد۔ شیعہ بھی ایک أَعْلَمُ اَھْلِ الْاَرْضِ کی موجودگی کے قائل ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹/جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۰)



سُوْرَۃُ الْاَنْبِیَآءِ مَکِّیَّۃٌ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔

ہم سورۃ الانبیاء کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس کے نام سے جو سب خوبیوں کا مالک تمام عیبوں سے پاک ہے بے خدمت بھی سب کچھ دیتا ہے خدمت کا بھی خوب صلہ عنایت فرماتا ہے۔

۲۔ اِقۡتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُہُمۡ وَ ہُمۡ فِیۡ غَفۡلَۃٍ مُّعۡرِضُوۡنَ۔

ترجمہ۔ انسانوں کا حساب قریب ہو گیا ہے مگر لوگ غفلت میں پڑے ہوئے منہ پھیر رہے ہیں۔

تفسیر۔ نزدیک آیا ہے واسطے لوگوں کے حساب اُن کا اور وہ بیچ غفلت کے منہ پھیر رہے ہیں۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۲۳۴ حاشیہ)

انبیاء پر کیا اعتراض ہوتے ہیں ان کے ساتھ لوگ کیا سلوک کرتے ہیں۔ انبیاء کی موافقت ومخالفت کا کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ انبیاء کے آنے کی کس وقت اور کیا ضرورت ہوتی ہے ان باتوں کا ذکر اس پارہ میں ہے۔

وَ ہُمۡ فِیۡ غَفۡلَۃٍ ۔ پس انبیاء اس وقت آتے ہیں جب لوگ ایک عام غفلت میں پڑے ہوتے ہیں۔ ایک بھائی خدا کو مانتا ہے اور دوسرا نہیں۔ بایں ہمہ آپس میں محبت سے رہتے سہتے ہیں غیرتِ دینی باہم نہیں رہتی۔ جیسا کہ آجکل یوروپ وامریکہ کی حالت ہے۔ اس کا کچھ نہ کچھ رنگ ہمارے ملک میں پایا جاتا ہے۔

ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی توجہ بعثت کی طرف ہوتی ہے۔ ہزار برس کے بعد ایسا وقت ضرور آتا ہے۔ سو برس کے بعد بھی بلکہ بعض کے نزدیک اس سے کم۔ طب کے معاملہ میں بھی اس کا نظارہ دیکھا ہے۔ تورات میں طاعون کا ذکر ہے کہ ستّر ہزار آدمی مارے گئے مگر اب تو ہفتہ وار اتنی تعداد کے قریب پہونچ جاتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۱)

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ ۔ ادھر انسان کام کرتا ہے ادھر اس کا نتیجہ بھگتتا ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۷)

اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ ۔جس شخص یا قوم یا جماعت کا حساب ہونا ہوتا ہے وہ چوکس رہتی ہے۔پس آدمیوں کو اس حساب کے لئے کس قدر سنبھل کر دینا چاہیے۔

......تفسیروں میں جہاں طاعون کا ذکر ہے۔ستّر ہزار موتیں بڑی سمجھی جاتی ہیں۔لیکن اب تو ہر سال لاکھوں آدمی اس سے مرتے ہیں۔مگر جب ذرا افاقہ ہوتا ہے۔لوگ اپنے میں کوئی تبدیلی نہیں کرتے۔جو مشرک ہیں وہ شرک پر جمے ہیں۔جو چور ہیں وہ چوری سے نہیں ڈرتے۔جو دغا باز ہیں وہ دغا بازی پر قائم۔جو تجارت جھوٹ پر چلاتے ہیں وہ اسی اصل پر مستحکم ہیں۔جو ملازم ہیں وہ بدستور ملازمتوں میں سست۔ (بدر جلد ۱۰ نمبر ۶ ۴ و ۷ ۴ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

۳۔ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ۔

ترجمہ۔اُن کے پاس نہیں آئی کوئی نصیحت اُن کے ربّ کی طرف سے نئی مگر وہ اس کو سن لیتے ہیں حال یہ ہے کہ وہ بے حقیقت کام ہی کرتے ہیں۔

تفسیر۔ ذکر محدث کے معنے ہیں۔نئے نئے پیرایوں میں کلام بھیجتے رہے۔یہی معنے صحیح ہیں کیونکہ کلام کو میں اللہ تعالیٰ کی صفت مانتا ہوں اور متکلم خدا کی ذات ہے اور میں قرآن مجید کو مخلوق نہیں مانتا۔

میں نے کوئی منصوبہ باز ایسا نہیں دیکھا کہ اسے خدا کا خوف ہو اور موت یاد ہو۔

(بدر جلد ۱۰ نمبر ۶ ۴ و ۷ ۴ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۳)

مُحْدَثٍ۔ پیرایہ جدید ہوتا ہے۔ اِلَّا زیادہ تر ذکر وہی ہوتا ہے جو پہلے نبیوں کی زبان پر ظاہر ہو چکا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۱)

۴۔ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ اَسَرُّوا النَّجْوَى ۖۗ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖۗ هَلْ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَ اَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ۔

ترجمہ۔ان کے دل غافل شدہ ایک ہی طرف متوجہ ہو جانے والے ہیں۔چھپی ہوئی منصوبہ بازی کرتے ہیں ظالم۔کیا یہ شخص بس تمہارے ہی جیسا ایک آدمی نہیں۔کیوں آتے ہو آنکھوں دیکھتے جادو کے پاس۔

تفسیر۔ لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ۔آجکل کے لوگ ایسے بہت ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے خوف وخشیت سے ان کے دل غافل ہیں۔

هَلْ هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔جو کچھ انبیاء کو کہتے ہیں۔اس کا ذکر ہے کہ ایسی باتوں سے ٹالتے ہیں۔یہ نرم فقرہ ہے اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ[1] (ھود:۲۸) کہنے والے بھی گزر چکے ہیں۔

اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ۔ دِل ربا باتیں کرتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹ رجون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۱)

۵، ۶۔ قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ۫ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ بَلْ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۖۚ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَاۤ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ۔

ترجمہ۔ پیغمبر نے کہا میرا رب تو جانتا ہے ہر ایک بات جو آسمان میں ہو یا زمین میں اور وہی بڑا سننے والا اور بڑا جاننے والا ہے۔بلکہ انہوں نے کہا یہ پریشان خواب وخیال ہیں بلکہ یہ اس نے جھوٹ باندھ لیا ہے بلکہ وہ شاعر ہے پس اس کو چاہیے کہ ہمارے پاس کوئی نشان لے آئے جس طرح اگلے پیغمبر بھیجے گئے (نشانیوں کے ساتھ)۔

تفسیر۔ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ۔یہ اس بات کا جواب دیا ہے کہ تم پر فردِ جرم لگ چکا۔سزا ملے گی۔

اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ۔جب انبیاء کے اخلاق کو اعلیٰ درجہ پر دیکھتے ہیں تو پھر ان میں سے بعض

[1] ہم میں کے ذلیل (سطحی رائے والے) اور یہ ہماری رائے کھلی ہے۔

بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ نہیں کہتے۔وہ کہہ دیتے ہیں۔پریشان خوابیں آتی ہیں۔یہ اس لئے کہ انبیاء اسی قدر بتاتے ہیں۔جس قدر ان پر کھلے۔اس پر پیشگوئی کی مشکلات کو نہ سمجھتے ہوئے معترض ہوتے ہیں۔

بَلِ افْتَرٰىهُ۔یہ کہنے والے ان پہلوں سے ایک قدم بڑھے ہوئے ہیں۔

شَاعِرٌ۔ کلام مؤثر لاتا ہے۔شاعر ہے۔یہ ان سے بڑھے ہوئے ہیں۔

فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَاۤ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ۔یعنی بالکل ہلاک ہوجاویں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹/جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۱)

سید احمد خان وغیرہ نے دھوکہ کھا کر معجزات سے انکار کر دیا۔میں نے ایسے مقامات سے جہاں سے استدلال کیا جاتا ہے کہ آپ نے نشان نہیں دکھایا۔نشان بتائے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹/جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۲)

۹،۸۔ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْۤ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ وَ مَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ مَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ۔

ترجمہ۔اور ہم نے تجھ سے پہلے بھی آدمی ہی رسول بنا کر بھیجے۔ہم نے اُن کی طرف وحی بھیجی تھی تو پوچھ لو اہل کتاب سے جب تم نہ جانتے ہو۔اور ہم نے اُن کے ایسے جسم نہیں بنائے جو وہ کھانا نہ کھاویں اور وہ ہمیشہ رہنے والے ہوں۔

تفسیر۔ اِلَّا رِجَالًا۔ بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ کا مفصل جواب دیتا ہے۔

اَهْلَ الذِّكْرِ۔ یہ سورۃ مکی ہے۔ یہودی وہاں تو اتنے تھے نہیں۔ اس لئے اس سے مراد اہلِ کتاب نہیں۔

جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ۔انبیاء کے کھانوں پر اعتراض کرنے والے غور کریں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹/جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۱)

۱۱۔ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ کِتٰبًا فِیْہِ ذِکْرُکُمْ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ۔ بے شک ہم نے اتاری ہے تمہاری طرف کتاب جس میں تمہارا ہی ذکر ہے تو کیا تم کچھ بھی سمجھ نہیں رکھتے۔

تفسیر۔ ذِکْرُکُمْ ۔شَرَفُکُمْ یہی معنے صحیح و پختہ ہیں۔

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۔اپنے آپ کو بدیوں سے کیوں نہیں روکتے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹ ؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۱)

ذِکْرُکُمْ ۔شَرَفُکُمْ تمہیں تاریخی آدمی بنانے کے لئے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۷)

۱۲۔ وَ کَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْیَۃٍ کَانَتْ ظَالِمَۃً وَّ اَنْشَاْنَا بَعْدَھَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ۔

ترجمہ۔اور بہت سی ہم نے توڑ دیں بستیئیں جو ظالم تھیں اور ان کے بعد دوسرے لوگ کھڑے کر دیئے۔

تفسیر۔ کَانَتْ ظَالِمَۃً ۔ یہ قَصَمْنَا کی وجہ بتلائی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹ ؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۱)

۱۴۔ لَا تَرْکُضُوْا وَ ارْجِعُوْآ اِلٰی مَآ اُتْرِفْتُمْ فِیْہِ وَ مَسٰکِنِکُمْ لَعَلَّکُمْ تُسْئَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ ہم نے کہا بھاگو مت اور پلٹ جاؤ جہاں تم کو عیش اور مزہ ملا تھا اور جہاں امن چین سے تم گھروں میں رہتے سہتے تھے تا کہ تم سے پوچھا جائے۔

تفسیر۔ تُسْئَلُوْنَ ۔ بڑے امیر ہو۔شاید تم سے پوچھا جاوے کہ کیا گزری۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹ ؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۱)

۱۶، ۱۷۔ فَمَا زَالَتْ تِّلْکَ دَعْوٰىھُمْ حَتّٰی جَعَلْنٰھُمْ حَصِیْدًا خٰمِدِیْنَ۔ وَ مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَھُمَا لٰعِبِیْنَ۔

ترجمہ۔ پھر یہی رہی اُن کی پکار یہاں تک کہ ہم نے ان کو کر دیا کٹی ہوئی کھیتی، بجھے ہوئے انگارے کے مانند۔اور ہم نے نہیں پیدا کیا آسمان اور زمین کو اور جو ان دونوں کے بیچ میں ہے بے حقیقت کام کرتے ہوئے۔

تفسیر۔ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ۔ ایرانی، یونانی، عرب، پٹھان، مغول، سکھ۔ یہ سب اسی ملک میں بڑے کرّ وفر سے آئے اور پھر کچھ بھی نہ رہے۔

لٰعِبِيْنَ۔آسمان وزمین اوران کے اندر جس قدر چیزیں ہیں۔ ہرایک نتیجہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۱)

۲۱۔ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ۔

ترجمہ۔ رات دن اس کی یاد میں لگے رہتے ہیں اور وہ کاہلی نہیں کرتے۔

تفسیر۔ لَا يَفْتُرُوْنَ۔ایک فقیر سے میں نے پوچھا۔کبھی آپ عبادت کرتے تھکتے بھی ہیں۔اس نے کیا عمدہ جواب دیا۔کیا تم سانس لیتے۔آنکھیں جھپکتے تھک جاتے ہو؟

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۱)

۲۴، ۲۵۔ لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْـَٔلُوْنَ۔ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَ ذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔

ترجمہ۔اس سے تو پوچھ نہ ہوگی جو وہ کرے اور لوگوں سے ہوگی جو وہ کریں۔کیا انہوں نے اللہ کے سوا جھوٹے معبود بنا رکھے ہیں۔ کہہ دو تم اپنی سند تو لاؤ۔ یہ کتاب ہے جو میرے ساتھ والوں کے حالات میں ہے اوران کے جو مجھ سے پہلے تھے بلکہ ان میں بہت سے جانتے ہی نہیں حق کو اور وہ منہ ہی پھیرے رہتے ہیں۔

تفسیر۔ لَا يُسْـَٔلُ۔ انسان خدا کے مقابل پر کچھ نہیں کر سکتا۔ جو کچھ اس نے کرنا ہے۔اُسے کون ٹال سکتا ہے۔

مَنْ قَبْلِيْ۔تمام انبیاء جو پہلے ہو چکے ہیں۔

اَكْثَرُهُمْ۔ضمائر کا مسئلہ خوب سمجھ لو کہ اس سے پہلے ان کا ذکر نہیں جو هُمْ کا مرجع ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۱)

۲۷۔ وَ قَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ۔

ترجمہ۔اور کہتے ہیں کہ رحمٰن نے اولاد بنائی ہے وہ تو ذات پاک ہے وہ تو مقرب بندے ہیں۔

تفسیر۔ لیکن وہ بندے ہیں جن کو عزت دی ہے۔اس سے بڑھ کر نہیں بول سکتے اور وہ اسی کے حکم پر کام کرتے ہیں۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۲۹۴ حاشیہ)

عِبَادٌ مُّکْرَمُوْنَ۔ یہ ولد کی حقیقت سمجھائی ہے کہ اولیاء اللہ کو تقرب کے ایک مقام پر ولد کا خطاب دیا جاتا ہے۔مگر وہ ولد حقیقی نہیں ہوتے۔

مومن وہ ہوتا ہے جو دنیا اور دین دونوں کے کام سمجھے۔ جیسے دنیا کے کارخانے ہیں۔ ویسے ہی دین کے کارخانے بھی ہیں۔ دنیا کی بھی کھیتی ہے۔ دین کی بھی تجارت ہے۔

جب زمین میں بہت خشکی آتی ہے تو خدا تعالیٰ بارش بھیجتا ہے اسی طرح بعض زمانہ الہامات کا نہیں ہوتا پھر ایک وقت الہامات کی بارش کا ہوتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۱)

۲۹۔ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ لَا یَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی وَ هُمْ مِّنْ خَشْیَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ۔

ترجمہ۔اللہ جانتا ہے جو اُن کے سامنے ہے اور جو اُن کے پیچھے ہے اور اللہ جن سے راضی نہیں وہ ان کی شفاعت نہیں کرتے اور وہ اللہ کے خوف سے بڑے ڈرتے رہتے ہیں۔

تفسیر۔ وَ لَا یَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی۔ اور سفارش نہیں کرتے مگر اس کی جس سے وہ راضی ہو۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۲۹۴ حاشیہ)

۳۱۔ اَوَ لَمْ یَرَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ؕ وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ ؕ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ۔کیا کافروں نے نہیں دیکھا آسمان اور زمین دونوں بند پڑے ہوئے تھے تو ہم نے ان کو کھولا اور بنایا ہم نے ہر ایک چیز کو زندہ پانی سے تو کیا یہ ایمان نہیں لاتے۔

تفسیر۔ سَمٰوٰت جمع ہے سَمَا کی اور اس کے معنی ہیں۔ اوپر کی چیز اور بادل کو بھی کہتے ہیں۔ رَتْق کے معنے ہیں جوڑنا، بند کرنا، قحط، خشک سالی۔ فَتْق ضد ہے رَتْق کی۔ اس کے معنی ہیں۔ پھاڑنا، کھولنا۔سمان جسے ارزانی کہتے ہیں دیکھو قاموس۔ السَّمَآءُ: كُلُّ مَا ارْتَفَعَ اِلٰی اَنْ قَالَ وَالسَّحَابُ:

اَلْفَتْقُ۔ اَلشَّقُّ۔ فَتَقَهٗ: شَقَّهٗ، وَ الْخَصْبُ وَالرَّتْقُ ضِدُّهٗ۔

پس ٹھیک ترجمہ آیت کا یہ ہوا۔ کیا وہ نہیں دیکھتے (نہیں سوچتے) کہ اوپر کی سطح (بادل) اور زمین بند ہوتے ہیں (یعنی خشک سالی واقع ہوتی ہے) پھر ہم انہیں کھول دیتے ہیں (یعنی مینہ برستا ہے) اور ہر جاندار چیز کو پانی سے بناتے ہیں یعنی آسمان سے مینہ برستا۔ زمین سے نباتات نکلتے ہیں سمان ہوتا ہے ارزانی ہوتی ہے۔

اگر کوئی شخص سماوات پر جو سماء کی جمع ہے اعتراض کرے تو اسے ایوب ۳۸ باب ۳۷ پڑھنا چاہیے۔ جہاں لکھا ہے۔ ''کون اپنی دانش سے بادلوں کو گن سکتا ہے'' عربی اور عبری زبانیں دونوں قریب قریب ہیں۔

یہی محاورہ کتبِ مقدسہ میں موجود ہے۔ دیکھو پیدائش ۷ باب ۱۱، ۱۲۔ آسمان کی کھڑکیاں کھل گئیں۔ چالیس دن اور رات پانی کی جھڑی لگی رہی۔

پیدائش ۸ باب ۲۔ آسمان کی کھڑکیاں بند ہوئیں اور آسمان سے مینہ تھم گیا۔

اوّل۔ سلاطین ۸ باب ۳۵۔ پھر جب آسمان بند ہو جائیں گے اور بارش نہ ہو۔

حجّی ۱ باب ۱۰۔ آسمان بند ہے۔ اوس نہیں گرتی۔

۲ تاریخ ۶ باب ۲۶۔ اگر آسمان بند ہو جاویں اور نہ برسیں۔

۲ تاریخ ۷ باب ۱۳۔ جو میں آسمان کو بند کروں کہ بارش نہ ہو۔

لوقا ۴ باب ۲۵۔ ساڑھے تین برس آسمان بند رہا۔ زمین حاصل دینے سے باز آئی۔ اور میں نے خشک سالی کو طلب کیا۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اول صفحہ ۱۳۹، ۱۴۰)

اَوَ لَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا۔ کافر اس بات کا یقین نہیں کرتے یا یہ معنے۔ کیا بار بار نظارہ نہیں کیا۔

رَتْقًا۔ بند۔

فَفَتَقْنٰهُمَا۔ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجْعِ وَ الْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ[1] (الطارق: ۱۲، ۱۳) میں اس کی

---

[1] اور قسم ہے برسات والے آسمان کی (کیونکہ زمین سے پانی جا کر واپس آتا ہے) اور زمین کی قسم جو بہت پھٹ جاتی ہے (بسبب جھاڑ اور روئیدگیوں اور دوسرے صدمات کے)۔

تشریح ہے۔ پانی بخار بن کر بادل بنتا اور پھر برستا ہے۔ اَخْرَجَ مِنْهَا مَآءَهَا وَ مَرْعٰىهَا[1] (النّٰزِعٰت:۳۲)

اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ۔ اس وقت ایک بارش ہوئی ہے۔ طبائع حسبِ فطرت پھل لائیں گی۔

؎ در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس[2]

پوچھتا ہے تم کس جماعت میں بننا چاہتے ہو۔ کیا مومن نہیں بنیں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۲)

کَانَتَا رَتْقًا۔ جب بارش نہیں ہوتی تو آسمان بند اور زمین بھی روئیدگی نہیں دیتی۔ اسی طرح وحی کی بارش شروع ہوگئی۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۷)

پانی کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ (الانبیاء:۳۱) پانی ہر شے کے لئے زندگی بخش ہے۔ اور قرآن مجید میں وحی الٰہی کی مثال پانی سے دی ہے اور وحی الٰہی کے متعلق بھی فرمایا فِیْهِ شِفَآءٌ وَّ نُوْرٌ۔ (الحکم جلد ۱۴ نمبر ۴۱ مورخہ ۷؍دسمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۳)

۳۲۔ وَ جَعَلْنَا فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ ۪ وَ جَعَلْنَا فِیْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور ہم نے پیدا کئے زمین میں پہاڑ ایسا نہ ہو کہ زمین لوگوں کو لے کر جھک پڑے اور اس میں کھلے کھلے رستے تاکہ لوگ راہ پا جائیں۔

تفسیر۔ اَنْ تَمِیْدَ بِهِمْ۔ کہ وہ پہاڑ بھی ان کے ساتھ چکر کھاتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے یہ معنے کئے ہیں۔

لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ۔ جس طرح پہاڑوں میں رستے بنائے۔ اسی طرح دینی مشکلات حل کرنے کے رستے بھی بنائے۔ دین کے رستے میں بھی پہاڑ ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ۔ وَ مَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ۔ فَكُّ رَقَبَةٍ۔ اَوْ اِطْعٰمٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ

---

[1] نکالا اس میں سے پانی اور چارہ اس کا۔ [2] بارش کسی باغ میں گل و لالہ اگاتی ہے تو کسی شورہ زمین میں کانٹے اگاتی ہے۔

مَسْغَبَۃٍ۔ یَّتِیْمًا ذَا مَقْرَبَۃٍ۔ اَوْ مِسْکِیْنًا ذَا مَتْرَبَۃٍ[۱] (البلد:۱۲تا۱۷)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۲)

۳۳، ۳۴۔ وَ جَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚۖ وَّ هُمْ عَنْ اٰیٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ۔ وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور ہم نے بنا دیا آسمان کو محفوظ چھت اور کافر آسمانی نشانیوں سے منہ پھیرتے ہی ہیں۔ وہی ہے اللہ جس نے رات دن پیدا کیا اور سورج و چاند۔ سب آسمانوں میں تیر رہے ہیں۔

تفسیر۔ وَ جَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا ۔ دین میں بھی چھت ہے۔ جو روحانی حیات کی حفاظت کا موجب ہے۔ آسمان میں سورج و چاند و ستارے بنائے۔ ایسے ہی دین میں بھی وَ بِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ۔[۲] (النحل:۱۷) بھی فرمایا۔

فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ۔ چکّی (قطب شمالی یا جنوبی میں) یا چرخے (جیسے خط استواء) کی طرح پھرتے ہیں۔ بخاری میں ہے۔ حُسْبَانٌ كَحُسْبَانِ الرَّحٰی۔ فُلْكَتُهٗ كَفُلْكَةِ الْمِغْزَلَةِ۔[۳]

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۲)

۳۵، ۳۶۔ وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَاۡىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَیْرِ فِتْنَةً ؕ وَ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور ہم نے نہیں دی تجھ سے پہلے کسی بشر کو ہمیشگی تو پھر کیا تو اگر مر گیا تو وہ ہمیشہ جیتے ہی رہیں گے۔ ہر ایک نفس مزا چکھنے والا ہے موت کا اور ہم تم کو انعام دینا چاہتے ہیں برائی و بھلائی سے آزما کر اور تم سب ہماری طرف پلٹو گے۔

تفسیر۔ مِنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ۔ اس مقام پر مفسرین لکھ جاتے ہیں۔ سب مر گئے۔ پھر دوسرے

---

[۱] تو وہ اچھل کر گھاٹی پر کیوں نہیں چڑھ گیا۔ اور تو کیا جانے کہ وہ کیا گھاٹی ہے۔ کہہ دے گردن کا چھڑانا۔ یا فاقہ کے دن میں۔ کسی قرابت مند یتیم کو کھانا کھلانا۔ [۲] اور وہ راہنما تارے سے ہی ہدایت پاتے ہیں۔ [۳] (کھونٹی) کے گرد گھومنا جیسے چکّی کھونٹی کے گرد گھومتی ہے۔ اس کا گھومنا ایسے ہے جیسے چرخہ کا چرخ جس کے بیچ میں تکلہ (صنارہ) لگایا جاتا ہے گھومتا ہے۔

موقع عیسیٰؑ کے بارے میں یہ قول بھول جاتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹ر جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۲)

وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَیْرِ فِتْنَةً ۔ اور ہم امتحان کے طور پر تمہیں بدی اور نیکی میں مبتلا کرتے ہیں۔ (نورالدّین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۰۴)

۴۳، ۴۴۔ قُلْ مَنْ یَّكْلَؤُكُمْ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ مِنَ الرَّحْمٰنِ ؕ بَلْ هُمْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُّعْرِضُوْنَ۔ اَمْ لَهُمْ اٰلِهَةٌ تَمْنَعُهُمْ مِّنْ دُوْنِنَا ؕ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ وَ لَا هُمْ مِّنَّا یُصْحَبُوْنَ۔

ترجمہ۔ کہہ دے کہ تمہاری کون حفاظت کرتا ہے رات کو اور دن کو رحمٰن سے (یعنی عذاب سے رحمٰن کے) ہاں یہ لوگ تو اپنے رب کی یاد سے یا قرآن سے منہ ہی پھیرتے ہیں۔ کیا ان کے ہمارے سوا کوئی اور بھی معبود ہیں جو ان کو تکالیف سے بچاتے ہیں وہ تو اپنی مدد بھی آپ نہیں کر سکتے اور نہ ان کو ہماری طرف سے بھی کچھ مدد ہوتی ہے۔

تفسیر۔ یَكْلَؤُكُمْ ۔ یَحْفَظُكُمْ نگہبانی کرتا ہے۔

لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَ اَنْفُسِهِمْ ۔ دنیا میں جس قدر معبود بنائے گئے ہیں وہ خود مصیبتوں میں گرفتار ہوئے۔ دکھوں میں مبتلا ہوئے تا یہ ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی کسی کے دکھ دور کرنے والا نہیں۔

وَ لَا هُمْ مِّنَّا یُصْحَبُوْنَ۔ یہ پیشگوئی ہے کہ تمہیں بتوں کی مدد کا بھروسہ ہے۔ وہ تمہاری مدد کیا کریں گے۔ ان کی تو اپنی خیر نظر نہیں آتی۔

یُصْحَبُوْنَ۔ صاحِب دیئے جائیں گے۔ یُنْصَرُوْنَ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹ر جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۲)

۴۵۔ بَلْ مَتَّعْنَا هٰۤؤُلَآءِ وَ اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ؕ اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ اَفَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔

ترجمہ۔ ہاں بات اتنی ہے کہ ہم نے ان کو فائدہ پہنچایا ہے اوران کے باپ دادا کو یہاں تک کہ ان کی عمر بہت ہوگئی تو کیا یہ لوگ اس بات کو بھی نہیں دیکھتے کہ ہم زمین کو گھٹاتے چلے آ رہے ہیں اس کے ہر طرف سے تو کیا وہ غالب ہونے والے ہیں۔

تفسیر۔ اَطْرَافِهَا۔ امراء وغرباء۔ شرفاء وضعفاء۔ سب طبقے کے لوگوں سے آدمی نکل کر اس دین میں شامل ہورہے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۲)

نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا[1] (الانبیاء:۴۵) کیسے واضح طور پر پورا ہورہا ہے۔ اعلیٰ درجہ کے عظیم الشان لوگ طرف کہلاتے ہیں اس لئے کہ وہ ایک طرف ہو کر بیٹھتے ہیں۔ اور ادنیٰ درجہ کے لوگوں میں سے بعض سلیم الفطرت ہوتے ہیں وہ بھی طرف کہلاتے ہیں یعنی تمہارے اعلیٰ اور ادنیٰ درجہ کے لوگوں میں سے یا یہ کہو کہ ہر طبقہ اور ہر درجہ میں سے جو عظیم الشان اور سلیم الفطرت لوگ ہیں وہ سب کے سب اسلام میں داخل ہو کر تمہاری جمعیت کو دن بدن کم کررہے ہیں۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۱۲ مورخہ ۳۱؍مارچ ۱۹۰۱ء صفحہ ۶)

۴۶۔ قُلْ اِنَّمَاۤ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۖ وَ لَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَآءَ اِذَا مَا يُنْذَرُوْنَ۔

ترجمہ۔ کہہ دے بس میں تو تم کو وحی کے مطابق ڈرا رہا ہوں اور بہرے سنتے ہی نہیں پکارنے کو جب وہ ڈرائے جاتے ہیں۔

تفسیر۔ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ۔ انبیاء قیاس سے پیشگوئیاں نہیں کرتے بلکہ وہ جو کچھ اس بارے میں کہتے ہیں۔ اِعلامِ الٰہی سے کہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۲)

---

[1] ہم زمین کو گھٹاتے چلے آرہے ہیں اس کے ہر طرف سے۔

۴۷، ۴۸۔ وَ لَئِنْ مَّسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ يٰوَيْلَنَاۤ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ۔ وَ نَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ؕ وَ اِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ؕ وَ كَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ۔

ترجمہ۔ اگر اُن کو بھاپ اور لپٹ بھی لگ جائے تیرے رب کے عذاب کی تو وہ ضرور بول اٹھیں ہائے ہماری خرابی ہم تو بے شک بے جا کام کرنے والے ہی تھے۔ اور ہم رکھیں گے انصاف کی ترازوئیں قیامت کے دن پھر کسی شخص پر ذرہ بھی ظلم نہ ہوگا اور اگر کسی کا عمل رائی کے دانے کے برابر ہوگا تو ہم اس کو حاضر کر دیں گے اور ہم کافی ہیں حساب لینے کے لئے۔

تفسیر۔ نَفْحَةٌ۔ لپٹ۔

اَلْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ۔ انصاف کے ترازو۔ الموازین جمع اور قسط واحد۔ عربی میں قسط وعدل کے لئے یہ جائز ہے۔ میزان بھی ہر چیز کے حسبِ حال ہے۔ ضرب کی میزان۔ جمع کی میزان۔ عقل کی میزان بولی جاتی ہے اور سب لوگ سمجھتے ہیں۔

كَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ۔ یہ دو جملے ہوتے ہیں۔ کفی بنا۔ اکتف بنا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۲)

اور ہم قیامت کے دن انصاف کی میزانیں رکھیں گے۔ تم کیسے نادان ہو کہ میزان کو مادیات میں منحصر سمجھتے ہو۔ میزان کو تم کیوں وسیع نہیں خیال کرتے۔ دیکھو! جب تم نے حساب پڑھا تھا اس وقت تم کو جمع کی میزان، تفریق کی میزان، ضرب کی میزان، تقسیم کی میزان علم حساب میں نہیں بتائی گئی۔ اس سے تم اندھے کیوں ہوئے اور کیوں میزان کی حقیقت میں غور نہیں کرتے۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۴۶)

۴۹۔ وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَ ضِيَآءً وَّ ذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور ہم نے دی تھی موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ کرنے والی کتاب اور روشنی اور یادگار متقیوں کے لئے۔

تفسیر۔ الْفُرْقَانَ۔ ایک امتیاز۔ دشمن کے مقابلہ میں کامیابی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۲)

۵۲۔ وَ لَقَدْ اٰتَیْنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا بِهٖ عٰلِمِیْنَ۔

ترجمہ۔اور ہم نے دی تھی ابراہیم کووہ راہنمائی فہم سلیم پہلے کی اور ہم اس کے بڑے جاننے والے ہیں۔

تفسیر۔ رُشْدَهٗ۔رُشد فہمِ سلیم کو کہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹ر جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۲)

۵۹۔ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِیْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ۔

ترجمہ۔پھر اس نے مورتوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے مگر ان کے بڑے بت کو (اس غرض سے چھوڑ دیا) تاکہ وہ اس کی طرف پلٹیں۔

تفسیر۔ اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ۔اپنے بڑے بت کی طرف توجہ کریں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹ر جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۲)

۶۴۔ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖۗ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا یَنْطِقُوْنَ۔

ترجمہ۔کہا۔ہاں کرنے والے نے کی تو ہے۔ان کا بڑا یہ ہے انہیں سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہوں تو۔

تفسیر۔بَلْ فَعَلَهٗ۔کسی کرنے والے نے کچھ کیا ہے۔آپ کا مطلب یہ تھا کہ یہ کام کس نے کیا۔مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔تمہارا بڑا معبود موجود ہے۔اس سے پوچھ لو۔گویا ان کی غلطی کی طرف اس پیرائے میں توجہ دلائی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹ر جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۲)

۶۹ تا ۷۲۔ قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَ انْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ۔ قُلْنَا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ۔ وَ اَرَادُوْا بِهٖ كَیْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِیْنَ۔ وَ نَجَّیْنٰهُ وَ لُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا لِلْعٰلَمِیْنَ۔

ترجمہ۔انہوں نے آپس میں باتیں کیں کہ ابراہیم کو جلا ڈالو اور اپنے معبودوں کی ذرا مدد کرو اگر تم کچھ کرنا چاہتے ہو۔اور ہم نے آگ کو کہا اے آگ! تو ٹھنڈک اور سلامتی بن جا ابراہیم پر۔اور لوگوں نے منصوبہ باندھا اس کی تباہی کا تو ہم نے انہیں کو بڑا نقصان پانے والا بنا دیا۔اور ہم نے اس کو بچا لیا اور لوط کو اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی ہے دنیا اور جہانوں کے لئے۔

تفسیر۔ قَالُوْا حَرِّقُوْہُ ۔حضرت ابراہیمؑ جس شہر میں پکڑے گئے تھے اس کا نام اُور تھا۔ پشتو میں اب تک اُور آگ کو کہتے ہیں ۔اس شہر میں آتشکدہ تھا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۲)

(اس سوال کے جواب میں کہ) ابراہیمؑ کے لئے آگ سرد ہوئی۔ پھول کھل پڑے۔ چشمے جاری ہو گئے۔ لٹیمر کرنیمر کے لئے کیوں سرد نہ ہوئی........

(فرمایا)۔ پھول کھلے۔ چشمے جاری ہوئے۔قرآن کریم میں تو نہیں مگر یہ تو بتاؤ کہ تمہارے یہاں کی متواتر کہانی پہلاد کی کیا بتاتی ہے؟ متواتر کا منکر احمق اور ضدی ہوتا ہے اور اگر اس کے منکر ہو تو منوجی اور بھرگ سنگتا میں کیا لکھا ہے۔ اسے پڑھو۔ دیکھو اس کا ادھیا ۸ شلوک ۱۱۶۔ ’’اگلے زمانہ میں تبش رِش کے چھوٹے بھائی نے ان کو عیب لگایا اور تبش رِش نے اپنی صفائی کے واسطے آگ کو اٹھایا لیکن تمام دنیا کے عمل نیک و بد جاننے والے اگن نے رِش کا ایک بال بھی نہ جلایا‘‘ کیا تم اب اپنی کسی نیکی پر اگنی کو اٹھا سکتے ہو یا اس شلوک کو غلط قرار دیتے ہو یا اس کی کوئی تاویل کرتے ہو یا یہ قول منو کا وید کے کسی شلوک کے خلاف سمجھ کر رد کرتے ہو؟ اصل بات قرآن کریم میں اس قدر ہے۔

قَالُوْا حَرِّقُوْہُ وَ انْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ۔ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ۔ وَ اَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ۔ وَ نَجَّيْنٰهُ وَ لُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۔(الانبیاء: ۶۹ تا ۷۲)۔

انہوں نے کہا اسے جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر کچھ کرنا ہے۔ہم نے کہا اے آگ! تُو ابراہیمؑ پر سرد اور سلامتی ہو جا۔انہوں نے ابراہیمؑ سے جنگ کرنی اور خفیہ تدابیر سے انہیں ایذا دینی چاہی مگر ہم نے انہیں زیاں کار کیا اور ہم نے ابراہیمؑ اور لُوطؑ کو مبارک زمین میں پہنچایا۔

اور دوسری جگہ ہے۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا اقْتُلُوْهُ اَوْ حَرِّقُوْهُ فَاَنْجٰىهُ اللّٰهُ مِنَ النَّارِ (العنکبوت: ۲۵)

اس کی قوم کا جواب یہی تھا کہ اسے مار ڈالو۔ یا جلا دو۔ سو خدا نے اُسے آگ سے بچا لیا۔

اور تیسری جگہ ہے۔

قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ۔ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ۔

(الصّٰفٰت:۹۸،۹۹)۔

انہوں نے مشورہ کیا کہ اس کیلئے ایک مکان بناؤ اور اسے آگ میں ڈالو۔ انہوں نے ابراہیمؑ کی نسبت ایذارسانی کا منصوبہ کیا۔ سو ہم نے انہیں اس منصوبہ میں پست اور ذلیل کیا۔

ان آیتوں سے کس قدر صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جو تم نے سمجھا ہے۔ بالکل لغو اور غلط ہے اس قصہ میں یہ چند کلمات طیبات ہیں۔ جو مقامِ غور اور توجہ کے قابل ہیں۔ پہلا کلمہ ہے۔ اَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا دوسرا۔ فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ۔ تیسرا۔ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ۔ چوتھا۔ وَ نَجَّيْنٰهُ وَ لُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ ہر ایک گزشتہ نبی کا قصہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پیروؤں کے صدق اور حقیقت کے ثبوت کے لئے ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں اور ہر ایک مسلمان کو ضرور ہوا کہ حضرت نبی کریمؐ اور مولانا رؤف رحیم کا ماجرا اس بارہ میں دیکھیں۔ اس لحاظ سے جب قرآن کریم کو پڑھتے ہیں تو اپنے نبی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم الی یوم الدّین کے بارہ میں یہ کلمات ہمیں ملتے ہیں۔

(۱)۔ اِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ[۱] (الانفال:۳۱) اور اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا[۲] (الطارق:۱۶)(۲)۔ آپ کے دشمنوں کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ[۳] (المجادلہ:۲۰)(۳)۔ کلمہ طیبہ ہے جو بخوبی آگ کے مسئلہ کو حل کرتا ہے۔ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ[۴] (المائدہ:۶۵)

۱؎ اور جب تدبیر کی کافروں نے تیرے لئے کہ تجھے قید کردیں یا مار ڈالیں یا نکال دیں۔ ۲؎ وہ تو ایک جنگ کی تدبیریں کر رہے ہیں۔ ۳؎ یہی شیطانی لشکر ہے اور سن رکھو کہ شیطانی لشکر ہی نقصان پانے والا ہے۔

۴؎ جب وہ سلگاتے ہیں لڑائی کی آگ تو اللہ اُس کو بجھا دیتا ہے۔

(۴) کلمہ ہے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا [۱] (المومن:۵۲)۔

ان مقامات کا مقابلہ دونوں قصوں، قصہ حضرت نبی کریمؐ اور قصہ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ کرو وہاں اگر جناب ابراہیمؑ کے مخالفوں نے آگ جلائی اور حَرِّقُوْا کا فتویٰ دیا تو یہاں تمام بلادعرب نے نارالحرب [۲] کو جلایا اور صدہا مسعر الحرب [۳] اٹھ کھڑے ہوئے اور جس طرح وہاں ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کو برد اور سلام بنایا اسی طرح ہمارے ہادی ومقتداء کے لئے خاص اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو بجھا دیا اور فرمادیا۔ اَطْفَاَھَا اللّٰہُ (المائدۃ:۶۵) یعنی جب کبھی ہمارے نبی کریمؐ کے دشمنوں نے آتشِ جنگ جلائی۔ اللہ نے اسے بجھا دیا۔

...... ابراہیمؑ کے زمانہ پر ہزاروں برس اور ہمارے شفیع صلی اللہ علیہ وسلم پر چودہ سو برس گزرتے ہیں اور تُو نے اور ایک تیرے اس معاملہ میں مؤید وہم زبان، تیز زبان نوجوان امرتسری مولوی نے ہمیں اس طرح خطاب کیا ہے۔ چاہیے کہ آجکل کسی اہلِ اسلام کو جو ملہم اور پیغمبر ہو کر خدا کے ساتھ عیسٰیؑ یا موسیٰؑ کی طرح باتیں کرنے کا دَم بھرتا ہے۔ ایک لمبی چوڑی بھٹی کو آگ سے بھر کر بیچ میں پھینک دیا جاوے۔ اگر آگ گلزار ہو جاوے تو سمجھے کہ قرآنی معجزے سب سچ ہیں امرتسری مولوی پھر اپنی کتاب میں فرماتے ہیں یہ مرزا صاحب قادیانی کی طرف اشارہ ہے۔ مرزا جی کے دوستو! کیا کہتے ہو (ترکِ اسلام)۔

...... ہم خدائے تعالیٰ کے فضل سے کامل یقین اور پورے اعتقاد سے دعویٰ کرتے ہیں اور تمہیں اور تمام جہاں کو سناتے ہیں کہ ہمارا مہدی اور عیسٰی بن مریم اس وقت موجود ہے اور اس کو وحی ہو چکی ہے۔

نَظَرْنَآ اِلَیْكَ مُعَطَّرًا وَ قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ اس وحی الٰہی میں ہمارے امام ہمام مہدی موعود علیہ السلام حضرت مرزا غلام احمد کو ابراہیمؑ کہا گیا ہے۔ اس کے علاوہ عالم الغیب قادر خدا نے آپ کو یہ بھی وحی کی ہے۔ ’’آگ سے ہمیں مت ڈراؤ۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی

۱؎ بے شک ہم مدد کرتے ہیں اپنے بھیجے ہوؤں کی اور ایمانداروں کی دنیا ہی کی زندگی میں۔ ۲؎ جنگ کی آگ۔
۳؎ آگ جلانے کا آلہ۔

غلام ہے'' اور پھر خدا تعالیٰ نے فرمایا۔'' كَمِثْلِكَ دُرٌّ لَا يُضَاعُ'' یعنی تیرے جیسا موتی ہرگز ضائع نہیں کیا جاتا......

سنو! تبش رِشی نے تو خود آگ میں ہاتھ ڈالا تھا مگر ابراہیم علیہ السلام خود آگ میں نہیں کودے تھے اور نہ مومنوں، مخلصوں، راست بازوں اور اللہ کے رسولوں کا یہ فعل ہوتا ہے کہ اللہ کو آزمائیں بلکہ ان کو حکم ہے لَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ (البقرة:۱۹۶) یعنی اپنے تئیں خود ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اسی سنتِ الٰہی کی اتباع میں حضرت ابراہیم علیہ السلام آگ میں خود کود کر نہیں گرے تھے بلکہ لوگوں نے کہا۔

حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ (الانبياء:۶۹)۔

اب خدا تعالیٰ کی اسی سنت کے موافق تم اور سارا جہان اور اس سفلی جہان کی ساری طاقتیں اور شوکتیں اور عداوتیں ہمارے امام مہدی اور مسیح کو آگ میں ڈال کر دیکھ لیں۔ یقیناً خدا تعالیٰ اپنے زندہ اور تازہ وعدہ کے موافق اس مہدی کو اسی طرح محفوظ رکھے گا جیسے پہلے زمانہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ رکھا۔ یہ ہمارا آقا غلامِ احمد ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ احمد، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور اتباع کی برکات اور ثمرات اسے حاصل ہوں۔ جیسے خدا تعالیٰ نے اس کے متبوع کو وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ[1] (المائده:۶۸) کا وعدہ دیا۔ اسی طرح اسے بھی برسوں پیشتر '' يَعْصِمُكَ اللّٰهُ وَلَوْلَمْ يَعْصِمُكَ النَّاسُ '' [2] کا وعدہ دیا۔ یہ خدا کا مسیح اور مہدی یقیناً تمہاری آگ سے بچے گا اور ضرور بچے گا۔ اس نے طاعون جیسی آگ کی خبر دی کہ آنے والی ہے اور کہا کہ میرے لئے آسمان پر ٹیکا لگ چکا ہے آخر وہی ٹیکا سچا نکلا اور زمینی ٹیکا بیکار ہو گیا۔

عیسائی لوگوں، برہموؤں، سکھوں اور آریہ سماج نے پھر خصوصیت سے لیکھرام کے واقعہ پر کیا آگ نہیں لگائی اور شیعہ، سنّی، مقلّد، غیر مقلد، متصوفوں اور ان کے شرکاء نے کیا کوشش میں کمی کی ہے اور کیسی کیسی آگیں نہیں جلائیں۔ مگر سب خائب و خاسر ہوئے۔ اب ظاہری آگ یا اس سے بھی

---

[1] اللہ تیری حفاظت کرے گا لوگوں سے۔ [2] اللہ تجھے بچائے گا اگرچہ لوگ تجھے نہ بچائیں۔

زیادہ آگ کو لگا کر دیکھو۔ پھر تم دیکھو گے یہ تمہاری آگیں بھسم ہوتی ہیں۔ یا نہیں۔ یہ بھی رسولوں کے رنگ میں ہے تم اعداء الرسل کی طرح اس کا مقابلہ کرو اور دیکھو اس موعود انبیاء اور جانشین خاتم الرسل وخاتم النبیین کے لئے بھی اسی طرح تمہاری آگ بردوسلام ہوتی ہے کہ نہیں۔ یادرکھو! وہ بردوسلام ہوگی اور ضرور ہوگی مگر تم نادانی سے کہتے ہو کہ وہ خود آگ میں جاویں۔ کیا یہ اتباعِ انبیاء ورسل ہے؟ دیکھو قرآن میں ہے حَرِّقُوْہُ سوتم بھی حَرِّقُوْہُ کا حکم اپنے ذُرِّیَاتْ اور سواروں اور پیادوں کو کرو اور پس پھر دیکھو۔ ابراہیم کی طرح آگ بردوسلام ہوتی ہے کہ نہیں۔ ہاں بے ریب لیٹی مر بشپ بادشاہ انگلینڈ ایڈورڈ ششم کا درباری تھا۔ ۱۵/اکتوبر ۱۵۵۵ء کو ملکہ میری کے عہدِ سلطنت میں پراٹسٹنٹ مذہب پر قائم رہنے اور وعظ کرنے کے سبب آگ میں جلایا گیا۔ رڈلے بشپ پراٹسٹنٹ مذہب پر قائم رہنے اور وعظ کرنے کے سبب لیٹی مر کے ساتھ آگ میں جلایا گیا۔ کرینمر آرچ بشپ پراٹسٹنٹ ہونے کی وجہ سے قید کیا گیا تھا۔ اس نے توبہ کی مگر وہ خفیہ تھی۔ باہر آ کر پھر پراٹسٹنٹ ہونے کا اقرار کیا اور یہ بھی اقرار کیا کہ موت کے ڈر سے میں نے اپنا مذہب چھوڑنے کا وعدہ کیا تھا۔ ۱۵۵۶ء میں آگ میں جلایا گیا۔ مگر یہ تو بتا یہ ثالوثی، مثلث خدا کو ماننے والے تین میں ایک، ایک میں تین کے معتقد، تمام الٰہی شریعت کو جو توریت میں تھیں لعنت کہہ کر اس پر پانی پھیرنے والے کفارہ مسیح پر اعتقاد کر کے بدوں اعمال بہشت کے وارث بننے والے، ابراہیمؑ کی طرح کیوں بچائے جاتے؟ کیا خدا تعالیٰ ایسے ناپاک مشرکوں کو پاک موحدوں کی جگہ پر اتارا کرتا ہے؟...... یہ سب لوگ ابراہیمؑ کے ایمان کے بالکل مخالف اور ضد ہیں۔ جہاں تک تاریخ پتہ دے سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے مرسل و مامور اپنے اعداء کے سامنے ناکام ہو کر نہیں مرتے اور نہ ہلاک ہوتے اور نہ مارے جاتے ہیں۔ مامورین کے ساتھ جدال وقتال ہوتا ہے جس کا ذکر فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ[1] (اٰل عمران: ۱۸۴) اور فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ[2] (البقرۃ: ۹۲) میں ہے۔ مگر یہ مقاتلہ ومقابلہ

۱؎ پھر تم نے ان سے کیوں لڑائی کی اور ان کے مارنے کا کیوں ارادہ کیا جب تم سچے ہو۔

۲؎ (اچھا) جب تم (اپنی کتاب کو) مانتے ہو تو پھر اللہ کے نبیوں کے درپے قتل کیوں ہو رہے ہو اوّل سے۔

کرنے والے ناکام و نامراد مرتے ہیں۔ اور مامور لوگ اللہ کے فضل سے مظفر و منصور اور کامیاب ہوکر دنیا سے جاتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں سنا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ[1] (المائدہ:۴) کی آواز کس نے سنی؟ کیا اس بدانجام نے جو ویدوں کا ترجمہ بھی کامل نہ کر سکا۔ اور جو کیا۔ اس میں بھی پنڈت لوگوں کا تصرف و دخل شامل ہو گیا۔ جس کے باعث وہ ترجمہ بے اعتبار ہے اور تم کو آگاہی نہیں۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ۔ وَ رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا[2] (النصر:۲،۳) کی وحی کس کو ہوئی؟ حزب اللہ ہمیشہ غالب ہوتا ہے اور حزب الشیطان ہمیشہ خائب و خاسر مرتا ہے۔ یہی بات تو ہے جس پر ہمارا امام اور ہم خوشیاں مناتے ہیں۔ لیکھرام کو آگ لگی۔ اور جل کر کباب ہو گیا۔ اور اسکا مخالف اب تک عیش و آرام میں ہے۔ اس کے لئے اس کے گھر میں باغ ہے اور چشمے جاری ہیں ؎

خدا خود سوزد آں کرمِ دنی را　　که هست از کینه داران محمدؐ[3]

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲۲ تا ۲۲۸)

۷۳۔ وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ ؕ وَ يَعْقُوْبَ نَافِلَةً ؕ وَ كُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور ہم نے اس کو اسحاق بخشا اور یعقوب رونگھن اور کسر میں اور سب کو ہم نے سنوار والا ہی بنایا۔

تفسیر۔ نَافِلَةً۔ پوتا　(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹ / جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۲)

۷۹۔ وَ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَ كُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور داؤد اور سلیمان کا حال یاد کرو جب وہ دونوں فیصلہ کرنے لگے ایک کھیتی کے مقدمہ میں جب رات کے وقت چر گئیں اس کھیت میں سے لوگوں کی بکریاں اور ان کا فیصلہ ہمارے حضور میں تھا۔

---

[1] آج میں نے کامل کر دیا تمہارے لئے دین۔ [2] جس وقت اللہ تعالیٰ کی مدد ظاہر ہو جائے فتح مکہ ہو۔ اور تو دیکھے لوگوں کو کہ اللہ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں۔ [3] حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کینہ رکھنے والوں کے اندر سے جو ذلیل کیڑا ہے اللہ تعالیٰ خود اس کو جلا کر راکھ کر دے گا۔

تفسیر۔ یَحْکُمٰنِ فِی الْحَرْثِ ۔ وہ فیصلہ نہ قرآن میں مذکور ہے نہ حدیث میں ۔ ہمیں ضرورتِ تفتیش نہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۷)

۸۰۔ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَ كُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّ عِلْمًا ۫ وَّ سَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَ الطَّيْرَ ؕ وَ كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۔

ترجمہ۔ پھر ہم نے سلیمان کو فیصلہ سمجھا دیا اور ہر ایک کو ہم نے عطا کیا فیصلہ اور علم اور ہم نے داؤد کے تابع کر دیئے تھے سادات قوم جو تسبیح کیا کرتے تھے اور گھوڑوں کے سوار۔ اور ہم ہی (سب) کام کرنے والے ہیں۔

تفسیر۔ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ بڑوں کو بعض وقت بات نہیں سمجھاتا جو چھوٹوں کو سمجھا دیتا ہے۔

الْجِبَالَ ۔ پہاڑی قومیں

الطَّيْرَ ۔ جانور تابع کئے تھے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹ رجون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۲)

داؤد و سلیمان کے بیان میں بتایا کہ بعض وقت چھوٹے وہ حق بات کہہ جاتے ہیں۔ جس کی طرف بڑوں کا ذہن منتقل نہیں ہوتا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۷)

۸۱۔ وَ عَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۔

ترجمہ۔ اور ہم نے سکھا دیا تھا داؤد کو تمہارے ایک لباس کا بنانا تا کہ تمہیں محفوظ رکھے لڑائی کے ضرر سے تو کیا تم شاکر ہو۔

تفسیر۔ لَبُوْسٍ لَّكُمْ ۔ ہمارے نبی کریمؐ نے زرہ بنائی۔ وہ اسلام ہے اور پھر میرے ہاتھ میں ہے۔ وہ قرآن ہے۔ کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ کوئی شخص اس کتاب کے فہم والے کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مجھ سے خدا نے وعدہ کیا ہے کہ میں تمہیں دشمن کے مقابل پر اس کے معنے سمجھاؤں گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹ رجون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۲)

۸۲۔ وَ لِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَۃً تَجْرِیْ بِاَمْرِہٖۤ اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَکْنَا فِیْھَا ؕ وَ کُنَّا بِکُلِّ شَیْءٍ عٰلِمِیْنَ۔

ترجمہ۔اور ہم نے سلیمان کے تابع کر دی زور کی ہوا جو ہمارے حکم سے چلتی زمین شام کی طرف جس میں ہم نے برکتیں رکھیں ہیں اور ہم کو سب ہی چیزوں کا علم ہے۔

تفسیر۔ الرِّیْحَ ۔ ہوا کے جہاز ان کے ماتحت چلتے۔

بِاَمْرِہٖ ۔ آپ کے حکم سے گویا چلتے۔

بٰرَکْنَا فِیْھَا ۔ خلیج فارس کے جہاز ہندوستان کی چیزیں شام تک لے جاتے۔ یورپ اور افریقہ کے اسباب بحیرہ روم کے ذریعے پہونچتے۔حبش۔شمالی لینڈ۔یمن اور جزائر کی چیزیں بحیرہ قلزم کے ذریعہ پہونچتی تھیں غرض تین طرف سے بحری سفر ہوتا (۱)۔خلیج فارس (۲)۔بحیرہ روم (۳)۔بحیرہ قلزم۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۲)

۸۳۔ وَ مِنَ الشَّیٰطِیْنِ مَنْ یَّغُوْصُوْنَ لَہٗ وَ یَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِکَ ۚ وَ کُنَّا لَھُمْ حٰفِظِیْنَ۔

ترجمہ۔اور شریر سرکش لوگ ہم نے سلیمان کے تابع کر دیئے تھے جو غوطے لگاتے تھے اور اس کے سوا اور بھی کام کرتے تھے اور ہمیں ان کے محافظ تھے۔

تفسیر۔ الشَّیٰطِیْنِ ۔ شَطَنُ الْبِئْرُ۔ یہ کنواں بڑا گہرا ہے۔گہرے کنوئیں کو شَطَنٌ کہتے ہیں۔ شاید تم نے نظارے نہیں دیکھے۔جو غوطے لگاتے ہیں۔سپیاں لاتے ہیں۔دور سے ہوتے ہیں۔دیر تک اس کے نیچے رہتے ہیں۔صبح سے لے کر نصف النہار تک غوطہ لگا سکتے ہیں۔

انہی کو شیاطین کہا گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۳)

وَ مِنَ الشَّیٰطِیْنِ ۔دور دور کے لوگ۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۷)

مَنْ یَّغُوْصُوْنَ لَہٗ۔سلیمان کے قبضے میں خلیج فارس تھی۔تم نے سنا ہوگا کہ وہاں موتی نکلتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۲)

۸۸۔ وَ ذَاالنُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔

ترجمہ۔اور ذُوالنّون (مچھلی والے) کا بیان کر جب چل دیا وہ غضب کی حالت میں اور اس نے یقین کر لیا کہ ہم اُس پر تنگی نہ کریں گے تو پکارا اندھیریوں میں سے یہ کہ کوئی سچا معبود نہیں تیرے سوا۔ تیری پاک ذات بے عیب ہے میں ہوں کمزور مصیبتوں میں پھنسا ہوا۔

تفسیر۔ مُغَاضِبًا۔جو کسی غضب میں آ کر چل دیئے۔

لَنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ۔ہم اس پر کسی قسم کی تنگی نہیں کریں گے۔یہ معنے نہیں کہ قادر نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۳)

حضرت یونسؑ کی دُعا بھی اپنے اندر بہت سے اسرار رکھتی ہے۔وہ یہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ۖ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔

پہلے لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سے مسئول کی تعریف کی ہے اور اسے مبداء تمام فیوضات کا اور اپنی ذات میں کامل اور صمد قبول کیا اور اِلَّآ اَنْتَ سے اس پر بہت زور دیا اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ (الانعام:۱۸) (اگر تجھے اللہ کسی تکلیف میں ڈالے تو اس کا دور کرنے والا بھی اس کے سوا کوئی نہیں) کے ماتحت دکھ درد دور کرنے والا اللہ ہی کو مانا اور اسے تمام نقصوں سے منزہ اور تمام عیبوں سے مبرّا جانا۔ دوسری طرف مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ (الشوریٰ:۳۱) (جو تمہیں مصیبت پہنچے تو وہ تمہارے اپنے ہی ہاتھوں سے ہے) کے موافق اس مصیبت کو اپنی کسی کمزوری کا نتیجہ قرار دیا۔پھر سُبْحَانَكَ سے تمسّک کر کے اپنی مصیبت میں پڑنے اور اپنی کمزوری کا اقرار کیا کہ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ گویا استغفار کیا۔لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ توحید ہے اور توحید فاتحِ ابوابِ خیر ہے اور استغفار مُغْلِقُ اَبْوَابِ الشَّرِّ ہے۔اور اس دعا میں سب کچھ ہے اور اس پر صادق آتا ہے۔وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ؕ وَ كَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ[1] (الانبیاء:۹۱)۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۱۔ماہ جنوری ۱۹۱۳ء صفحہ ۳۶، ۳۷)

---

[1] اور ہمیں کو پکارا کرتے تھے آس لگا کر اور ڈر کر اور ہمارے حضور بڑی عاجزی کیا کرتے تھے۔

۹۲۔ وَ الَّتِیْۤ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَ جَعَلْنٰهَا وَ ابْنَهَاۤ اٰیَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

ترجمہ ۔ (اور مریم کا بیان کر) جس نے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی تو اس میں ہم نے اپنا کلام پھونکا اور ہم نے اس کو اور اس کے بیٹے کو دنیا جہان کے لئے نشانی بنایا۔

تفسیر ۔ مِنْ رُّوْحِنَا ۔ اپنا پاک کلام ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹ / جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۳)

فَنَفَخْنَا فِیْهَا مِنْ رُّوْحِنَا ۔ اپنا کلام اس کو پہنچایا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۷، ۴۶۸)

حضرت مریم میں......الٰہی کلام کو پہنچا دیا۔ (نور الدّین بجواب ترکِ اسلام ۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۲۰)

۹۵، ۹۶۔ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْیِهٖ ۚ وَ اِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ۔ وَ حَرٰمٌ عَلٰى قَرْیَةٍ اَهْلَكْنٰهَاۤ اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ۔

ترجمہ ۔ پھر جو شخص اچھے کام کرے اور وہ ایماندار بھی ہو تو ناقدری نہ کی جائے گی اس کی کوشش کی اور کچھ شک نہیں کہ ہمیں اس کے بڑے محفوظ رکھنے والے ہیں۔ اور محال ہے اُس بستی پر جسے ہم نے ہلاک کر دیا کہ وہ پھر پلٹیں۔

تفسیر ۔ یہ رکوع بڑا مشکل ہے۔ میرے لئے نہیں۔ کیونکہ مجھ پر اللہ نے اس کے معنے کھول دیئے ہیں۔ زیادہ تر تو لوگوں نے خود ہی اسے مُغلق کر دیا۔

لَا كُفْرَانَ ۔ ناقدری نہ ہوگی۔

حَرٰمٌ ۔ (۱)۔ ضروری (۲)۔ عزم (پکی بات)

اَنَّهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ۔ وہ اپنی شرارتوں سے کبھی رکنے والے نہ تھے۔ اور انکی مثل بھی پیدا نہ ہوں گے۔ مگر اس زمانہ میں کہ یاجوج ماجوج فتح ہوں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹ / جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۳)

۹۷۔ حَتّٰۤی اِذَا فُتِحَتْ یَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ وَ ھُمْ مِّنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ۔

ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب کھول دیئے جائیں یاجوج و ماجوج اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہی چلے آئیں۔

تفسیر۔ مِنْ کُلِّ حَدَبٍ یَّنْسِلُوْنَ۔ یہ لوگ کسی بڑی سے بڑی سلطنت کو زیرِنظر رکھ لیتے ہیں۔ جب اس کو فتح کر لیا تو اس سے کم درجے کی ریاستیں خود ہی قابو میں آجاتی ہیں۔ نہروں میں بھی یہی طریق ہے کہ حدب (کمر) کی تلاش رکھتے ہیں۔ پھر اس پر قبضہ کر کے اور اسے سیدھا کر کے سیدھی نہر لے جاتے ہیں۔

یَاْجُوْجُ وَ مَاْجُوْجُ۔ یہ ان قوموں کے مورثِ اعلیٰ کا نام ہے۔ میرے ایک دوست نے مجھے بتا دیا تھا کہ سب سے پرانا بت لنڈن میں یاجوج ماجوج کا ہے۔

تورات میں جوج۔ مسک وٹابولسک کے سردار کو کہا اور جزائر کے رہنے والے کو (حزقیل باب ۳۸،۳۹) کسی زمانے میں وسط ایشیا میں ان کا زور تھا۔ میدوفارس کو بہت دکھ دیتے تھے۔ ان کے روکنے کے لئے ذوالقرنین نے دیوار بنائی۔ پھر آہستہ آہستہ تمام ممالک میں پھیل گئے۔ چونکہ ان ناموں کا مادہ اج (آگ سے) ہے۔ یہ قومیں بلحاظ اپنے رنگ اور اپنے کاموں کے آگ سے کام لینے والے ہیں۔ غرض تمام قسم کی بدکاریوں، آزادیوں، خدا کے انکار، انبیاء کی ہتک کے ظہور کا زمانہ، ان کے پھیل جانے کا وقت بتاتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۳)

حَتّٰۤی اِذَا فُتِحَتْ۔ زمانہ خروج یاجوج ماجوج ہر نیک و بد کا نمونہ موجود ہوگا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۸)

۹۸۔ وَ اقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا ھِیَ شَاخِصَۃٌ اَبْصَارُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ؕ یٰوَیْلَنَا قَدْ کُنَّا فِیْ غَفْلَۃٍ مِّنْ ھٰذَا بَلْ کُنَّا ظٰلِمِیْنَ۔

ترجمہ۔ اور نزدیک ہوگا سچا وعدہ تو یکایک یہ حال ہوگا کہ کھلی کی کھلی رہ جائے گی کافروں کی آنکھ

(اور کہیں گے) ہائے ہائے ہم تو بے شک اس سے غافل ہی رہے بلکہ ہم بے جا کام کرنے والے مشرک ہی تھے۔

تفسیر۔ کُنَّا ظٰلِمِیْنَ ۔ہم بڑے مشرک تھے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۳)

۱۰۵۔ یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْکُتُبِ ؕ کَمَا بَدَاۡنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ ؕ وَعْدًا عَلَیْنَا ؕ اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیْنَ۔

ترجمہ ۔جس دن ہم لپیٹ لیں گے آسمان کو جیسا مکتوب لپیٹا جاتا ہے۔جس طرح ہم نے پہلی بار پیدا کیا تھا اسی طرح دہرائیں گے اس کو۔ پھر وعدہ ہم پر لازم ہے اور ہمیں کرنے والے ہیں۔

تفسیر۔ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْکُتُبِ ۔جس طرح مضمون کے اندر اس کی تحریر و مضمون محفوظ رہتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۳)

جس دن لپیٹیں گے آسمان کو مانند لپیٹنے کاغذ کتاب کے جیسے ہم نے پہلے پیدائش کو شروع کیا ہم دہراویں گے اُس کو۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اوّل صفحہ ۱۴۰ حاشیہ)

کَطَیِّ السِّجِلِّ ۔جس طرح ایک تحریر اپنی مکتوب چیز و مضمون کو لپیٹ لیتی ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۸)

۱۰۶۔ وَ لَقَدْ کَتَبْنَا فِی الزَّبُوْرِ مِنْۢ بَعْدِ الذِّکْرِ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور بے شک ہم لکھ چکے ہیں زبور میں نصیحت کے بعد کہ ملک کے وارث ہمارے صلاحیت دار بندے ہی ہوں گے۔

تفسیر۔ فِی الزَّبُوْرِ ۔زبور کے معنے انبیاء کی کتب۔

بَعْدِ الذِّکْرِ ۔ ذکر سے مراد۔ اُمّ الکتب، لوحِ محفوظ، بعضوں نے کہا۔ ذکر سے مراد قرآن یا تورات ہے۔

اَلْاَرْضَ ۔ بہشت کی سرزمین ۔اسی دنیا سے ملنی شروع ہوتی ہے۔اور پھرآگے بڑھتی جاتی ہے۔ اوراس کے وارث صالح بندے ہوتے ہیں۔اسی طرح جہنم کی زندگی بھی بدروح کیلئے یہیں سے شروع ہوتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد۹ نمبر ۳۲، ۳۳مورخہ ۹رجون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۳)

۱۱۳۔ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ وَ رَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۔

ترجمہ ۔رسول نے عرض کی اے میرے رب! سچا فیصلہ ظاہر کردے اور ہمارا رب رحمٰن ہے اور اسی سے مدد مانگی جاتی ہے ان باتوں پر جوتم کرتے ہو۔

تفسیر۔ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ ۔ یہ محمدؐ رسول اللہ کی دعا ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۸)



سُوْرَۃُ الْحَجِّ مَکِّیَّۃٌ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔

میں سورۃ الحج کو پڑھنا شروع کرتا ہوں اُس اللہ کے نام سے جو بے ذریعہ دینے والا اور ذریعوں کو نہیں ہٹانے والا ہے۔

۲۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّکُمۡ ۚ اِنَّ زَلۡزَلَۃَ السَّاعَۃِ شَیۡءٌ عَظِیۡمٌ ۔

ترجمہ۔ اے لوگو سپر بناؤ تمہارے رب کو اور اسی کا خوف رکھو بے شک قیامت کا زلزلہ یا قرب قیامت کا خطرناک زلزلہ ہے۔

تفسیر۔ انسان کو جب راحت۔آرام۔کامیابی ہوتو خوش ہوتا ہے۔اگراس خوشی میں اس کی تدبیر کو دخل ہوتو بہت ہی فخور ہو جاتا ہے اور دوسرے ناکاموں پر آوازے کستا ہے۔ جب ناکامی ہو جائے۔نامرادی یہ دیکھ لےتو اس وقت خدا یاد آتا ہے(اگرخدا کا قائل ہو) ورنہ کلماتِ کفرزبان سے نکالتا ہے۔کامیابی میں تکبر۔ناکامی میں تنزل انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔مثنوی میں ایک حکایت ہے کہ ایک متکبرامیر کے کانٹا چبھ گیا۔اس کونکالنے کیلئے سرنیچا کرنا پڑا تو اسے کہا گیا یہ ہے تکبّر کی حقیقت کہ ایک کانٹے نے سر جھکا دیا۔

اتَّقُوۡا ۔کامیابی میں بھی متقی ہو۔ناکامی میں بھی۔خوشی میں بھی تقویٰ کی حد بندی کو نگاہ رکھو۔

اِنَّ زَلۡزَلَۃَ السَّاعَۃِ ۔ایک نہ ایک وقت مصیبت کا آتا ہے۔اس وقت ماں بچے کو بھول جاتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹ رجون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۳)

اس سورۃ میں تمام قوموں کو آگاہ کرتا ہے کہ زلزلۃ الساعۃ آتا ہے۔(جنگ)۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۸)

۳۔ یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ۔

ترجمہ۔جس دن تم اس کو دیکھو گے تو ہر ایک دودھ پلانے والی اپنے دودھ پیتے بچے کو بھول جائے گی اور ہر ایک پیٹ والی اپنا پیٹ گرادے گی اور تو لوگوں کو دیکھے گا متوالا، سناٹے میں بھرا ہوا حالانکہ وہ متوالے نہیں ہیں لیکن اللہ کا عذاب بڑا سخت ہے۔

تفسیر۔ سُكٰرٰى ۔ عشق اور سکر کا لفظ اچھے معنوں میں ہمارے ہاں نہیں آیا۔ نہ قرآن میں عشق کا لفظ ہے۔صحیح حدیث میں متوالا اس کے معنے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۳)

۴۔ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ يَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ۔

ترجمہ۔اور بعض آدمی ایسا ہے جو جھگڑتا رہتا ہے اللہ کے باب میں بے علمی سے اور پیچھے چلتا ہے ہر شیطان سرکش کے۔

تفسیر۔بِغَيْرِ عِلْمٍ ۔افسوس کہ آجکل کے کالجیئیٹ اور نئے تعلیم یافتہ مولوی اللہ کی ذات، صفات، احکام، افعال، تعلیمات میں بحث کرنے کو تو ہر وقت تلے رہتے ہیں۔مگر مطلقاً علمِ قرآن و حدیث سے بے خبر ہوتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۳)

۵۔ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَ يَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ۔

ترجمہ۔یہ بات محفوظ لکھی ہوئی ہے جو شریر ہلاک کرنے والے کی دوستی کرے گا تو وہ اسے بے شک گمراہ کردے گا اور عذاب دوزخ کی طرف اس کی رہنمائی کرے گا۔

تفسیر۔ مَنْ تَوَلَّاهُ ۔اس گروہ سے جو خدا تعالیٰ سے دور ہے اس سے جو دوستی رکھے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۳)

۶۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّ غَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ؕ وَ نُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَآءُ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ۚ وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ اِلٰۤى اَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْۢ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْـًٔا ؕ وَ تَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ وَ اَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ۔

ترجمہ۔ اے لوگو اگر تم کو شک ہے مرے بعد اٹھنے سے تو ہمیں نے تو تم کو پیدا کیا ہے مٹی سے پھر نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر پورے بنے ہوئے گوشت کے تکّے سے اور ادھورے بنے ہوئے سے تا کہ تم پر خوب ظاہر کریں ہم اپنی قدرت اور ہم عورتوں کے پیٹ میں رکھتے ہیں جس قدر یا جس کو چاہتے ہیں ایک مقرر وقت تک پھر تم کو بچہ بنا کر نکالتے ہیں پھر نتیجہ یہ ہے کہ تم اپنی بھرپور جوانی کو پہنچو اور بعض تم میں سے ایسے ہیں جن کی روح قبض کر لی جاتی ہے اور کوئی ایسے ہیں جو نکمی عمر کی طرف ڈالے جاتے ہیں تا کہ کچھ نہ سمجھے سمجھنے کے بعد اور تو زمین کو دیکھتا ہے سوکھی اور بے حس وحرکت پڑی ہے پھر جب کہ ہم نے اس پر پانی برسایا تو وہ پھر سبزہ زار ہو کر لہلہانے لگی اور ابھری اور اس نے اگائے ہر ایک چیز کے عمدہ عمدہ جوڑے۔

تفسیر۔ نُّطْفَةٍ ۔تھوڑی سی چیز۔منی کے جس حصے سے انسان بنتا ہے۔وہ بدوں خورد بین نظر ہی نہیں آتا۔

لِنُبَيِّنَ لَكُمْ ۔ تا بیان کریں ہم کہ تم اپنے محافظ خود نہیں۔بعض بغیر کامل ہوئے گر بھی جاتے ہیں۔بعض صورت پذیر ہوتے ہیں۔

طِفْلًا ۔اس حالت میں انسان طفیلی نبی ہوتا ہے۔نہ خود کھا سکتا ہے۔نہ پہن سکتا ہے بلکہ کھڑا تک نہیں ہوسکتا۔

یہ تغیرات قیامت کے قیام اور ایک خاص وقت پر نبوت کے ظہور پر دال ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۳)

۸۔ وَّ اَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۔

ترجمہ ۔ اور ضرور قیامت آنے والی ہے جس کے آنے میں کچھ شک نہیں اور بے شک اللہ زندہ کرے گا ان کو جو عالم برزخ میں ہیں۔

تفسیر ۔ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۔ اس میں یہ اشارہ بھی ہے کہ جو کافر ہیں ان میں سے کئی مومن ہوں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۳)

۹۔ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ لَا هُدًى وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۔

ترجمہ ۔ اور بعض آدمی ایسا بھی ہوتا ہے جو جھگڑتا ہے اللہ کے مقدمہ میں بے علمی سے اور گمراہی سے بغیر روشن کتاب کے۔

تفسیر ۔ لَا هُدًى ۔ اکثر لوگ جو علم پڑھتے ہیں۔ ان میں...... خشیة الله ہرگز نہیں ہوتا۔

وَ لَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۔ واعظ بجائے اس کے کہ قرآن و حدیث کا وعظ کریں مُضْحِکَاتْ وَ مُبْکِیَاتْ کو وعظ کی روح وروا ں سمجھتے اور اس قسم کی حکایتیں یاد کئے ہوتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۳)

۱۰۔ ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ نُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۔

ترجمہ ۔ اپنا کندھا موڑ کرتا کہ بہکا دے اللہ کی راہ سے۔ ایسے شخص کو دنیا میں بھی رسوائی ہے اور ہم اس کو انجام کار جلن کا عذاب چکھائیں گے۔

تفسیر ۔ ثَانِيَ عِطْفِهٖ ۔ اس کے معنے ہیں۔ مُتَكَبِّرًا ۔ متکبر شخص اپنی گردن کو مروڑ کر بات کرتا ہے۔ وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا [1] (لقمان:۸) اس کی تفسیر میں ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۴)

---

[1] منہ پھیر لیتا ہے غرور کرتا ہوا گویا کہ ان آیتوں کو اس نے سنا ہی نہیں۔

۱۲۔ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ ۚ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ ﹰاطْمَاَنَّ بِهٖ ۚ وَ اِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ ﹰانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ ۚ خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ۔

ترجمہ۔ اور آدمیوں میں سے بعض آدمی ایسا ہوتا ہے جو اللہ کی عبادت کرتا ہے کنارہ پر دور دور پھر اگر اس کو نعمت مل گئی تو مطمئن ہوگیا اس سے اور اگر اس پر کوئی بلا آ پڑی تو الٹا پھر گیا اپنے منہ پر نتیجہ یہ کہ اس کی دین دنیا دونوں ٹوٹوں میں آئیں اور یہی بہت بڑا گھاٹا ہے۔

تفسیر۔ مکہ میں صریح دشمن موجود تھا اور مدینہ طیبہ میں بھی کئی قسم کے دشمن موجود تھے۔ تین یہودیوں کے، دو مشرکوں کے، ایک عیسائیوں کا، ساتواں گروہ منافقوں کا۔

یہ سورۃ میرے نزدیک مدنی ہے۔ اور اس میں مخاطب مکہ والے بھی ہیں۔ اس میں فتح مکّہ کا اشارہ ہے اور انذار ہے سب مخالفین کو۔ پہلے رکوع میں صریح دشمن مخالف تھے۔ دوسرے رکوع میں منافقوں سے خطاب ہے۔

عَلٰى حَرْفٍ۔ مومن وہ ہے جو خوشحالی و تنگ حالی میں خدا کی قضاء پر راضی رہے۔

فَاِنْ اَصَابَهٗ ......الخ۔ یہ طریق منافقوں کا ہے۔

خَيْرُ۔ آرام۔ بھلائی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹ رجون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۴)

۱۴۔ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَ لَبِئْسَ الْعَشِيْرُ۔

ترجمہ۔ ایسے کو پکارتا ہے جس کے نفع سے ضرر زیادہ ہے، کچھ شک نہیں کہ مولیٰ بھی بُرا ہے اور رفیق بھی برا ہے۔

تفسیر۔ لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ ۔ رامپور میں ...... ایک شخص اپنے آقا کی خدمت کرتا اور کہتا۔ خدا اور نمازیں بھی دیکھ لیں۔ جو کچھ ہے یہی ہے۔ ایک ماہ خدمت کر چکا۔ ابھی تنخواہ نہ پائی تھی کہ وہ یکدم قتل کیا گیا۔ اس وقت اسے معلوم ہوا کہ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ[1] (یونس:۶۷) کا کیا ضرر ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹ رجون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۴)

۱؎ جو لوگ اللہ کے سوا شریکوں کو پکارتے ہیں۔

۱۶۔ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ۔

ترجمہ۔ جو کوئی یہ یقین رکھتا ہو کہ اللہ اس کی ہرگز مدد نہ کرے گا دنیا اور آخرت میں تو اسے چاہیے آسمان تک ایک رسی تانے تصرف الٰہی کو کاٹ ڈالے اب دیکھ کہ کیا اس تدبیر نے اس کے غصہ کو کم کر دیا۔

تفسیر۔ لَنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ ۔ہٗ کا مرجع نبی کریمؐ ہے......ضمائر کا مسئلہ قابلِ غور ہے۔ نبی کریمؐ کا ذکر نہیں ہو چکا اور ضمیر آ گئی۔ فرماتا ہے جو یہ باور کر رہا ہے کہ دنیا میں اس نبی کو مدد نہیں ملے گی۔

فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ۔ اس آیت کے دو معنے کئے گئے ہیں۔(۱)۔ وہ کوئی ترکیب بنا کر آسمان میں جائے اور محمدؐ رسول اللہ کو جہاں سے نصرت آتی ہے وہاں سے کاٹ دے (بغیر اس کے کوئی طریق نہ ہو سکے گا) گویا اس نادان کو سمجھایا ہے کہ آسمانی نصرت کو کون روک سکتا ہے۔(۲)۔ سَمَاء کے معنے چھت کے ہیں۔ جو شخص کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نصرت نہیں ہوگی اسے چاہیے کہ چھت میں رسہ لٹکا کر پھانسی لے لے (اور خودکشی کر لے)۔ یہ نصرت تو ضرور آنی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۴)

۱۸۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِـِٕيْنَ وَ النَّصٰرٰى وَ الْمَجُوْسَ وَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ۔

ترجمہ۔ البتہ جو لوگ ایمان لائے یعنی مسلمان ہیں اور جو یہودی ہیں اور ستاروں کے پوجنے والے صابی اور نصاریٰ اور آتش پرست، مجوسی اور مشرک ہندوؤں میں سے کوئی ہو بے شک اللہ فیصلہ کر دے گا ان سب میں انجام کار۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ کے سامنے ہر ایک چیز حاضر ہے۔

تفسیر۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۔ ان سب قوموں کا نام لیا ہے۔ جن کا متنبہ کرنا مقصود ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۸)

وَ الصّٰبِـِٕیْنَ ۔صابیوں کوصبہ کہتے ہیں۔ثابت بن قرہ ایک مشہور طبیب ہے۔انہی میں سے ہے۔صابیوں کے تین مذہب ہیں۔تینوں کا اثر مسلمانوں میں دیکھتا ہوں۔

(۱)ایک توتعویذ، گنڈے ،ٹوٹکے اور ستاروں کے سعد ونحس کا خیال یا بدروح کا لفظ انہی سے لیا گیا ہے۔

(۲)صوفیانہ طبیعت رکھتے ہیں معتزلہ ونیاچرہ[۱] میں ان کے دلائل پائے جاتے ہیں۔

(۳)ایک ان میں سے اپنے طور پر نماز پڑھتے۔وضوکرتے ہیں۔رو بقبلہ بھی ہوتے ہیں۔ بغداد میں بھی ہیں۔مسلمان نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹ر جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۴)

۱۹۔ اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسۡجُدُ لَہٗ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ وَ الشَّمۡسُ وَ الۡقَمَرُ وَ النُّجُوۡمُ وَ الۡجِبَالُ وَ الشَّجَرُ وَ الدَّوَآبُّ وَ کَثِیۡرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَ کَثِیۡرٌ حَقَّ عَلَیۡہِ الۡعَذَابُ ؕ وَ مَنۡ یُّہِنِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِنۡ مُّکۡرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَفۡعَلُ مَا یَشَآءُ ۔

ترجمہ۔کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کر رہے ہیں جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں اور سورج اور چانداور تارے اور پہاڑ جھاڑ اور چوپائے اور بہت سے آدمی۔بہت سے ایسے لوگ ہیں جن پر عذاب مقرر ہو چکا ہے اور جسے اللہ ذلیل کرے تو اسے کوئی عزت دینے والا نہیں۔بے شک اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔

تفسیر۔ اَنَّ اللّٰہَ یَسۡجُدُ لَہٗ ۔ یہاں کہتے ہیں کہ سجدہ فرض ہے۔میرے نزدیک بھی ایسا ہی ہے۔ کیونکہ پیشگوئی کو بڑے زور سے بیان کیا اور وہ پوری ہوئی۔آخر طوعاً وکرھًا خدا کے حکم کو ماننا پڑا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹ر جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۴)

---

[۱] جمع نیچری۔مرتب

۲۰۔ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ۫ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۔

ترجمہ۔ یہ دونوں جماعتیں ایک دوسرے کی مخالف ہیں۔لڑائی کی اپنے رب کے مقدمہ میں۔تو ان میں سے جنہوں نے حق کو چھپایا تو ان کے لئے آگ کے کپڑے بیتے ہوئے ہیں۔ان کے سروں پر خوب کھولتا ہوا پانی ڈال دیا جائے گا۔

تفسیر۔ خَصْمٰنِ ۔کافر۔مومن آگے ان دونوں کا انجام بیان ہوتا ہے۔

ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ۔دنیا میں یہ نار جنگ کے رنگ میں ظاہر ہوئی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۴)

۲۳۔ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۗ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۔

ترجمہ۔جب دوزخ سے نکلنے کا ارادہ کریں گے صدمہ سے پھر اس میں دھکیل دیئے جائیں گے اور حکم ہوگا چکھتے رہو جلنے کا عذاب۔

تفسیر۔ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۔ ظاہری رنگ میں ان کے باغات جلائے گئے۔حضرت علیؓ ، حضرت حمزہؓ ، حضرت معاویہؓ[۱] یہ تین تھے جن کے مقابلہ میں عتبہ، شیبہ، ولید کھڑے تھے۔ان کا بیان ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۴)

۲۴۔ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُؤْلُؤًا ؕ وَ لِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۔

ترجمہ۔کچھ شک نہیں کہ اللہ داخل کرے گا ان لوگوں کو جو سچے دل سے اللہ کو مان چکے اور بھلے کام کئے ایسے باغوں میں جن میں بہہ رہی ہیں نہریں۔ان کو وہاں زیورات پہنائے جائیں گے،سونے کے کنگن اور موتی اور ان کا لباس وہاں ریشمی ہوگا۔

---

[۱] تاریخ طبری ، ابن ہشام اور سیرۃ النبی از علامہ شبلی نعمانی میں حضرت معاویہؓ کی بجائے حضرت عبیدہؓ بن حارث کا نام ہے۔

تفسیر۔ یہ سورۃ فتوحات کیلئے بیان فرمائی۔اس میں فتح مکہ، مدینہ۔فتح عراق کی طرف اشارہ ہے۔ عرب ایک خشن[1] پوش قوم تھی، اونٹوں، بکریوں، گوسپندوں کے بالوں کے کپڑے پہنتے۔ نہ ریشم نہ پشمینہ۔

جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۔اللہ تعالیٰ رسول کے ذریعہ بشارت دیتا ہے کہ تم عراق، عرب ایسے ممالک کے فاتح ہوگے۔اور بجائے خشن پوشی کے ریشم دیا جاوے گا۔

يُحَلَّوْنَ ۔زیور دیئے جائیں گے۔ جنگ میں عورتیں بھی شامل ہوتی تھیں۔ یہ سب چیزیں جن کے پہننے کی تھیں۔انہیں کو پہنائی جاتیں۔مگر انعام میں اکثر یہ چیزیں اب بھی مردوں کو ملتی ہیں۔ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ مرد پہن لیں۔

سراقہ بن مالک بن جعشم ایک شخص تھا۔اس کو رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ تجھے کسریٰ کے کڑے دیئے جاویں گے۔اس نے ہاتھ ننگا کر کے کہا کہ ان ہاتھوں میں کڑے؟ فرمایا۔ میں تو دیکھ رہا ہوں چنانچہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں اسے پہنائے گئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹/جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۴)

۲۵۔ وَهُدُوْٓا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚۖ وَهُدُوْٓا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ۔

ترجمہ۔اور ان کو سمجھ دی گئی عمدہ بات کی اور ان کو قابل تعریف ذات کا راستہ دکھلایا گیا۔

تفسیر۔ اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۔زبان کی شائستگی عرب کو بالخصوص بخشی گئی تھی۔

عرب اپنے مرکز کے لحاظ سے کبھی مفتوح نہیں ہوئے۔ یونانی باؤ بگولہ بھی پنجاب تک پہونچا مگر عرب پر وہ بھی تسلط نہ کر سکا۔ روما کی سلطنت بھی عظیم تھی اور فراعنہ مصر کی بھی۔لیکن سب کی دست بُرد سے محفوظ رہے اور خود بھی فاتح نہ ہوئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹/جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۴)

---

[1] خَشِن:۔کھردرا۔سخت (مرتب)

۲۷۔ وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْـًٔا وَّ طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَ الْقَآئِمِيْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ۔

ترجمہ۔اور جب ہم نے مقرر کر دیا ابراہیم کے لئے وہ مکان جس میں بیت اللہ شریف بنا ہوا ہے کہ عبادت الٰہی کرو اور شرک نہ کرو میرے ساتھ کسی کا اور پاک صاف رکھو میرے گھر کو پھیرے پھرنے والوں اور کھڑے رہنے والوں اور رکوع سجود کرنے والوں کے لئے۔

تفسیر۔ طَهِّرْ ۔پاک رکھو کہ کسی قسم کی بت پرستی نہ ہونے پاوے۔

حضرت ابراہیمؑ نے سات دعائیں کی ہیں۔(۱)۔جب عمارت بنائی۔ باپ بیٹا مل کر دعا کرتے تھے۔ رَبَّنَا وَ اجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ (البقرۃ:۱۲۹) (الٰہی ہمیں اپنا فرماں بردار بنا لے) (۲) وَ مِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ[۱] (البقرۃ:۱۲۹) (۳) وَ اَرِنَا مَنَاسِكَنَا[۲] (۴) وَ تُبْ عَلَيْنَا[۳] (البقرۃ:۱۲۹) پھر دعا کی۔(۵) رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ۔ (۶) وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ۔[۴] (۷) وَ يُزَكِّيْهِمْ[۵] (البقرۃ:۱۳۰)۔

کل بناء کعبہ میں سات دعائیں کی ہیں۔اس واسطے مومن سات دفعہ وہاں طواف کرتا ہے اور یہ دعائیں کرتا ہے۔اس مقام کو ڈھونڈتا ہے جہاں یہ دعائیں قبول ہوئیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۴)

۲۸۔ وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔

ترجمہ۔اور لوگوں میں منادی کر دے کہ قصد کر کے آیا کریں وہ تیری طرف پا پیادے اور سوار ہو کر دبلی دبلی اونٹنیوں پر جو ہر ایک دور و دراز رستوں سے آویں گے۔

۱۔ اور ہماری اولاد میں سے ایک جماعت تیری فرمان بردار پیدا کر۔ ۲۔ اور ہم کو اپنے حدوں سے آگاہ کر۔
۳۔ اور ہم کو تیری طرف جھکنے کی توفیق عطا فرما۔ ۴۔ اے ہمارے رب تو ان لوگوں سے جو یہاں آباد ہوں ایک رسول قائم کر جو تیرے احکام ونشان ان پر پڑھے اور ان کو لکھی ہوئی محفوظ باتیں سکھائے اور پکی دانائی کی تعلیم دے
۵۔ اور ان کو پاک وصاف کرے۔

تفسیر۔ اور پکار دے لوگوں میں حج کے واسطے کہ آویں تیرے پاس پیدل اور سوار دبلے دبلے اُونٹوں پر چلتے آتے راہوں دور سے کہ پہنچیں اپنے بھلے کی جگہوں پر۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب۔ حصہ اوّل صفحہ ۴۱ حاشیہ)

۲۹۔ لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ ۔

ترجمہ۔ تاکہ حاضر ہو جاویں اپنے فائدوں کے لئے اور اللہ کا نام لیں چند معلوم وقتوں میں ان مویشیوں چوپایوں کے ذبح کرنے پر جو اللہ نے ان کو دی ہیں تو اس میں سے کھاؤ اور کھلاؤ مصیبت زدہ محتاجوں کو۔

تفسیر۔ مَنَافِعَ لَهُمْ ۔حج کے منافع عجیب در عجیب ہیں۔انسان جب اپنے وطن میں رہتا ہے تو بوجہ محبت، وطن چھوڑ نہیں سکتا۔مگر جو قومیں گھروں کے چھوڑنے کی عادی ہیں وہ بہت ہی نفع میں رہیں۔ ہمارے امراء بہت سست ہیں۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۲، ۳۳ مورخہ ۹رجون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۴)

وضعداری ہمارے ملک میں بہت ہی رائج ہے۔اس کے توڑنے کیلئے حج ہے۔جس میں ایسی وضع داریاں خاک میں مل جاتی ہیں۔

پھر بڑا نفع تو یہ ہے کہ لاکھوں آدمی جب مل کر دعا کرتے ہیں تو ضرور مقبول ہوتی ہے اور اس وقت خصوصیت سے ایک جوش اٹھتا ہے۔کوئی مدبر، کوئی حکیم، کوئی فلسفی، کوئی موجد کوئی عالم دنیا کے کسی حصے میں پیدا ہو۔وہاں ضرور خبر ہو جاتی ہے کیونکہ تمام مما لک کی مخلوق کا کوئی نہ کوئی نمونہ وہاں موجود ہوتا ہے۔

میں نے مکہ میں ایک بزرگ دیکھے کہ وہ جلد جلد عربی میں بات کرتے مگر ان کی کوئی کتاب[1] علمِ حدیث سے باہر کی نہ ہوتی۔ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ یہ مطلب نہیں کہ مکہ میں منافع ہی منافع ہیں۔نقصان بھی ہو جاتے ہیں۔مگر زیادہ منافع ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶رجون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۵)

---

[1] سہو کاتب ہے۔اصل میں ہے۔ان کی کوئی بات......

۳۱۔ ذٰلِكَ ۗ وَ مَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ وَ اُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ۔

ترجمہ۔ یہ فکر کرنے کی باتیں ہیں اور جو تعظیم کرے اللہ کی تعظیم دار چیزوں کی تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اس کے رب کے نزدیک۔ اور تمہارے لئے حلال کر دیئے گئے چوپائے خاص ان کے سوا جو پڑھی گئیں تم پر آیتیں تو بچتے رہو بتوں کی نجاست سے اور جھوٹی بات سے۔

تفسیر۔ وَ مَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ ۔جس کو خدا نے بڑا بنایا ہے اس کی تعظیم کرو اس سے یہ مسئلہ بھی نکل آتا ہے کہ حاکمِ وقت کی اطاعت چاہیے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۵)

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَ اجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ۔حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ۔بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی باتوں سے بچو اور اللہ کی طرف جھکنے والے اور شرک سے بیزار ہو جاؤ۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۵)

۳۲۔ حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ۔

ترجمہ۔سب سے ہٹ کر ایک ہی اللہ کے ہو کر اس کا کسی کو شریک نہ کر کے (رہو) اور جو اللہ کا شریک کرے تو وہ ایسا ہے جیسا وہ گر پڑا آسمان سے پھر اس کو پرندے اچک لے جائیں یا اس کو ہوا دور دراز مکان میں لے جا کر ڈال دے۔

تفسیر۔ بتوں کی ناپاکی سے بچو اور جھوٹی باتوں سے بچو اور اللہ کی طرف جھکنے والے اور شرک سے بیزار ہو جاؤ۔

(نورالدّین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۵)

۳۳۔ ذٰلِكَ ۗ وَ مَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ۔

ترجمہ۔ یہ تو ہو چکا اور جو شخص تعظیم کرے اللہ کی نامزد چیزوں کی تو کچھ شک نہیں کہ یہ بات دلی

تقویٰ سے پیدا ہوتی ہے۔

تفسیر۔ شَعَآئِرَ اللّٰہِ ۔جس سے اللہ کا شعور پیدا ہو۔قرآن کریم کی بہت تعظیم ہے کہ شعائر اللہ میں سے اعظم ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۵)

پاؤں قبلہ کی طرف کر کے سونا تعظیم قبلہ کے خلاف ہے۔اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ اور تعامل اسلام میں ہم کسی کو نہیں پاتے کہ قبلہ کی طرف پاؤں کرے۔ (بدر جلد ۷ نمبر ۸ مورخہ ۲۷؍فروری ۱۹۰۸ صفحہ ۳)

۳۵۔ وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ۔

ترجمہ۔اور ہر ایک امت کے لئے ہم نے ایک قربانی گاہ اور عبادت گاہ کا طریقہ مقرر کر لیا ہے تا کہ وہ اللہ کا نام لیں اُن جانوروں پر (ذبح کے وقت) جو اللہ نے دی ہیں ان کو۔تم سب لوگوں کا اللہ تو وہ ایک ہی اللہ ہے تو اسی کے فدائی فرمانبردار بنو (اے پیارے محمدؐ!) تو خوشخبری سنا دے ان عاجزی کرنے والوں کو۔

تفسیر۔ قربانی ایک اصل الاصول ہے تمام ترقیات کا، کوئی مذہب، کوئی سلطنت، کوئی تمدن قربانیوں سے خالی نہیں۔گند میں جو اجرام پیدا ہو جاتے ہیں وہ شیر۔ چیتے۔بھیڑیے سے بھی زیادہ خطرناک ہیں۔ان کے زہر کے تریاقوں میں سے دھوپ، روشنی، ہوا ہے۔بڑے اہتمام سے پاخانوں اور ایسے گندے مقامات کی صفائی کروائی جاتی ہے۔مگر یہی گند کھاد بن کر ایسی خوشنما عمدہ نباتات پیدا کرتا ہے کہ جس کے اکثر حصہ پر انسان کی حیات کا دارومدار ہے۔

گویا یہ اجرام قربان کئے جاتے ہیں انسان کیلئے۔پھر دیکھا جاوے تو انسان کی زندگی کے لئے کس قدر نباتات قربان کئے جاتے ہیں۔وہیل مچھلی کیلئے کس قدر مچھلیاں قربان کی جاتی ہیں ادنیٰ آدمی بڑے آدمیوں کے لئے اپنا آرام، اپنی صحت اپنا وقت اور اپنا جسم خرچ کرتے ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر فوجوں کا نظارہ ہے کہ سپاہی سے لے کر افسر، کمانڈر انچیف تک درجہ بدرجہ بادشاہ کے لئے

جان تک قربان کرتے ہیں۔

غرض یہ سلسلہ بڑا لمبا ہے۔اور ہر قوم میں قربانی موجود ہے۔اسی لئے فرمایا وَ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا۔مسلمانوں کے لئے ما بہ الامتیاز فرمایا۔کہ وہ قربانی کے موقع پر اللہ کو یاد کر لیا کریں اور اس بات پر غور کریں کہ ادنیٰ اعلیٰ کے لئے کس طرح پر قربان کیا جاتا ہے۔اور کیونکر ایک جانور اپنا آپ اپنے سے اعلیٰ انسان کے آگے چپ چاپ رکھ دیتا ہے۔پس اسی طرح ہم کو اپنی جانیں آستانۂ الوہیت پر قربان کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۵)

۳۶۔ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَ جِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ الصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَصَابَهُمْ وَ الْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔

ترجمہ۔ جو ایسے ہیں کہ جب اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل دھڑکنے لگتے ہیں اور مضبوط رہنے والے ہیں ان پر کچھ بھی آ جائے اور نماز کو ٹھیک درست رکھنے والے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خرچ کرتے ہیں۔

تفسیر۔ وَ الْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ۔نماز سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں۔تسبیح، تکبیر، تہلیل، تمام لوگوں کے لئے دعا اور تبتل الی اللہ۔اللہ کی جناب سے پناہ۔درود سب کچھ اس میں موجود ہے بلکہ اس کی ہیئت بھی جامع ہے۔تمام تعظیمات کی اور ذکر جامع ہے تمام اذکار کا۔اور اس میں تعظیم لامر اللہ ہے۔

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔ یہ اسلام کا دوسرا رکن ہے۔شفقت علیٰ خلق اللہ پس جو اللہ نے تمہیں دیا اس میں سے کچھ دو۔مال، طاقت، علم، ہنر رَزَقْنٰهُمْ میں شامل ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۵)

۳۸۔ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ؕ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ۔

ترجمہ۔اللہ کو نہ تو ان قربانیوں کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ خون لیکن تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے اسی طرح

اللہ نے ان کو تمہارے بس میں کر دیا تا کہ تم اللہ کی بڑائیاں بیان کرو اس شکریہ میں کہ اس نے تم کو ہدایت دی اور محسنوں کو خوشخبری سنادو۔

تفسیر۔ وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۔اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔جیسے وہ (جانور) تمہارا فرماں بردار ہے۔ایسے ہی تم میرے مطیع ہو جاؤ۔راضی بقضاء۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶/جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۵)

اللہ تعالیٰ کی کتاب کو غور سے دیکھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تقوٰی بہت پسند ہے۔ اگر انسان اللہ کے ساتھ سچا معاملہ نہ کرے تو اس کے ظاہری اعمال کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔انسان فطرتاً چاہتا ہے کہ کوئی اس کا پیارا ہو جو ہر صفت سے موصوف ہو۔سو اللہ سے بڑھ کر ایسا کوئی نہیں ہو سکتا۔یہ پیارے تو آخر جدا ہوں گے۔ان کا تعلق ایک دن قطع ہونے والا ہے۔مگر اللہ کا تعلق ابدالآباد تک رہنے والا ہے۔دنیا کی فانی چیزیں محبت کے قابل نہیں کیونکہ یہ سب فنا پذیر ہیں۔کیا دنیا میں کوئی ایسی چیز ہے جو بقا رکھتی ہے۔ ہرگز نہیں پس اس کی رحمت اور اس کے فضل کا سہارا پکڑو اور اسی کو اپنا پیارا بناؤ کہ وہ باقی ہے...... جو اللہ کیلئے انشراحِ صدر سے ایسی قربانیاں کرتے ہیں۔اللہ بھی ان کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔اس کے بدلے ابراہیمؑ کو اتنی اولاد دی گئی کہ مردم شماریاں ہوتی ہیں۔مگر پھر بھی ابراہیمؑ کی اولاد صحیح تعداد کی دریافت سے مستثنیٰ ہے۔کیا کیا برکتیں اس مسلم پر ہوئیں۔کیا کیا انعامِ الٰہی اس پر ہوئے کہ گننے میں نہیں آسکتے۔ہماری سرکار خاتم الانبیاء سرورِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی ابراہیمؑ کی اولاد سے ہوئے۔

پھر اس کے دین کی حفاظت کیلئے خلفاء کا وعدہ کیا کہ انہیں طاقتیں بخشے گا اور ان کو مشکلات اور خوفوں میں امن عطا کرے گا۔یہ کہانی کے طور پر نہیں۔یہ زمانہ موجود، یہ مکان موجود تم موجود، قادیان کی بستی موجود، ملک کی حالت موجود ہے کس چیز نے ایسی سردی میں تمہیں دور دور سے یہاں اس مسجد میں جمع کر دیا۔

سنو! اسی دستِ قدرت نے جو متقیوں کو اعزاز دینے والا ہاتھ ہے۔اس سے پہلے پچیس برس پر

نگاہ کرو۔ تم سمجھ سکتے ہو کہ کون ایسی سخت سردیوں میں اس گاؤں کی طرف سفر کرنے کیلئے تیار تھا۔ پس تم میں سے ہر فردِ بشر اس کی قدرت نمائی کا ایک نمونہ ہے۔ ایک ثبوت ہے کہ وہ متقی کے لئے وہ کچھ کرتا ہے جو کسی کے سان و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ یہ باتیں ہر کسی کو حاصل نہیں ہوتیں یہ قربانیوں پر موقوف ہیں۔ انسان عجیب عجیب خوابیں اور کشوف دیکھ لیتا ہے۔ الہام بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ نصرت حاصل نہیں کر سکتا۔ جس آدمی کی یہ حالت ہو۔ وہ خوب غور کر کے دیکھے کہ اس کی عملی زندگی کس قسم کی تھی۔ آیا وہ ان انعامات کے قابل ہے یا نہیں۔ یہ (مبارک وجود) نمونہ موجود ہے۔ اسے جو کچھ ملا۔ ان قربانیوں کا نتیجہ ہے جو اس نے خداوند کے حضور گزاریں۔ جو شخص قربانی نہیں کرتا جیسی کہ ابراہیمؑ نے کی اور جو شخص اپنی خواہشوں کو خدا کی رضا کے لئے نہیں چھوڑتا تو خدا بھی اس کیلئے پسند نہیں کرتا جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلعم کے مقابلہ میں کیسے دشمن موجود تھے۔ مگر وہ خدا جس نے اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا[1] (المؤمن:۵۲) فرمایا۔ اس نے سب پر فتح دی۔ صلح حدیبیہ میں ایک شخص نے آ کر کہا تم اپنے بھائیوں کا جتھا نہ چھوڑو ایک ہی حملہ میں یہ سب تمہارے پاس بیٹھنے والے بھاگ جائیں گے۔ اس پر صحابہؓ سے ایک خطرناک آواز سنی۔ اور وہ ہکّا بکّا رہ گیا۔ یہ حضرت نبی کریمؐ کے اللہ کے حضور بار بار جان قربان کا نتیجہ تھا کہ ایسے جاں نثار مرید ملے آخر وہ جو باپ بنتے تھے۔ جو تجربہ کار تھے۔ ہر طرح کی تدبیریں جانتے۔ ان سب کے منصوبے غلط ہو گئے۔ اور وہ خدا کے حضور قربانی کرنے والا متقی نہ صرف خود کامیاب ہوا بلکہ اپنے خلفاء راشدین کے لئے بھی یہی وعدہ لے لیا......

متقیوں کی جماعت میں شامل ہونا پھر ہر سال میں دیکھنا کہ جیسے ہم ایک جانور پر جو ہمارے مِلک اور قبضہ میں ہے جزوی مالکیت کے دعویٰ سے چھری چلاتے ہیں۔ اسی طرح ہمیں بھی اپنے مولیٰ کے حضور جو ہمارا سچا خالق ہے اور ہم پر پوری اور حقیقی مالکیت رکھتا ہے۔ اپنی تمام نفسانی خواہشوں کو اس کے فرمانوں کے نیچے ذبح کر دینا چاہیے۔

---

[1] بے شک ہم مدد کرتے ہیں اپنے بھیجے ہوؤں کی اور ایمانداروں کی دنیا ہی کی زندگی میں۔

قربانی کرنے سے یہ مراد نہیں کہ اس کا گوشت اللہ تعالیٰ کو پہنچتا ہے بلکہ اس سے ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کی فرماں برداری کا نظارہ مقصود ہے تاتم بھی قربانی کے وقت اس بات کو مدّنظر رکھو کہ تمہیں بھی اپنی تمام ضرورتوں، اعزازوں، ناموریوں اور خواہشوں کو خدا کی فرماں برداری کے نیچے قربان کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیے۔ جس طرح ان جانوروں کا خون کراتے ہو۔ ایسا ہی تم بھی خدا کی فرماں برداری میں اپنے خون تک سے دریغ نہ کرو۔ انسان جب ایسا کرے تو وہ کوئی نقصان نہیں اٹھاتا۔ دیکھو ابراہیمؑ واسماعیلؑ کا نام دنیا سے نہیں اُٹھا۔ ان کی عزت واکرام میں فرق نہیں آیا۔ پس تمہاری سچی قربانی کا نتیجہ بھی بد نہیں نکلے گا۔ وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى۔ تقویٰ خدا کو لے لیتا ہے۔ جب خدا مل گیا تو پھر سب کچھ اسی کا ہو گیا۔

معجزوں کی حقیقت بھی یہی ہے۔ جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو اس کو تمام ذراتِ عالم پر ایک تصرف ملتا ہے۔ اس کی صحبت میں ایک برکت رکھی جاتی ہے اور یہ ایک فطرتی بات ہے کہ ایک انسان کے اخلاق کا اثر دوسرے کے اخلاق پر پڑتا ہے۔ بعض طبائع ایسی بھی ہیں۔ جو نیکوں کی صحبت میں نیک اور بدوں کی صحبت میں بد ہو جاتی ہیں۔ (بدر جلد ۷ نمبر ۳ مورخہ ۲۳؍جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۸، ۹)

قربانی جو عید اضحٰی کے دن کی جاتی ہے۔ اس میں بھی ایک پاک تعلیم ہے۔ اگر اس میں مدنظر وہی امر ہے جو جنابِ الٰہی نے قرآن شریف میں فرمایا۔ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ۔

قربانی کیا ہے؟ یہ ایک تصویری زبان میں تعلیم ہے جسے جاہل اور عالم پڑھ سکتے ہیں خدا کسی کے خون اور گوشت کا بھوکا نہیں۔ وہ هُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ[1] (الانعام:۱۵) ہے ایسا پاک اور عظیم الشان بادشاہ نہ تو کھانوں کا محتاج ہے نہ گوشت کے چڑھاوے اور لہو کا، بلکہ وہ تمہیں سکھانا چاہتا ہے کہ تم بھی خدا کے حضور اسی طرح قربان ہو جاؤ اور ادنیٰ اعلیٰ کے لئے قربان ہوتا ہے۔

۱؎ وہ سب کو کھانا کھلاتا ہے اور اس کو کوئی نہیں کھلاتا۔

کل دنیا میں قربانی کا رواج ہے۔اور قوموں کی تاریخ پر نظر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ادنیٰ چیز اعلیٰ کے بدلے میں قربان کی جاتی ہے۔ یہ سلسلہ چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیزوں میں پایا جاتا ہے۔

ہم بچے تھے تو یہ بات سنی تھی کہ کسی کو سانپ زہریلا کاٹے تو وہ انگلی کاٹ دی جاوے تا کہ کل جسم زہریلے اثر سے محفوظ رہے۔ گویا انگلی کی قربانی تمام جسم کے بچاؤ کے لئے کی گئی۔

۲۔اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا کوئی دوست آ جاوے تو جو کچھ ہمارے پاس ہو اس کی خوشی کیلئے قربان کرنا پڑتا ہے۔ گھی آٹا گوشت وغیرہ قیمتی اشیاء اس پیارے کے سامنے کوئی ہستی نہیں رکھتیں۔

۳۔اس سے زیادہ عزیز ہو تو مرغے مرغیاں حتّٰی کہ بھیڑیں اور بکرے قربان کئے جاتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر گائے اور اونٹ تک بھی عزیز مہمان کے لئے قربان کر دئے جاتے ہیں۔

۴۔ میں نے اپنی طب میں دیکھا ہے کہ وہ قومیں جو جائز نہیں سمجھتیں کہ کوئی جاندار قتل ہو وہ بھی اپنے زخموں کے کئی سینکڑوں کیڑوں کو مار کر اپنی جان پر قربان کر دیتی ہیں۔

۵۔ اس سے اوپر چلیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ادنیٰ لوگوں کو اعلیٰ کیلئے قربان کیا جاتا ہے۔ مثلاً چوہڑے ہیں آج عید کا دن ہے مگر ان کے سپرد پھر بھی وہی کام ہے بلکہ صفائی کی زیادہ تاکید ہے گویا ادنیٰ کی خوشی اعلیٰ کی خوشی پر قربان ہوئی۔

۶۔ ہندو گئو رِکھشا بڑے جوش سے کرتے ہیں (لداخ کے ملک میں تو دودھ تک نہیں پیتے کیونکہ یہ بچھڑوں کا حق ہے اور یہاں کے ہندو تو دھوکہ دے کر دودھ لیتے ہیں) مگر پھر بھی اس سے اور اس کی اولاد سے سخت کام لیتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنے کاموں کیلئے انہیں مار مار کر درست کرتے ہیں۔ یہ بھی ایک قسم کی قربانی ہے۔

۷۔ادنیٰ سپاہی اپنے افسر کے لئے اور وہ افسر اعلیٰ افسر کے لئے اور اعلیٰ افسر بادشاہ کے بدلے میں قربان ہوتا ہے پس خدا تعالیٰ نے اس فطرتی مسئلہ کو برقرار رکھا اور اس قربانی میں تعلیم دی کہ ادنیٰ

اعلیٰ کے لئے قربان کیا جاوے۔

۸۔محبت میں انسان بے اختیار ہوتا ہے۔مگر اس میں بھی قربانیوں کا ایک سلسلہ ہے چنانچہ محب بھی بتدریج محبوبوں کے مراتب رکھ کر ایک کو دوسرے پر قربان کرتا رہتا ہے۔اپنا پیسہ یا جان محبوب ہے مگر دوسرے محبوب پر اسے قربان کر دینے میں عُذر نہیں۔انسان کو مال کی محبت ہے، بی بی کی محبت ہے، بچوں کی محبت ہے، یار و آشنا کی، امن وچین کی محبت ہے، اللہ کی کتابوں، اللہ کے رسولوں سے محبت ہے۔سچے علوم سے بھی محبت ہے ان تمام محبتوں کے مراتب ہیں اور ادنیٰ کو اعلیٰ پر قربان کیا جاتا ہے۔

(بدر جلد ۹ نمبر ۱۰ مورخہ ۳۰/دسمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۱۔۲)

سَخَّرَهَا لَكُمْ ۔ جیسے یہ تمہارے فرماں بردار۔ایسے ہی تم اللہ کے فرماں بردار بنو۔قربانی میں یہی سمجھایا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۸)

۳۹۔ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۔

ترجمہ۔اللہ ایمانداروں کو دشمنوں سے بچا لیتا ہے اور ان کو ہٹا دیتا ہے (یعنی دشمنوں کو) اللہ پسند نہیں کرتا کسی ناشکرے دغا باز کو۔

تفسیر۔ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی حد بندی مقرر کر دی ہے۔جب اس حد سے کوئی چیز بڑھنے لگتی ہے تو اس کو دفع کرنے والی چیز پیدا کر دیتا ہے۔کفر بڑھ گیا ہے اس لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی جماعت کو پیدا کر دیا۔کیونکہ وہ کفر کیشوں کو پسند نہیں کرتا۔یہ خیال کہ کوئی مہدی ایسا آئے گا جو تمام جہان کو مسلمان بنا لے گا۔ایک لغو خیال ہے۔کیا وہ حضرت محمد رسول اللہ سے بڑھ کر قوتِ قدسیہ رکھنے والا ہوگا؟ کیا وہ قرآن شریف سے بڑھ کر کتاب لائے گا؟ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو ایک حد کے اندر رکھنا چاہتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶/جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۵)

۴۰۔ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ ۔

ترجمہ ۔ اجازت ہو چکی ہے ان کو جہاد کی جن سے لڑائی کی جاتی ہے اس لئے کہ اُن پر ظلم ہوا اور بے شک اللہ مظلوموں کی مدد کرنے پر بڑا قادر ہے۔

تفسیر۔ اجازت دی گئی اُن لوگوں کو جن سے لڑائی کی گئی اس لئے کہ وہ مظلوم ہیں اور اللہ انہیں دشمن پر غالب کر دینے پر قادر ہے...... اسلام کا خدا تعالیٰ نے دونوں طرح کا غلبہ دکھانا چاہا ہے ایک وقت تھا جب دشمن نے اسلام کے استیصال کے لئے تلوار اٹھائی۔ مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا تو اسلام نے مسلمانوں کو بغاوت سے روک دیا کہ غدر نہ کرنا۔ اس ملک سے نکل جاؤ جہاں تکلیف ہے اس لئے مکہ معظّمہ کا ملک چھوڑ دیا گیا۔ جب دشمن کو اس پر صبر نہ آیا اور اس نے تعاقب کیا تو آخر اسلام نے تلوار اٹھائی اور کامیاب ہو گیا۔

پھر اس وقت چودھویں صدی میں صرف حجج کے اسلحہ سے اسلام سے جنگ شروع ہو گئی اسلام کے باعث کوئی قوم کسی مسلمان پر ہتھیاروں سے اب کام نہیں لیتی ۔ تو اسلام نے بھی براہینِ نیرہ اور حجج ساطعہ اور دلائلِ واضحہ (ترک رشی) سے مقابلہ شروع کیا!

بت پرست قومیں اسلام کے مقابلہ سے ہار کر بت پرستی کے دعویٰ سے باز آ رہی ہیں اور بالکل اس مسئلہ میں صلح جُو ہو رہی ہیں ۔ کیونکہ انڈیا میں کچھ برہموں ہو گئے ہیں اور کچھ آریہ سماج۔ ادھر یورپ و امریکہ میں یونی ٹیرین ۔ فری[1] تھِنکروں کا سمندر موج مار رہا ہے۔ اور کیا خوب ہوا۔ حضرت مسیحؑ کی خدائی نیست و نابود ہو رہی ہے...... مخلوق اسلام کے مقدس مذہب میں آ رہی ہے۔

(نور الدّین بجواب ترکِ اسلام ۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۸۴۔۱۸۵)

جو دنیا میں نیکی ہے۔ اس کے ساتھ کچھ مشکلات بھی ہیں اور سکھ کے ساتھ دکھ اور دکھ کے ساتھ سکھ ہے۔ آخر الذکر کی مثال دردِ زہ اور پھر فرزند نرینہ کی پیدائش ہے۔

صحابہ کرامؓ مکّہ معظّمہ میں سخت تکالیف میں مبتلا تھے۔ (۱)۔ بعض آدمیوں کے ایک پاؤں کو

ا ۔ FRE THINKERS

ایک اونٹ سے اور دوسرا پاؤں دوسرے اونٹ سے باندھ کر مخالف سمتوں میں چلا کر چیرا جاتا۔

(۲)۔ بعض عورتوں کی شرمگاہوں میں برچھی ماری ہے اور گلے سے نکالی ہے۔

(۳)۔ تین برس بنو ہاشم کو غلہ پہونچانے میں روکیں ڈال دی گئیں۔

(۴)۔ بعض صحابہ کو شدت سے گرم کئے ہوئے پتھروں پر لٹایا جاتا تھا۔ مگر وہ لوگ بڑے صبر، استقلال اور ہمت سے ان تمام تکالیف کو برداشت کرتے۔

محرم میں جناب امام حسینؓ کی تکالیف کا ذکر کرتے ہیں۔ مگر صحابہؓ نے جو جو تکالیف اٹھائی ہیں وہ ان سے بعض اوقات بڑھ کر ہیں۔ سو اس صبر کے عوض جہاد کی اجازت دی گئی۔ یہ غلط ہے آپؐ کو جتھے کا انتظار تھا۔ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ۔[1] (النساء:۸۵) کا حکم اور غزوہ حنین میں سب کے بھاگنے پر کھڑا رہنا اس کا شاہد ہے۔ پس یہ جھوٹ ہے کہ اسلام بزورِ شمشیر پھیلایا گیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۵۔۱۷۶)

۴۱۔ اَلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ؕ وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ۔

ترجمہ۔ وہ لوگ جو نکالے گئے اپنے گھروں سے ناحق صرف اتنی بات پر کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا ربّ اللہ ہے اور اللہ اگر بعض کو بعض کے ہاتھ سے دفع نہ کرتا تو مجوسیوں کے معبد، خلوت خانہ اور مدرسے اور تکئے اور عبادت گاہیں اور مساجد جن میں کثرت سے اللہ کا نام لیا جاتا ہے گرا دی جاتیں اور ضرور اللہ اس کی مدد کرے گا جو اللہ کی خدمت کرے گا بے شک اللہ بڑا غالب اور زبردست ہے۔

تفسیر۔ بِغَيْرِ حَقٍّ۔ سوا کسی وجہ وجیہ کے۔ اگر خدا ہر چیز کی حد بندی نہ کرتا۔

صَوَامِعُ۔ صابی قوم کے گرجے۔

---

[1] صرف تجھی کو تکلیف دی جاتی ہے۔

بِيَعٌ ۔ یہودیوں کے گرجے۔

صَلَوٰتٌ ۔عیسائیوں کے گرجے یا ہندوؤں کے ٹھاکردوارے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۶)

حکم ہوا ان کو جن سے لوگ لڑتے ہیں اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا۔ اور اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے وہ جن کو نکالا ان کے گھروں سے اور کچھ دعویٰ نہیں سوائے اس کے کہ وہ کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب۔ حصہ اوّل صفحہ ۹۷ حاشیہ)

اور اگر نہ ہٹایا کرتا اللہ لوگوں کو ایک کو ایک سے تو ڈھائے جاتے تکیے اور مدرسے اور عبادت خانے اور مسجدیں جن میں نام پڑھا جاتا ہے اللہ کا بہت۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب۔ حصہ اوّل صفحہ ۹۹ حاشیہ)

ایک اور احسان اسلام نے کیا جو میرے خیال میں دنیا کے کسی ریفارمر اور مصلح کو نہیں سوجھا وہ یہ ہے:

وَ لَوْ لَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا۔

ہم بعض اوقات خود حفاظتی کا حکم دیتے ہیں اور اس سے غرض یہ ہے کہ اگر یہ نہ ہو تو گرجے تباہ ہو جاویں۔ دھرم سالے اور یہودیوں کے معبد تباہ ہو جاویں۔ اور ہم نہیں چاہتے کہ وہ تباہ ہوں۔ کیا یہ سنہری اصل دنیا کی کسی مذہبی کتاب میں پایا جاتا ہے؟ اگر یہ فقرہ انجیل میں ہوتا تو مسیحی لوگوں نے جو سلوک اپنے مخالف لوگوں کے معبدوں سے کیا ہے وہ نہ ہوتا۔ مہتا لوجی کو پڑھو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ مسیحی لوگوں سے پہلے کس قدر معبد تھے جن کا آج نام و نشان بھی نہیں۔ مثلاً پٹرا موں کا بڑا اعظیم الشان مندر تھا۔ جہاں سکندرِ اعظم پیادہ حج کرنے آیا تھا۔ مگر آج کوئی بتا نہیں سکتا کہ وہ مندر کہاں تھا۔

اس قدر تنگ دلی، ضد اور تعصب اور ہٹ اسلام پسند نہیں کرتا کہ معبد گرائے جاویں۔ مسلمانوں نے جہاں آٹھ سو برس، ہزار اور بارہ سو برس بھی راج کیا ہے اس ملک کے معابد اب تک موجود ہیں اور ان کو تباہ نہیں کیا مگر بڑی روشنی لہانے والی قوم سے پوچھیں کہ پڑاموں کا مندر کہاں تھا؟ تو نہیں بتا سکتے۔ نشان تک مٹا دیئے بلکہ یروشلم جیسی جگہ جو بائیبل میں بھی مقدس سمجھی گئی تھی، پاش پاش کر دی

گئی۔اور وہاں سؤر کی قربانی کی گئی۔شاید کوئی کہہ دے کہ سؤر نا پاک نہیں۔مگر بائبل پڑھیں گے تو اس کے خلاف پائیں گے۔

اس کے بالمقابل دیکھو کہ سپین اور فلسطین میں کیسی پُرشوکت اسلامی سلطنت تھی۔مگر دیکھ لو پرانے سے پرانے معبدوں کو چھیڑا نہیں۔ بلکہ فاروقِ اعظم کے زمانہ میں جب وہ یروشلم تشریف لے گئے تو وہاں کے بشپ نے کہا کہ یہاں نماز پڑھ لو۔انہوں نے فرمایا کہ تم بڑے ناعاقبت اندیش ہو۔ اگر میں یہاں نماز پڑھ لوں تو مسلمان اس گرجے کو مسجد بنالیں گے۔ ہماری سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور نجرانؔ کے عیسائی آئے۔اور اتوار کا دن تھا۔آپؐ نے فرمایا۔میری ہی مسجد میں گرجا کرلو۔وہ لوگ رومن کیتھولک ہوں گے۔مگر کس حوصلہ کے ساتھ ان کو اجازت دی۔اس سے پایا جاتا ہے جہاں وہ احسانِ عام کرتے تھے۔وہاں ابقائے عام بھی ان کا مذہب تھا۔خواہ ہندوستان میں پہلی صدی ہجری میں عرب آئے۔اور کم از کم ساڑھے گیارہ سو سال تک اسلامی سلطنت یہاں رہی...... اس عرصہ دراز میں ہندوستان کے معابد پر اسلامی سلطنت نے کیا اثر کیا؟ ان کی موجودگی خود ظاہر کرتی ہے۔ (بدر جلد ۱۲ نمبر ۳ مورخہ ۱۸؍جولائی ۱۹۱۲ء صفحہ ۴-۵)

۴۲۔ اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۔

ترجمہ۔ وہ مظلوم ایسے لوگ ہیں (یعنی صحابہ) اگر ہم ان کو قدرت دے دیں گے زمین میں تو وہ قائم رکھیں گے نماز اور دیں گے زکوٰۃ اور نیک کام کرنے کا حکم دیں گے اور برے کاموں سے روکیں گے۔ اور اللہ ہی کے اختیار میں سب کاموں کا انجام ہے۔

تفسیر۔ (۱)۔(آیت) پر تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نصرتِ الٰہی ان لوگوں کے لئے ہے جو اللہ کے کاموں میں نصرت کریں۔اس کے دین کی حمایت کریں۔

(۲)۔نمازیں سنوار کر پڑھیں چنانچہ صحابہؓ میں کسی عمداً تارک الصلوٰۃ کی نظیر نہیں ملتی۔یہی وجہ ہے کہ صحابہؓ جو نماز نہ پڑھتا اُسے مسلم نہیں سمجھتے تھے۔اور مسلمان ہونے کا امتیازی نشان بھی یہی قرار

دیا گیا۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ (التوبۃ:۱۱)

یعنی اگر شرک سے توبہ کرلیں۔ نماز قائم کرتے رہیں۔ زکوٰۃ دیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔ اور حدیث میں ہے۔ مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَ اسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَ اَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِکَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَہٗ ذِمَّۃُ اللّٰہِ وَ ذِمَّۃُ رَسُوْلِہٖ۔

(جو ہماری نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے وہ مسلم ہے اس کیلئے اللہ کا ذمہ اور رسول کا ذمہ۔)

پھر ایک اور مقام پر فرماتا ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ...... الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ (الانفال: ۳، ۴)

مومن وہی ہیں........... جو نماز قائم کرتے ہیں۔ دوسری طرف جب دوزخیوں سے پوچھا جائے گا۔

مَا سَلَکَکُمْ فِیْ سَقَرَ۔ قَالُوْا لَمْ نَکُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ (المدثر: ۴۳، ۴۴)۔

تمہیں دوزخ میں کیا شے لے گئی۔ تو وہ جواب دیں گے۔ ہم نمازی نہ تھے۔ باوجود اس تاکیدِ شدید کے......

(۳)۔ زکوٰۃ باقاعدہ ادا کرتے رہیں۔ (۴)۔ امر بالمعروف اور (۵)۔ نہی عن المنکر کرتے رہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۳۵۸)

۴۳ تا ۴۵۔ وَ اِنْ یُّکَذِّبُوْکَ فَقَدْ کَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ عَادٌ وَّ ثَمُوْدُ۔ وَ قَوْمُ اِبْرٰهِیْمَ وَ قَوْمُ لُوْطٍ۔ وَّ اَصْحٰبُ مَدْیَنَ ۚ وَ کُذِّبَ مُوْسٰی فَاَمْلَیْتُ لِلْکٰفِرِیْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَکَیْفَ کَانَ نَکِیْرِ۔

ترجمہ۔ اور اگر یہ تجھے جھٹلائیں تو ان سے پہلے جھٹلا چکی ہیں نوح وعاد اور ثمود کی قوم اور ابراہیم اور لوط کی قوم اور مدین والے اور موسیٰ جھٹلایا گیا پھر ہم نے ڈھیل دی ان کافروں کو پھر ان کو پکڑا پھر دیکھو میری پکڑ کیسی تھی۔

تفسیر۔ اور اگر تجھ کو جھٹلاویں تو ان سے پہلے جھٹلا چکی نوحؑ کی قوم اور عاد اور ثمود اور ابراہیمؑ کی قوم اور لوط کی قوم اور مدین کے لوگ اور موسیٰؑ کو جھٹلایا۔ پھر میں نے ڈھیل دی منکروں کو پھر ان کو پکڑا تو کیسا ہوا میرا انکار۔ (فصل الخطاب بجواب ترکِ اسلام حصہ دوم صفحہ ۲۶۱ حاشیہ)

۴۶۔ فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَ هِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَ بِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّ قَصْرٍ مَّشِيْدٍ۔

ترجمہ۔ بہت سی بستیاں ہیں کہ ہم نے ان کو ہلاک کر ڈالا اور وہ نافرمان ہی تھیں اور وہ گری پڑی ہوئی تھیں اپنی چھتوں پر اور کتنے کنوئیں بے کار پڑے ہوئے ہیں اور کتنے پکے پکے محل ویران پڑے ہیں۔

تفسیر۔ اَهْلَكْنٰهَا۔ اس کے بہت بہت نظارے اس وقت بھی موجود ہیں۔

قَصْرٍ مَّشِيْدٍ۔ شَیْد اور شِیْد کے معنے اونچے کے ہیں......

شَادَهٗ مَرْمَرًا وَ جَلَّلَهٗ كَلْسًا فَلِلطَّيْرِ فِيْ ذُرَاهُ وُكُوْرُ

سنگ مرمر اور چونہ لگا کر ہمارے ممدوح نے محل کو اونچا کیا جس کا کنگرہ جانوروں کا آشیانہ ہے۔ امراءالقیس کہتا ہے۔

وَ تَيْمَاءَ لَمْ يَتْرُكْ بِهَا جِذْعُ نَخْلَةٍ وَ لَا اُطُمًا اِلَّا مَشِيْدًا بِجَنْدَلِ

اور تیماء جگہ میں نہ چھوڑا اس نے کسی درخت کے تنے کو اور نہ کسی برج یا قلعہ کو مگر وہ جو کہ مضبوط بنایا۔ ساتھ چٹانوں کے گویا دوسرے معنے چونہ گچ کرتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶ر جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۶)

۴۸۔ وَ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَ لَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ؕ وَ اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔

ترجمہ۔ اور یہ لوگ تو تجھ سے عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اور اللہ تو اپنا وعدہ کبھی خلاف نہ کرے گا اور بے شک ایک دن تیرے رب کے نزدیک ایک ہزار برس کے برابر ہے اس سے جو تم گنتی کرتے ہو۔

تفسیر۔ كَاَلْفِ سَنَةٍ ۔ سَنَةُ الْفِرَاقِ سَنَةٌ وَ سَنَةُ الْوِصَالِ سَنَةٌ وصال کا ایک برس اونگھ

کے برابر ہوتا ہے مگر جدائی کی گھڑی سال کے برابر۔ منکروں کو کہا تم پر ایک دن آتا ہے۔ جو تمہارے لئے بوجہ مصائب ہزار برس کا ہو جاوے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۶)

۵۰، ۵۱۔ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَاۤ اَنَا لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ۔ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ۔

ترجمہ۔ تُو کہہ دے اے لوگو میں تو صرف تم کو کھلا کھلا ڈر سنانے والا ہوں۔ تو جو لوگ ایمان لائے اور بھلے کام کئے تو ان کے لئے مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔

تفسیر۔ مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عمرہ سے روکا تھا اور کہا کہ اگر ہم اس سال اجازت دیں۔ تو ہماری عزت میں فرق آتا ہے۔ اگلے سال آنا اور یہ شرائط مقرر کیں۔

(۱)۔ جس قدر آپ کے ساتھ لوگ ہوں انکی تلواریں نیام میں ہوں۔ تیر ترکش میں۔ بھالے چمڑوں میں۔ (۲)۔ تین دن سے زیادہ نہ رہیں۔ کوئی مسلمان مکہ میں ہو تو آپ کے ساتھ نہ جاسکے گا۔ اور اگر کوئی آپ سے آنا چاہے تو اسے روکو گے نہیں۔

پھر میں نے یہ کہا تھا کہ اس سورۃ میں انذار کیا ہے۔ سب قوموں کو جو عرب، مصر، عراق، شام میں تھیں۔ اس رکوع میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم جو عزت وجاہت لئے پھرتے ہو یہ سب خاک ہو جاوے گی۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ۔ جو میرا ساتھ دیں گے وہ معزز ہوں گے اور جو میرے برخلاف کوششیں کرتے ہیں۔ وہ شکست یاب ہوں گے۔ رسول اللہ تو ایمان عملِ صالح، اطاعتِ رسول اور امر بالمعروف چاہتے ہیں اور کفار نبی کا انکار، بدیوں میں انہماک فسق و فجور، کفر و شرک چاہتے ہیں اور ہماری آیات کو عاجز کرنا۔ پس یہ سب مخالف جہنم کے کندے بنیں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۶)

۵۳۔ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِيٍّ اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ ۚ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۔

ترجمہ۔اور ہم نے نہیں بھیجا تجھ سے پہلے کوئی رسول اور نہ نبی مگر اس کو یہ بات پیش آئی کہ اس نے جب کچھ آرزو کی تو شریر و بدکار اس کی خواہش میں روک ڈالنا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ شیطان کی خواہش کو مٹا دیتا ہے اور باطل کر دیتا ہے اور پھر اپنی آیتوں کو مضبوط کرتا ہے اور اللہ بڑا جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

تفسیر۔ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ ۔مخالفانِ اسلام اس آیت کے غلط معنے کر کے طرح طرح کے اعتراضات پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ قصور خود ان کے فہم کا ہے۔ اس سورۃ کے گزشتہ رکوع پر نظر ثانی کرو۔اس میں کیا مضمون ہے۔صاف معلوم ہوتا ہے کہ کس زور سے اللہ تعالیٰ اپنی توحید و عظمت کو قائم کرتا ہے اور تحدّی سے پیشگوئی کرتا ہے کہ دشمن اس کے تباہ ہوں گے۔کیا ان چھ رکوعوں کے مضامین کے سامنے اس بیہودہ روایت کی کچھ ہستی ہے کہ نبی کریمؐ کی زبان پر اثناءِ وعظ میں یہ کلمہ بھی جاری ہوا۔

تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَاِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى [1]

جھوٹ بکتے ہیں جو ایسا کہتے ہیں۔اس طرح تو نبی کریمؐ کے کلام سے امان اُٹھ جاوے گا۔

اِلَّاۤ اِذَا تَمَنّٰۤى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْۤ اُمْنِيَّتِهٖ ۔ نبی کی خواہش یہی ہے کہ توحید پھیلے اور کلمۃ اللہ علیا ہو۔کوئی شریر اٹھتا ہے تو اس کی خواہشوں میں روک ڈالتا اور چاہتا ہے کہ یہ نبی کامیاب نہ ہو۔

فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ۔اللہ تعالیٰ اس شریر کی تمام شرارتوں کو مٹاتا ہے یہ عام قاعدہ ہے کہ جب کوئی نیک اپنی نیکی پھیلانا چاہتا ہے۔تو کوئی نہ کوئی شریر اس کی مخالفت کرتا اور آخر منہ کی کھاتا ہے۔اسی گاؤں میں ایک راست باز آیا۔اس نے حق پھیلانا چاہا۔مخالفوں نے روک ڈالی۔مگر وہ سب روکیں اٹھ گئیں۔ چنانچہ اس کے ثبوت میں تم تین سو سے زیادہ احمدی بیٹھے ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۶)

---

[1] یہ بت غرانیق بلند درجے والے ہیں کہ ان سے شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔

۵۴۔ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ۔

ترجمہ۔ تا کہ اللہ اس کو جو شریر ہلاک کرنے والا رکھتا ہے ان کے آزمائش کا ذریعہ کر دے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں اور کچھ شک نہیں کہ بے جا کام کرنے والے بڑے دور و دراز کے جھگڑے میں پڑ گئے ہیں۔

تفسیر۔ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ۔ شیطان کی شرارتیں فتنہ ہوتی ہیں۔ مگر انہی کے لئے جن کے دلوں میں مرض ہے گویا اس ذریعہ سے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے وہ ظاہر ہو جاتا ہے۔ سورۃ جن میں فرمایا۔ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا[1] (الجنّ:۲۸)۔

جب اللہ اپنے غیبِ خاص کو رسولوں پر نازل فرماتا ہے تو اس رسول کے آگے پیچھے چوکی پہرہ جما دیتا ہے۔ جب تک وہ ساری بات اللہ کی مخلوق میں پہنچا لے۔ پس یہ ممکن نہیں کہ کوئی شیطان ایسے موقع پر دراندازی کر سکے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶ ؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۶)

۵۶، ۵۷۔ وَ لَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً اَوْ يَاْتِيَهُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ۔ اَلْمُلْكُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ۔

ترجمہ۔ اور کافر تو ہمیشہ وحی کی طرف سے شک ہی میں رہیں گے یہاں تک کہ ان پر آ پہنچے قیامت یکایک یا ان پر ایک منحوس دن آ پڑے۔ اس دن اللہ ہی کی سلطنت ہے وہ فیصلہ کرے گا لوگوں میں اور ایماندار نیک عمل لوگ نعمت کے باغوں میں ہوں گے۔

تفسیر۔ عَذَابُ يَوْمٍ عَقِيْمٍ ۔ مجاہد کی تفسیر میں لکھا ہے کہ وہ بدر کا دن تھا جس میں تمام عمائدِ مکہ ہلاک یا کمزور ہو گئے۔

اَلْمُلْكُ ۔ اس دن ثابت ہو جاوے گا کہ یہ ملک صرف اللہ کے دین کے لئے ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶ ؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۶)

---

[1] تو وہ اس کے آگے اور پیچھے لگا دیتا ہے محافظ۔

۵۹۔ وَ الَّذِیْنَ هَاجَرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْۤا اَوْ مَاتُوْا لَیَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ۔

ترجمہ۔ اور جن لوگوں نے گناہ اور وطن چھوڑے اللہ کی راہ میں پھر مارے گئے یا مر گئے تو اللہ ان کو ضرور روزی دے گا عمدہ سے عمدہ اور بے شک اللہ ہی سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

تفسیر۔ سورۃ حج کا منشاء یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپؐ کے جانشین خلفاء کے مقابلہ پر کھڑے ہونے والوں کا انجام کیا ہوگا۔ یہ تو انذار ہوا۔ (ب) اس کے بالمقابل تبشیر ہے کہ مومنین۔ مہاجرین وانصاران کے ممالک کے فاتح ہوں گے۔

هَاجَرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔ ملک کو چھوڑ گئے۔ خویش واقارب کو چھوڑ کر۔ ملک کے رسم وعقائد کو اور اپنے محبوب امور کو چھوڑنے والے لِلّٰہ نہ کہ کسی غرضِ نفسانی کے لئے۔

اَلْمُهَاجِرُ مَنْ هَاجَرَ مَا نَهَی اللّٰهُ۔[1] مَا نَهَی اللّٰهُ بہت سی چیزیں ہیں۔ ازاں جملہ یہ کہ جس مقام یا جس صحبت سے غفلت پیدا ہو اس کو فوراً چھوڑ دینا چاہیے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۶۔۱۷۷)

۶۰۔ لَیُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا یَّرْضَوْنَهٗ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَلِیْمٌ حَلِیْمٌ۔

ترجمہ۔ وہ ان کو داخل کرے گا ایسی جگہ جس سے وہ راضی ہو جائیں گے اور بے شک اللہ بڑا جاننے والا ہے اور بڑا بُردبار ہے۔

تفسیر۔ لَیُدْخِلَنَّهُمْ ۔ جب مُردوں کو یہ آسائش وآرام کے اسباب ومقامات دے گا تو زندوں کو تو ضرور ہی دے گا۔ خدا کی راہ میں مال وجان کو قربان کرنا کوئی اتنا مشکل نہیں۔ اکثر لوگ دیکھے جاتے ہیں کہ معمولی سی بات پر خودکشی کر لیتے ہیں۔ رسم ورسوم کی پابندی میں مال کا بہت سا حصہ ضائع کر دیتے ہیں۔ کئی گیارہویں دینے والے بڑے استقلال سے قرض لے کر بھی ناغہ نہیں کرتے۔ مگر زکوٰۃ کہو تو کہتے ہیں کہ غریب آدمی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی متابعت واقع میں تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ اور یہی حقیقت ہے پُل صراط کی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۷)

---

[1] مہاجر وہ ہے جو ان باتوں سے رک جائے جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے۔

۶۱۔ ذٰلِكَ ۚ وَ مَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوْقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۔

ترجمہ۔ بات اتنی ہی ہے جس نے بدلہ لیا اتنا ہی جتنا وہ ستایا گیا تھا پھر اس پر زیادتی کی گئی تو اللہ اس کی ضرور مدد کرے گا۔ بے شک اللہ بڑا معاف کرنے والا غفور ہے۔

تفسیر۔ وَمَنْ عَاقَبَ۔ ہر شخص خود بدلہ لینے کا مجاز نہیں یہ حکام کے سپرد ہے۔ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ اس کو ظاہر کرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۷)

۶۴۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۫ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۔

ترجمہ۔ کیا تُو نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی اتارتا ہے بادل سے پانی پھر زمین ہو جاتی ہے سرسبز۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ بڑا باریک بین اور باخبر ہے۔

تفسیر۔ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً۔ جس طرح ظاہری بارش بے فائدہ نہیں جاتی اسی طرح وحی اپنا پھل لاوے گی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۷)

۶۶۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ يُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۔

ترجمہ۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ ہی نے بس میں کر دیا تمہارے جو کچھ زمین میں ہے اور کشتی جو دریا میں چلتی ہے اللہ کے حکم سے اور وہی تھامے رہتا ہے بادل کو زمین پر برسنے سے اس کے اذن کے بغیر اور کچھ شک نہیں کہ اللہ بڑا شفیق و رحیم ہے بندوں پر۔

تفسیر۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمہارے بس میں کیا زمین والی چیز کو اور کشتیاں دریا میں اسی کے حکم سے چلتی ہیں۔

تسخیر مفت میں بلا مزدوری کام میں لگا دینے کو کہتے ہیں۔

بے شک کشتیاں، جہاز، دریا، سمندر، سورج، چاند، ستارے، رات دن، چارپائے، مویشی باری تعالیٰ جل شانہٗ نے محض اپنے لطف وکرم سے مفت ہمارے کام میں لگا رکھے ہیں۔ بایں معنی کہ ان کی خلقت اور فطرت ایسی بنائی ہے کہ بلا اجرت ہمارے منافع اور مصالحِ دنیوی کے اتمام وانصرام میں لگے ہوئے ہیں۔ بلکہ حقیقۃً ہماری زندگی و معاش انہیں اشیاء اور قویٰ طبعی کے وجود پر موقوف ہے۔ چونکہ ان بڑے بڑے قویٰ طبعی مثلاً سمندر، ہوا، سورج، چاند، ستارگان رات دن وغیرہ پر مِنْ حَیْثُ الْخَلَق ہم قدرت نہیں رکھتے اور نہ جبراً وقہراً ان سے کام لے سکتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ اپنا فضل وامتنان واحسان جتا کر ہم سے اس مہربانی کی شکرگزاری لینے کے لئے ان اشیاء کا اور ان سے ہمیں منافع پہنچنے کا ذکر فرماتا ہے کہ دیکھو ایسی ایسی بڑی زبردست چیزیں جن پر تمہارے دستِ قدرت کو رسائی ممکن نہ تھی۔ مفت میں مَیں نے تمہارے کام میں لگا دی ہیں۔ اس کے یعنی خدا کے ہمارے کام میں ان اشیاء کو لگا دینے یا ہمارے ان کو کام میں لانے کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے تمام منافع اور مصالح کا مدار ان ہی اشیاء کے وجود پر ہے اور یہ سب تار و پودِ ہستی اور ہنگامۂ با آب وتاب انہیں اشیاء کی مدد اور ذریعے سے نبھتا اور چل رہا ہے۔

جو لوگ قانونِ قدرت میں غور وفکر کرتے ہیں وہ خوب سمجھتے ہیں کہ کس طرح پر ہم بعض قویٰ قدرت سے قدرتی طور پر اور بعض اشیاء کے خود استعمال صحیح سے متمتع ہو سکتے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں۔ اہلِ یورپ نے انہیں قویٰ قدرت کی طرف توجہ کرنے اور ان کے استعمالِ صحیح (تسخیر) سے مثلاً ایک سٹیم (بخار) ہی کی تسخیر اور کام میں لانے سے کیسے کیسے منافع اٹھائے ہیں۔ کیسے بیش بہا انجن ایجاد کئے ہیں کہ تجارت اور تموّل میں اہلِ عالم پر سبقت لے گئے۔

یہی عملِ تسخیر ہے جسے قادرِ مطلق رحیم خدا نے فطرتاً بتفاوت ہر انسان میں ودیعت رکھا ہے۔ مالا مال اور خوشحال وہ لوگ ہوئے۔ جنہوں نے اس قدرتی عطیے اور فیض وھبی سے کام لیا۔ یہ وہ عملِ تسخیر نہیں ہے جسے عوام کالانعام ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ اور شب و روز فضول جہد ومجاہدے میں سرگرداں اور منہمک رہتے ہیں۔ کیا کوئی شخص کسی قسم کا کلمہ وکلام پڑھ کر سورج اور چاند کو مسخر کر سکتا ہے

یا ان کی معمولی قدرتی رفتار اور حرکات میں فرق ڈال سکتا ہے۔نہیں نہیں یہ وہی قدرتی تسخیر ہے جو پہلے بیان ہو چکی ہے۔ اور اسی ہی کو باری تعالیٰ امتناناً اور احساناً یاد دلاتا ہے۔ سعدیؒ نے اس موقع پر کیا خوب کہا ہے اور کیا خوب اس تسخیر و تسخر کا مطلب حل کیا ہے۔ گویا سات سو برس قبل عقلمند پادری صاحب کے مجہول اعتراض کا جواب دے دیا ہے۔

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک درکارند تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخواری
ہمہ از بہرِ تو سرگشتۂ و فرماں بردار شرط انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری [۱]

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب صفحہ ۱۵۶، ۱۵۷)

سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زمین کی تمام چیزیں تمہارے مسخر کر دیں۔ بلکہ دوسرے مقام پر فرمایا کہ آسمان کی چیزیں اور شمس وقمر بھی تمہارے مسخّر کر دیا مگر افسوس کہ مسلمانوں نے بہت کم ان آیات سے نفع اٹھایا ہے اور عملیات کے ذریعے تسخیر کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں جو بالکل لغو اور بے ہودہ بات ہے۔ افسوس کہ جن کی کتاب میں لکھا ہے کہ ''کل کی فکر آج نہ کرو'' دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ وہ تو سارے جہان کی دولت سمیٹ رہے ہیں۔ اور جن کیلئے سب کچھ مسخر کر دیا گیا ہے۔ وہ بھوکوں مرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے خدا کی کتاب کو چھوڑ دیا اور سست و کاہل الوجود ہو گئے۔ اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ۔ [۲]

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۷)

۶۸۔ لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍ ۔

ترجمہ ۔ ہر ایک جماعت کے لئے ہم نے ایک عبادت کا طریقہ ٹھہرا دیا وہ اس پر چلتے ہیں تو ان کو چاہیے کہ تجھ سے نہ جھگڑیں دین میں اور تو بلا تیرے رب کی طرف کچھ شک نہیں کہ تو ہی سیدھی راہ پر ہے۔

تفسیر ۔ مَنْسَكًا ۔ مَنْسَكٌ عربی بولی میں جگہ کو کہتے ہیں۔ کیسی جگہ جہاں جانے کی انسان کو

۱؎ بادل، ہوا، چاند اور سورج اور فلک سب مسخر کئے گئے ہیں تا کہ تو بھی کام کر کے روزی روٹی کمائے اور غفلت سے نہ کھائے۔ یہ سب چیزیں تمہاری مطیع وفرمانبردار ہیں۔ اگر تو فرمانبردار نہیں تو یہ شرط انصاف نہیں۔

۲؎ میں فریاد کرتا ہوں اپنی بے قراری اور رنج کی اللہ سے۔

عادت والفت ہو۔اس واسطے مسجد و ہر دکان کو جو بازار میں ہو۔ وہ تکیوں، حرفہ و پیشہ کی دوکانوں بلکہ کنجروں کے بازار کو بھی منسک کہتے ہیں۔

جنابِ الٰہی فرماتے ہیں۔ مسلمانوں کی عبادت گاہیں ہیں۔ اس طرح کے مقامات ہر قوم نے اللہ کے نام کیلئے بنائے ہوئے ہیں۔

(۱)۔گنگا جی کے کنارے پر ایک مقام ہے۔ ہردوارہ یعنی ہری کا گھر۔اللہ کا گھر۔

(۲)۔ بیتِ اِیل (بیت اللہ) یوروشلم میں ہے۔

(۳)۔ تبّت میں لاسہ۔ جو آلہ سا کے معنوں میں ہے۔ پس ہمارے مکہ کے بیت اللہ پر اعتراض کرنا غلطی ہے۔انہیں چاہیے کہ جھگڑا نہ کریں۔ فَلَا يُنَازِعُنَّكَ فِي الْأَمْرِ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۷)

۷۱۔ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِيْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ۔

ترجمہ۔کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے یہ سب واقعات محفوظ کتاب میں لکھے ہوئے ہیں اور بلاشبہ یہ سب اللہ پر آسان ہیں۔

تفسیر۔ فِيْ كِتٰبٍ ۔اللہ کی حفاظت میں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۷)

۷۲۔ وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّ مَا لَيْسَ لَهُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ۔

ترجمہ۔اور عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا ایسی چیز کی جس کی سند اس نے کچھ نہیں اتاری اور جس کا ان کو کچھ بھی علم نہیں اور ظالموں کا تو کوئی مددگار ہی نہیں۔

تفسیر۔ وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۔جن کی عبادت کی جاتی ہے۔ وہ ضرور دکھیا رہے ہیں۔ تا ثابت ہو کہ وہ اپنے آرام کے مالک بھی نہ تھے۔ امام حسینؓ، مسیحؑ، رام چندر جی۔ سب کے واقعاتِ زندگی دیکھو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۷)

۷۳۔ وَ اِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ تَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الْمُنْكَرَ ؕ یَكَادُوْنَ یَسْطُوْنَ بِالَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا ؕ قُلْ اَفَاُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكُمْ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ وَ بِئْسَ الْمَصِیْرُ۔

ترجمہ۔اور جب ان پر پڑھی جاتی ہیں ہماری کھلی کھلی آیتیں تو تجھے معلوم ہو جاتی ہے ان کافروں کے چہروں میں ناخوشی۔قریب معلوم ہوتا ہے کہ حملہ کر دیں ان لوگوں پر جو ہماری آیتیں ان پر پڑھتے ہیں۔تو کہہ دے میں تم کو بتاؤں کہ اس سے بھی بدتر ایک چیز، وہ جنگ اور دوزخ ہے، اس کا وعدہ کیا ہے اللہ نے منکروں سے اور وہ برا ٹھکانا ہے۔

تفسیر۔یَسْطُوْنَ۔یَبْطِشُوْنَ۔[۱]

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۷)

۷۴۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَ اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا لَّا یَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَ الْمَطْلُوْبُ۔

ترجمہ۔اے لوگو ایک مثال بیان کی جاتی ہے تو اس کو سنو۔بے شک جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوا وہ تو ایک مکھی بھی نہیں پیدا کر سکتے ہرگز اگر چہ وہ اس کے لئے سب ہی جمع ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین کر لے جاوے تو وہ اس سے چھڑا بھی نہیں سکتے اس کو۔طالب بھی بودا ہے اور مطلوب بھی۔

تفسیر۔ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ۔یہاں عام لوگوں کو مخاطب کیا ہے اور آگے چل کر خصوصیت سے مومنوں کو۔

ذُبَابًا۔لطیفہ یہ ہے کہ مکھی بنانا تو درکنار۔یہ جو معبود بنائے گئے ہیں وہ تو اس کی آنکھوں کی صحیح تعداد بھی نہیں جانتے۔اس آیت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے کوئی چمگادڑ وغیرہ بھی نہیں بنائی۔

وَ اِنْ یَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَیْـًٔا ۔ بت ہی مراد نہیں۔بلکہ انسان بھی خصوصیت سے شامل

---

[۱] بڑے زور اور شدت سے پکڑتے ہیں۔مرتّب

ہیں، اب خواہ کتنا ہی بڑا بادشاہ ہو اور قوت والا مکھی اپنا حصہ لے ہی جائے گی۔ اس سے چھڑانا محال۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۷)

۷۸۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَ اسْجُدُوْا وَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَ افْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

ترجمہ۔ اے ایماندارو! رکوع کرو اور سجدے کرو اور عبادت کرو اپنے رب کی اور بھلائی کرو تا کہ تم مراد کو پہنچو۔

تفسیر۔ اِرْكَعُوْا۔ خدا کی جناب میں جھکے رہو۔ اور اپنے تئیں متکبر و لاپرواہ نہ بناؤ۔

اَلْخَيْرَ۔ ہر قسم کی نیکیاں و بھلائیاں جمع کرلو۔

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ کامیابی کی راہ بتادی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶؍جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۷۔۱۷۸)

۷۹۔ وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ؕ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ۬ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ ۚۖ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ ؕ هُوَ مَوْلٰىكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ۔

ترجمہ۔ اور اللہ کی راہ میں بڑی محنت کرو جتنا محنت کرنے کا حق ہے اس نے تم کو برگزیدہ فرمایا اور دین میں تم پر کچھ تنگی نہ کی۔ تمہارے باپ ابراہیم کا دین تم کو دیا، اور اللہ ہی نے تمہارا نام مسلمان رکھا پہلے سے اور اس قرآن میں بھی تا کہ رسول تم پر حکمران رہے اور تم لوگوں پر حکمران رہو تو نماز کو ٹھیک درست رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور دکھوں سے بچنے کے لئے اللہ کو مضبوط پکڑو وہی تو تمہارا مولیٰ اور کارساز ہے بس کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

تفسیر۔ اور محنت کرو اللہ کے واسطے جو چاہیے اس کی محنت۔ اس نے تم کو پسند کیا اور نہیں رکھی

دین میں تم پر کچھ مشکل۔ دین تمہارے باپ ابراہیمؑ کا۔ اس نے نام رکھا تمہارا مسلمان حکم بردار پہلے سے۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۱۹۶، ۱۹۷)

مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۔ نہیں رکھی تم پر دین میں کچھ مشکل۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۱۹۶)

وَ جَاهِدُوْا۔ کوشش کرو اللہ کی راہ میں۔ جس قدر حق کوشش کا ہو۔

مِنْ حَرَجٍ۔ حرج کے معنے تنگی کے ہیں۔ شریعت کے جس قدر کام میں نے مطالعہ کئے ہیں سب وسیع ہیں۔ مثلاً نماز، وقت وسیع۔ پھر کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے تو بیٹھ کر یا لیٹ کر اور پھر کچھ بھی مشکل نہیں۔ غرض شریعت کے ہر حکم کی تعمیل اپنے اندر ایک سکھ رکھتی ہے۔ پھر یہ بھی مطلب ہے کہ ہر غلطی کا ازالہ موجود ہے۔ گناہ کیا توبہ کرلو۔ وَغَيْرُ ذٰلِكَ

اِبْرٰهِيْمَ ۔ اچھوں کا باپ۔ اسی واسطے اَبِيْكُمْ فرمایا۔ کیونکہ وہ تمام اچھوں کا روحانی باپ ہے۔

سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ اس کے متعلق یہ نکتہ قابل یاد رکھنے کے ہے کہ کسی مذہب کا نام اس کی الہامی کتاب نے نہیں رکھا سوائے اسلام کے۔

هُوَ۔ اس ضمیر میں جھگڑا ہے بعض خدا کی طرف کہتے ہیں۔ بعض ابراہیمؑ کی جانب۔ بدلیل اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ[1] (البقرۃ:۱۲۹)۔

اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ۔ اللہ کی فرماں برداری کے ذریعے اپنے تئیں ہر دکھ سے بچاؤ۔

وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۔ اگلی سورۃ میں نصرت ہی کا ذکر آوے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۶/جون ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۸)



---

[1] ایک جماعت تیری فرماں بردار پیدا کر۔

سُوْرَۃُ الْمُؤْمِنُوْنَ مَکِّیَّۃٌ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

ہم سورۂ مومنون کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو محض فضل سے
سب کچھ دینے والا اور محنت کا بھی ضائع نہیں کرنے والا۔

تفسیر۔ سورۂ حج میں مَیں نے یہ سنایا تھا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں اور موذیوں کو اطلاع دی گئی تھی کہ تم پر وہ مصیبت کی گھڑی آنیوالی ہے۔ جس سے حاملہ حمل گرادے۔ دودھ پلانے والی اپنے بچے کو بھول جائے۔

اسی سورۃ کے اخیر میں فرمایا ہے کہ نبی ومہاجرین کو مشکلات پیش آتے ہیں۔ مگر وہ آخر میں فتح مند ہوتے ہیں۔ اور فتح مندی کا طریق بتلایا کہ نمازیں قائم کرو۔ زکوٰۃ دو۔ کتاب اللہ پر عمل کرو۔

اب اس منذر سورۃ کے بعد مومنوں کو نصرت کی بشارت دیتے ہوئے فتح مندی کے کچھ شرائط مقرر کئے اور کچھ طریقے بتائے ہیں۔

ہر چیز اپنے کمال کو چھ مرتبہ طے کر کے پہونچتی ہے۔ یہاں مومن کے روحانی کمالات کا ذکر فرمایا ہے۔ (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے براہین حصہ پنجم میں ان آیات کی خوب تفسیر فرمائی ہے) (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۷ ۳ مورخہ ۷ رجولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۹)

۲ تا ۴۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ الَّذِیْنَ ھُمْ فِیْ صَلَاتِھِمْ خٰشِعُوْنَ۔ وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ۔

ترجمہ۔ بے شک بامراد وہ مومن ہوتے ہیں۔ جو اپنی نمازوں میں بڑی عاجزی کرتے ہیں۔ اور جو نکمی باتوں سے منہ موڑتے ہیں۔

تفسیر۔ ایمان کامیابی کی کلید ہے۔ مومن کی فطرت میں ہے کہ وہ کامیاب ہو جاوے۔ کامل مومن کبھی اس کے بغیر رہ نہیں سکتا۔ پس اگر تم مومن ہو تو تمہاری بھی کچھ خواہشیں ہوں گی اور ان خواہشوں کا خلاصہ ہوگا کہ تم اپنے مقاصد میں مظفر و منصور ہو جاؤ اور فتح مند بن جاؤ۔ تمام کامیابیوں کا گُر یہاں بتایا ہے فتح مند ہونے کی لوگوں نے مختلف تدبیریں سوچی ہیں مگر فتح مندی کا تاج سر پر رکھنے کے لئے جو اصل قرآن کریم نے بتایا ہے وہ یقینی اور ناقابل خطا ہے۔ بعض تو اپنی جگہ سودے بناتے رہتے ہیں اور شیخ چلّی کے سے منصوبے سوچتے رہتے ہیں۔ ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ بازار میں سر اور انگلیوں کو ہلاتا چلا جاتا ہے مجھے پہلے خبر نہ تھی میں نے سمجھا کہ مصیبت میں مبتلا ہے اس سے نکلنا چاہتا ہے مگر معلوم ہوا کہ خیالی پلاؤ پکا رہا ہے۔ ہمارے ملک میں شیخ چلّی کی ایک کہانی مشہور ہے کہ وہ کسی شخص کے مزدور ہوئے اور سر پر ایک ٹوکرا اٹھایا ہوا تھا۔ راستہ میں اس مزدوری کے پیسوں پر ایک خیالی سلسلہ جو مشہور ہے اور سب جانتے ہیں اس نے شروع کیا اور ایک موقع پر اسی سلسلہ میں وہ ٹوکرا گر گیا اور مالک کا نقصان ہو گیا۔ اس نے ڈانٹا تو کہا کہ تم اس اسباب کے نقصان کو روتے ہو میرا سارا کنبہ ہی تباہ ہو گیا ایسے لوگوں کا انجام اسی قسم کا ہوتا ہے۔ یہ خیالی تدبیریں اور منصوبے کامیابی کی منزل پر نہیں پہنچاتے ہیں۔ کامیابی مومن کا حصہ ہے جو لوگ محض بڑے بڑے خیالات اٹھاتے رہتے ہیں وہ کامیابی کا منہ نہیں دیکھتے۔ **پس میرے دوستو! تم اٹکل بازیوں اور منصوبوں کو چھوڑ دو۔** کامیابی کا گر وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کیونکہ دنیا کے اسباب اور کامیابیوں کا آپ ہی خالق ہے اس لئے اللہ پر بھروسہ کرو۔

کامیابی کا پہلا گُر

قَدْ اَفْلَحَ میں بتایا کہ ہم کامیابی کی تدبیر بتاتے ہیں ایسی تدبیر جو قطعی اور یقینی ہے اور وہ یہ ہے الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ۔ پہلی تدبیر یہ ہے کہ نمازوں میں خشوع کرو۔ نمازوں میں خشوع کیا ہوتا ہے؟ یہ ایک حالت ہے جب انسان کے اندر پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہوتا ہے اس کی مثال اور حقیقت اس طرح پر بیان کی ہے وَ تَرَى الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَ رَبَتْ وَ اَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ

بَهِيْجٍ[1] (الحج:٦) زمین جب ویران ہوتی ہے نہ اس پر پودے اگتے ہیں نہ پھل پھول ہوتے ہیں اس میں کوئی دلربائی نہیں ہوتی، نہ سبزہ لہلہاتا ہے نہ پرند چہچہاتے ہیں۔ پس جب تم نماز پڑھوتو اپنے آپ کو ایسا ہی سمجھو جب تم اپنی حالت اس طرز کی بناؤ گے تو پھر جیسے اجڑی ہوئی زمین پر رحمت کی بارش ہوکر اسے سبزہ زار بنادیتی ہے اوراس میں پڑے ہوئے بیجوں کونشوونما بخشتی ہے اسی طرح پر اللہ تعالیٰ کا فضل تمہاری ان مخفی قوتوں کو ایک نشوونما عطا کرے گا اور برکات کے ثمرات پیدا ہوں گے۔ پس پہلی تدبیر یہ ہے کہ تم فرمانبردار ہوکر نمازوں میں خشوع پیدا کرو اور وہ دعا ہے۔ لوگ نماز کا ڈھانچہ تو بنالیتے ہیں مگر اس ڈھانچے کے اندر حقیقت کی روح خشوع سے پیدا ہوگی اور خشوع کا پیدا کرنا عجائبات سے ہے۔ اس کا ایک قاعدہ ہے اوراس کو اسی رکوع میں اسی آیت کے بالمقابل رکھ کر بتایا ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ[2] (المؤمنون:١٣)۔

روحانی اورجسمانی پیدائش

اس روحانی پیدائش کے مقابل میں اس کا ایک مثیل جسمانی پیدائش کے رنگ میں دکھایا ہے ان عناصر میں نہ حسن ہے نہ دلربائی۔ لیکن جب اکٹھے ہوتے ہیں تو اس اتحاد کی برکت سے ان میں ایک خاص صلاحیت پیدا ہوکر وہ غذا بنتے ہیں پھر اس کے ساتھ مختلف قسم کے مضرات بھی ہوتے ہیں لیکن جب وہی عناصر غذا کا رنگ اختیار کرکے انسان کے اندر جاتے ہیں پھر ان کا ایک تجزیہ شروع ہوتا ہے اور مضر ذرات یا اجزاء کو الگ کرنے کا ایک بہت بڑا سلسلہ شروع ہوتا ہے کہیں پیشاب کے ذریعہ زہریں الگ ہورہی ہیں کہیں پاخانہ کے ذریعہ کبھی پسینہ کے رنگ میں۔ غرض تمام مضر اشیاء اس سے الگ ہوکر ایک مفید حصہ غذا کا خون بنتا ہے پھر وہ مختلف چکروں اور عملوں کے نیچے رہ کر اپنے مضر اشیاء کو الگ کرتا ہوا حیوانات منی (سپرمٹوزا) کی صورت اختیار کرتے ہیں اب اگر اللہ تعالیٰ کے فضل کی بارش نہ ہوتو اس قدر عملوں کے بعد بھی وہ حیوانات منی کی شکل اختیار نہ کریں۔ بہت سے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو چالیس چالیس برس سے شادی کئے ہوئے ہیں اور بلاناغہ جماع کرتے رہے ہیں۔ مگر ایک جونک بھی پیدا نہیں ہوئی۔

---

[1] اورتو زمین کو دیکھتا ہے سوکھی اور بے حس وحرکت پڑی ہے پھر جب کہ ہم نے اس پر پانی برسایا تو وہ پھر سبزہ زار ہوکر لہلہانے لگی اور ابھری اوراس نے اگائے ہر ایک چیز کے عمدہ عمدہ جوڑے۔ [2] ہم نے پیدا کیا انسان کو مٹی کے خلاصہ سے۔

اس لئے یادرکھو کہ جب تک فضل الٰہی کی بارش نہ ہو یہ حیات بھی حاصل نہیں ہوتی۔ جب اس کا فضل ہوتا ہے تو سپرمٹوزا پیدا ہوتے اور کام دیتے ہیں۔ پس اس روحانی پیدائش کے لئے ضروری ہے کہ تمہاری نمازوں میں خشوع ہو۔ جب پانچ دفعہ روزانہ تم خدا کے حضور خشوع کے ساتھ حاضر ہو گے تو ایک نطفہ کی صورت پیدا ہوگی۔ انسانی نطفہ جو ہوتا ہے اس کو بھی ہزاروں بلائیں جفائیں لگی ہوتی ہیں۔ اس کے ساتھ منی کا پانی اور لزوجت ہوتی ہے اس کو پھر ایک اور کمال عطا ہوتا ہے۔ نطفہ صراط مستقیم پر چلنے کا عادی ہوتا ہے اس مضمون کو ڈاکٹر لوگ شاید اچھی طرح سمجھ سکیں اور بیان کر سکیں غرض وہ نطفہ صراط مستقیم پر چلنے کا عادی ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ قسم قسم کی بلائیں جفائیں ہوتی ہیں مگر محبّل ان قسم قسم کی چیزوں کو پھینک دیتی ہے یہ رحم کے باہر ایک میدان ہوتا ہے اس طرح پر نطفہ صراط مستقیم پر چلا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ رحم کے اندر کسی مقام پر جا کر عورت کے مادہ سے مل جاتا ہے اور ترقی کرتا ہے اس کے ہر ضلعے پر دائرہ ۲۔ ۴۔ ۱۶۔ ۳۲۔ ۶۴۔ ۱۲۸ تک مل جاتے ہیں اور وہ لغو فضلوں کو الگ کر کے اسے جائز اور مناسب نشوونما عطا کرتا ہے یہاں تک کہ پھر ایک ۲۔ ۳ اور ایک کے چار بھی دیکھے ہیں بچوں کی شکل میں پیدا ہوتا ہے۔ اب غور کرو عناصر کو انسان کی صورت میں ترقی کرنے کے لئے کس قدر منازل سے گزرنا ہوتا ہے اگر ہر منزل اور مرحلہ پر ان لغویات کو جو اس حالت اور حصہ میں ساتھ ہوتی ہیں وہ الگ نہ کریں تو اس قدر ترقی حاصل نہیں ہوتی اسی طرح پر انسان کا روحانی خلق اور نشوونما ہو نہیں سکتا جب تک وہ لغویات سے نہ بچے۔ والّا وہ نطفہ گر جاتا ہے۔ اس کو اس پیدائش کے لئے رِحم سے ایک تعلق رکھنا چاہیے۔ اس لئے مومنین کو بھی فرمایا کہ رحم سے تعلق ہو اور رحم سے تعلق کی مانع چیزوں کو ہٹا دے اور یہی وجہ ہے کہ روحانی تعلیم کے لئے اس کا نام علق رکھا۔ علق تعلق ہی سے نکلا ہے۔

دوسرا ذریعہ یا گر اس لئے جیسے نطفہ کو اس سے ترقی کیلئے لغویات سے الگ رہنا ضروری ہے اسی طرح ایک مومن روحانی پیدائش اور نشوونما کے لئے خشوع کی حالت سے گزر کر آئندہ لغویات سے پرہیز کرے چنانچہ فرمایا:۔ وَ الَّذِیۡنَ ہُمۡ عَنِ اللَّغۡوِ مُعۡرِضُوۡنَ

مومن ہر چند نماز بھی پڑھتا ہو۔لیکن ترقی کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس کی نماز میں خشوع ہوا پنے آپ کو وہ بالکل ایک مردہ زمین تصور کر کے فضل الٰہی کی بارش کا امیدوار ہو۔تب اس کے اندر خوبیوں کے بیج نشوونما پائیں گے اور ان تخموں کے نشوونما کے لئے ضروری ہے کہ مضر اور لغو حصوں سے الگ رہے۔لغویات کو دور کرنے کا نظارہ بھی عجیب ہے۔کسان کس طرح لغو چیزوں کو کھیتوں سے الگ کر دیتے ہیں اسی طرح مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ لغویات کو ترک کرے۔اسی کا نام روحانی اصطلاح میں ترک شر بھی ہے اور نواہی سے بچنا بھی ہے۔پس کامیابی اور مظفر ومنصور ہونے کا دوسرا گُر یہ ہے کہ لغویات سے بچ کر جناب الٰہی سے تعلق رکھے۔یہی تعلق ہے جو جسمانی پیدائش میں خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً[1] (المؤمنون:۱۵) کہلاتا ہے جنابِ الٰہی سے ایسا تعلق ہو کہ ہر حالت میں وہ جنابِ الٰہی کا سچا فرمانبردار ہو۔کسی کی دوستی، دشمنی، غریبی، امیری، مقدمات غرض کوئی بھی حالت ہو جنابِ الٰہی کا فرمانبردار ہو اور ہر قسم کی نافرمانیوں سے بچنے والا ہو۔ایک جگہ اس کی تصریح بھی فرمائی ہے۔وَ الصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ[2] (البقرۃ:۱۷۸)۔گویا مومن وہی ہوتے ہیں جو ہر قسم کے دکھوں تکلیفوں اور مقدمات میں اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرتے۔اب تم اپنی عمر کو دیکھو اور غور کرو کہ تمہاری زندگی میں جب اس قسم کی حالتیں تم پر آئیں تم نے کیا کیا؟

ہماری حالت کا نقشہ

اور اب بھی سوچو کہ اپنے لحافوں میں گھستے ہوئے جب تک تم جاگتے ہو تم کیا کرتے ہو کیا اپنے اعمال کا محاسبہ کرتے ہو یا منصوبے بازیوں میں وقت گزار دیتے ہو۔میں تمہیں ایک مثال سناتا ہوں جس سے تم کو معلوم ہوگا کہ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ پر کہاں تک عمل ہوتا ہے۔ایک جگہ میری چارپائی تھی اس سے نیچے ایک مکان میں انگریزی خوان احداث تھے۔عشاء کی نماز کے بعد میں جب اپنی چارپائی پر لیٹا تو ان میں سے ایک نے بڑی لمبی

---

[1] بنایا ہم نے اس سیال کو بستہ خون۔ [2] تنگی اور تکلیف اور لڑائی کے وقت صابر ومضبوط رہتے ہیں یہی لوگ سچے ہیں (دین اسلام میں) اور بس یہی متقی ہیں۔

تقریر کی جب وہ ختم کر چکا تو دوسرے نے کہا او میری تو سنو! یہ کہہ کر وہ ایک بکواس کرتا رہا۔ پھر تیسرے نے شروع کر دی۔ میں تنگ آ گیا اور اپنی بیوی کو کہا کہ چارپائی یہاں سے دوسری جگہ لے چلو۔ اس نے کہا کہ ابھی تو یہ لوگ گرم ہوئے ہیں۔ خیر میں تو وہاں سے اٹھا اور سو گیا۔ مجھے دوسرے دن رپورٹ پہنچی کہ تین بجے سوئے تھے۔ یہ سب کچھ لغو تھا۔ ایسی باتوں سے اعراض کرنا چاہیے۔

ایسا ہی ایک شخص کو میں نے کہا کہ ملازمت کر لو تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اس نے خیالی منصوبے بنائے ہوئے تھے۔ کہنے لگا اس ملازمت سے کیا ہوتا ہے میں تجارت کروں گا۔ تین برس کے بعد وہ مجھے ملا میں نے اس کو کہا کہ کیا کمایا۔ کہنے لگا ابھی ایک دوست کا پانچ سو روپیہ تباہ کر کے آیا ہوں مگر اب مجھے سمجھ آ گئی ہے کہ تجارت اس طرح پر کرنی چاہیے۔ میں نے کہا کہ اگر تم ملازمت کرتے تو اس وقت تک دس روپیہ کے حساب سے تم کو تین سو ساٹھ روپیہ تو مل چکے ہوتے۔ اب ایک ہزار کسی اور دوست سے لے کر غرق کرو۔ غرض لوگ صحیح اور درد دل سے دیئے ہوئے مشورہ کو تو مانتے نہیں اور اپنی خیالی تجویزوں پر اڑے رہ کر نقصان اٹھاتے ہیں۔ یہ اٹکل بازیاں بھی لغو ہیں اور کامیابی کی راہ میں روک ہیں ان کو چھوڑ دو کیونکہ مومن لغو سے بچتا ہے۔ اسی طرح میں نے ایک دوست کو کہا کہ یہ کام کر لو مجھے کہنے لگا کہ اعلیٰ پیمانہ پر تجارت کروں گا۔ میں نے کہا کہ تجارت تو ایک علم ہے تم اس سے ناواقف ہو۔ مگر پرواہ نہ کی۔ تجارت فی الحقیقت ایک علم ہے۔ میں نے عربی میں ایک کتاب پڑھی جو کسی ماہر ایم۔ اے نے لکھی ہے وہ کہتا ہے کہ پانچ برس تک میں ایک کوٹھی میں تجارت کرتا رہا۔ تب سمجھ آئی کہ تجارت کیا چیز ہے؟ یہ ایک بڑا کارخانہ ہے اب میں دنیا کے ہر جگہ سے مال منگوا سکتا ہوں اور میں بھلے مانس اور بدمعاش دیانتدار اور بدمعاملہ تاجروں کو جانتا ہوں۔ پس جب تک اس علم سے انسان واقف نہ ہو تجارت کے اعلیٰ پیمانہ پر کرنے کی تجویزیں اور منصوبے لغویات ہوں گے۔

اس لئے تم یاد رکھو کہ کامیابی اور مظفر و منصور ہونے کے لئے دوسرا ذریعہ یہ ہے کہ مومن لغویات سے بچتا رہے ایسا ہی ایک قسم لغو کی یہ بھی ہے کہ جب کوئی بات کہی جاوے تو اس پر بدظنی کر کے عمل نہ کیا اور اپنی ہوا و ہوس کے ماتحت ہو کر ایک بات کر لی اور جب کہا گیا تو ہنس کر کہہ دیا کہ غلط فہمی ہو گئی

اس قسم کی باتوں سے پرہیز کرو۔ جب تک لغویات سے نہیں بچتے ہو کامیابی اور فتح مندی تمہیں حاصل نہیں ہو سکتی۔

خلاصہ یہ ہوا کہ مومن کی دوسری شان یہ ہے کہ لغویات سے بچے۔ جیسے نطفہ مضر اشیاء سے بچتا ہے۔ مومن نمازیں پڑھتا ہے اور نمازوں میں خشوع سے کام لیتا ہے اور پھر لغویات سے بچتا ہے کیونکہ اگر وہ لغویات سے نہ بچے تو جنابِ الٰہی سے تعلق نہیں ہوتا۔

ایک بات اور یاد رکھو دنیا کا ایک عام نظارہ ہے کوئی پھل، پتّا، درخت، ٹہنی اللہ تعالیٰ نے لغو پیدا نہیں کی۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا [1] (آلِ عمران: ۱۹۲) بلکہ حق وحکمت سے بھرپور ہے۔ جن لوگوں نے حق وحکمت کی اس مخلوق سے کام لیا انہوں نے مالی اور مادی فائدہ اٹھایا۔ یہ مضمون بھی وسیع ہے اور تمام علوم پر حاوی ہے۔ دیکھو ایک قوم نے ان تمام اشیاء کو جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہیں حقائق کے رنگ میں دیکھا اور ان کے خواص وصفات معلوم کر کے کس قدر فوائد ان سے حاصل کئے۔ آئے دن کی ایجادات اور مادی ترقیاں اسی کا نتیجہ ہے اور وہ تمام دنیا پر حکومت کر رہی ہے۔ لیکن جنہوں نے انا دی سمجھ کر چھوڑ دیا وہ مفلس اور محکوم ہے۔

پس جہاں تم لغو سے اعراض کرو وہاں حقائق الاشیاء کو ترک نہ کرو۔ اس واسطے جنابِ الٰہی کے حضور جب کہا جاتا ہے لغو سے بچو تو اس کی بڑی بڑی شاخیں یہ سمجھی جاتی ہیں۔ خیالات بے جا، بے ہودہ ارادے، دوست بے ہودہ، اسی میں بے ہودہ کتابیں بھی داخل ہیں۔ بیہودہ دوست اسی طور پر دوست بنتے ہیں کہ انسان سمجھتا ہے کہ ان کا وجود ہمارے دین دنیا کے لئے مفید ہے لیکن دراصل وہ سخت مضر ہوتے ہیں اور وہ دین ودنیا دونوں کو غرق کر دیتے ہیں۔ میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ تم میں ایمان ہو۔ یہ حالت نطفہ سے مشابہ ہے کیونکہ نطفہ تھوڑی سی چیز ہی کو کہتے ہیں پھر جیسے نطفہ رحم سے تعلق رکھتا ہے اور اسے آئندہ ترقی اور نشوونما کے لئے ضروری ہے کہ رحم سے تعلق رکھے۔ **اسی طرح مومن کو جناب الٰہی سے تعلق رکھنا چاہیے اور وہ تعلق نماز سے قائم رہتا ہے اور نماز میں خشوع ہو تو ترقی کے**

---

[1] اے ہمارے پروردگار تو نے (اس کارخانہ عالم کو) بے فائدہ (تو) نہیں بنایا۔

راستے کھل جاتے ہیں پھر جیسے نطفہ کو اپنے اس تعلق میں (برنگِ علقہ) لغویات سے الگ رہنا چاہیے ورنہ وہ گر جاتا ہے۔اسی طرح اس مومن کو لغویات سے بچنا ضروری ہے والّا وہ اس ترقی سے رہ جاتا ہے جس کی طرف وہ ایمانی حالت کے بعد جارہا تھا۔

تیسرا ذریعہ یا گر نطفہ رحم میں قرار پکڑنے کے بعد علقہ کی صورت اختیار کر چکنے کے بعد ایک وقت تک بڑھتا رہتا ہے اسی طرح انسان روحانی پیدائش میں ترقی کرتے کرتے آگے چلتا ہے مال بھی انسان کے لئے ایک عجیب چیز ہے اور اس کے معاملات عجائبات سے بھرے ہوئے ہیں۔صرف مال کے متعلق ایک الگ پہلو کی ضرورت ہے جب کسی قوم کے پاس مال آتا ہے تو اس کی حالت بدل جاتی ہے۔حضرت موسیٰ ،حضرت مسیح علیہما السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوموں نے کہا افلاس ہے لیکن جب انہیں کثرت اموال ہوئی تو پھر دیکھ لو کیا حال ہوا۔دنیا کی رغبت جب انسان کو پیدا ہوتی ہے تو پھر عجیب وغریب کرشمے دیکھنے میں آتے ہیں۔میں نے تو دنیا کما کر دیکھی ہے مگر اس میں مجھے کبھی مزہ نہیں آیا۔ہر قسم کی سواریاں، صحبتیں، لباس، کھانے، مکانات اور مخلوقات دیکھی۔گو یا یہ شعر میرے ہی حق میں ہے ؎

من بہر جمعیتے نالاں شدم! جفت خوشحالاں و بدحالاں شدم
ہر کسے از ظن خود شد یار من وز دروں من نجست اسرار من [1]

مال کی وجہ سے عجیب عجیب واقعات دنیا میں آتے ہیں اور جبکہ قرآن مجید کامیابی اور فتح مندی کے اصول بتا رہا ہے تو قدرتی طور پر کامیابی کے ساتھ اموال کی ترقی ہونی ضروری تھی اس لئے اس کے مناسب حال یہ اصل اس سے آگے ترقی کا بتایا۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ۔

میں نے بتایا ہے کہ لوگ لغو سے بچنے کی کوشش نہیں کرتے اور اس کے بالمقابل حقائق الاشیاء کو ترک کر دیتے ہیں تو ہر چیز کو لغو سمجھ کر چھوڑ دیتے اور اس کے مفاد سے بے بہرہ رہ جاتے ہیں اور یا تو بے ہودہ خیالات سوچتے رہتے یا بیہودہ مجلسوں میں بیٹھے ٹریں مارتے رہتے ہیں۔سب سے بڑا درد

---

[1] (۱) میں ہر مجمع اور جماعت کے ساتھ نالاں ہوا، خوشحال اور بدحال لوگوں کے ہمراہ رہا۔
(۲) ہر شخص اپنے خیال کے مطابق میرا یار بنا اور میرے اندر سے میرے رازوں کی جستجو نہ کی۔

مجھے ایک دفعہ ایک عالم کو دیکھ کر ہوا جو ایک جگہ بکواس کر رہا تھا۔ میں نے اس کو کہا کم عقل تو کیا کرتا ہے۔ مجھے نہایت ہی افسوس ہوا جب اس نے کہا الگپ والشپ طراوت المغز ۔ میں حیران ہو گیا کہ یہ عربی کہاں سے بنالی۔ ایک بیہودگی سے منع کرنے پر بجائے باز رہنے کے ایک اور لغو حرکت کر دی۔ میں نے کہا کہ تمہارا یہ بکواس کتے خصّی سے بھی بدتر ہوا جاتا ہے۔ غرض لغویات سے بچ کر جب انسان ترقی کرتا ہے تو پھر تیسرا مرحلہ اس کے مال کے متعلق آتا ہے یہ حالت گویا جسمانی پیدائش میں مضغہ سے ملتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے تصرف کے نیچے آتا ہے۔

اسلام کے دو ہی عظیم الشان شعبے ہیں اور ایمان کی تکمیل انہیں دو سے ہوتی ہے تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ۔ پہلے تعظیم لامر اللہ کے متعلق بتایا ایمان ہو اور اس کے بعد نمازوں میں خشوع ہو اور اس خشوع کے پیدا کرنے کے لئے لغویات سے احتراز ہو۔ اب بتایا کہ شفقت علیٰ خلق اللہ کے لئے زکوٰۃ دو۔ جس بدبخت میں مخلوق پر شفقت نہیں وہ کسی بھی کام کا نہیں۔

(الحکم جلد ۱۹ نمبر ۵، ۶ مورخہ ۷ و ۱۴ / فروری ۱۹۱۵ء صفحہ ۴ تا ۶)

چوتھا ذریعہ اس کے بعد ایک بہت بڑا معاملہ آتا ہے جس کے مقابلہ میں مال کی قربانی کچھ بھی چیز نہیں۔ یہ ایک دوزخ کا نمونہ ہے انسان اس سے خدا کے فضل سے ہی بچتا ہے یہ شہوت ہے۔ میں نے اس دوزخ کو دیکھا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے لئے وہ بہشت ہے۔ اس لئے مظفر و منصور ہونے کے بعد مال سے بھی زیادہ جس قربانی کی ضرورت ہے وہ شہوت کے مقابلہ میں عفت سے کام لینا ہے اور خدا تعالیٰ کی اس کتاب میں اس کو ان لفظوں میں ادا کیا گیا ہے وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ یہاں ایک جامع لفظ رکھا ہے۔ جن سوراخوں کے ذریعہ شہوت کی آگ تیز ہوتی اور انسان کو بھڑکاتی ہے ان تمام کی حفاظت ضروری ہے کبھی یہ کانوں سے آتی ہے۔ کبھی باتوں سے اور آنکھوں سے اور بالآخران فروج سے اس کی تکمیل ہوتی جو اس کے مظاہر ہیں۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی مجید کتاب میں فروج کا لفظ بول کر تمام کی حفاظت و نگہداشت کی تعلیم دی۔ پس مومن کو چوتھے مرتبہ پر چاہیئے کہ حفاظت فروج کرے۔ ہاں اپنی بیویوں اور مملوکہ پر وہ تمتع اٹھا سکتا ہے۔

جب انسان فروج کی حفاظت کرتا ہے تو اس کے اندر ایک نور پیدا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے

فضل سے اس کو بڑھا تا ہے۔اس لئے اس پیدائش کے مقابلہ میں ادھر رکھا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا۔
میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ انسان اپنی فروج کی حفاظت سے بڑے نفع اٹھا تا ہے۔ میں نے ۳۰۔ ۳۲ برس کی عمر میں شادی کی تھی اور میں ان مشکلات سے واقف تھا۔اس لئے میں نے اپنی بیوی کو کہا کہ بچوں کی شادی جلدی کر دو۔ میں نے اس سمندر کو تیر کر دیکھا ہے اور میں جانتا ہوں کہ کس قدر مشکل ہے۔ مجھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے بچایا۔ میری فطرت میں مطالعہ کتب کا شوق رکھ دیا۔اس شوق کی وجہ سے میرا کوئی دوست نہیں بن سکتا تھا کیونکہ میں بنا تا ہی نہ تھا۔ سمجھتا تھا کہ وقت ضائع ہوگا۔مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ منزل بڑی سخت ہے۔اس لئے تم اگر مومن ہو کر مظفر و منصور ہونا چاہتے ہو تو اپنے فروج کی حفاظت کرو اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ بامراد نہیں ہوسکتا۔

پانچواں و چھٹا گر

اس کے بعد ایک اور مرتبہ ہے وہ ادائے امانت کا ہے انسان جب ان مدارج سے گزر جاتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کے فضل اس کے شامل حال ہو جاتے ہیں۔لوگ امانت کے معنے صرف اموال تک محدود کرتے ہیں مگر مجھے جو اللہ تعالیٰ نے سمجھایا ہے وہ یہی ہے کہ امانت کے معنے ہیں ماتحت،نوکر، رعایا۔ میں اس کے یہی معنے کرتا ہوں۔ انسان کو چاہیے کہ اللہ نے جن وجودوں پر اسے حکومت دی ہے اور جن کو اپنے علم کے نیچے اس کے ماتحت رکھا ہے ان سے پاک سلوک کرے اور ان کے دین و دنیا کی بھلائی اور نفع رسانی میں کوشش کرے۔ ہاں اگر کوئی شخص کسی کے پاس کوئی امانت رکھے تو اس میں خیانت نہ کرے۔ پھر اس کے ساتھ ہی معاہدات کی رعایت بھی ضروری چیز ہے جب کسی قسم کی حکومت انسان کو ملتی ہے تو اس کے ساتھ ہی معاہدات کا باب بھی کھل جاتا ہے۔اس لئے ان دونوں کو ایک ہی جگہ جمع کر کے فرمایا۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ۔

معاہدات کی رعایت بڑی بات ہے۔ میں تمہارے معاہدات کا ایک ورق پیش کرتا ہوں۔غور تو کرو تم کہاں تک اس کی رعایت و حفاظت کرتے ہو۔ ایک تو وہ معاہدہ ہے جو تم میرے ہاتھ پر کرتے

ہو۔ پھر تم ہی میں سے وہ بد بخت بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ خلیفہ کیا چیز ہے بڑھاپے کی وجہ سے ہوش ماری گئی۔ دیکھو سنو اور یاد رکھو مجھے خدا تعالیٰ نے آپ خلیفہ بنایا ہے اور میں تم میں سے کسی کا بھی خدا کے فضل سے محتاج نہیں اور میں نے اس سے دعا کی ہے کہ مجھے ارذل العمر کے نتائج سے محفوظ رکھے اور اس نے رکھا ہے۔ اپنے کلام کا فہم مجھے عطا فرمایا ہے یہ باتیں خدا تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں وہ میرے لئے ایک غیرت رکھتا ہے اس واسطے ایسے خیالات سے توبہ کرو۔ اس نے میرے قویٰ کو ہر طرح سلامت اور محفوظ رکھا ہے (الحمد للہ علیٰ ذٰلک)..............................

الغرض امانات اور معاہدات کی رعایت کرو۔ اس سے تمہارے اندر ایک اور کمال پیدا ہوگا۔ جیسے نطفہ ترقی کر کے ایک انتہائی نقطہ پر پہنچتا ہے پیدائش جسمانی کے مراتب ستہ گزارنے کے بعد انسانیت کی روح اس کے اندر آتی ہے اسی طرح روحانی تکوین کے ان چھ مدارج کو طے کر کے بھی انسان کامل بنتا ہے اور اس کے مقابل میں ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ کو رکھا ہے۔

پھر روحانی کمال کا مرتبہ وہی نماز ہے جس سے شروع کیا تھا اور اب اسی پر ختم کر کے کہا وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ جیسے بچہ پیٹ ہی میں سے گزر کر نکلتا ہے اسی طرح پر تم اگلے جہاں تک جانے میں اپنی عمر نماز ہی میں گزار دو اور پانچ وقت کی نماز سنوار کر پڑھو۔

یہ فروع ہیں جو میں ایمان پر مترتب سمجھتا ہوں۔ ان میں سے بعض انسان کے قویٰ اور جسم پر مؤثر ہیں بعض اس کے اموال پر۔ اس کے ساتھ ہی میں تمہیں کہتا ہوں کہ بدظنیاں چھوڑ دو بدظنی بہت بری بلا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ[1] (الحجرات:۱۳) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِيَّاكُمْ وَ الظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ[2] (صحیح بخاری کتاب الفرائض، باب تعلیم الفرائض) بدظنی کرنے والا جھوٹا ہوتا ہے۔ اور یہ جو کہا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو پھیلایا نہ کرو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے۔

امن یا خوف کی کوئی بات تم پھیلانے کے مجاز نہیں بلکہ اسے اپنے امیر اور سرگروہ کے پاس پہنچا دو وہ جو مناسب سمجھے گا کرلے گا۔ دیکھو جس شخص نے اظہار الحق کے دو نمبر نکالے اور جنہوں نے کھلی

۱؎ کچھ شک نہیں بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔ ۲؎ بدظنی سے بچو یقیناً بدظنی سب سے بڑا جھوٹ ہے۔

چٹھی انصار اللہ کے نام شائع کی اور جنہوں نے خلافت کے متعلق مباحثہ کیا ان کا کوئی حق نہ تھا۔ اس کھلی چٹھی نے تو میرے دل کو کھول دیا۔ ایسا ہی ایک شخص نے ایک چھپا ہوا کارڈ میرے پاس بھیجا اور پوچھا کہ اشاعت کی اجازت دیتے ہو۔ میں نے کہا کمبخت تو نے قرآن کے خلاف کیا۔ چھاپ کر بھیجتے ہو اور پھر اشاعت کی اجازت مانگتے ہو۔ اس قسم کے لوگ قرآن کے خلاف کرتے ہیں اور وہ قوم میں جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک ہاتھ پر جمع کیا تھا تفرقہ ڈلوانا چاہتے ہیں ان سے بچو۔ پھر کسی نے کہا گھوڑی سے گرے ہیں، یہ گھوڑی خلافت کی گھوڑی ہے۔ استقامت میں فرق آ گیا۔ ایسے شریر جھوٹے ہیں خدا نے مجھے اس کا جواب سمجھا دیا ہے وہ لمبا جواب ہے۔ میں تمہیں پھر نصیحت کرتا ہوں کہ ایسے لوگوں سے بچتے رہو اور بدظنیاں چھوڑ دو۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو مومن ان صفات کو اختیار کرتے ہیں وہ کامیاب اور بامراد ہو جاویں گے۔ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ۔ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔

(الحکم جلد ۱۹ نمبر ۵، ۶ مورخہ ۷، ۱۴ رفروری ۱۹۱۵ء صفحہ ۷، ۸)

خٰشِعُوْنَ۔ ایک مقام پر فرمایا ہے۔ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً[۱] (حٰمٓ السجدۃ:۴۰) خاشع کے معنی ہیں۔ اپنے آپ کو کمال محتاج یقین کرنا اور یہ باور کرنا کہ میرے اپنے پاس کچھ بھی نہیں۔ اسی لئے صوفیاء نے فرمایا۔

ے ہم دعا از تو اجابت ہم ز تو[۲]

نماز میں پورا تذلّل اختیار کرے اور اس کے ظاہری نشان یہ ہیں کہ ادھر اُدھر نہ دیکھے۔ لغو حرکات نہ کرے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷ رجولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۹)

خٰشِعُوْنَ۔ ۱۔ تذلّل ۲۔ اَلْقِيَامُ فِيْ مَا اَمَرَ رَبُّهٗ[۳] ۳۔ لَا يُجَاوِزُ بَصَرَهٗ عَنْ مُصَلَّاهُ[۴] ۴۔ ہاتھ پاؤں کو روک رکھنا ۵۔ ادھر ادھر نہ دیکھنا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۸)

۱؎ تُو دیکھتا ہے زمین کو عاجز مٹی۔ ۲؎ (اے خدا) دعا اور اجابت دونوں تجھ ہی سے ہے۔ ۳؎ اس جگہ ٹھہرنا جہاں اس کے رب نے حکم دیا ہے۔ ۴؎ اس کی نظر اس کی سجدہ گاہ سے آگے نہیں جاتی۔

اللَّغْوِ ۔کل باطل ۔کل معاصی لغو میں داخل ہیں ۔تاش ، گنجفہ، چوسر سب ممنوع ہیں ۔گپیں ہانکنا۔نکتہ چینیاں وغیرھا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۹)

میں ایک بات کی طرف متوجہ کرتا ہوں ۔خوب سنو۔ چھوٹے ہو یا بڑے، جوان یا بڈھے۔ خواہ سبق لمبا ہی ہو جاوے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ۔ وَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ۔مظفر ومنصور وہی مسلمان ہوتا ہے جو لغو سے بچتا رہے۔

یہ ایک معرفت کا نکتہ ہے۔ جب تک یہ عادت ان میں نہ ہو گی کامیاب نہ ہوں گے۔مگر اب اسلام میں کیا کیا فضول بحثیں چلی ہیں ۔اوّل حضرت آدمؑ بہشت میں پیدا ہوئے یا زمین پر۔(۲) حوّا آدمؑ سے نکلی یا آدمؑ حوّا سے۔(۳) آدمؑ کا بدن کس شکل کا تھا۔(۴) کپڑے کیسے تھے۔(۵) وہ درخت کیسا تھا (۶) شیطان کیا چیز ہے۔(۷) آدم کو جب دھکا دیا گیا تھا وہ کہاں اترا تھا۔ (۸) حضرت نوحؑ کی کشتی کس لکڑی کی تھی ۔(۹) وہ جانور جو پتہ لگانے کے واسطے گیا تھا۔وہ کون تھا۔ (۱۰) اس کشتی میں ہاتھی گھوڑے سب کچھ ڈالے گئے گویا سارا جہان ہی ہوا۔(۱۱) حضرت موسیٰؑ کی لاٹھی کس درخت کی تھی ۔(۱۲) حضرت موسیٰؑ کا قد کتنا لمبا تھا۔کہتے ہیں کہ ستر ہاتھ لاٹھی تھی اور ستر ہاتھ حضرت موسیٰؑ کا قد تھا اور ستر ہاتھ اچھل کر عوج بن عنق کو مارا مگر اس کے گٹّے (ٹخنے) پر لگی۔گویا اس کا ٹخنہ ۲۱۰ ہاتھ زمین سے اونچا تھا۔اور اب دریائے نیل پر اس کی ٹانگ کی نلی کا پُل بنا ہوا ہے اور جب نوحؑ نبی کی لہر آئی تو عوج مذکور کو گِٹّے گِٹّے آئی۔

غرضیکہ بڑے بڑے لمبے قصے بیان کئے گئے ہیں۔ میں تو ایسے مسئلوں سے دنیا میں آگے ہی گھبرایا ہوا ہوں ۔اب میں بڈھا ہوں۔ میں نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کی کتاب میں لغو سے کام نہ لو۔ تفسیریں پڑھو۔ جب ایسے قصے آویں ۔انہیں چھوڑ دو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہود اور نصاریٰ اور مجوسیوں نے وہ قصے ڈال دیئے ہیں۔قصوں کی وہ بھرمار ہے کہ ہم اصل قرآن تو پڑھ ہی نہیں سکتے ہزار در ہزار

ورق لکھ دیئے ہیں۔نعوذ باللہ۔ایک کہانی ایک آیت پر یہ لکھ دی گئی ہے کہ ایک چارپائی پر ایک بادشاہ بیٹھ گیا۔ چارپائی کے ساتھ لمبے لمبے بانس باندھ دیئے اور گرجیں (گدھیں) بھی باندھ دیں۔وہ اس کا کھٹولا ہی اڑا کر آسمان کی طرف لے گئیں۔اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ خاص فضل کیا ہے۔میں تو ان لغو باتوں کے نزدیک بھی نہیں آسکتا۔اب لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا خدا جھوٹ بھی بول سکتا ہے پہلے خدا کے بولنے کا تو فیصلہ کرو کہ آیا بولتا بھی ہے یا نہیں۔اب پوچھتے ہیں کہ اگر خدا بروں کو دوزخ میں ڈالنے کا وعدہ کرتا ہے تو کیا نیکوں کو نہیں ڈال سکتا۔میں خدا کے فضل سے اس پر بحث کرسکتا ہوں۔میں نے قرآن کی غرض سمجھی ہوئی ہے۔مگر لوگوں نے قرآن کی اور ہی غرض سمجھی ہے۔بعض سمجھتے ہیں کہ قرآن میں صیغے عجیب عجیب ہیں۔وہ حل ہو جاویں۔یَتَّقِہٖ(النور:۵۳) کا صیغہ کیا ہے۔کوئی کہتا ہے اس میں ترکیبیں مشکل ہیں وہ حل کی جاویں۔اگر اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو دوزخ میں ٹھونسنا ہے اور بدکاروں کو جنت میں بھیجنا ہے تو اس قرآن کا آنا تو خاک میں مل گیا۔

اللہ تعالیٰ کی شناخت میں بھی لغو سے بہت کام لیا گیا ہے بعض

؎ خود کوزہ و خود کوزہ گر وخود گِل کوزہ[1]

وغیرہ کہتے ہیں پھر عیسائی اس قاعدے پر چلے ہیں کہ خدا مجسم ہوسکتا ہے جیسا کہ وہ ہوا۔پھر ہندو کہتے ہیں۔کہ خدا ایک سنسار بنا۔پھر کچھّو کمّاں۔پھر ایک دفعہ سؤر بن گیا۔چنانچہ کہتے ہیں۔کچھ مچھ وراد توں ٹرا سِنگھ تُوں۔یعنی شیر بھی تو ہی ہے۔

میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں اور اپنے بڑھاپے کو حاضر کرتا ہوں۔میں ہر رات کو یہ خیال کرتا ہوں کہ شاید میں صبح کو ہوں گا یا نہ۔میں تم کو کہتا ہوں کہ یہ باتیں بالکل بیہودہ ہیں۔نہ ہمارے دین کے کام کی ہیں، نہ دنیا کے کام کی، نہ صحت کے کام کی، صحابہؓ ، ائمہؒ حدیث، ائمہؒ فقہ، ائمہؒ تصوف چاروں قسم کے لوگوں نے قطعاً یہ بحثیں نہیں کی ہیں۔جب مسلمان لوگ فاتح ہوگئے اور ہزاروں کتابیں دیکھیں تو وہ باتیں اپنی کتابوں میں لکھ ماریں۔

میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اگر کسی سوال میں اللہ، رسول، فرشتوں، جزا وسزا کے بارہ میں،

---

[1] وہ خود ہی کوزہ ہے اور خود ہی کوزہ بنانے والا اور خود ہی کوزہ کی مٹی (ہے)۔

اخلاق کے بارہ میں نفع پہنچے تو ان مسئلوں پر بحث کرو۔ اگر نہ پہنچے تو ان پر تھوک دو۔ ہم نہیں جانتے کہ موسیٰؑ کا عصا کتنا لمبا تھا اور کس لکڑی کا تھا۔ آدمؑ کے گرنے کی جگہ کہاں ہے۔ اور نوحؑ کی کشتی کس لکڑی کی تھی وغیرہ۔ میرا ایک استاد منشی قاسم علی رافضی تھا۔ میں اس سے فارسی پڑھا کرتا تھا۔ وہ مجھے کہتا۔ آج بزم کا رقعہ لکھو۔ آج رزم کا رقعہ لکھو۔ آج بہاریہ رقعہ لکھو۔ آج خزاں کا رقعہ لکھو۔ مجھے حکم ہوا کہ آج یہ سب رقعے یاد کر کے ہمیں سنا دو۔ میں اس کو فرفر کر کے سنا بھی دیا کرتا تھا۔ شاباش لے کر ادھر جلا دیا کرتا تھا۔ آٹھ آٹھ ورق کا سرنامہ میں نے پڑھا ہے اس سے مجھے یہ فائدہ پہنچا کہ میں نے اب سرناموں کو جڑھ سے ہی کاٹ دیا ہے۔ میرے سرنامے یہ ہیں۔ عزیز، عزیز مکرم، مکرم، جناب، السلام علیکم۔ جن سے مجھے محبت نہیں ہے۔ ان کو میں صرف جناب لکھ دیتا ہوں۔ یعنی تم اس طرف۔ میں اِس طرف۔ غرض ہم کو ان فضول باتوں کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم کو پنج بناءِ اسلام کی ضرورت ہے۔ اخلاق کی ضرورت ہے۔ (بدر۔ کلام امیر حصہ دوم۔ مورخہ ۱۹؍ستمبر ۱۹۱۲ء۔ صفحہ ۲۔ ۳)

۵۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں۔

تفسیر۔ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ۔ زکوٰۃ کا لفظ بہت وسیع ہے۔ ایک نصاب پر۔ دوم جو کچھ خدا نے دیا اس سے خرچ کرے۔ کسی دکھیارے کی تکلیف اٹھا لینا۔ خوش پیشانی سے ملاقات کرنا۔ حتّٰی کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر ایمان بھی زکوٰۃ ہے کہ یہ بھی موجبِ تزکیہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۹)

۹۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور جو اپنی امانتوں اور اپنے اقرار کا پاس رکھتے ہیں۔

تفسیر۔ لِاَمٰنٰتِهِمْ ۔ امانت اپنے ماتحت و رعایا کو بھی کہتے ہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۸)

۱۰۔ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

تفسیر۔ يُحَافِظُوْنَ۔نمازوں کی محافظت وقت کے لحاظ سے۔ارکان بتعدیل ادا کرنے کے لحاظ سے۔خشوع وخضوع و پابندی سے۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۷ ۳مورخہ ۷ر جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۹)

۱۳۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ۔

ترجمہ۔ اور ہم نے پیدا کیا انسان کو مٹی کے خلاصہ سے۔

تفسیر۔ سُلٰلَةٍ۔خلاصہ در خلاصہ، نباتات، حیوانات، خون، پھر نطفہ پھر جا کر انسان بنتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۷ ۳مورخہ ۷ر جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۹)

۱۵۔ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۚ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔

ترجمہ۔پھر بنایا ہم نے اس سیال کو بستہ خون، پھر بنایا بستہ خون کو گوشت کا ٹکڑا، پھر بنایا اس مضغہ میں ہڈیاں، پھر بنایا ہڈیوں کو گوشت پھر ہم نے بنایا اس کو ایک دوسری مخلوق کے رنگ میں تو کیا ہی بابرکت ہے اللہ کی ذات۔

تفسیر۔ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ۔ بہت ہی بابرکت (بتدریج ترقی دینے والا) ہے۔

خَلَقْنَا ۔ خلق کے معنے اندازہ وَلَاَنْتَ تَفْعَلُ مَا خَلَقْتَ وَبَعْضُ الْقَوْمِ يَخْلُقُ ثُمَّ لَا يَفْعَلُ۔تو جو اندازہ کرتا ہے اس کے مطابق عمل درآمد کرتا ہے۔بعض لوگ اندازہ کرتے ہیں۔مگر پھر اس کے مطابق کم ہی کام کرتے ہیں۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۷ ۳مورخہ ۷ر جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۹)

۱۶، ۱۷۔ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ۔ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ۔

ترجمہ۔ پھر تم اس کے بعد ضرور مرو گے ۔پھر تم قیامت ہی کے دن اٹھائے جاؤ گے۔

تفسیر۔ تُبْعَثُوْنَ۔ لَمَيِّتُوْنَ سے یہ وہم ہوتا تھا کہ یہاں خاتمہ ہو گیا۔اس کا ازالہ فرمایا۔

قیامت کے پانچ معنے آئے ہیں۔ (۱)۔قرن (صدی) کا گزر جانا چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔میری امت کیا پانچ سو برس بھی نہ رہے گی۔اس میں پیشگوئی ہے۔

(۲)۔مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ شیخ ابن عربی فتوحات میں لکھتے ہیں۔قیامت قیام سے نکلی ہے۔گویا انسان جب دنیا سے اٹھ کھڑا ہوا تو قیامت ہوگی۔

جس طرح دینی تکمیل چھ باتوں میں فرمائی (۱)۔خشوع فی الصلوٰۃ (۲)۔اعراض عن اللّغو۔ (۳)۔فعل للزکوٰۃ (۴)۔حفاظتِ فروج (۵)۔رعایت عہد وامانت (۶)۔حفاظت صلوٰۃ۔

ویسے ہی انسان کی ظاہری جسم کی بناوٹ ہے۔اس کے بعد بتایا۔نطفہ،علقہ ،مضغہ ،ہڈی، ہڈیوں پر گوشت چڑھانا ،روح کا نفخ۔

آسمان میں بھی سات درجے ہیں۔ایک امر کی عرش سے تحریک ہوتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ سماءِ دنیا کے ذریعے اس کا اثر عناصر پر پڑتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۹)

۱۹۔ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ٭ وَ اِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ۔

ترجمہ۔اور ہم نے بادل سے پانی برسایا پھر اس کو ٹھہرایا زمین میں اور ہم اس کے لے جانے پر بھی قادر ہیں۔

تفسیر۔ وَ اِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ۔ یہ عام نظارۂ قدرت ہے کہ بادل برستا ہے پانی ٹھہرتا ہے۔وہی پانی پھر آسمان پر چڑھ جاتا ہے۔اسی طرح وحی وعلوم کا حال ہے۔ایک وقت دنیا پر رائج ہوتے ہیں۔دوسرے وقت اٹھائے جاتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۹)

۲۱۔ وَ شَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَ صِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور وہ درخت پیدا کیا جو طور سینا سے نکلتا ہے وہ چکنائی وسالن کے لئے اگتا ہے کھانے

والوں کے واسطے۔

تفسیر۔ سَیْنَآءَ۔ دونوں قراءتیں ہیں۔سِیْنَاءَ بھی اور سَیْنَاءَ بھی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۹)

۲۲۔ وَ اِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ۔

ترجمہ۔اور چوپایوں میں بھی تمہارے لئے عبرت کا مقام ہے ان کے پیٹ کی چیزوں سے پلاتے ہیں ہم تم کو (یعنی دودھ) اور تمہارے ان میں بہت سے فائدے ہیں اور بعض کو ان سے تم کھاتے ہو۔

تفسیر۔ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا۔اسی طرح روحانی تعلیم دنیا کے مختلف مذاہب میں ہے۔مگر قرآن کی وحی کے ذریعے وہ دودھ کی مانند الگ نکل آئی اور یہ کام دنیا کی کوئی طاقت نہیں کرسکتی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۹)

۲۴ تا ۲۶۔ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚۖ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْۤ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ۔اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ۔

ترجمہ۔ اور بے شک ہم نے نوح کو بھیجا اس کی قوم کی طرف تو اس نے کہا اے میری قوم! تم اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی سچا معبود نہیں تو کیا تمہیں ڈر نہیں لگتا۔تو بولے رعب دار سردار جو کافر تھے اس کی قوم کے۔ یہ کیا ہے! تمہارے ہی جیسا تو ایک آدمی ہے چاہتا ہے کہ تم پر فضیلت پا جائے اور اگر اللہ کو رسول ہی بھیجنا ہوتا تو وہ فرشتوں کو اتارتا۔ہم نے تو اگلے باپ دادا سے یہ کبھی سنا ہی نہیں۔ کچھ نہیں یہ تو ایک دیوانہ آدمی دِکھتا ہے جس کو جنون ہو گیا ہے تو تم اس کا انتظار

کر و مر جانے تک۔

تفسیر۔ اس سورہ میں فتح کا بیان ہے۔جب تک انسان کی مساعی میں اللہ کا فضل شاملِ حال نہ ہو فتح کا حاصل ہونا ممکن نہیں۔

مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۔کسی سے فیض حاصل کرنے میں پہلی یہی بات سدِّ راہ ہوجاتی ہے۔

اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ ۔ آجکل کے فیلسوف بھی راستبازوں کو یہی کہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷ رجولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۹)

یہ آیتیں جو میں نے تم کو سنائی ہیں ۔ یہ اس شخص کا قصہ ہے جو دنیا میں اصلاح الناس کے لئے بھیجا گیا تھا۔اس کا نام نوح ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔ وہ ایک پہلا انسان ہے جو لوگوں کو آگاہ اور بیدار کرنے کے واسطے غفلت کے زمانہ میں آیا تھا۔ وہ ایک خطرناک ظلمت اور تاریکی کے دنوں میں نور اور ہدایت لے کر آیا تھا۔ یہ اسٹوریاں، کہانیاں، اور دل خوش کن قصے نہیں بلکہ عِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ صداقتیں ہیں۔ان اہلِ نظر کے لئے جن میں تذکرہ کا مادہ ہوتا ہے جو فہم و فراست سے حصہ رکھتے ہیں ان قصص میں بڑے بڑے مفید اور سودمند نصائح ہوتے ہیں ۔ میں نے بجائے خود ان قصص سے بہت بڑا فائدہ اٹھایا ہے۔ ان میں یہ عظیم الشان قصہ قابلِ غور ہے۔اس کے کتنے وجوہ ہیں۔

اوّل۔ کسی ماموّر من اللہ کو کیونکر شناخت کر سکتے ہیں؟

دوم۔ ماموّر من اللہ کیا پیش کرتے ہیں یا یوں کہو کہ وہ کیا تعلیم لے کر آتے ہیں۔ یا یہ کہو کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور سے کس غرض کیلئے ماموّر ہو کر آتے ہیں۔

سوم۔ لوگ ان پر کس کس قسم کے اعتراض کرتے ہیں؟

یہ امور اس لئے پیش کئے ہیں تا کسی راستباز ماموّر من اللہ کی شناخت میں تمہیں کبھی کوئی دِقت نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ ہادیٔ کامل محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رسالت اور نبوت کو پیش کرتے ہوئے یہی فرمایا۔اور یہی آپ کو ارشاد ہوا قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ

الرُّسُلِ (الاحقاف:۱۰) میں کوئی نیا رسول تو نہیں آیا ہوں جو رسول پہلے آتے رہے ہیں۔ ان کے حالات اور تذکرے تمہارے پاس ہیں۔ ان پر غور کرو اور سبق سیکھو کہ وہ کیا لائے اور لوگوں نے ان پر کیا اعتراض کئے۔ کیا باتیں تھیں جن پر عمل درآمد کرنے کی وہ تاکید فرماتے تھے اور کیا امور تھے جن سے نفرت دلاتے تھے۔ پھر اگر مجھ میں کوئی نئی چیز نہیں ہے تو اعتراض کیوں ہے؟ کیا تمہیں معلوم نہیں؟ ان کے معترضوں کا انجام کیا ہوا تھا؟

الغرض پہلے نبیوں کے جو قصص اللہ تعالیٰ نے بیان کئے ہیں ان میں ایک عظیم الشان غرض یہ بھی ہے کہ آئندہ زمانہ میں آنے والے ماموروں اور راستبازوں کی شناخت میں دِقت نہ ہوا کرے۔ اس وقت میں نے نوح علیہ السلام کا قصہ آپ کو پڑھ کر سنایا ہے۔ سب سے پہلی بات جو اس میں بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ انبیاء علیھم السلام کا اصل وعظ اور ان کی تعلیم کا اصل مغز اور خلاصہ کیا ہوتا ہے۔ وہ خدا کے ہاں سے کیا لے کر آتے ہیں۔ اور کیا منوانا چاہتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ اللہ جل شانہٗ کی سچی فرماں برداری اختیار کرو۔ اس کی اطاعت کرو۔ اس کی محبت کرو۔ اس کے آگے تذلل کرو۔ اسی کی عبادت کرو۔ اور اللہ کے مقابل میں کوئی غیر تمہارا مطاع محبوب معبود مطلوب امید و بیم کا مرجع نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے مقابل تمہارے لئے کوئی دوسرا نِدّ نہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تمہیں ایک طرف بلاتا ہو اور کوئی اور چیز خواہ وہ تمہارے نفسانی ارادے اور جذبات ہوں یا قوم اور برادری (سوسائٹی) کے اصول اور دستور ہوں۔ سلاطین ہوں، امراء ہوں، ضرورتیں ہوں، غرض کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابل میں تم پر اثر انداز نہ ہو سکے۔ پس اللہ کی اطاعت، عبادت، فرماں برداری، تذلل اور اس کی حب کے سامنے کوئی اور شے محبوب، معبود، مطلوب اور مطاع نہ ہو۔ یہ ایک صورت خدا تعالیٰ کے ساتھ نِدّ نہ بنانے کی اعتقادی طور پر ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا کوئی نِدّ اور مقابل نہ ہو۔ اسی طرح پر خدا تعالیٰ کی جس طرح پر عبادت کی جاتی ہے۔ جس طرح اس کے احکام کی تعمیل اور اوامر کی تعظیم کی جاتی ہے

دوسرے کے احکام واوامر کی ویسی اطاعت، وہی تعمیل، وہی تعظیم، اسی طرز ونہج پر امید وڈر ہرگز نہ ہو۔اور کسی کو اس کا شریک بنایا جاوے۔

جب انسان ان دونوں مرحلوں کو طے کر لیتا ہے۔ یا یوں کہو کہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی چھوڑتا اور اس کی اطاعت اور صرف اسی کی اطاعت کرتا ہے تو پھر اس کا آخری مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ وہ انسان متقی ہو جاتا ہے۔تمام دکھوں سے محفوظ ہو کر سچی راحتوں سے بہرہ ور ہوتا ہے۔پس نوح علیہ السلام نے آ کر اپنی قوم کے سامنے وہی تعلیم پیش کی جو تمام راست بازوں کی تعلیم کا خلاصہ اور انبیاء اور رسل کی بعثت کی اصل غرض ہوتی ہے اور پھر انہیں کہا اَفَلَا تَتَّقُوْنَ تم کیوں متقی نہیں بنتے؟ یاد رکھو انسان کو جس قدر ضرورتیں پیش آ سکتی ہیں۔جس قدر خواہشیں اور امنگیں اسے کسی کی طرف کھینچ کر لے جا سکتی ہیں وہ سب تقویٰ سے حاصل ہوتی ہیں۔متقی اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے اور اللہ سے بڑھ کر انسان کس دوست اور حبیب کی خواہش کر سکتا ہے تقویٰ سے انسان خدا تعالیٰ کی تولّی کے نیچے آتا ہے۔متقی کے ساتھ اللہ ہوتا ہے۔متقی کے دشمن ہلاک ہوتے ہیں۔متقّی کو اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے تعلیم دیتا ہے۔متقی کو ہر تنگی سے نجات ملتی ہے۔اللہ تعالیٰ متقّی کو ایسی راہوں اور جگہوں سے رزق پہونچاتا ہے کہ کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں آ سکتا جیسا کہ خود اس کی حمید و مجید کتاب میں موجود ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ [1]۔ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ [2]۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ [3]۔ اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا [4]۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ [5]۔ مَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ [6]۔

اب مجھے کوئی بتا دے کہ انسان اس کے سوا اور چاہتا کیا ہے۔اس کی تمام خواہشیں، تمام ضرورتیں،

---

[1] بے شک اللہ پسند کرتا ہے متقیوں کو۔ [2] اور اللہ تو متقیوں ہی کا دوست ہے۔ [3] کچھ شک نہیں کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے اور ان کے ساتھ جو اس کو دینے والے صاحبِ نظر نیکوکار ہیں۔ [4] اگر تم اللہ کو سپر بناؤ گے تو وہ تمہارے لئے ہر ایک کام میں ایک کھلا فیصلہ دے گا۔ [5] اور اللہ ہی کو سپر بناؤ اور اللہ تم کو سکھاتا ہے۔ [6] جو شخص ڈرتا ہے اللہ سے تو اللہ پیدا کر دے گا اس کے لئے کوئی راہِ نجات۔اور اس کو وہاں سے رزق پہنچائے گا جہاں سے اس کو گمان بھی نہ ہو۔

تمام امنگیں اور ارادے ان سات ہی باتوں میں آ جاتی ہیں۔ اور یہ سب متقی کو ملتی ہیں۔ پھر نوحؑ ہی کے الفاظ بلکہ خدا تعالیٰ ہی کے ارشاد کے موافق میں آج تمہیں یہی کہتا ہوں اَفَلَا تَتَّقُوْنَ تم کیوں متقی نہیں بنتے ؟ اور تقویٰ کیا ہے؟ تقویٰ نام ہے اعتقاداتِ صحیحہ، اقوالِ صادقہ، اعمالِ صالحہ، علومِ حقّہ، اخلاقِ فاضلہ، ہمت بلند، شجاعت استقلال، عفت، حِلم ، قناعت، صبر کا اور یہ شروع ہوتا ہے حُسنِ ظن باللہ، تواضع اور صادقوں کی محبت سے اور ان کے پاس بیٹھنے، ان کی اطاعت سے۔ جبکہ تقویٰ کی ضرورت ہے اور یہ حاصل ہوتا ہے صادقوں کی صحبت اور محبت سے اور حُسن ظن باللہ سے۔ تو راستبازوں اور ماموروں کا دنیا میں آنا ضرور ہوا۔ اور ان کی تعلیم اور بعثت کا منشاء اور مدعا یہی ہوا۔ اور یہی تعلیم لے کر نوح علیہ السلام آئے تھے۔ اور انہوں نے قوم کو یہی فرمایا مگر ناعاقبت اندیش جلد باز ، حیلہ ساز مخالفوں نے اس کے جواب میں کیا کہا؟ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۔ نابکار اعدائے ملت ائمۃ الکفر نے کہا تو یہ کہا مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کہ یہ شخص جو خدا کی طرف سے مامور ہونے کا مدعی ہے جو کہتا ہے کہ تمہیں ظلمت سے نکالنے کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ اس میں کوئی انوکھی اور نرالی بات تو ہے نہیں۔ ہمارے تمہارے جیسا آدمی ہی تو ہے۔

پس یاد رکھو سب سے پہلا اعتراض جو کسی مامور من اللہ، راست باز، صادق انبیاء و رسل اور ان کے سچے جانشین خلفاء پر کیا جاتا ہے۔ وہ یہی ہوتا ہے کہ اس کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ اور اپنی ہی ذات پر اس کو قیاس کر لیا جاتا ہے۔ ایک طرف وہ اس کے بلند اور عظیم الشان دعاوی کو سنتے ہیں کہ وہ کہتا ہے میں خدا کی طرف سے آیا ہوں۔ خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے۔ اس کے ملائکہ مجھ پر اترتے ہیں۔ دوسری طرف وہ دیکھتے ہیں کہ وہی ہاتھ، پاؤں، ناک، کان، آنکھ اعضاء رکھتا ہے۔ بشری حوائج اور ضرورتوں کا اسی طرح محتاج ہے۔ جس طرح ہم ہیں۔ اسی لئے وہ اپنے ابنائے جنس میں بیٹھ کر یہی کہتے ہیں۔ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ مِنْهُ وَ يَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ [1] (المؤمنون: ۳۴) پس اپنے جیسے

---

[1] وہ بھی کھاتا ہے اسی قسم سے جس سے تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جس میں سے تم پیتے ہو۔

انسان کی اطاعت وفرماں برداری کر کے خسارہ اٹھاؤ گے۔

غرض اس قسم کے الفاظ اور قیاسات سے وہ مامور من اللہ کی تحقیر کرتے ہیں اور جو کچھ اپنے اندر رکھتے ہیں۔ وہی کہتے ہیں۔مگر انبیاء، مرسل، مامور اور اصحابِ شریعت کے سچے خلفاء اور جانشین انہیں کیا جواب دیتے ہیں۔اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اور کہتے ہیں۔ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ[1] (ابراهيم:۱۲) بے شک ہم تمہاری طرح بشر ہیں۔تمہاری طرح کھاتے پیتے اور حوائجِ بشری کے محتاج ہیں۔مگر یہ خدا کا احسان ہوا ہے کہ اُس نے ہمیں اپنے مکالمات کا شرف بخشا ہے اس نے ہمیں منتخب کیا ہے اور ہم میں ایک جذبِ مقناطیس رکھا ہے۔جس سے دوسرے کھچے چلے آتے ہیں۔خدا کی توحید کا پانی جو مایۂ حیاتِ ابدی ہے وہ ہمارے ہاں سے ملتا ہے اور لوگ خوش ہوتے ہیں۔مگر بدکار انسان جس طرح اپنی بدیوں، جہالتوں، شہوات وجذبات کا اسیر و پابند ہوتا ہے۔دوسروں کو بھی اسی پر قیاس کرتا ہے۔اور ایک نامرادی پر دوسری نامرادی لاتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ (المؤمنون:۲۵) یہ چاہتے ہیں کہ تم پر فضیلت حاصل کر لیں۔دکان چل جاوے۔اپنے اور اپنی اولاد کیلئے کچھ جمع کر لیں۔یہ ان کی اپنی ہی ہوائے نفس ہوتی ہے۔جس میں دوسروں کو اسی طرح ملوث اور ناپاک خیال کرتے ہیں جیسے خود ہوتے ہیں۔

یہ خطرناک مرض ہے جس کو شریعت میں سوءِ ظن کہتے ہیں۔ بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہیں اور ہزاروں قسم کی نکتہ چینیوں سے دوسروں کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں۔اور اسے حقیر بنانے کی فکر میں ہیں۔ مگر یاد رکھو۔ وَ اِنْ عَاقَبْتُمْ[2] (النحل:۱۲۷) عقاب کے معنے جو پیچھے آتا ہے۔انسان جو بلاوجہ دوسرے کو بدنام کرتا ہے اور سوءِ ظن سے کام لے کر اس کی تحقیر کرتا ہے۔اگر وہ شخص اس بدی میں مبتلا نہیں جس بدی کا سوءِ ظن والے نے اسے متّہم ٹھہرایا ہے تو یہ یقینی بات ہے کہ سوءِ ظن کرنے والا ہرگز نہیں مرے گا جب تک خود اس بدی میں گرفتار نہ ہولے۔پھر بتاؤ کہ سوءِ ظن سے کوئی کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے؟ مت سمجھو کہ نمازیں پڑھتے ہو۔عجیب عجیب خوابیں تم کو آتی ہیں یا تمہیں الہام ہوتے ہیں۔

---

[1] لیکن اللہ احسان کیا کرتا ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے۔ [2] اگر تم بدلہ دو۔

میں کہتا ہوں کہ اگر یہ سوءِ ظن کا مرض تمہارے ساتھ ہے تو یہ آیات تم پر حجت ہو کر تمہارے ابتلا کا موجب ہیں اس لئے ہر وقت ڈرتے رہو اور اپنے اندر کا محاسبہ کر کے استغفار اور حفاظتِ الٰہی طلب کرو۔

میں پھر کہتا ہوں کہ آیات اللہ جن کے باعث کسی کو رفعت شان کا مرتبہ عطا ہوتا ہے ان پر تمہیں اطلاع نہیں وہ الگ مرتبہ رکھتی ہیں مگر وہ چیزیں جن سے خود رائی، خود پسندی، خودغرضی، تحقیر، بدظنی اور خطرناک بدظنی پیدا ہوتی ہے وہ انسان کو ہلاک کرنے والی ہیں۔ ایک ایسے انسان کا قصہ قرآن میں ہے۔ جس نے آیات اللہ دیکھے مگر اس کی نسبت ارشاد ہوتا ہے وَ لَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَ لٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ[1] (الاعراف:۱۷۷) اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِيَّاكُمْ وَ الظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ بدگمانیوں سے اپنے آپ کو بچاؤ ورنہ نہایت ہی خطرناک جھوٹ میں مبتلا ہو کر قربِ الٰہی سے محروم ہو جاؤ گے۔

یاد رکھو حسنِ ظن والے کو کبھی نقصان نہیں پہونچتا۔ مگر بدظنی کرنے والا ہمیشہ خسارہ میں رہتا ہے غرض پہلا مرحلہ جو انبیاء علیہم السلام کے مخالفوں اور ان کی ذریت اور نوابوں کو پیش آیا۔ وہ یہ تھا کہ اپنے آپ پر قیاس کیا۔ پھر یہ بدظنی کی کہ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ (المؤمنون:۲۵) تم پر فضیلت چاہتا ہے۔ پس اس پہلی اینٹ پر جو ٹیڑھی رکھی جاتی ہے۔ جو دیوار اس پر بنائی جاوے خواہ وہ کتنی ہی لمبی اور اونچی ہو مگر کبھی مستقیم نہیں ہوسکتی۔ وہ آخر گرے گی اور نیچے کے نقطہ پر پہونچے گی۔ سوءِ ظن کرنے والا نہ صرف اپنی جان پر ظلم کرتا ہے۔ بلکہ اس کا اثر اس کی اولاد پر، اعقاب پر ہوتا ہے اور وہ ان پر مصیبت کے پہاڑ گراتا ہے۔ جن کے نیچے ہمیشہ راست بازوں کے مخالفوں کا سر کچلا گیا ہے۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ یہ سوءظن خطرناک بلا ہے۔ جو اپنے غلط قیاس سے شروع ہوتا ہے۔ پھر غلط نتائج نکال کر قوانینِ کلّیہ تجویز کرتا ہے۔ اور اس پر غلط ثمرات مترتب ہوتے ہیں اور آخر قومِ نوح

---

[1] اور اگر ہم چاہتے تو اس کو رفع دیتے ان نشانیوں سے لیکن وہ زمینی چیزوں ہی کی طرف جھکا۔

علیہ السلام کی طرح ہلاک ہوجاتا ہے۔

پھر اس سوءِظن سے تیسرا خیال اور غلط نتیجہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً۔[1] (المؤمنون:۲۵) اگر اس کو قربِ الٰہی حاصل تھا اگر یہ واقعی خدا کی طرف سے آیا تھا تو پھر کیوں خدا نے ملائکہ کو نہ بھیج دیا۔ جو مخلوق کے دلوں کو کھینچ کر اس کی طرف متوجہ کر دیتے اور انکو بھی مکالمات الٰہیہ سے مشرف کر کے یقین دلا دیتے۔ اس وقت بھی بہت سے لوگ ایسے موجود ہیں۔ میں اس نتیجہ پر ان خطوط کو پڑھ کر پہونچا ہوں جو کثرت سے میرے پاس آتے ہیں۔ جن میں لکھا ہوا ہوتا ہے کہ کیا وجہ ہے۔ ہم نے بہت دعائیں کیں۔ توجہ کی اور کوئی ایسا رؤیا یا مکالمہ نہیں ہوا۔ پس ہم کیونکر جانیں کہ فلاں شخص اپنے اس دعویٔ الہام میں سچا ہے؟ یہ ایک خطرناک غلطی ہے جس میں دنیا کا ایک بڑا حصہ ہمیشہ مبتلا رہا ہے۔ حالانکہ انہوں نے کبھی بھی اپنے اعمال اور افعال پر نگاہ نہیں کی اور کبھی موازنہ نہیں کیا کہ قربِ الٰہی کے کیا وسائل ہیں اور ان کے اختیار کرنے میں کہاں تک سچی محنت اور کوشش سے کام لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر مشیتِ حق میں یہ بات ہوتی تو وہ ملائکہ بھیجتا۔ یہ مثال ان لوگوں کی طرح ہے جیسے کوئی چھوٹا سا زمیندار جس کے پاس دو چار گھماؤں اراضی ہو۔ اس کو نمبردار کہے کہ محاصل ادا کرو اور وہ کہہ دے کہ تو میرے جیسا ہی ایک زمیندار ہے۔ تجھ کو مجھ پر کیا فضیلت ہے۔ صرف اپنی عظمت اور شیخی جتانے کو محاصل مانگتا ہے۔ اور ہمارا روپیہ مارنا چاہتا ہے۔ اگر کوئی بادشاہ ہوتا تو وہ خود آ کر لیتا۔ وہ آپ کیوں نہیں آیا۔ مگر لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَ عَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا۔[2] (الفرقان:۲۲) (الحکم جلد ۶ نمبر ۲ مورخہ ۱۷؍جنوری ۱۹۰۲ء صفحہ ۸ تا ۱۰)

کیا بڑا بول بولا۔ نادان زمیندار بادشاہ کو طلب کرتا ہے۔ اسے معلوم نہیں کہ بادشاہ تو رہا ایک طرف اگر ایک معمولی سا چپڑاسی بھی آ گیا تو وہ مار مار کر سر گنجا کر دے گا اور محاصل لے لے گا۔ اسی طرح پر ماموروں کے مخالف ایسے ہی اعتراض کیا کرتے ہیں لیکن جب ملائکہ کا نزول ہو جاتا ہے۔ پھر ان

---

[1] اور اگر اللہ کو رسول ہی بھیجنا ہوتا تو وہ فرشتوں کو اتارتا۔

[2] یہ لوگ بڑا تکبر رکھتے ہیں اپنے نفس میں اور سر چڑھ گئے ہیں بڑی شرارت میں۔

پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑتے ہیں جو انہیں یا تو چکنا چور کر دیتے ہیں۔ اور یا وہ ذلیل وخوار حالت میں رہ جاتے ہیں اور یا منافقانہ رنگ میں شریک ہو جاتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تین قسم کے لوگ ہوتے تھے۔ ایک وہ جو سابق اوّل من المہاجرین تھے اور دوسرے وہ جو فتح کے بعد ملے ہیں اور تیسرے اس وقت جو رَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا[1] (النصر: ۳) کے مصداق تھے۔ اسی طرح جو لوگ عظمت و جبروتِ الٰہی کو پہلے نہیں دیکھ سکتے آخران کو داخل ہونا پڑتا ہے اور اپنی بودی طبیعت سے اپنے سے زبردست کے سامنے مامور من اللہ کو ماننا پڑتا ہے اور بلکہ آخر يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ[2] (التوبة: ۳۰) کے مصداق ہو کر رہنا پڑتا ہے۔

پھر اس سے ایک اور گندہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جب ملائکہ بھی نہیں آتے۔ ہمیں بھی الہام نہیں ہوتا۔ کشف نہیں ہوتا۔ اور یہ دو کا ندار بھی نہ سہی۔ مگر یہ بھی تو دیکھیں کہ کیا ہمارے پیشوایانِ مذہب نے اس کو مان لیا ہے؟ وہ لوگ چونکہ اپنے نفس کے غلام اور اپنے جذبات کے تابع فرمان ہوتے ہیں۔ اس لئے پھر کہہ دیتے ہیں کہ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْۤ اٰبَآءِنَا الْاَوَّلِيْنَ ہم نے یہ باتیں جو یہ بیان کرتا ہے اپنے آباواجداد سے تو کبھی بھی نہیں سنی ہیں۔ جب کوئی مامور من اللہ آتا ہے تو نادان بدقسمتی سے یہ اعتراض بھی ضرور کرتے ہیں کہ یہ تو نئی نئی بدعتیں نکالتا ہے اور ایسی تعلیم دیتا ہے جس کا ذکر بھی ہم نے اپنے بزرگوں سے نہیں سنا۔

اس وقت بھی جب خدا کی طرف سے ایک مامور ہو کر آیا اور اس نے سنتِ انبیاء کے موافق ان بدعتوں اور مشرکانہ تعلیموں کو دور کرنا چاہا جو قوم میں بعدِ زمانہ کے باعث پھیل گئی تھیں تو ناعاقبت اندیش ناقدرشناس قوم نے بجائے اس کے کہ اس کی آواز پر آگے بڑھ کر لبّیك کہتی اس کی مخالفت شروع کی اور نوحؑ کی قوم کی طرح اس کی باتوں کو سن کر یہی کہا مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْۤ اٰبَآءِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۔ یہ

---

[1] تو دیکھے لوگوں کو کہ اللہ کے دین میں فوج درفوج داخل ہو رہے ہیں۔

[2] وہ جزیہ دیں اپنے ہاتھ سے اور وہ بے قدر ذلیل ہوں۔

سلف کے خلاف ہے۔ یہ اجماعِ امت کے مخالف ہے۔ فلاں بزرگ کے اقوال میں کہاں لکھا ہے؟ فلاں مفسر کے مخالف ہے وغیرہ وغیرہ یہی صدائیں ہمارے کان میں آ رہی ہیں۔ ورنہ اگر غور کیا جاتا اور ذرا ٹھنڈے دل سے ان باتوں پر توجہ کی جاتی جو خدا کا مامور لے کر آیا تھا اور سنن انبیاء کے موافق اس کی تعلیم کو دیکھا جاتا تو آسانی کے ساتھ یہ عقدہ حل ہو سکتا تھا۔ مگر افسوس ان نادانوں نے جلد بازی سے وہی کہا جو پہلے معترضوں اور مخالفوں نے کہا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف میں انبیاء و رسل کے مخالفوں کے اعتراضوں کو پڑھ کر مجھے بڑی عبرت ہوئی ہے۔ اور خدا کے فضل سے میں اس مقام پر پہونچ گیا ہوں کہ میرے سامنے اب کسی نشان یا اعجاز کی ضرورت میرے ماننے کیلئے نہیں رہی۔ اسی لئے تمہیں میں یہ اصول سمجھاتا ہوں کہ مامور من اللہ جب آتے ہیں تو کیا لے کر آتے ہیں؟ اور ان پر کس قسم کے اعتراض کئے جاتے ہیں؟ میں نے بارہا معترضوں اور مخالفوں سے اب بھی پوچھا ہے کہ وہ کوئی ایسا اعتراض کریں جو کسی پہلے نبی پر نہ کیا گیا ہو؟ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ کوئی نیا اعتراض پیش نہیں کرتے۔ میں تعجب کرتا ہوں کہ آج جو لوگ حضرت اقدس[۱] کی مخالفت میں اُٹھے ہیں۔ ان کے معتقدات کا تو یہ حال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی اصل غرض اور قرآن شریف کی تعلیم کا خاص منشاء دنیا میں سچی توحید کا قائم کرنا تھا۔ مگر لوگوں کو پوچھو تو وہ مسیحؑ کو خالق مانتے ہیں کَخَلْقِ اللّٰہِ۔ شافی مانتے ہیں۔ عالم الغیب یقین کرتے ہیں۔ مُحْیِیْ اُسے مانتے ہیں۔ حلال و حرام ٹھہرانے والا اُسے سمجھتے ہیں۔ قدوس وہ ہے۔ ساری دنیا کے راستبازوں حتّٰی کہ اصفی الاصفیاء سرورِ انبیاء حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم تک کو مسِّ شیطان سے بَری نہیں سمجھتے۔ مگر مسیحؑ کو بَری کرتے ہیں۔ مسیح خلاء میں ہے۔ زندہ ہے مگر باقی سارے نبی فوت ہو چکے۔ اس کے آئندہ مرنے کے دلائل بھی بودے۔ کمزور اور ایسے الفاظ پر مشتمل ہیں کہ ان پر بہت سے اعتراض ہو سکتے ہیں۔ غرض وہ کونسی صفت خدا میں ہے جو مسیح میں نہیں مانتے؟ اس پر بھی جو ایک خدا کے ماننے کی تعلیم دیتا ہے اور خدا کی عظمت و جلال کو اسی طرح قائم کرنا چاہتا ہے جیسے انبیاء کی فطرت میں ہوتا ہے۔ اس پر اعتراض کیا جاتا ہے اور اس کی تعلیم کو کہا جاتا ہے کہ

۱؎ حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ مرتّب

سلف کے اقوال میں اس کے آثار نہیں پائے جاتے۔ افسوس!! یہ لوگ اگر انبیاء علیھم السلام کی مشترکہ تعلیم کو پڑھتے اور قرآن شریف میں ماموروں کے قصص اور ان کے مخالفوں کے اعتراضوں اور حالات پر غور کرتے تو انہیں صاف سمجھ میں آ جاتا کہ یہ وہی پرانی تعلیم ہے جو نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیھم السلام اور سب سے آخر خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آیا تھا۔ اگر تعلیم پر غور نہ کر سکتے تھے تو ان اپنے اعتراضوں ہی کو دیکھتے کہ کیا یہ وہی تو نہیں جو اس سے پہلے ہر زمانہ میں ہر مامور پر کئے گئے ہیں مگر افسوس تو یہ ہے کہ یہ قرآن شریف کو پڑھتے ہی نہیں۔

غرض یہ بھی ایک مرحلہ ہوتا ہے جو مامور من اللہ اور اس کے مخالفوں کو پیش آتا ہے اور اس زمانہ میں بھی پیش آیا پھر جب یہ لوگ گھبرا اٹھتے ہیں اور لوگوں کو دینِ الٰہی کی طرف رجوع کرتا ہوا پاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ انکی مخالفتیں اور عداوتیں مامور کے حوصلے اور ہمت کو پست نہیں کر سکتی ہیں اور وہ ہر آئے دن بڑھ بڑھ کر اپنی تبلیغ کرتا ہے اور نہیں تھکتا اور در ماندہ نہیں ہوتا اور اپنی کامیابی اور مخالفوں کی ہلاکت کی پیشگوئیاں کرتا ہے جیسے نوح علیہ السلام نے کہا کہ تم غرق ہو جاؤ گے اور خدا کے حکم سے کشتی بنانے لگے تو وہ اس پر ہنسی کرتے تھے۔ نوحؑ نے کیا کہا اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ (ھود:۳۹) اگر تم ہنسی کرتے ہو تو ہم بھی ہنسی کرتے ہیں اور تمہیں انجام کا پتہ لگ جاوے گا کہ گندے مقابلہ کا کیا نتیجہ ہوا۔ اسی طرح پر فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ سن کر کہا۔ قَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ (المؤمنون:۴۸) اسکی قوم تو ہماری غلام رہی ہے هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ (الزخرف:۵۳) یہ کمینہ ہے اور بولنے کی اس کو مقدرت نہیں اور ایسا کہا کہ اگر خدا کی طرف سے آیا ہے تو کیوں اس کو سونے کے کڑے اور خلعت اپنی سرکار سے نہیں ملا۔ غرض یہ لوگ اسی قسم کے اعتراض کرتے جاتے ہیں۔ اور جب اس کی انتھک کوششوں اور مساعی کو دیکھتے ہیں۔ اور اپنے اعتراضوں کا اس کی ہمت اور عزم پر کوئی اثر نہیں پاتے۔ بلکہ قوم کا رجوع دیکھتے ہیں تو پھر کہتے ہیں اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ (المؤمنون:۲۶) میاں یہ وہی آدمی ہے۔ انسان جس قسم کی دھت لگاتا ہے۔ اسی قسم کی رؤیا بھی ان کو ہو جاتی ہے۔ اس قسم کے خیالات کے اظہار سے وہ یہ کرنا چاہتے ہیں کہ

تا خدا کی پاک اور سچی وحی کو ملتبس کریں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ جیسے رَمّال، احمق جفّار، گنڈے والے، فال والے ایک سچائی کے ساتھ جھوٹ ملاتے ہیں اسی طرح اس سچائی کا بھی خون کریں۔ اس لئے کہہ دیتے ہیں کہ یہ دھت کی باتیں ہیں۔ یہ وعدے اور یہ پیشگوئیاں اپنے ہی خیالات کا عکس ہیں۔ دوستوں کیلئے بشارتیں اور اعداء کیلئے انذار۔ یہ جنوں کا رنگ رکھتے ہیں۔ عیسائی اور آریہ اب تک اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں اپنے مطلب کی وحی بنا لیتے ہیں۔ اور دور کیوں جائیں اس وقت کے کم عقل مخالف بھی یہی کہتے ہیں۔ مگر ایک عجیب بات میرے دل میں کھٹکتی ہے کہ وہ کافر جو نوح علیہ السلام کے مقابل میں تھے انہوں نے یہ کہا فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ (المؤمنون:۲۶) چند روز اور انتظار کرلو۔ اگر یہ جھوٹا اور کاذب مفتری ہے تو خود ہی ہلاک ہو جاوے گا۔ مگر ہمارے وقت کے ناعاقبت اندیش اندھوں اور نادانوں کو اتنی بھی خبر نہیں اور ان میں اتنی بھی صلاحیت اور صبر نہیں جو نوحؑ کے مخالفوں میں تھا۔ وہ کہتے ہیں فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خوب سمجھتے ہیں کہ کاذب کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ اس کی گردن پر جھوٹ سوار ہوتا ہے۔ خود اس کا جھوٹ ہی اس کی ہلاکت کیلئے کافی ہوتا ہے مگر وہ لوگ کیسے کم عقل اور نادان ہیں جو اس سچائی سے بھی دور جا پڑے ہیں۔ اور اس معیار پر صادق اور کاذب کی شناخت نہیں کر سکتے۔

میرے سامنے بعض نادانوں نے یہ عذر پیش کیا ہے کہ مفتری کیلئے مہلت مل جاتی ہے قطع نظر اس بات کے کہ ان کے ایسے بیہودہ دعویٰ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور آپ کی نبوت پر کس قدر حرف آتا ہے۔ قطع نظر اس کے ان نادانوں کو اتنا معلوم نہیں ہوتا کہ قرآنِ کریم کی پاک تعلیم پر اس قسم کے اعتراف سے کیا حرف آتا ہے۔ اور کیونکر انبیاء ورسل کے پاک سلسلہ پر سے امان اٹھ جاتا ہے؟ میں پوچھتا ہوں کہ کوئی ہمیں بتائے کہ آدمؑ سے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک اور آپؐ سے لے کر اس وقت تک کیا کوئی ایسا مفتری گزرا ہے۔ جس نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ وہ خدا کی طرف سے مامور ہو کر آیا ہے اور وہ کلام جس کی بابت اس نے دعویٰ کیا ہو کہ خدا کا کلام ہے۔ اس نے شائع کیا ہو اور پھر اسے مہلت ملی ہو۔ قرآن شریف میں ایسے مفتری کا تذکرہ یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک

اقوال میں پاک لوگوں کے بیان میں اگر ہوا ہے تو دکھاؤ کہ اس نے تَقَوّل عَلَی اللہ کیا ہو اور بچ گیا ہو۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ وہ ایک مفتری بھی پیش نہ کر سکیں گے۔

(الحکم جلد ۶ نمبر ۳ مورخہ ۲۴؍جنوری ۱۹۰۲ء صفحہ ۵،۶)

......میں جب اپنے زمانہ کے راست باز کے مخالفوں اور حضرت نوح علیہ السلام کے مخالفوں کے حالات پر غور کرتا ہوں تو مجھے اس زمانہ کے مخالفوں کی حالت پر بہت رحم آتا ہے کہ یہ ان سے بھی جلد بازی اور شتاب کاری میں آگے بڑھے ہوئے ہیں۔ وہ نوح علیہ السلام کی تبلیغ اور دعوت کو سن کر اعتراض تو کرتے ہیں مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ چندے اور انتظار کرلو۔ مفتری ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس کا جھوٹ خود اس کا فیصلہ کر دے گا۔ مگر یہ شتاب کار نادان اتنا بھی نہیں کہہ سکتے۔ العجب! ثم العجب!!　(الحکم جلد ۶ نمبر ۴ مورخہ ۳۱؍جنوری ۱۹۰۲ء صفحہ ۶۔۷)

۲۷، ۲۸۔ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ۔ فَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَ وَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ فَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَ اَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَ لَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ۔

ترجمہ۔ نوح نے کہا اے میرے رب! میری مدد فرما کیوں کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے۔ تو ہم نے اس کی طرف وحی بھیجی کہ ہماری آنکھوں کے سامنے ایک کشتی بنا اور ہمارے ہی حکم سے اور جب ہمارا حکم آئے اور جوش مارے دن چڑھے یا ابلنے لگے تنور تو کشتی میں بٹھا لینا ہر ایک میں سے دو دو نر و مادہ کا جوڑا اور تیرے گھر والوں کو مگر اس کو نہیں جس کے لئے پہلے حکم ہو چکا ہے ڈوبنے کا اور نہ کچھ مجھ سے پوچھنا ان ظالموں کے بارہ میں کیونکہ وہ ضرور ڈبائے جاویں گے۔

تفسیر۔ التَّنُّوْرُ۔ (۱)۔ وہ مکان جس میں روٹیاں پکاتے ہیں (۲)۔ زمین کے اوپر کا حصہ۔ ۳۔ اونچی جگہ ۴۔ جہاں سے چشمہ نکلے ۵۔ پچھلی رات کے بعد صبح صادق کے وقت کو بھی کہتے ہیں۔　(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۹)

فَارَ التَّنُّوْرُ ۔سحر کا وقت آ گیا۔زمین کے اوپر پانی آ گیا۔عذاب زور سے آ گیا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۸)

شریروں کی شرارت اور تکذیب حد سے گزر گئی تو چونکہ مامور من اللہ بھی انسان ہی ہوتا ہے۔ اعداء کی تکذیب اور نہ صرف تکذیب بلکہ مختلف قسم کی تکالیف خود اسے اور اس کے احباب کو دی جاتی ہیں۔تو وہ بے اختیار ہو کر لَوْ كَانَ الْوَبَاءُ الْمُتَبَّرُ[1] کہہ اٹھتا ہے ایسی حالت میں حضرت نوح علیہ السلام نے بھی کہا رَبِّ انْصُرْنِىْ بِمَا كَذَّبُوْنِ۔اے میرے مولیٰ! میری مدد کرو۔میری ایسی تکذیب کی گئی ہے جس کا تو عالم ہے۔جب معاملہ اس حد تک پہونچا تو خدا کی وحی یوں ہوتی ہے اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَ وَحْيِنَا ہماری وحی کے موافق ہماری نظر کے نیچے ایک کشتی تیار کرو اور اپنے ساتھ والوں کو بھی ساتھ لے لو۔تو ہم تم کو اور تمہارے ساتھ والوں کو بچا لیں گے۔اور شریر مخالفوں کو غرق کر دیں گے۔ چنانچہ حضرت نوحؑ نے ایک کشتی تیار کی اور اپنی جماعت کو لے کر اس میں سوار ہوئے۔خدا کا غضب پانی کی صورت میں نمودار ہوا۔وہی پانی حضرت نوحؑ کی کشتی کو اٹھانے والا ٹھہرا۔اور اسی نے طوفان کی صورت اختیار کر کے مخالفوں کو تباہ کر دیا۔اور نتیجہ نے حضرت نوح علیہ السلام کی سچائی پر مہر کر دی۔غرض یہ آسان پہچان ہے راست باز کی......جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو اپنی خاص حفاظتوں میں لاتا ہے۔ارضی بیماریوں اور دکھوں سے بچاتا ہے۔آسمانی مشکلات سے بھی محفوظ رکھتا ہے اور اسکی نصرت فرماتا ہے۔اسی طرح وہ لوگ جو سچے طور سے اس کا ساتھ دیتے ہیں یا یوں کہو کہ ان کے رنگ میں رنگین ہو کر وہی بن جاتے ہیں۔سچا تقویٰ اور حقیقی ایمان حاصل کرتے ہیں۔اور مامور کا ادھورا نمونہ بھی بن جاتے ہیں تو مقتدا کی عظمت و ترقی اور نصرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ ان کو بھی شریک کر لیتا ہے۔ (الحکم جلد ۶ نمبر ۴ مورخہ ۳۱؍جنوری ۱۹۰۲ء صفحہ ۷)

۳۰۔ وَ قُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِىْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ۔

ترجمہ ۔اور کہنا اے میرے رب! ہمیں اتارنا مبارک منزل میں اور تو ہی بہتر مقاموں میں اتارنے والا ہے۔

تفسیر۔وَ قُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِىْ ۔تعلیم سکھائی۔دکھ سے نجات پا کر بھی انسان دعا سے غافل نہ ہو۔آجکل کل قوموں نے دعا کو چھوڑ دیا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۷ ۳ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۷۹)

---

[1] کاش! ہلاکت خیز وباہی آجائے۔

۳۳۔ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور ان میں بھیجا ہم نے انہی میں کا ایک رسول کہ اللہ ہی کی عبادت کرنا۔ تمہارا کوئی سچا معبود نہیں اللہ کے سوا تو کیا تم کچھ بھی اس سے نہیں ڈرتے بدیوں سے کیوں نہیں بچتے۔

تفسیر۔ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ۔ تم کیوں بدیوں سے نہیں بچتے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۰)

۳۴۔ وَ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَ اَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَ يَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور اس کی قوم کے رعب دار سردار بولے جو کافر تھے اور جھٹلاتے تھے آخرت کی ملاقات کو اور ہم نے ان کو آرام دے رکھا تھا دنیا کی زندگی میں بولے یہ تو تمہارے ہی جیسا ایک آدمی ہے وہ بھی کھاتا ہے اسی قسم سے جس سے تم کھاتے ہو اور پیتا ہے جس میں سے تم پیتے ہو۔

تفسیر۔ اس سورۃ کے شروع میں خدا تعالیٰ نے مومنوں کے اوصاف بیان فرمائے۔ اب حضرت نوحؑ کا ذکر کرتا ہے جو لوگ مفلح ہوتے ہیں ان میں ایک نوحؑ تھا۔

اَلْمَلَاُ۔ جن کی بات کی طرف لوگ جھکتے ہیں۔ درباری، اشراف، حاکم، بڑے دنیادار۔

مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ۔ انہوں نے مساوات کیلئے کھانے پینے کی حالتوں پر غور کیا کہ ہماری مانند ہے۔ اس قسم کے خیالات انسان کو اتباعِ حق سے محروم رکھتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۰)

۴۰۔ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ۔

ترجمہ۔ پیغمبر نے کہا اے میرے رب! میری مدد کر کیونکہ انہوں نے مجھ کو جھٹلایا۔

تفسیر۔ رَبِّ انْصُرْنِیْ ۔انبیاء کے ہاتھ میں بھی ایک ہتھیار ہوتا ہے۔جسے دعا کہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۰)

۴۲۔ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔

ترجمہ۔ پھر ان کو ایک عذاب نے آلیا سچے وعدہ کے مطابق تو ہم نے ان کو کچرے کوڑے کے جیسا کردیا تو دوری ہے ظالموں کو۔

تفسیر۔فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ ۔...... یہ قصہ ثمود کا نہیں۔حضرت نوحؑ کا ہے صیحہ کے معنے عذاب کے ہیں۔اور مطلق آواز کے بھی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۰)

۵۱۔ وَ جَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَ اُمَّهٗۤ اٰيَةً وَّ اٰوَيْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّ مَعِيْنٍ۔

ترجمہ۔ اور ہم نے بنایا عیسیٰ کو اور عیسیٰ کی ماں کو نشانی۔ دونوں کو پناہ دی ایک اونچی جگہ سبزہ زار میں جو ٹھہرنے کی جائے پسندیدہ اور بہتے شیریں پانی کی جائے ہے۔

تفسیر۔ وَ اُمَّهٗۤ اٰيَةً ۔آیت کے معنے نیک نمونہ

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۰)

اٰوَيْنٰهُمَاۤ اِلٰى رَبْوَةٍ ۔ کشمیر (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۸)

۵۲۔ يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۔

ترجمہ۔ ہم نے کہا اے رسولو! کھاؤ پاکیزہ چیزیں اور نیک عمل کرو۔ جو کچھ تم نیک عمل کرتے ہو کچھ شک نہیں کہ میں اسے بخوبی جانتا ہوں۔

تفسیر۔ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ ۔ یہ عملِ صالح کے نصیب ہونے کی کلید بتادی ہے کہ طیب کھایا کرو۔ کیونکہ بغیر رزقِ طیب عملِ صالح کی توفیق حاصل نہیں ہوتی۔

اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۔اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا فکر جس کو ہے وہ ضرور عملِ صالح کرتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۰)

۵۴۔ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ۔

ترجمہ۔ پھر انہوں نے اپنی بات میں پھوٹ ڈال کر دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیا۔اور ہر ایک جماعت اس حصہ سے جو اس کے پاس ہے خوش ہے۔

تفسیر۔ زُبُرًا۔......ایک معنے تو ہیں کہ ہر گروہ یہی سمجھ بیٹھا کہ بس یہی کتابِ الٰہی ہے جو ہمارے پاس ہے۔(۲)۔ یا یہ معنے کہ اور اور نئی نئی کتابیں تصنیف کر دیں۔ جو اصل الاصول کتاب کے خلاف تھیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۰)

۵۸ تا ۶۲۔ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ۔ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ۔ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ۔ وَ الَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّ قُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ۔ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَ هُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ۔

ترجمہ۔جولوگ اپنے رب کے خوف سے ڈرے۔اور جو اپنے رب کی آیتوں پر یقین رکھتے ہیں۔اور جو لوگ اپنے رب کا کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے ہیں۔اور جو دیتے ہیں جو کچھ کہ دیتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے ہیں کہ بے شک ان کو ان کے ربّ کی طرف لوٹنا ہے۔یہی لوگ جلدی کرتے ہیں نیک کاموں میں اور وہی اس کے لئے سبقت لے جانے والے ہیں۔

تفسیر۔وَجِلَةٌ۔ڈر رہے ہیں بایں خیال کہ ہمارے اعمال قابلِ قبول ہوئے ہیں یا نہیں۔عائشہ صدیقہؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ اگر آدمی زنا کرے، چوری کرے۔ پھر بھی خوف کرے۔تو نجات پائے گا؟ فرمایا نہیں۔اے ابنۃ الصدیق! بلکہ وہ نیک کام کرے اور ساتھ ہی ڈرے کہ قبول بھی ہوا ہے یا نہیں۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۰)

يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا۔نیکی کرتے ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۸)

مولیٰ کریم۔ رحمان ورحیم مولیٰ۔ ان آیات میں انسان کوان راہوں کی طرف راہنمائی کرتا ہے جواس کو ہر ایک قسم کے سکھوں کی طرف لے جاتے ہیں اور اپنے ہم چشموں اور ہم عصروں میں معزز وموقر بنادیتے ہیں۔

انسان فطرتی طور پر چاہتا ہے کہ ہر ایک قسم کے سکھوں اور آراموں اور بھلی باتوں کو حاصل کرے اور پھران میں سب سے بڑھ کر رہنا چاہتا ہے۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ اس کے متعلقین خوش وخورسند ہیں اور لوگوں کو بھلائی کی طرف متوجہ پاتا ہے۔ اس کے دل میں یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ فلاں بھلائی میں سعادت مند قدم رکھا ہے اور فلاں شخص نے بھی رکھا ہے۔ پس میں سب سے بڑھ کر سبقت لے جاؤں۔ غرض عام طور پر انسان فطرۃً ایک کمپی ٹیشن[۱] میں لگا رہتا ہے اور ساتھ والوں سے سر برآوردہ ہونے کا آرزومند ہوتا ہے۔ بچے چاہتے ہیں کہ کھیل میں دوسری پارٹی سے بڑھ کر رہیں اور جیت جاویں۔ عورتیں کھانے، پہننے، لباس وزیورات میں چاہتی ہیں کہ اپنی ہم نشینوں سے بڑھ کر رہیں۔ پس یہ خواہش اور آرزو جو فطرتی طور پر انسان کے دل میں پائی جاتی ہے۔ اس کے پورا کرنے کے اسباب اور وسائل قرآن کریم میں اس مقام پر رحیم کریم مولیٰ بیان فرماتا ہے اور وہ چند ایک اصول پر مشتمل ہے۔

پہلا اصل: انسان غور کرے کہ اس کے دل میں اپنے سے بڑے کا ڈر ہوتا ہے۔ ادنیٰ ادنیٰ کام والے لوگ نمبردار کا اور نمبردار تحصیلدار کا اور تحصیلدار حکامِ بالادست کا ڈر رکھتے ہیں۔ ماتحت اگر افسروں کا ڈر دل میں نہ رکھیں تو وہ اپنے فرضِ منصبی کو اس خوبی اور صفائی سے نہ کریں۔ جس سے وہ اس ڈر کی حالت میں کرتے ہیں۔ اب اس اصل کو زیرِ نظر رکھ کر مولیٰ کریم فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو نیکیوں اور بھلائیوں کے کمپیٹیشن اور مقابلہ میں سرفراز ہوتے ہیں۔ سب سے پہلے وہ ہر ایک کام کرتے وقت اس بات کا لحاظ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا نگران ہے اور ان کے ہر فعل، کھانے، پینے، دوستی، دشمنی، بغض وعداوت، لین دین۔ غرض تمام معاملات میں ان کو دیکھتا ہے۔

۱؎ مقابلہ یا مُسَابَقَہ۔ (مرتب)

پس مومن وہ ہوتے ہیں۔خیرات میں وہ بڑھتے ہیں جوان اعمال وافعال کے وقت علیم وخبیر کی ذات اورنگرانیوں پرنگاہ کرتے ہیں اور ہرآن خوف وخشیت الٰہی سے لرزاں رہتے ہیں۔اس لئے ہرایک کام میں خواہ کھانے پینے کا ہو، یا بغض وعداوت ہو، دوستی ہو یا دشمنی ہر بات میں خوش رہنے اور بڑھ کر رہنے کیلئے پہلا اورضروری اصل کیا ہے؟ خشیتِ الٰہی عمل کرنے سے پہلے دیکھ لیا کرو کہ یہ عمل خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کی وجہ سے کسی سرخروئی کا باعث ہے یا اس کی نارضامندی کا موجب ہوکر سیاہ روئی کا پیش خیمہ؟ خوفِ الٰہی کے بعد دو اصل اور ہیں۔ وہ کیا؟ ایک اخلاص دوسرا صواب۔کوئی عمل صالح ہونہیں سکتا جب تک اخلاص اورصواب نہ ہو۔

اخلاص کیا ہے؟ اخلاص کے معنے ہیں کہ جو کام کرواس میں یہ مدنظر ہوکہ مولا کریم کی رضا حاصل ہوحبّ ہوتو حُبَّ لِلّٰہ ہو۔بغض ہوتو بغض للّٰہ ہو۔کھاؤ تواس لئے کہ کھانے کا حکم دیا ہے۔ پیتے ہوتو سمجھ لوکہ وَاشْرَبُوْا کے حکم کی تعمیل ہے۔غرض سارے کاموں میں اخلاص ہو۔رسم وعادت،نفس وہوا کی ظلمت نہ ہو۔اندرونی جوش اس کے باعث نہ ہوئے ہوں۔

صواب کیا ہے؟ کہ ہر بھلا کام اس طرح پر کیا جاوے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے اوررسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کر کے دکھایا ہے۔اگر نیکی کرے مگر نہ اُس طرح جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سکھائی ہے وہ راہِ صواب نہیں۔غرض یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس کام کے کرنے میں اجازت سرکاری ہے یا نہیں۔اور پھر اللہ کی رضا مقصود ہے یا نہیں۔ پس کام کروخشیت الٰہی سے اور پھر اخلاص وصواب ہے۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ۔ اللہ تعالیٰ کے احکام پر ایمان لاتے ہیں اور وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اعمال اورترکِ اعمال میں کسی کوشریک نہیں کرتے۔نیکی کواس لئے کرے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کا باعث ہے اوراسی کے لئے اس کو کرے اور بدیوں سے اس لئے اجتناب کرے کہ خدا نے ان کو برا فرمایا۔اوران سے روکا ہے اوررسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع مدنظر رکھ کر نیکی کرے۔نیکی کرتا ہوا بھی خوفِ الٰہی کو دل میں جگہ دے

کیونکہ وہ نکتہ نواز اور نکتہ گیر ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ جنابہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عرض کرتی ہیں کہ بدیاں کرتے ہوئے خوف کریں فرمایا نہیں نہیں۔ نیکیاں کرتے ہوئے خوف کرو۔ جو نیکیاں کرنے کی ہیں کرو۔ اور پھر حضورِ الٰہی میں ڈرتے رہو کہ ایسا نہ ہو کہ عظیم وقدوس خدا کے حضور کے لائق ہیں یا نہیں۔ ایسے لوگ ہیں جو يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ کے مصداق ہوتے ہیں یعنی اوّل اور آخر میں خشیت ہو۔ فعل اور ترکِ فعل اخلاص اور صواب کے طور پر ہوں اور وہ بھلائیوں کے لینے والے اور دوسرے سے بڑھنے والے ہیں۔ (الحکم جلد ۳ نمبر ۱۴ مورخہ ۱۹/اپریل ۱۸۹۹ء صفحہ ۴)

۶۳۔ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور ہم کسی شخص کو تکلیف نہیں دیتے مگر اس کی طاقت کے موافق اور ہمارے پاس ایک محفوظ تحریر ہے جو سچ سچ بولتی ہے اور ان پر کچھ بھی ظلم نہ ہوگا۔

تفسیر۔ وسوسۂ شیطانی یہ بھی آجاتا ہے کہ یہ راہ کٹھن ہے کیونکر چلیں گے خدائے تعالیٰ خود ہی اس وسوسہ کا جواب دیتا ہے لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا کہ ہم نے جو اعمال کے کرنے کا حکم دیا ہے اور نواہی سے روکا ہے وہ مشکل نہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ عدم استطاعت پر حج کا حکم ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اوامر ونواہی ایسے ہیں کہ عمل کر سکتا ہے اور ان سے باز رہ سکتا ہے۔

اور یہ امر بھی بحضورِ دل یاد رکھو کہ بعض اعمال بھول جاتے ہیں۔ جنابِ الٰہی کے ہاں بھول نہیں بلکہ فرمایا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔ یاد رکھو جنابِ الٰہی میں اعمال محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ خدا کے ہاں ظلم نہیں ہوتا۔ (الحکم جلد ۳ نمبر ۱۴ مورخہ ۱۹/اپریل ۱۸۹۹ء صفحہ ۴)

۶۴، ۶۵۔ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ۔ حَتّٰى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْـَٔرُوْنَ۔

ترجمہ۔ بلکہ ان کے دل قرآن سے غفلت میں ہیں اور اس کے سوا ان کے بہت سے کرتوت ہیں جس کو وہ کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ہم پکڑ لیں گے ان کے آسودہ لوگوں کو عذاب میں تو فوراً یہ

چلّا اٹھیں گے۔

تفسیر۔ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ۔ اس حق کے خلاف

يَجْـَٔرُوْنَ۔ بیل کے اڑانے کو جُؤار کہتے ہیں۔

نصیحت۔ جو دنیا میں کسی کو تحقیر کے رنگ میں برا کہتے ہیں۔ وہ مرتے نہیں جب تک کہ اس میں خود مبتلا نہ ہولیں (۲) ہر سنی ہوئی بات کو قبول نہ کر لے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۰)

۷۹۔ وَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ۔

ترجمہ۔ اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں بنائیں اور دل۔ تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔

تفسیر۔ بہت دفعہ میں نے سنا یا ہے کہ محبت احسان سے پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی اس کتاب میں بہت سے احسانوں کا ذکر فرماتا ہے۔ اس ذاتِ بابرکات کے احسانات کی کوئی حد نہیں۔ آدمی کو چاہیے کہ قدر کرے اور کسی تکلیف سے گھبرا کر ناشکری کے کلمات نہ نکالے۔

اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ۔ کان کیا مفید چیز ہے کہ اس سے ہم نبیوں کی آوازیں سنتے ہیں پھر اور قسم قسم کی آوازیں سن کر فائدہ اٹھاتے ہیں بلکہ اس کے ذریعے کئی ہزار مائل کی خبریں تار برقی میں سنتے ہیں۔

وَ الْاَبْصَارَ۔ آنکھ کیا ہے۔ ایک چھوٹا سا نقطہ ہے جس کے ذریعے حسن و جمال کی دلربا تصویریں دیکھتے ہیں۔

وَ الْاَفْـِٕدَةَ۔ کان بھی ہوں، آنکھیں بھی ہوں مگر دل نہ ہو تو یہ سب بیکار۔ پاگل خانہ میں جا کر دل کی صحت کا تماشہ دیکھو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۰)

۸۱۔ وَ هُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ وَ لَهُ اخْتِلَافُ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ۔ وہی جلاتا ہے وہی مارتا ہے اور اسی کا کام ہے رات دن کا بدلنا، پھر کیا تمہیں کچھ بھی سمجھ نہیں۔

تفسیر۔ وَ لَهُ اخْتِلَافُ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ۔ لیل ونہار کا یہ اختلاف بھی ہے کہ ایک ملک میں رات ہے تو دوسرے میں دن۔

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ۔ عقل ایک صفت ہے۔ اس صفت سے انسان اپنے آپ کو بدیوں سے روک سکتا ہے۔ جو اپنے آپ کو بدیوں سے نہیں روک سکتا۔ وہی لایعقل ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۰)

۸۴۔ لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَ اٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ۔

ترجمہ۔ تحقیق کہ وعدہ مل چکا ہے ہم کو اور ہمارے باپ دادوں کو اس بات کا پہلے سے۔ یہ باتیں ہی کیا ہیں یہ تو اگلے لوگوں کی کہانیاں یا سطروں میں لکھا ہوا مضمون ہے۔

تفسیر۔ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ سطروں میں لکھا ہوا یا جمع اسطور۔ اسٹوری[۱]۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۰)

۹۲۔ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّ مَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۭ بِمَا خَلَقَ وَ لَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔

ترجمہ۔ نہ تو اللہ نے کوئی بیٹا بنایا نہ اس کے ساتھ کوئی معبود ہے، ورنہ ہر معبود اپنی مخلوق کو لے جاتا اور چڑھائی کرتا ایک دوسرے پر۔ اللہ پاک ہے اس سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔

تفسیر۔ وَ مَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ۔ ذاتی کمال کسی میں نہیں۔ کوئی بھی کامل تر زمانہ میں نہیں کیونکہ آئندہ زمانہ میں اس کو ترقی حاصل ہو سکتی ہے۔ پس آئندہ ترقی کے مقابلہ میں موجودہ حالت ضرور ناقص ہے۔

۱؎ STORY

اِلٰہٖ ۔وہ ہے جو ہر قسم کا ذاتی کمال رکھتا ہے اور اس کیلئے کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷ ؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۰)

۹۴ تا ۹۶ ۔ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ۔ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۔ وَ اِنَّا عَلٰۤى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ۔

ترجمہ ۔تو کہہ دے اے میرے ربّ ! اگر تو مجھ کو دکھا دے جس سے ان کو ڈرایا جا رہا ہے ۔تو اے میرے رب ! مجھے ظالم قوموں میں نہ ملا لینا ۔اور ہم اس بات پر قادر ہیں کہ تجھے دکھلا دیں جو ان سے وعدہ کر رہے ہیں ۔

تفسیر ۔ رَبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ۔ انبیاء علیھم السلام کس طرح فتح مند ہوتے ہیں ان کا سِر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دعا کرتے ہیں ۔

رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۔اس دعا پر خوب غور کرو کہ کس قدر خوف کا مقام ہے ۔نبی کہتا ہے کہ ان پر جو عذاب آئے میں بھی ان ہی میں شامل نہ ہو جاؤں ۔

اللہ تعالیٰ بے باکی سے ناراض ہو جاتا ہے ۔بعض لوگ بڑے بڑے دعوے کر بیٹھتے ہیں اور آخر خطا کھاتے ہیں ۔اس میں یہ پیشگوئی بھی ہے کہ اہلِ مکہ پر عذاب کے وقت نبی کریمؐ ان میں موجود نہ ہوں گے ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷ ؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۰ ۔۱۸۱)

جب ہم یہ آیات پڑھتے ہیں ......تو یہ دو باتیں کھلتی ہیں ۔ایک تو یہ کہ اللہ کی ذات کس قدر غناء میں پڑی ہوئی ہے کہ وہ انبیاء جن کے مبارک وجود کی خاطر بعض اوقات تمام ملک کو بھی غرق کر دیتا ہے ۔اس کے حضور میں عاجزی سے گڑگڑانے کے محتاج ہیں اور دعا کی احتیاج سے خالی نہیں ۔اب دیکھئے حضرت نبی کریم صلعم کی خاطر عذاب آتا ہے ۔مگر دوسری جانب آپؐ ہی کے منہ سے کہلواتا ہے ۔ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ یعنی اے میرے رب مجھے ظالموں کی قوم میں نہ گردانیو ۔اس آفت میں میں نہ مبتلا ہو جاؤں ۔دوم یہ کہ وعدہ ہو یا وعید وہ ضرور ٹل سکتا ہے ۔چنانچہ فرماتا ہے ۔ اِنَّا عَلٰۤى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ۔یعنی ہم جو ان کو وعدہ دیتے ہیں ۔اس کے

دکھانے پر قادر ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ ضرور وہ وعدہ اسی رنگ میں پورا کریں گے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ قادر ہیں۔ چاہیں تو اسے بدل کر کسی اور رنگ میں پورا کر دیں۔ یہ نکتہ معرفت اگر خوب سمجھ لیا جائے تو پھر بروزِ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیوں پر کوئی اعتراض نہیں رہتا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۱۰۔ ماہ اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۳۹۷)

۹۷۔ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَصِفُوْنَ۔

ترجمہ۔ برائی کا دفعیہ ایسی خصلت سے کر جو بہت اچھی ہو۔ ہم تو بخوبی جانتے ہیں یہ لوگ جو بیان کیا کرتے ہیں۔

تفسیر۔ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ۔ اگر کوئی بدی ہو تو اس کیلئے عمدہ تدبیر سوچتے رہو کہ یہ بدی کس طرح دور ہو۔ بدیوں کے دور کرنے کیلئے باریک در باریک تدابیر ہیں۔ منجملہ ان کے ایک دعا ہے پھر قول مُوَجَّہ۔ سمجھانا۔ علانیہ نصیحت کرنا بھی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷ر جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۱)

اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ السَّیِّئَةَ (المؤمنون:۹۷) ہٹا وے ایسی ترکیب سے کہ وہ خوبیاں رکھتی ہو ہر ایک بدی کو۔ بدی کو دور کرنے کے لئے عمدہ تدابیر کرتے رہو۔ مثلاً بدکار کے لئے دعا کرو جیسے انبیاء کرتے تھے۔ قول موجہ اور دلائل قویہ سے ہر بدکار کو سمجھاؤ۔ اگر مناسب مفید ہو تو اس سے اعراض کرو۔ ترک سلام کرو حتّٰی کہ مفید ہو تدابیر مناسبہ کے ساتھ پیٹنا سزا دینا جیسے حدود سرقہ و زنا میں وارد ہے مقابلہ ہی دفاع بالحسنہ ہے۔ یہ عجیب در عجیب تدابیر سوچنا اور بدی کو دنیا سے یا کسی شخص سے یا قوم سے دور کرنا بڑے صابر و متقی .... کا کام ہے۔ (بدر جلد ۹ نمبر ۸ مورخہ ۱۶ر دسمبر ۱۹۰۹ء صفحہ ۳)

۹۹۔ وَ اَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ۔

ترجمہ۔ اور تیری پناہ چاہتا ہوں اے میرے رب! اس سے کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔

تفسیر۔ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ۔ کوئی بدکار میرے پاس بھی نہ آنے پائے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷ر جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۱)

۱۰۰۔ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ۔

ترجمہ۔ جب آ پہنچے ان میں سے کسی کو موت تو کہے گا اے میرے رب! پھر مجھے واپس کیجئے۔

تفسیر۔ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۔ چاہیے اِرْجِعْ اور یہاں جمع آیا۔ یہ دراصل اِرْجِعْ اِرْجِعْ اِرْجِعْ تین مرتبہ کہنے کی جا بجا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۱)

۱۰۱۔ لَعَلِّیْۤ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَ مِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ۔

ترجمہ۔ تاکہ میں نیک عمل کروں اس کام میں جس کو میں چھوڑ آیا ہوں ایسا نہیں ہوسکتا بے شک وہ ایک بات ہے جو وہ بک رہا ہے اور ان کے آگے عظیم الشان روک ہے جب تک کہ وہ آخرت میں اٹھائے جائیں۔

تفسیر۔ اِنَّهَا كَلِمَةٌ ۔ عیسائی مسیح کو کلمہ کہنے سے درجہ الوہیت دیتے ہیں۔ دیکھو یہ بھی ایک ''کلمہ'' ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۱)

۱۰۵۔ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَ هُمْ فِیْهَا كٰلِحُوْنَ۔

ترجمہ۔ جھلس ڈالے گی ان کے چہروں کو آگ اور وہ اس میں کالے اور ترش رو ہو رہے ہوں گے۔

تفسیر۔ كٰلِحُوْنَ ۔ یعنی سکڑ جانے والے۔ چمڑے کو جب آگ کے سامنے رکھیں اور وہ جلے تو سکڑ جاتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۱)

۱۱۰۔ اِنَّهٗ كَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا وَ اَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ۔

ترجمہ۔ ہاں ایک گروہ میرے بندوں میں ایسا بھی تھا جو کہا کرتا تھا اے ہمارے رب! ہم نے آپ کو مانا ہے تو آپ ہماری عیب پوشی فرمائیں اور ہم پر رحم کریں اور آپ سب رحیموں سے بڑھ کر رحیم ہیں۔

تفسیر۔ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا ۔ دنیا میں فائز المرام بننے کے واسطے یہ دعا ہے۔ وہ فریق خلفاء راشدین ہو گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۱)

۱۱۱۔ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰۤى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَ كُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ۔

ترجمہ۔تو تم نے اُن کی ہنسی اڑائی یہاں تک کہ وہ تم کو میرا ذکر بھلانے کے باعث ہوئے اور تم ان سے ہنستے ہی رہے۔

تفسیر۔ حَتّٰۤى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ ۔ جو شخص کسی پاک بندے کی ہنسی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو سزا دیتا ہے کہ وہ خدا کی یاد کو بھول جاتا ہے۔اِنْسَاء کی نسبت ان لوگوں کی طرف سبب کی وجہ سے ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷/جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۱)

۱۱۶۔ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ۔

ترجمہ۔تو کیا تم نے یہ سمجھا ہے کہ ہم نے تم کو بے کار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹائے ہی نہ جاؤ گے؟

تفسیر۔ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا ۔ کیا تمہیں یہ خیال ہے کہ ہم نے تم کو عبث پیدا کیا ہے۔ ایسا خیال تمہارا غلط ہوگا۔ ہمارے حضور تم کو آنا ہوگا۔ جب تم عبث نہیں بنائے گئے۔تو پھر سوچو کہ تم کیوں بنائے گئے ہو۔ (الحکم جلد ۵ نمبر ۱۴ مورخہ ۱۷/اپریل ۱۹۰۱ء صفحہ ۳)

۱۱۸۔ وَ مَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ۔

ترجمہ۔اور جو اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود بنا کر پکارے جس کی دلیل اس کے پاس کچھ نہیں تو بس اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے۔ بے شک یہ بات ہے کہ مظفر و منصور نہیں ہوں گے کافر۔

تفسیر۔اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۔ابتدا سورہ میں قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ فرمایا تھا۔اب اس کے مقابل میں کفار کا انجام بتایا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷/جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۱)

لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۔فلاح نہ پاتے کافر۔ابتدا میں فرمایا قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۸)

۱۱۹۔ وَ قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور کہہ اے میرے رب! مغفرت فرما اور رحم کر اور تُو تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

تفسیر۔ وَ قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ ۔کفر اور اس کے بدنتائج سے بچنے کی دعا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۷ ۳مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۱)



سُوْرَۃُ النُّوْرِ مَدَنِیَّۃٌ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔

ہم سورۃ النور کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ کے نام سے جو سب خوبیاں ہی رکھتا ہے اور برائیوں سے بالکل پاک ہے اور محض فضل سے رحم فرمانے والا اور محنت کا بدلہ بھی دینے والا ہے۔

سورۂ نور میں تمیز کا بیان ہے اور یہ کہ مطاعن سے بچنا چاہیے اور ان کے اسباب سے بھی۔ اور رسول کے ساتھیوں کا مقابلہ نہیں کرنا چاہیے۔ خلافت پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ کوئی سورۃ ایسی نہیں جس کے پہلے یہ لکھا ہو کہ ہم نے تم پر یہ حکم واجب یا فرض کیا ہے۔ یہ تاکید اس سورۃ کے ساتھ مخصوص ہے۔ خوب غور سے سنو اور عمل کرو۔

میرے ایک پیر شاہ عبدالغنی صاحب مہاجر فرماتے تھے کہ سورۂ نور قرآن شریف میں ہے۔ مگر ہندوستان کے لوگ اس پر عمل نہیں کرتے۔ اور اس کے ایک ٹکڑے کی طرف بھی متوجہ نہیں۔ (سورۂ) مومنون کے اخیر میں یہ اشارہ فرمادیا ہے کہ اس آنے والی سورۃ کے احکام پر جو عمل نہیں کریں گے۔ ان کو ہم مظفر و منصور کبھی نہ کریں گے۔ چنانچہ دیکھ لو ہندوستان کے مسلمانوں کا کیا حال ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۱)

میرے ایک شیخ تھے۔ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب نام مجدّدی۔ اور میں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اور اب تک ان کا معتقد ہوں۔ وہ فرماتے تھے کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے اس سورۃ میں سے ایک آیت پر بھی عمل نہیں کیا اور میرا بھی اتنی عمر کا تجربہ ہے کہ یہ بات درست ہے۔ اس واسطے اس سورۃ کو بہت غور اور توجہ سے سننا چاہیے اور اس پر عمل کرنے کی سعی کرنی چاہیے۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۱۴ مورخہ ۶؍ جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

اس سورۃ میں بتایا ہے کہ نبی کریمؐ تک یہ سلسلہ نہیں۔ بلکہ خلافت کا سلسلہ بھی تا یومِ قیامت ہے۔ خلافت کے منکر اور عیب چین ہوں گے۔ مگر آخر ذلیل۔ فرماتا ہے کہ مجرموں کو تو ہم سزا دینے کا حکم دیتے ہیں۔ انہیں خلفاء کیوں بنانے لگے۔ پس تم الزام دہی سے باز آؤ۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۸، ۴۶۹)

میں شاہ عبدالغنی صاحب کا مرید تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ اہلِ ہند نے سورۂ نور پر عمل ترک کر دیا ہے بلکہ اپنے لئے اس کو منسوخ ہی سمجھ لیا ہے۔ پس تم اس پر ضرور غور کرو۔ اس میں سب سے پہلے زنا کی مذمت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک عضو زنا کرتا ہے پس انسان ہر ایک عضو کا نگہبان بنے۔ (الحکم جلد ۸ نمبر ۲۵، ۲۶ مورخہ ۳۱ ؍جولائی و ۱۰ ؍اگست ۱۹۰۴ء صفحہ ۹)

۲۔ سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَ فَرَضْنٰهَا وَ اَنْزَلْنَا فِيْهَاۤ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔

ترجمہ۔ یہ ایک سورت ہے جس کو ہم نے اتارا اور لازم کیا اور اس میں اتاریں کھلی کھلی نشانیاں تا کہ تم بڑے آدمی بن جاؤ اور نصیحت لو۔

تفسیر۔ یہ ایک سورۃ ہے۔ ہم نے اس کو نازل کیا اور ہم نے اس کو فرض کر دیا اور ہم نے اس میں احکام اتارے جو کھلے کھلے ہیں تا کہ تم عمل درآمد کرو۔ اور قابلِ ذکر بن جاؤ۔ اس سورۃ پر عمل کرنے کے واسطے کس قدر تاکید اللہ تعالیٰ نے کی ہے۔ اوّل فرمایا۔ ہم نے اتارا۔ پھر فرمایا۔ ہم نے فرض کیا۔ فرض تو سارا قرآن شریف ہے کہ اس پر عمل کیا جائے مگر اس سورۃ کو پھر بالخصوص فرض فرمایا تا کہ مسلمان اس کی طرف توجہ کریں۔

اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ۔ کھلے کھلے احکام۔ موٹی باتیں جن کو سب لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ کوئی پیچیدہ اور نا قابلِ فہم یا خلافِ عقل باتیں نہیں ہیں بلکہ ایسی عمدہ اور درست باتیں ہیں جو ہر شخص کی سمجھ میں آ سکتی ہیں۔

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔ اس پر عمل کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم قابلِ ذکر آدمی بن جاؤ گے۔ مشاہیرِ زمانہ میں سے بن جاؤ گے۔ لوگ تم کو نمونہ پکڑیں گے اور امام بنائیں گے۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۱۴ مورخہ ۶ ؍جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۳۔ اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ ۪ وَّ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۚ وَ لْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد ہر ایک کو ان دونوں میں سے سوسو دُرّے مارو، اور تم کو ان دونوں پر ترس نہ آنا چاہیے اللہ کے دین میں جب تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور آخرت کے دن پر۔ اور چاہیے کہ آموجود ہواُن کی سزا کے وقت ایک جماعت ایمانداروں کی۔

تفسیر۔ اَلزَّانِيَةُ وَ الزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ زانی مرد اور عورت ہر ایک کو ان دونوں میں سے ایک سو کوڑہ مارو۔ یہ پہلا حکم ہے جو اس سورہ شریف میں نازل ہوا کہ جب کسی مرد اور عورت پر زنا کا الزام ثابت ہو جائے تو ان کی سزا یہ ہے کہ مرد کو بھی سو کوڑے مارے جائیں اور عورت کو بھی سو کوڑے مارے جائیں۔ وَ لَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ اور نہ پکڑے تم کو ان دونوں کے ساتھ نرمی اور ترس کھانا۔ اللہ تعالیٰ کے دین کے معاملہ میں۔ اگر ہو تم ایمان لانے والے ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے۔ کیا معنے۔ مومنوں کو نہیں چاہیے کہ ایسے لوگوں پر ترس کھا کر ان سے درگزر کر دیں۔ اور ان کو سزا نہ دیں کیونکہ اس میں فتنہ وفساد ہے۔ اور بالآخر مفید امران کے واسطے اور قوم اور تمدن کے واسطے یہی ہے کہ ایسے جرم کا مرتکب کھلے طور پر اپنی سزا کو پہنچے۔

وَ لْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ اور چاہیے کہ مشاہدہ کرے ان کے عذاب کو ایک گروہ مومنوں کا۔ سزا پبلک میں دینی چاہیے۔ اور مومنوں کو وہاں جمع ہونا چاہیے آجکل نیک کہلانے والے ایک جھوٹی نرم دلی کا بہانہ کر کے ایسے موقع پر جانے سے پرہیز کرتے ہیں۔ ایسا خیال گناہ ہے کیونکہ حکم الٰہی کے برخلاف ہے۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۱۴ مورخہ ۶ رجولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۴۔ اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً ۫ وَّ الزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُھَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ ۚ وَ حُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ۔

ترجمہ۔ بدکار مرد بدکار عورت سے نکاح کرتا ہے یا مشرک عورت سے، اور بدکار عورت بدکار مرد سے نکاح کرے گی یا مشرک سے اور یہ (نکاح زانیہ) حرام کیا گیا ہے ایمانداروں پر۔

تفسیر۔ بدکار تو بدکاروں یا بت پرست عورتوں کو ہی نکاح کرتے ہیں اور بدکار عورتیں بھی ایسی ہیں کہ انہیں بدکار یا مشرک ہی بیاہیں۔ اور ایمان والوں پر تو یہ باتیں حرام ہی ہیں۔

(تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۳۹)

اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ۔ زانی نکاح نہیں کرتا مگر کسی زانیہ سے۔

حُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ۔ ذٰلِکَ کے مرجع پر علماء میں بحث ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ زانیہ سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اور بعض یہ کہ زنا حرام ہے۔ پھر علماء میں اختلاف ہے کہ تہمتِ زنا لگانے والے کی گواہی جائز ہے یا نہیں؟ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۱)

زنا کرنے والا مرد نہیں نکاح کیا کرتا مگر ایسی عورت سے جو زنا کار ہو چکی ہے۔ یا کسی مشرکہ عورت سے اور زنا کرنے والی عورت نہیں نکاح کیا کرتی مگر کسی ایسے مرد سے جو زنا کار ہو چکا ہو۔ یا کسی مشرک سے اور حرام ہے یہ بات مومنوں پر۔ کیا معنے۔ کوئی مومن زنا کار سے نکاح نہ کرے۔ تعلقاتِ شادی سے پہلے جہاں دوسرے امور کی تحقیق و تفتیش کی جاتی ہے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ اچھی طرح سے دریافت کر لیا جائے کہ مرد یا عورت ایسے نہ ہوں جو زنا میں گرفتار ہیں۔ یہ تجربہ کی بات ہے کہ نیک بدکار کے مناسب حال نہیں ہوتا۔ اور بدکار نیک کے مناسب حال نہیں ہوتا۔

سوال۔ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ جب گناہ سے توبہ کرنے کے بعد تائبہ ایسی ہو جاتی ہے کہ گویا اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں تو پھر دوسری عورتوں کی طرح اس کا نکاح مومن کے ساتھ کیوں جائز نہیں؟

جواب: ایک کنچنی اپنے پیشہ کو چھوڑنے کے بعد بھی سب کے درمیان کنچنی ہی کہلاتی ہے کوئی اس

کو تائبہ نہیں کہتا۔ ہندو مسلمان ہو جاتا ہے تو پھر اس کو کوئی ہندو نہیں کہتا۔لیکن کنچنی باوجود نکاح کر لینے کے بھی لوگوں کے درمیان کنچنی ہی مشہور رہتی ہے۔علاوہ ازیں گزشتہ عادتِ بد کا کچھ ایسا اثر اندر ہی اندر رہتا ہے کہ اس کا جانا مشکل ہوتا ہے......ایک دفعہ ایک کنچنی تائبہ ہو کر ہمارے پاس آئی اور کہا کہ میں آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں۔ہم نے اس کو اسی آیت شریف کے حکم کے مطابق جواب دیا لیکن وہ اس خیال سے باز نہ آئی۔اور ہمارے پیچھے پڑی رہی تو ہم نے جواب دیا کہ ایک علیحدہ مکان لے لے۔اور گندے کام کو بالکل ترک کر دے۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیرا یہ نام ہٹا دے۔انہیں دنوں میں ایک نوجوان امیر زادہ جو ہمارا بھی واقف تھا۔اس کے پاس پہنچا اور اس کو اس طرح سے پھسلایا کہ میں ذمہ لیتا ہوں کہ تمہارا نکاح مولوی صاحب سے کرا دوں گا۔مگر چونکہ پھر تم ہمیشہ کے واسطے پردہ نشین ہو جاؤ گی اس واسطے اب تم ایک رات کیلئے میرے مکان پر آ جاؤ۔اپنی گزشتہ عادتِ بد کے مطابق اس کے واسطے یہ امر قبول کرنا مشکل نہ ہوا۔چنانچہ وہ اس کے مکان پر چلی گئی۔رات کو اس بدکار نے شراب نوشی سے اپنا دردِ شکم ظاہر کیا۔اور مجھے بلانے کو آدمی بھیجا کہ میں اس کا علاج کروں اگرچہ میں خود نہ گیا۔تاہم میرے شاگردوں کے جانے کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ عورت پھر کبھی میرے پاس نہ آئی۔اور اس جوان نے صبح کو ہم کو کہا کہ دیکھو کس آسانی سے ہم نے اس عورت کو آپ کے پاس سے دفع کیا۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۱۴ مورخہ ۶ر جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۵۔ وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّ لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور جو لوگ زنا کی تہمت لگائیں پاکدامن عورتوں کو پھر نہ لائیں چار گواہ تو ان کو اَسّی کوڑے مارو اور کوئی گواہی ان کی کبھی قبول نہ کرو اور یہی لوگ فاسق اور بدکار رہیں۔

تفسیر۔ اور جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاک دامن عورتوں پر۔ پھر نہیں پیش کرتے چار گواہ۔ ان کو اسّی ۸۰ کوڑے مارو اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔ یہ لوگ فاسق ہیں۔

اس آیت شریف میں دو حکم ہیں۔ اوّل تو یہ کہ جب تک چار گواہ نہ ہوں۔ کسی کا ایک عورت پر

تہمت لگانا قبول نہیں کیا جا سکتا۔ جب کبھی کوئی شخص کسی عورت کے متعلق زنا کار کا لفظ بولے تو ضرور ہے کہ اس سے چار گواہ طلب کئے جاویں۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ جو شخص چار گواہ نہیں لا سکتا اور یونہی کسی کو بدنام کرتا ہے۔ اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو اسّی ۸۰ کوڑے مارے جائیں اور پھر کسی معاملہ میں اس کی گواہی قبول نہ کی جائے۔

یہ ہر دو حکم نہایت ہی غور اور توجہ کے لائق ہیں۔ عموماً لوگوں کی عادت ہے کہ صرف خیالی طور پر بدظنی کر کے چہ جائیکہ رؤیت ہو اور پھر چار گواہ بھی ہوں۔ عوام میں کہنے لگ جاتے ہیں کہ فلاں مرد یا عورت نے زنا کیا۔ پھر ایسی باتوں کو لوگ اپنی مجلسوں کا شغل بناتے ہیں۔ خدا کے غضب سے ڈرنا چاہیے اور ایسی بات منہ پر نہیں لانی چاہیے۔ کیونکہ خدا نے ایسے آدمی کا نام فاسق رکھا ہے۔ جو بغیر چار گواہوں کے کسی پر اتہام لگاتا ہے۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۳؍ جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۴)

۶۔ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔

ترجمہ۔ ہاں جنہوں نے توبہ کر لی بعد ایسے کام کے اور سنور گئے تو بے شک اللہ غفور الرحیم ہے۔

تفسیر۔ مگر جن لوگوں نے اس کے بعد توبہ کی اور اپنی اصلاح۔ تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ جو لوگ ایسی شرارت کے بعد اپنی اصلاح کریں یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان ظاہر ہو جاوے کہ یہ اب اس طرز اور طریقہ کا آدمی نہیں رہا۔ اور نیک بن گیا ہے تو پھر دوسرے لوگوں کی طرح اس کی شہادت بھی قبول کی جاوے۔ اللہ تعالیٰ رحیم و کریم نادان جہال کی طرح کینہ ور نہیں۔ اس کے احکام ہماری درستی اور اصلاح کے واسطے ہیں۔ مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ[۱] (النساء:۱۴۸) مذکورہ بالا حکم ان اشخاص کے واسطے ہے جو کسی غیر مرد یا غیر عورت کے متعلق زنا کی بابت بولے۔ لیکن اپنی بیویوں کے متعلق ایسے فعل کے دیکھنے اور ظاہر کرنے کے بارے میں مفصلہ ذیل احکام ہیں۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۳؍ جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۴)

---

[۱] اللہ کیا کرے گا تم کو عذاب دے کر جب تم شکر گزار بن جاؤ اور ایمان دار۔

۷،۸۔ وَ الَّذِيۡنَ يَرۡمُوۡنَ اَزۡوَاجَهُمۡ وَ لَمۡ يَكُنۡ لَّهُمۡ شُهَدَآءُ اِلَّاۤ اَنۡفُسُهُمۡ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمۡ اَرۡبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ‌ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيۡنَ۔ وَ الۡخَامِسَةُ اَنَّ لَعۡنَتَ اللّٰهِ عَلَيۡهِ اِنۡ كَانَ مِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ۔

ترجمہ۔اور جولوگ بدکاری کا عیب لگائیں اپنی بیبیوں کو اور ان کے پاس کوئی گواہ نہ ہو بجز ان کے نفس کے تو ایسے ایک شخص کی گواہی یہ ہے کہ چار بار اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ بلا شبہ وہ سچا ہے۔ اور پانچویں بار یوں کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت اگر وہ جھوٹا ہو۔

تفسیر۔ اور جولوگ اپنی بیویوں کو زنا کا عیب لگاتے ہیں۔اور سوائے اپنے اور کوئی گواہ ان کا نہیں ہے۔ پس وہ ایک ہی آدمی چار دفعہ اللہ کی قسم کھائے کہ میں سچ کہتا ہوں اور پانچویں دفعہ یوں کہے کہ اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ چونکہ ایک مرد اپنی بیوی کے ساتھ اس قسم کے تعلقات رکھتا ہے کہ باوجود کسی شہادت کے نہ ہونے کے جس سے وہ کھلے طور پر صفائی کے جرم ثابت کر سکے۔ اسکی اپنی دید اس امر کے واسطے کافی ہے کہ وہ اس عورت سے دلی تنفر رکھے۔ اس واسطے ایسے موقع پر صرف اسی کی پُر زور شہادت پر اکتفا کیا۔لیکن چونکہ بعض مرد ایسے ہوتے ہیں کہ کسی اور ناراضگی کے باعث بھی ایسی قسم کھانے کو تیار ہو جاتے ہیں۔اس واسطے بالمقابل اس کے وہ حکم ہے جو اگلی آیت میں آتا ہے۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۳ر جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۴)

۹، ۱۰۔ وَيَدۡرَؤُا عَنۡهَا الۡعَذَابَ اَنۡ تَشۡهَدَ اَرۡبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ‌ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الۡكٰذِبِيۡنَ۔ وَ الۡخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيۡهَاۤ اِنۡ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ۔

ترجمہ۔اور عورت سے سزا یوں دور ہوتی ہے کہ وہ گواہی دے چار بار کہ اللہ کی قسم بلا شک خاوند جھوٹا ہے۔اور پانچویں بار یوں کہے کہ مجھ پر اللہ کا غضب آوے اگر خاوند سچا ہو۔

تفسیر۔ اور اس عورت سے عذاب کو دور کر دیتی ہے یہ بات کہ وہ چار دفعہ خدا کی قسم کھائے کہ یہ شخص جھوٹ بولتا ہے۔ اور پانچویں دفعہ اس طرح قسم کھائے کہ اگر وہ مرد سچا ہے تو مجھ پر خدا کا غضب نازل ہو۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۳ر جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۴)

۱۱۔ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ۔

ترجمہ۔ ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ تم اللہ کا فضل و کرم اپنے پر مانگو یا اللہ کا فضل و کرم تم پر نہ ہوتا اور اس کی رحمت، اور وہ تواب و رحیم نہ ہوتا اور کچھ شک نہیں کہ اللہ رجوع بحق فرمانے والا پختہ کار ہے۔

تفسیر۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت تم پر نہ ہوتا (تو ایسے پُرحکمت مسائل نازل نہ ہوتے) اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور حکمتوں والا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحمت سے بڑی حکمت سے بھرے احکام اس جگہ نازل فرمائے ہیں۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۳؍جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۴)

۱۲۔ اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَ الَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔

ترجمہ۔ جن لوگوں نے بہتان باندھا وہ تمہیں میں کی ایک جماعت تھی۔ تم اس کو اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ وہ بہتر ہے تمہارے حق میں۔ ان میں سے ہر ایک مرد کے لئے وہی ہے جو اس نے گناہ کیا اور جس نے بہتان کا بڑا حصہ لیا ان لوگوں میں سے اس کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔

تفسیر۔ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ۔ جس نے اس بات میں بڑا حصہ لیا اس کے لئے عذابِ عظیم ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۱)

تحقیق وہ لوگ جنہوں نے تہمت لگائی ہے۔ ایک گروہ ہے تم میں سے تم اس کو برا نہ سمجھو۔ اپنے لئے۔ بلکہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ ہر مرد کے لئے ہے جو اس نے کمایا گناہ سے اور جو ان میں سے بڑی بات کے پیچھے پڑا اس کے لئے ہے بڑا عذاب۔

اس آیت میں اشارہ ہے اس فتنہ کی طرف جبکہ بعض لوگوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بدظنی کی تھی اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی سے حضرت عائشہؓ کا پاک ہونا ظاہر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ واقعہ مومنوں کے واسطے کسی تکلیف کا موجب نہیں۔ بلکہ سراسر فوائد کا باعث ہے۔ اوّل تو خود یہی واقعہ ایک بڑے بھاری مسئلہ کے حل ہو جانے کا موجب ہوا کہ جب کسی عورت پر اتہام لگایا

جائے تو کیا کرنا چاہیے اور خود اتہام لگانے والوں کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہیے۔ دوم۔ حضرت عائشہؓ کی بریت خدا کی پاک کتاب سے ثابت ہوگئی۔ اوراس طرح حضرت ام المومنینؓ کو یہ فخر حاصل ہوا کہ قرآن شریف میں ان کا ذکرِ خیر خصوصیت کے ساتھ کیا گیا۔ اور جو لوگ منافق تھے اور ان کے دلوں میں کجی تھی اور کمزوری تھی وہ بھی ظاہر ہو گئے۔ اور مومنوں کو آئندہ کے واسطے احتیاط مدنظر ہوگئی کہ ایسے معاملات میں جلدی سے منہ نہیں کھولنا چاہیے بلکہ بہت احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۳؍جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۴)

۱۳۔ لَوْ لَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ۔

ترجمہ۔ ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے سنا تھا گمان کرتے ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں اپنے لوگوں کے حق میں بہتری کا اور کیوں نہ بول اٹھے کہ یہ جھوٹی تہمت ہے صریح۔

تفسیر۔ کیوں ایسا نہ کیا گیا کہ جب تم نے سنا اس بات کو تو مومن مردوں اور عورتوں کو لازم تھا کہ اپنے جی میں نیک ظن رکھتے اور کہتے کہ یہ تو ظاہر جھوٹی تہمت ہے۔ اس آیت میں مومن مردوں اور عورتوں کو تمدن اور اخوت کا ایک بڑا ضروری اور امن قائم کرنے والا اصول سکھایا گیا ہے کہ کسی پر بدظنی کرنے میں جلدی نہ کریں بلکہ اپنے بھائیوں پر نیک ظن قائم رکھیں اور جب تک پوری تحقیقات نہ ہو لے کسی کے حق میں کوئی کلمۂ بد استعمال کرنے کی جرأت نہ کریں۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۳؍جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۴)

خدا تعالیٰ نے اس سورت شریف میں فرمایا ہے کہ زانیہ کی سزا کے وقت نیک لوگ موجود ہوں اور اس پر رحم قریب بھی نہ آوے۔ وہاں حضرت عائشہ صدیقہ کا ذکر فرمایا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی کنواری بی بی ہیں۔ ان کا درجہ میرے نزدیک حضرت خدیجہؓ سے کچھ بھی کم نہیں۔ میں تم کو ایک نمونہ سناتا ہوں۔ یہ ایک ایسی ذہین، ذکی اور نبی کریمؐ کے چال چلن پر گہری نظر کرنے والی بی بی ہے کہ عقل حیران ہو جاتی ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ معرفت کا بھرا ہوا اور

جامع ہے۔کسی صحابی نے اس بی بی سے پوچھا کہ آنحضرتؐ تہجد کس طرح پڑھتے تھے۔فرمایا کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا۔ایک شخص نے اس بی بی سے آنحضرتؐ کی سوانح عمری دریافت کی۔فرمایا كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ یعنی قرآن اگر کوئی قول ہے۔تو نبی کریمؐ اس کا عامل ہے۔دیکھو ایک لفظ میں نقشہ کھینچ دیا ہے۔اس بی بی نے امت پر بڑا احسان کیا ہے۔حضرت عمرؓ جیسے جلال والے انسان کا مقابلہ قرآن کریم سے ہی کرتی تھی۔

اس بی بی پر لوگوں نے اتہام لگایا تھا۔ان کے گلے میں ایک ہار تھا۔کس چیز کا۔سلیمانی منکے۔اور کچھ لونگ اس میں پروئے ہوئے تھے۔وہ لشکر سے باہر پاخانہ پھرنے کو گئیں تو وہاں ہار ٹوٹ پڑا اس کو چننے لگیں۔یہ نو برس کی بیاہی گئیں۔اور ۱۸ برس کی بیوہ بھی ہو گئیں تھیں اور ۶۳ برس کی عمر میں فوت ہو گئیں تھیں۔اس عرصہ میں مسلمانوں کے بہت انقلاب دیکھے۔

چونکہ بہت ہلکی پھلکی تھیں۔ساربانوں نے ان کا ڈولا اونٹ پر کس دیا اور چل دیئے۔کسی کو معلوم نہ ہوا کہ آپؓ اس میں ہیں کہ نہیں۔جب یہ جنگل سے واپس اس مقام پر آئیں تو دیکھا کہ قافلہ چلا گیا ہے۔جوانی کے ایام تھے نیند نے غلبہ کیا اور سو گئیں۔

ایک شخص ہمیشہ لشکر میں پیچھے رہتا ہے کہ گری پڑی چیز اٹھا لاوے۔چنانچہ صفوان صحابی اس کام پر مامور تھا۔جب اس نے دور سے بی بی کو پڑا ہوا دیکھا تو سمجھا کہ کوئی عورت فوت ہو گئی ہے۔اور یہیں چھوڑ کر قافلہ چلا گیا ہے اور زور سے اِنَّا لِلّٰہِ پڑھا۔آواز سن کر آپؓ جاگ اُٹھیں۔پھر صفوان نے ان کو اونٹ پر سوار کیا اور خود آگے آگے ہوا۔اور دوپہر کو لشکر میں لے کر پہونچا۔لیکن بہت سارے شریر اور بدگمان لوگوں نے کہا کہ شاید کسی بدی کی وجہ سے بی بی پیچھے رہ گئی ہیں۔

جب یہ خبر آنحضرتؐ کو پہونچی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ان دنوں میں بیمار تھیں۔ان دنوں گھروں میں پاخانہ نہیں ہوتا تھا۔ایک روز آپؓ باہر پاخانہ کو گئیں تو ایک بڑھیا ساتھ تھی۔ساتھ والی بڑھیا راستہ میں گر پڑی (عورتیں بات دل میں نہیں رکھ سکتیں) گر کر اپنے بیٹے کو سخت گالی نکالی۔بی بی نے منع کیا غرض تین دفعہ اسی طرح کیا اور تین دفعہ بی بی نے منع کیا۔تو کہنے لگی کہ تجھے خبر نہیں۔تجھ پر

لوگوں نے تہمت لگائی ہے اور اس میں میرا بچہ بھی شریک ہے۔ اسی لئے اس کو گالی دیتی ہوں۔ پس صدیقہ اسی دن اپنے میکے میں چلی آئی۔ ایک مہینہ کے بعد آنحضرتؐ اس کے پاس آئے۔ اور کہا۔ عائشہ اگر تجھ سے غلطی ہوئی ہے تو تُو استغفار کر۔ اگر نہیں ہوئی تو خدا تعالیٰ مجھے وحی سے آگاہ کر دے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ غیب کی کنجیاں اپنے ہاتھ میں نہیں رکھتے۔ بہت لوگ ان کو خدا کا ایجنٹ سمجھتے ہیں۔ یاد رکھو کہ خدا بڑا بادشاہ ہے۔ کل انبیاء، اولیاء، مرسل اس کی قوت کے نیچے رہتے ہیں اور جس کو وہ چاہتا ہے اس کو اطلاع دیتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیات نازل کیں اور اسی بی بی کا پاک اور مطہر ہونا بتلایا۔ فرمایا لَوْ لَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا۔ الیٰ آخرہ۔

جب عائشہؓ کے حق میں تم لوگوں نے برا فقرہ سنا تھا تو نیک گمانی سے کیوں کام نہ لیا۔ پس میں تمہیں یہی فقرہ سنانا چاہتا ہوں کہ نیک گمانی سے کام لیا کرو۔ خدا فرماتا ہے کہ کیوں تم نے ایسی باتیں سن کر نہ کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات کہنا مناسب نہیں۔ پس یہ عیب مردوں میں بھی ہے۔ پھر عورتیں اس پر بڑے بڑے منصوبے باندھتی ہیں۔ اور اس پر بڑی بڑی حکایات چلاتی ہیں۔ پس خدا نے اس سے منع کیا ہے۔ (الحکم جلد ۸ نمبر ۲۵ و ۲۶ مورخہ ۳۱ ؍جولائی و ۱۰ ؍اگست ۱۹۰۴ صفحہ ۹)

۱۴، ۱۵۔ لَوْ لَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ۔ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْ مَآ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔

ترجمہ۔ وہ لوگ کیوں نہ لائے اس پر چار گواہ جب وہ گواہ نہیں لائے تو یہی لوگ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔ اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت دنیا اور آخرت میں تو تم کو چھو جاتی ضرور اس چرچا کرنے میں کوئی بڑی آفت۔

تفسیر۔ کیوں نہیں لائے اس پر چار گواہ۔ پس جب نہیں لا سکے گواہ تو یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔ جو شخص کسی کے متعلق ایسا کلمہ بولے۔ اس سے چار گواہ طلب کرنے چاہئیں

لیکن اگر وہ اپنی بات کے واسطے چار گواہ پیش نہیں کر سکتا تو وہ جھوٹا اور خود مجرم ہے اور سزا کے لائق ہے۔

اس سورہ شریف میں اللہ تعالیٰ نے اختلاف کو مٹایا ہے۔ سب سے پہلے زنا کی جڑ کو کاٹا ہے جو سب سے زیادہ دنیا میں اختلاف کا موجب ہوا کرتا ہے۔ پھر لوگوں کو بدظنی سے بچنے کے واسطے ہدایت کی ہے اور بے جا تہمت لگانے سے منع فرمایا ہے کیونکہ جو کوئی کسی پر بے جا تہمت لگاتا ہے وہ خود اس میں گرفتار ہوتا ہے۔ امام شعرانی نے لطائف المِنَن میں لکھا ہے کہ مصر میں ایک بزرگ ایک محلہ میں رہتے تھے۔ چند نوجوان ان کی خدمت میں تھے جن کے متعلق محلہ والے اس بزرگ پر اتہام باندھتے تھے۔ وہ بزرگ ان کو ہمیشہ نصیحت کرتے مگر وہ باز نہ آتے۔ آخر تنگ آ کر اس بزرگ نے بددعا کی کہ جو جھوٹا ہے وہ وبال پائے۔ اس بددعا کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ سارا محلہ کنجروں اور لوطیوں کا ہو گیا۔ مَعَاذَ اللّٰہِ (بدر جلد ۱ نمبر ۱۵ مورخہ ۱۳؍ جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۴)

وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰہِ۔ حضرت عائشہؓ کی عمر ۶ سال کی تھی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نکاح ہوا اور ۹ برس کی عمر تھی جب نبی کریمؐ اپنے گھر میں لے آئے تھے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم بہت ہی معمولی غذا تنگی سے کھاتے تھے۔ بھلا ۹ برس کی لڑکی کہاں موٹی تازہ ہو گی۔ حضرت عائشہؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ایک جنگ میں گئی تھیں۔ اونٹوں کے چلانے والے لوگ بڑے کج خلق اور تند خو ہوتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ ایک مقام پر ذرا قافلہ سے باہر پاخانہ کی حاجت رفع کرنے کے لئے گئیں۔ وہاں گلے کا ہار ٹوٹ گیا۔ اس کے دانے چننے لگیں۔ ذرا دیر ہو گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کوئی گھنٹہ جرس نہ ہوتا۔ اونٹ والوں نے اونٹ کس لئے اور قافلہ روانہ ہو گیا۔ حضرت عائشہؓ واپس آئیں تو دیکھا کہ لوگ چلے گئے تھے۔ آپؓ نے سوچا جس وقت نبی کریمؐ مقام پر پہونچیں گے اور مجھ کو نہ پائیں گے تو کسی کو لینے بھیجیں گے۔

قافلوں میں ایک شخص قافلہ سے پیچھے رہتا ہے۔ وہ آیا۔ تو آپؓ اس کے اونٹ پر سوار ہو کر آئیں اور بعض منافقین نے بے ہودہ بکواس شروع کی۔ اللہ تعالیٰ بریت کر کے ارشاد فرماتا ہے کہ اگر فضلِ الٰہی سے معافی نہ ہوتی۔ تو حضرت عائشہؓ پر اتہام ان سب کو تباہ کر دیتا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۱۔ ۱۸۲)

۱۷۔ وَ لَوْ لَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ۔

ترجمہ۔اور ایسا کیوں نہ کیا کہ جب تم نے سنی تھی یہ بات تو بول اٹھتے کہ ہمیں نہیں چاہئے کہ ایسی بات زبان پر لائیں۔اے اللہ! تیری پاک ذات ہے یہ تو بڑا ہی بہتان ہے۔

تفسیر۔ لَوْ لَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ۔حضرت عائشہ صدیقہؓ پر اِفک باندھا گیا تھا۔اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا۔خوب یاد رکھو کہ اس قسم کی باتوں کا ذکر بھی جائز نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۱)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بعض نے سوء ظنی کی۔اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کی تطہیر فرمائی اور ان بدظنی کرنے والوں کیلئے حکم آیا لَوْ لَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ یعنی جب عائشہ صدیقہؓ کی نسبت کوئی بات تم نے سنی تھی۔تو کیوں تم نے سنتے ہی نہ کہا کہ یہ بات تو منہ سے نکالنے ہی کے قابل نہیں بلکہ تم یہ کہتے سُبْحَانَکَ پاک ذات تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے مگر هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ یہ تو بہت ہی بڑا بہتان ہے۔ (الحکم جلد ۹ نمبر ۱۶ مورخہ ۱۰؍مئی ۱۹۰۵ء صفحہ ۵)

۱۸۔ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ پھر ایسا کبھی نہ کرنا جب تم مومن ہو۔

تفسیر۔ لِمِثْلِهٖۤ۔ بہتان ہو یا ایسی کوئی بات۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۱)

۲۰۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔جو لوگ چاہتے ہیں کہ بدکاری کی تہمتوں کو مشہور کریں ایمانداروں میں تو ان کے لئے ٹیس دینے والا عذاب ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ہو۔

تفسیر۔ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ۔شیعہ میں یہ بڑا بھاری عیب ہے کہ وہ پاکوں پر الزام لگانے میں دلیر ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۱)

جولوگ پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی کی باتیں پھیلیں ان کے لئے عذاب الیم ہے دنیا اور آخرت میں۔اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔(نورالدین بجواب ترکِ اسلام کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۱)

۲۲۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَ مَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔

ترجمہ۔اے ایماندارو! شیطان کے قدموں پر نہ چلو اور جو چلے گا شیطان کے قدموں پر تو وہ تو کھلی ہوئی بے حیائی اور برے کام ہی کو کہے گا۔اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت تو تم میں سے کوئی بھی پاک نہ ہوتا کبھی لیکن اللہ پاک کر دیتا ہے جس کو چاہے اور اللہ بڑا سننے والا بڑا جاننے والا ہے۔

تفسیر۔لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ۔ایمان والو اللہ سے دور خبیث روح یعنی شیطان کی راہ اختیار نہ کرو۔

وَ مَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۔ یورپ اور شیعہ میں فسق و فجور بڑھنے کا باعث بزرگوں کو متہم کرنا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۱)

۲۳۔ وَ لَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْۤا اُولِي الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ الْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَ لْيَعْفُوْا وَ لْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔

ترجمہ۔اور قسم نہ کھا بیٹھیں تم میں سے بزرگی والے اور مقدور والے اس بات کی کہ وہ کچھ نہ دیں گے قرابت داروں اور محتاجوں کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو، تو ان کو چاہیے کہ قصور معاف کر دیں اور درگزر کریں۔کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہاری مغفرت کرے اور اللہ تو بڑا غفور رحیم ہے۔

تفسیر۔ وَ لْيَعْفُوْا وَ لْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ۔ دکھ اور تکلیف دینے والوں پر عفو کرو اور ان سے درگزر۔کیا تم کو پسند نہیں کہ اللہ تعالیٰ تم سے درگزر کرے۔اگر اللہ تعالیٰ کا تم سے درگزر کرنا تمہیں پسند ہے تو اس کی یہی تدبیر ہے کہ تم لوگوں سے درگزر کرو۔

(تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۳۲)

اُولُوا الْفَضْلِ۔ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ صفحہ ۱۸۲)

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو اولوا الفضل (صاحبِ فضیلت) فرمایا ہے پڑھو یہ آیت وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۖ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا ۗ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ [۱] (نور:۲۳)۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۱۰۔ ماہِ اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۳۹۸)

۲۴، ۲۵۔ إِنَّ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ لُعِنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ أَلْسِنَتُهُمْ وَأَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔

ترجمہ۔ جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاک دامن مرد والی عورتوں کو جو بالکل بے خبر اور ایمان والی ہیں وہ لوگ ملعون ہیں دنیا اور آخرت میں اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔ جس دن ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کرتوت کی جو وہ کرتے تھے۔

تفسیر۔ جو لوگ شوہردار۔ سادہ بے خبر مومن عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں وہ دربدر ہوئے۔ دنیا اور آخرت میں اور ان کیلئے بڑا عذاب ہوگا۔ جس دن گواہی دیں گی ان کی زبانیں اور ہاتھ اور پاؤں ان کے تمام کرتوتوں کی۔ (نور الدین بجواب ترک اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۱)

۲۷۔ اَلْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ ۖ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ ۚ أُولَٰئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ ۖ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ۔

ترجمہ۔ بری عورتیں برے مردوں کے لئے ہیں اور برے مرد بری عورتوں کے لئے ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے ہیں یہ لوگ اس سے بَری ہیں

---

[۱] اور قسم نہ کھا بیٹھیں تم میں سے بزرگی والے اور مقدور والے اس بات کی کہ وہ کچھ نہ دیں گے قرابت داروں اور محتاجوں کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو تو ان کو چاہیے کہ قصور معاف کر دیں اور درگزر کریں۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہاری مغفرت کرے اور اللہ تو بڑا غفور رحیم ہے۔

جولوگ بکتے پھرتے ہیں اور نیکوں ہی کے لئے مغفرت ہے اور عزت کی روزی ہے۔

تفسیر۔ اَلْخَبِیْثٰتُ ۔ بری باتیں بروں سے منسوب ہوتی ہیں تشید المطاعن ایک کتاب شیعوں نے بنائی ہے اس کے جواب میں ایک آیت کافی ہے۔ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ لَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ[1] (ال عمران:۱۹۶)۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۹)

وہ جن کی فطرتیں بہت ہی پاکیزہ ہیں مگر قومی رواجوں اور بے پردگیوں میں عورتوں کو خطرناک آزادیوں میں دیکھتے ہیں تو گھبرا کر بہشتی بیبیوں سے بھی نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔ مگر جن کو یقین ہے کہ اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَ الطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ (النور:۲۷) اور اعتقاد رکھتے ہیں اور ان کا اعتقاد واقعی ہے کہ جنت پاکیزگی اور پاکبازوں کی جگہ ہے۔ وہاں کے پڑوسی بھی طیب، بیبیاں بھی طیبہ، آپ بھی طیب اور ضعف و پیری کا نام نہیں۔ نہ ان خطرات کو کوئی موقع ہے جو صدمات اور امراض سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور افکار اور افلاس، کاہلی اور سستی ترقیات کے مشکلات اور حرجوں اور کسی قسم کے انفعالات نفسانیہ کا موقع وہاں نہ ہوگا۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام کمپیوٹرائز ڈایڈیشن صفحہ ۱۵۷)

۲۸۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔

ترجمہ۔ اے ایماندارو! نہ جایا کرو دوسروں کے گھروں میں اپنے گھروں کے سوا جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام نہ کر لو۔ یہ تو تمہارے لئے بہت اچھی بات ہے تا کہ بڑے آدمی بن جاؤ۔

---

[1] جن لوگوں نے ہمارے لئے (اپنے) دیس چھوڑے اور (ہماری ہی وجہ سے) اپنے گھروں سے نکالے اور ستائے گئے اور لڑے اور مارے گئے ہم ان کی خطاؤں کو ان (کے نامۂ اعمال میں) سے ضرور محو کر دیں گے اور ان کو ایسے باغوں میں لے جائیں اور داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں (پڑی) بہہ رہی ہیں اللہ کے ہاں سے (یہ ان کے کئے کا) بدلہ (ہے) اور اچھا بدلہ تو اللہ ہی کے ہاں ہے۔

تفسیر۔ لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا...... اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں داخل مت ہو۔ جب تک ان سے اجازت نہ لو اور داخل ہوتے ہی گھر والوں پر سلام کہو۔ (نورالدین کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۰)

اے ایمان والو! اپنے گھر کے سوا کسی کے گھر میں اطلاع و اجازت کے بِنا کبھی نہ جائیو۔ بے اجازت و اطلاع جانا وحشیوں کا کام ہے بلکہ سلام کہہ کر اجازت لو۔ (اگر اتفاقاً وہ نہ سُنے تو تین بار تک پوچھو۔ حدیث میں ہے) یہ عمدہ باتیں ہیں اور اس لئے بتائی جاتی ہیں کہ ان پر عمل کرو۔

(تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲۸)

لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا ۔ جب ظاہر میں مداخلت کی اجازت نہیں۔ تو ان خلفاء کی اور ان کے متّبعین کی عیب چینی کیونکر جائز ہے۔ (تشحیذ الاذھان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۹)

۲۹۔ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَ اِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۔

ترجمہ۔ پھر اگر اس گھر میں تم کسی کو نہ پاؤ تو تم نہ چلے جانا گھر میں جب تک کہ تم کو اجازت نہ دی جائے اور اگر تم سے کہا جاوے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جاؤ یہ تمہارے لئے بڑی صفائی اور حسن تہذیب کی بات ہے اور اللہ جو کچھ تم کر رہے ہو وہ سب جانتا ہے۔

تفسیر۔ اگر وہاں کوئی نہ ہو تو وہاں بدوں اجازت مت جاؤ۔ اگر تم کو کہا جاوے کہ اس وقت تم کو اندر آنے کی اجازت نہیں۔ واپس چلے جاؤ۔ یہی پسندیدہ طرز ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال پر واقف ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲۸)

فَارْجِعُوْا ۔ لوٹ جاؤ۔ مگر آجکل کے مسلمان تو ناراض ہوتے ہیں اور طرح طرح کے شُبہے کرتے ہیں۔ ایسی تعلیم بہت ہی نفع کی ہے۔ جب تم کسی گھر میں بغیر اجازت جا نہ سکو گے تو کسی کے عیب پر اطلاع بھی نہ پاؤ گے اور اس طرح مطاعن۔ عیب چینی سے بچو گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۲)

۳۰۔ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ۔

ترجمہ۔ اس میں تو تم پر کوئی گناہ نہیں کہ چلے جایا کرو غیر آباد گھروں میں جس میں تمہارے فائدہ کا اسباب رکھا ہو اور اللہ جانتا ہے جو تم دکھاتے ہو یا ظاہر کرتے ہو اور آئندہ دکھاؤ گے یا جو تم چھپاتے ہو۔

تفسیر۔ ہاں ایسے غیر آباد گھروں میں جہاں کسی کی سکونت نہیں اور تمہارا وہاں اسباب رکھا ہے۔ بدوں اطلاع و اجازت بھی جانا روا ہے۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ تم کسی گھر میں بھلائی کو جاتے ہو یا شرارت کو۔ (تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲۸)

۳۱۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ۔

ترجمہ۔ ایماندار مردوں سے کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی فرجوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے واسطے زیادہ پاک ہے۔ وہ جو کرتے ہیں اللہ اس سے خبردار ہے۔

تفسیر۔ تو کہہ دے ایمان والوں کو کہ آنکھوں کو نیچا رکھا کریں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ نہایت پسندیدہ بات ہے۔ اور جو کچھ اپنی زبانوں سے کہتے اور دل سے مانتے اور اعضاء سے لیتے ہو سب کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲۸)

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا۔ جب ظاہری آنکھ لے جانا جائز نہیں تو باطنی آنکھ سے ان کے حالات کی تفتیش کیونکر جائز ہو۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۹)

يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ۔ پولیس بھی شرارتوں کے روکنے کیلئے کسی حد تک مفید ہے۔ اور ضرور چاہیے۔ لیکن بعض ایسے گناہ ہیں کہ پولیس اس میں کچھ نہیں کرسکتی۔ وہاں شریعت کام دیتی ہے۔ ہم نے بہت سے ایسے انسان دیکھے ہیں کہ ایک ہی نگاہ میں ہلاک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومنوں سے کہہ دو۔ نگاہیں نیچی رکھیں۔ میں تو اسی لئے برقع کا دشمن ہوں۔ کیونکہ برقع والی آنکھ

نیچی نہیں ہوتی مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اگر کسی حسین پر پہلی نظر پڑ جائے۔ توتم دوبارہ اس پر ہرگز نظر نہ ڈالو۔ اس سے تمہارے قلب میں ایک نور پیدا ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۲)

۳۲۔ وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ لْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۪ وَ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْۤ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ ۪ وَ لَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ؕ وَ تُوْبُوْۤا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور ایماندار عورتوں سے کہہ دے نیچی نگاہ رکھا کریں اپنی۔ اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنے سنگار نہ دکھائیں مگر وہ زینت جو چھپ نہیں سکتی اور ان کو چاہیے کہ ڈالیں اپنی اوڑھنیاں اپنی گردنوں اور گریبانوں پر اور نہ ظاہر کریں اپنا سنگار مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ دادا پر یا اپنے خاوند کے باپ دادا پر یا اپنے بیٹوں پر یا اپنے خاوند کے بیٹوں پر یا اپنے بھائیوں پر یا اپنے بھتیجوں پر یا اپنے بھانجوں پر یا اپنی عورتوں پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر یا طفیلیوں پر جو مرد صاحبِ شہوت نہیں یا اُن لڑکوں پر جو خبردار نہیں عورتوں کی شرم گاہوں پر اور پاؤں پٹک پٹک کر نہ چلیں زمین پر تا کہ معلوم ہو جاوے وہ جو اپنا سنگار چھپاتی ہیں اور تم سب مل کر رجوع بحق کرو اے ایماندارو! تا کہ تم نہال اور بامراد ہو جاؤ۔

تفسیر۔ ایسے ہی ایمان والی عورتوں سے بھی کہہ دے کہ آنکھوں کو برائی سے بچا رکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں اور اپنے بناؤ سنگھار کو مت دکھلاویں مگر وہ حصہ لابدی ہے جو ظاہر ہے۔ اور اوڑھنی کو ایسا اوڑھیں کہ جیب تک چھپ جاوے اور عورتیں اپنے بناؤ سنگھار کو کسی پر ظاہر نہ کریں مگر

اپنے خاوندوں اور باپوں اور خسر اور اپنے بیٹوں اور خاوند کے بیٹوں اور اپنے بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں اور اپنی نیک بخت بیبیوں (عیسائی مشن کی عورتوں کو جو لوگ اپنے گھروں میں آنے دیتے ہیں اور اسلام کے مدعی ہیں وہ غور کریں) اور غلاموں اور ان نوکروں پر جنہیں عورتوں کی رغبت ہی نہیں (جیسے پاگل) اور بچوں پر جو عورتوں کے معاملات سے واقف ہی نہیں۔ اور عورتوں کو واجب ہے کہ ایسی طرح پاؤں زمین پر نہ ماریں کہ ان کے کسی سنگھار کی کسی کو خبر ہو جاوے۔ اللہ کی طرف رجوع رکھو۔ ایمان والو! تو کہ نجات پاؤ۔ (تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲۸، ۲۲۹)

قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ ۔(الآیہ)۔ کہ اپنی آنکھیں نیچے رکھیں۔ شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں اور اپنی زینت کو نہ دکھاویں سوائے خاوندوں اور باپوں وغیرہ کے اور سوائے اپنی خاص عورتوں کے۔ اس پر بھی مجھے حیرت ہے کہ بہت کم عمل ہے۔ بہت سی عورتوں سے بھی پردہ لازم ہے۔ ہر ایک عورت سے بے پردگی نہ ہو۔ (الحکم جلد ۸ نمبر ۲۵ و ۲۶ مورخہ ۳۱ جولائی و ۱۰ / اگست ۱۹۰۴ء صفحہ ۹)

مَا ظَهَرَ مِنْهَا ۔ قد۔ آواز (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۹)

لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ ۔ عرب میں ناک کیلئے کوئی زیور نہیں ہوتا۔ اسی واسطے ہماری شریعت میں ناک کے زیور کا ذکر نہیں۔

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۔ اوڑھنیوں کے گریبان پر ڈالنے کے یہ معنے ہیں کہ سر پر سے منہ کے سامنے گھونگٹ لٹکا کر گردن تک اس گھونگٹ کو لٹکا لو۔ پھر نظر بھی ضرور نیچے رہے گی۔

اَوْ نِسَآئِهِنَّ ۔ اس ھن سے ظاہر ہے کہ ہر مذہب کی عام عورتوں کو اجازت اندر آنے کی نہیں میں نے اس کے بڑے بڑے فساد دیکھے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷ / جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۲)

۳۳۔ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ؕ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۔

ترجمہ۔ اور جس کا خاوند نہ ہو تم میں سے، اُس کا نکاح کر دو اور تمہارے نیک بخت غلاموں اور باندیوں کا۔ اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ انہیں مالدار کر دے گا اپنی مہربانی سے اور مال سے اور اللہ بڑا گنجائش

والا ہے اور بڑا جاننے والا ہے۔

تفسیر۔ اور نکاح کر دو اپنی بیوہ عورتوں کو اور اپنے نیک غلاموں اور لونڈیوں کو اگر غریب و مفلس ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے غنی کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا، بڑے علم والا ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲۹)

یعنی اپنے میں سے بیوہ عورتوں اور قابل اور لائق لونڈوں اور لونڈیوں کا نکاح کر دو اگر وہ مفلس ہوں اور اس خوف سے نکاح نہ کریں تو اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا۔ اس آیت کریمہ کے پہلے بدکاریوں سے بچنے کا وعظ ہے اور تاکید ہے کہ بدوں اجازت صاحبِ خانہ کسی کے گھر مت جاؤ۔ اپنی نگاہیں نیچے رکھو۔ پھر یہ حکم دیا ہے کہ بے بیاہے مردوں اور عورتوں اور اپنے اچھے غلاموں۔ داسوں اور لونڈیوں کا باذن ان کے والیوں کے بیاہ کر دو۔ دیکھ کیسا پاک اصل ہے اور پاک حکم ہے کہ اپنے لڑکوں لڑکیوں کا بیاہ تو کرتے ہو۔ داسوں اور داسیوں کے بیاہ بھی کر دو نیز شرع اسلام میں غلاموں اور لونڈے کیلئے گھر میں آنے جانے کی اجازت ہے۔ اور ان سے پردہ نہیں۔ اب اگر ان کی شادی نہ کی جاوے تو آخر گھروں میں بدکاریوں کے مرتکب ہوں گے۔ پس ضرور ہوا کہ ان کی شادیاں کر دی جاویں کیونکہ آخر وہ بھی ہمارے ہی بچے بچیاں ہیں۔ اور بتایا ہے کہ وہ قابلِ شادی ہوں اور شادی کی صلاحیت ان میں ہو تو ان کی شادی کرو۔ علی العموم شادی شدہ انسان کاہل و سست نہیں رہ سکتا۔ نیز تعلقات کے باعث اس کے اخلاق میں بہت اصلاح ہو جاتی ہے۔ اور بی بی، بچوں اور بیبیوں کے کنبہ اور تمام وسیع متعلقوں سے اسے بہت کچھ اخلاق سے کام لینا پڑے گا............غلام اور لونڈیاں اور بے بیاہے مرد اور عورت جن کو شہوت کے اسباب و ہتھیار دیئے گئے ہیں۔ غریبی کے باعث اگر بیاہ نہ کریں تو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اور اس کے پیدا کردہ اعضاء شہوت کے متعلق کیا یقین کریں کہ ہم غریبوں کو یہ سامان حکیم خدا نے نعوذ باللہ نادانی اور ناعاقبت اندیشی سے دیا ہے۔

(نور الدّین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۳۰۲، ۳۰۳)

لونڈیوں کی تعلیم و تربیت چونکہ بڑی ضروری ہے اس واسطے شریعتِ اسلام نے یہ تجویز کیا کہ

گھر میں بچوں کی طرح ان کی تربیت کرو۔ اگر مسلمان اس کے خلاف کرتے ہیں تو شرع کے خلاف کرتے ہیں حکم تو یہی ہے۔ مَنۡ اَدَّبَهَا وَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا۔ اور عَبِيۡدُ كُمۡ۔ اِخْوَانُكُمۡ وغیرہ وغیرہ بلکہ لونڈیوں کے نکاح میں تو ایسی رعائتیں رکھی ہیں۔ وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآىِٕكُمْ ہاں جس شخص کو لونڈی سے بیاہ کرنا ہو اس کے لئے قرآن مجید نے کچھ شرطیں لگائی ہیں۔ جیسے وَ مَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ[1] (النساء:۲۶) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ لونڈیوں کے بیاہ خود کرنا علی العموم شریعت کو پسند نہیں۔ اور تجربہ سے بھی ثابت ہوا کہ شاہانِ اسلام کے گھر میں لونڈیوں کی اولاد سے ہی سلطنت تباہ ہوئی۔ (الحکم جلد ۸ نمبر ۴ مورخہ ۳۱؍جنوری ۱۹۰۴ء صفحہ ۴)

بعض عورتیں قسم قسم کے دکھوں میں مبتلا ہو جاتیں اور عورتیں ان کو طعنہ یا ملامت کرتی ہیں ایسی عورتیں بڑی بدطینت ہوتی ہیں۔ مثلاً اگر بیوہ کو نکاح کرنا موجبِ ملامت ہے تو جناب خدیجہؓ کے نبی کریمؐ تیسرے خاوند تھے۔ پس ایسی طاعن کس کو طعنہ دیتی ہے۔ بلکہ نبی کریمؐ کی ساری بیبیوں میں سے صرف حضرت عائشہ صدیقہؓ کنواری تھیں۔

(الحکم جلد ۸ نمبر ۲۵ و ۲۶ مورخہ ۳۱؍جولائی و ۱۰؍اگست ۱۹۰۴ء صفحہ ۹)

۳۴۔ وَ لْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖۗ وَّ اٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَ لَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَ مَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔

ترجمہ۔ اور چاہیے کہ وہ لوگ پاک دامن بنے رہیں جن کو نکاح کا مقدور نہیں یہانتک کہ اللہ ان کو غنی

---

[1] جس کو تم میں سے مالی طاقت اتنی نہ ہو کہ وہ حفاظت میں رہنے والی عزت دار اور ایمان والی عورتوں سے نکاح کر سکے تو لونڈیوں ہی سے کر لے اپنی ایمان دار چھوکریوں میں سے۔

بنادے اپنے فضل سے اور جو غلام چاہتے ہیں تحریر تو ان کو تحریر دو۔ اگر تم ان میں لیاقت دیکھو اور ان کو اللہ کے مال میں سے دو جو اللہ نے تم کو دے رکھا ہے اور مجبور نہ کرو تمہاری چھوکریوں کو حرام کاری پر اگر بچا رہنا چاہیں تا کہ تم دنیا کا مال لینا چاہو اور جو ان کو مجبور کرے گا تو بے شک اللہ ان کے جبر کے پیچھے لونڈیوں کے لئے غفور رحیم ہے۔

تفسیر۔ لَا تُكْرِهُوْا ۔ رنڈیاں نہ بناؤ۔ رسمِ متعہ کا استیصال کیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷ رجولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۲)

۳۶۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّ لَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۔

ترجمہ۔ اللہ آسمان اور زمین کے وجود کا سبب ہے اور ان کا اجالا ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسے ہے جیسے ایک طاق ہے جس میں ایک چراغ ہے وہ چراغ شیشے کی قندیل میں رکھا ہوا ہے اور وہ قندیل گویا وہ ایک چمکدار تارا ہے۔ وہ روشن کیا جاتا ہے زیتون کے مبارک درخت سے وہ نہ شرقی ہے نہ غربی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا تیل روشن ہو جائے اگرچہ اس کو آگ بھی نہ چھوئے۔ وہ نُورٌ علٰی نُور ہے اور اللہ اپنے نور کی راہ بتا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ بیان فرماتا ہے اعلیٰ درجہ کی بات لوگوں کو اور اللہ بخوبی واقف ہے ہر ایک چیز سے۔

تفسیر۔ ابتدا سورۃ میں فرمایا کہ ہم نے بڑے ضروری احکام اس سورۃ میں دئے پھر فرمایا کہ زنا بری چیز ہے (ب) کسی گھر میں بلا اجازت جانا منع ہے (ج) کسی پر عیب لگانا بہت برا ہے۔ لیکن ساتھ بدی کو دور کر دینے کا حکم ہے۔ نور سے تمیز پیدا ہوتی ہے اور تمام علوم خدا ہی کی طرف سے آتے ہیں۔

ظلمت میں جو چیز پڑی ہوتی ہے۔ اس کی خوبی یا نقص کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ اندھیرے میں

کیسے ہی گل وگلزار ہوں۔ کیسے ہی لطیف ریشم کے کپڑے ہوں۔ مگر جب تک روشنی نہ آوے کچھ تمیز نہیں ہوسکتی۔

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ جہان میں جو کچھ عجائبات دیکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کا نور ہے۔یعنی حضرت حق سبحانہٗ کے نور کا ظہور ہے۔

اللہ تعالیٰ کا نور جن پر پڑتا ہے۔ان میں بعض کو آفتاب بعض کو چاند بنادیا۔

مَثَلُ نُوْرِہٖ ۔ اللہ تعالیٰ کے انوار میں سے ایک نور کی مثال یہ ہے۔

کَمِشْکٰوۃٍ ۔ ایک طاق ہو۔اس میں چراغ رکھ دیں۔

اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ۔ اس کے اوپر ایک چمنی رکھ دیں۔ چمنی کے رکھنے سے کاربن جلنے کے سبب دھواں جاتا رہتا ہے۔

اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ دُرِّیٌّ ۔ پھر اس چمنی کے اوپر ایک اور گلوب (globe) رکھ دیا۔ اس گلوب کے رکھنے سے اس کے خراب اجزاء جل کر بھڑک اٹھتے ہیں۔ پھر وہ چراغ ستارے کی طرح ہوجاتا ہے۔ دُرِّیٌّ جو ظلمت کو دور کرے۔ دھواں نہ رہے۔

یُوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ ۔ اس چراغ میں کوئی تیل ہو۔ پر وہ تیل برکت والا ہو۔ جو نہ شرق میں ملے۔ نہ غرب میں۔ (دنیا کا نہ ہو) یعنی فضلِ الٰہی کا تیل اس میں ڈالیں۔

وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ۔ پھر اس تیل کو آگ لگانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہ تو الٰہی فضل ہے۔ وہ کوکب درّی بنے گا الٰہی فضل سے۔

نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ ۔نور تو وہ پہلے ہی ہے۔ پھر طاق، چمنی، گلوب سے نور علیٰ نور ہوگیا۔

یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ۔اس نور میں یہ راہیں کیا نظر آنی ہیں۔ ہدایت کی نظر آئے گی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۲)

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۔نور کے معنی ہادی کے ہیں۔

مَثَلُ نُوْرِہٖ ۔اس کے ایک نور کی مثال دیتا ہے۔ جو خلفاء کے گھر میں ہوتا ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۹)

۳۷۔ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ۔

ترجمہ۔(ابھی تو وہ نور) چند ہی (ان) گھروں میں روشن ہے جہاں اللہ نے حکم دیا ہے کہ انہیں بلند کرے اور اس کا نام مبارک اس میں لیا جائے اس میں اللہ کی تسبیح کرتے رہتے ہیں صبح اور شام۔

تفسیر۔ فِيْ بُيُوْتٍ۔ یہ نور چند گھروں میں ہوگا۔اب اعلان کرتا ہے کہ وہ گھر چھوٹے نظر آتے ہیں مگر وہ دن آتا ہے کہ بڑے ہوجائیں گے۔

يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ۔ ان گھروں میں اللہ کا بہت ذکر رہتا ہے۔یعنی خدا کی باتیں ہی صبح شام کرتے رہتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷ر جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۲)

اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ۔ اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ ان گھروں کو بڑا بنا دے گا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۹)

۳۸۔ رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ۔

ترجمہ۔ وہ ایسے لوگ ہیں جن کو غافل نہیں کرتی ان کی سوداگری اور نہ خرید و فروخت اللہ کی یاد سے اور ٹھیک نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے وہ لوگ تو اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں الٹ جائیں گے دل اور آنکھیں۔

تفسیر۔ مومن کو چاہیے کہ اس طرح پر اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہوجاوے یہاں تک کہ اس کے بغیر اسے کوئی خیال نہ رہے۔اس درجہ احسان کو دوسرے لفظوں میں تصوف کہتے ہیں اور ان کا نام صوفی ہے۔لِصَفَآءِ اَسْرَارِهِمْ وَ نَقَآءِ اَحْقَادِهِمْ☆ ان کے دِلی خیالات صاف ہوتے ہیں۔ان کے اعمال میں کوئی کدورت نہیں ہوتی۔ان کا معاملہ اللہ کے ساتھ صاف ہوتا ہے۔وہ خدا کے حضور احکام کی تعمیل کے لئے اوّل صف میں کھڑے ہونے والے ہوتے ہیں۔وہ اس دار الغرور میں دل نہیں لگاتے۔چنانچہ تصوف کی تعریف میں فرمایا اَلتَّجَافِيْ مِنْ دَارِ الْغُرُوْرِ وَ الْاِنَابَةُ اِلٰى دَارِ الْخُلُوْدِ صوفی

☆ سہو کتابت ہے اصل لفظ آثَارِهِمْ ہے۔ مطابق الفتوحات الٰهیه فی نصرة التصوف الحق الخالی من الشوائب البدعية صفحہ ۱۴

موت کی تیاری کرتا ہے قبل اس کے کہ موت نازل ہو۔ ظاہری و باطنی طور پر پاکیزہ رہتا ہے یہاں تک کہ تجارت و بیع اس کو اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں کرتی (رِجَالٌ ۙ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ) اصحابِ صفہ انہی لوگوں میں سے تھے۔ یہ لوگ دن بھر محنت و مشقت کرتے۔ اس سے اپنا گزارہ کرتے اور اپنے بھائیوں کو بھی کھلاتے اور پھر رات بھر وہ تھے اور قرآن شریف کا مشغلہ۔

صحابہؓ میں تین گروہ تھے۔ بعض ایسے کہ حضورِ نبویؐ میں آئے۔ کچھ کلمات سنے۔ کچھ مسائل پوچھے پھر چلے گئے اور بس۔ نماز پڑھ لی، زکوٰۃ دی، روزہ رکھا، بشرطِ استطاعت حج کیا اور معروف امور کے کرنے اور نواہی سے رکنے میں حسبِ مقدور کوشاں رہے۔

اور بعض ایسے جو اکثر صحبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں بیٹھے رہتے۔ اس مخلوق کے اندر ایمان رچا ہوا تھا۔ سخت سے سخت تکلیف، مصیبت اور دکھ اور اعلیٰ درجہ کی راحت، آرام اور سکھ میں ان کا قدم یکساں خدا کی طرف بڑھتا تھا۔

انہی لوگوں میں سے خواص ایسے تیار ہو گئے کہ خدا ان کا متولّی ہو گیا۔ مجھے اس موقع پر ایک شعر یاد آ گیا ؎ قَوْمٌ هُمُوْ مُهُمْ بِاللّٰهِ قَدْ عَلِقَتْ [1]

وہ ایسے لوگ ہیں کہ سارا خیال ان کو اللہ کا رہ جاتا ہے۔ اور اس کے بغیر کسی کے ساتھ حقیقی تعلق نہیں رکھتے۔ نبی کی اتباع وہ کرتے ہیں مگر اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بادشاہ کی اطاعت کرتے ہیں تو اسی لئے کہ اللہ نے حکم دیا۔ بیوی بچوں سے نیک سلوک بھی اسی لئے کرتے ہیں۔ وہ دنیا کے کاروبار کرتے ہیں۔ چھوڑ نہیں بیٹھتے مگر یہ سب باتیں یہ سب کام ان کے لِلّٰہ ہوتے ہیں چنانچہ فرمایا۔

؎ فَمَطْلَبُ الْقَوْمِ مَوْلَاهُمْ وَسَيِّدُهُمْ يَاحُسْنَ مَطْلَبِهِمْ لِلْوَاحِدِ الصَّمَدِ [2]

(بدر جلد ۹ نمبر ۱۴ مورخہ ۲۷ جنوری ۱۹۱۰ء صفحہ ۸،۹)

۳۹۔ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

ترجمہ۔ تاکہ ان کو اللہ جزا دے ان کے عمدہ سے عمدہ کاموں کی اور اپنا مال ان کو اور بھی زیادہ دے

۱؎ وہ ایسی قوم ہے جس کی ساری فکریں اور ارادے اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ۲؎ لوگوں کی طلب گاہ ان کا آقا اور سردار ہے۔ کیا ہی کہنے ان کی خوبصورت طلب کے کہ ان کی طلب گاہ ایک بے نیاز ہستی ہے۔

اور اللہ جسے چاہتا ہے روزی دیتا ہے بے حساب (یعنی یہ لوگ دست بہ کار اور دل بہ یار ہوتے ہیں)۔

تفسیر۔ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا۔ پہلے لَا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ سے بتایا کہ وہ آجکل تجارت کرتے ہیں۔ عنقریب خلفاء راشدین میں سے ہوں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷ر جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۲)

۴۱۔ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ؕ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ۔

ترجمہ۔ یا اس کی حالت اندھیروں کے جیسی ہے۔ گہرے دریا میں اس کو دبالیتی ہے لہر۔ پھر لہر پر لہر اور اس کے اوپر بادل۔ غرض گھٹا ٹوپ اندھیرے چھا رہے ہیں ایک پر ایک۔ جب وہ اپنا ہاتھ پھیلائے تو کچھ دکھتا ہی نہیں اس کو کیونکہ اللہ نے اس کو نور ہی نہیں دیا تو اب اس کے لئے کچھ بھی نور نہیں۔

تفسیر۔ اَوْ كَظُلُمٰتٍ۔ ایسے لوگوں کا ذکر جو جماعت میں داخل ہیں۔ مگر دراصل نہیں ہوئے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۹)

۴۲۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ ؕ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ کیا تجھے نہیں معلوم اللہ کی تسبیح کرتی ہیں جو چیزیں آسمان اور زمین میں ہیں اور پرندے پر پھیلائے ہوئے۔ ہر ایک نے جان رکھی ہے اپنی نماز اور تسبیح یا اللہ نے جان رکھی ہے اس کی نماز اور تسبیح اور اللہ ہی بخوبی جانتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔

تفسیر۔ يُسَبِّحُ لَهٗ۔ اس کی فرماں برداری میں لگے ہوئے ہیں۔

وَالطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ۔ اس میں پیشگوئی ہے کہ دنیا دیکھ لے گی۔ پرندان کفار کی لاشیں نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷ر جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۲، ۱۸۳)

۴۳۔ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ۔

ترجمہ۔ اور اللہ کی ہی سلطنت ہے آسمان اور زمین میں اور اللہ کی ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

تفسیر۔ وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ۔ خدا کی طرف انسان نے پہنچنا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۷ ۳مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۳)

۴۴۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَ يُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ جِبَالٍ فِيْهَا مِنْۢ بَرَدٍ فَيُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَصْرِفُهٗ عَنْ مَّنْ يَّشَآءُ ؕ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهٖ يَذْهَبُ بِالْاَبْصَارِ۔

ترجمہ۔ کیا تو نے نہیں دیکھا اللہ بادلوں کو ہانک لاتا اور چلاتا ہے پھر ان کو آپس میں ملاتا ہے پھر ان کو تہ بتہ کرتا ہے پھر تو دیکھتا ہے مینہ کو کہ نکلتا ہے اس کے اندر سے اور اتارتا ہے ان بادلوں سے جو پہاڑوں سے ٹکر کھا کر آتے ہیں جن میں کہ اولے ہوتے ہیں پھر جب یا جس پر چاہتا ہے وہ اولے برسا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اولے اور گار کے پتھر ہٹا دیتا ہے۔ قریب ہے کہ بجلی کی چمک ان کی آنکھیں کھو دے۔

تفسیر۔ يُزْجِيْ سَحَابًا۔ دریا۔ سمندر۔ آدمی کے اندر سے سب جگہ سے پانی بھاپ بن کر اوپر کو جا رہے ہیں۔ اور مختلف جگہوں کے قطرے ایک دوسرے کے ساتھ مل رہے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کی افواج میں دور دراز سے لوگ شامل ہوں گے۔

اَلْوَدْقَ۔ نالیاں
مِنَ السَّمَآءِ۔ بادلوں سے
يُصِيْبُ۔ بعض اشیاء کو نقصان پہونچتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۷ ۳مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۳)

۴۵۔ يُقَلِّبُ اللّٰهُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ۔

ترجمہ۔ اللہ رات و دن بدلتا رہتا ہے۔ اس میں اہل بصیرت کے لئے عبرت ہے۔

تفسیر۔ يُقَلِّبُ۔ رات کے وقت دن ہو جانا۔ تھوڑا عرصہ گزرا۔ اس وقت ۶ بجے رات ہو جاتی تھی آج کل روز روشن ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۷ ۳مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۳)

۴۶۔ وَ اللّٰہُ خَلَقَ کُلَّ دَآبَّۃٍ مِّنْ مَّآءٍ ۚ فَمِنْھُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِہٖ ۚ وَ مِنْھُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی رِجْلَیْنِ ۚ وَ مِنْھُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰٓی اَرْبَعٍ ؕ یَخْلُقُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

ترجمہ۔اور اللہ ہی نے پیدا کیا ہر ایک جاندار کو (کئی قسم پر) پانی سے۔ان میں سے کوئی تو چلتا ہے اپنے پیٹ کے بل اور کوئی دو پاؤں پر چلتا ہے اور کوئی چار پاؤں پر اور پیدا کرتا رہتا ہے اللہ جو چاہتا ہے۔بے شک وہ ہر ایک چیز کا بڑا اندازہ کرنے والا ہے۔

تفسیر۔ مَآءٍ۔نطفہ کا پانی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۳)

۴۷۔ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ ؕ وَ اللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

ترجمہ۔اور بے شک ہم نے روشن آیتیں نازل فرمائیں اور اللہ راہ راست بتا دیتا ہے جسے چاہے سیدھے رستے کی طرف۔

تفسیر۔ لَقَدْ اَنْزَلْنَآ۔اس سورۃ میں پیشگوئیاں صاف صاف کر دی ہیں۔

وَاللّٰہُ یَھْدِیْ۔ان باتوں سے جو چاہے سیدھی راہ نکال سکتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۳)

۴۸۔ وَ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَ بِالرَّسُوْلِ وَ اَطَعْنَا ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِکَ ؕ وَ مَآ اُولٰٓئِکَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ۔

ترجمہ۔اور دغا باز منہ سے کہتے ہیں ہم نے اللہ کو مانا ہے اور رسول کو اور فرمانبردار بنے ہیں پھر ایک جماعت ان میں کی پھر جاتی ہے اس اقرار کے بعد اور یہ تو مومنوں میں نہیں ہیں۔

تفسیر۔ یَقُوْلُوْنَ۔ منہ سے کہتے ہیں۔عمل نہیں۔اس میں اشارہ ہے کہ تقیہ کرنے والے مخالفین خلفاء مومن کہلائیں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۳)

۴۹، ۵۰۔ وَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔ وَ اِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْۤا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور جب ان کو بلایا جاتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف تاکہ وہ فیصلہ کرے ان میں تو ان میں سے کچھ لوگ منہ پھیرنے لگتے ہیں۔ اور اگر انہیں کا کوئی حق ہو تو دوڑتے چلے آتے ہیں رسول کی طرف سر جھکائے ہوئے۔

تفسیر۔ دُعُوْۤا۔ ان کے مطلب کے برخلاف اللہ رسول کا حکم ہو تو اعراض کرتے ہیں۔

يَكُنْ لَّهُمْ۔ ان کے مطلب کے مطابق (حق) شریعت کا مسئلہ ہو تو ماننے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷/جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۳)

وَ اِذَا دُعُوْۤا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ۔ وَ اِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْۤا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ۔ اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَمِ ارْتَابُوْۤا اَمْ يَخَافُوْنَ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَ رَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (النور: ۴۹ تا ۵۱) اور کہتے ہیں کہ ہم اللہ اور رسول پر ایمان لاتے ہیں۔ پھر ایک فریق ان میں سے پھر جاتا ہے اور وہ ایماندار نہیں ہیں اور جب وہ اللہ اور رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو ایک فریق ان میں سے پھر جاتا ہے اور اگر ان کے حق میں فیصلہ ہو تو فرمانبرداری کرتے ہوئے آجاتے ہیں۔ کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے۔ یا یہ شک میں پڑ گئے ہیں یا ان کو ڈر ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان پر ظلم کرے گا۔ بلکہ یہ خود ہی ظالم ہیں۔

(الفضل جلد ۱ نمبر ۵۲ (ب) مورخہ ۸/جون ۱۹۱۴ء صفحہ ۱۱)

۵۳۔ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَخْشَ اللّٰهَ وَ يَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے اور اللہ کا خوف رکھے اور اسے سپر بنائے تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔

تفسیر۔ يَتَّقْهِ۔ اصل میں يَتَّقِيْ تھا۔ مَنْ کی وجہ سے ی اڑی۔ تو ہ سکنہ کی لگائی گئی، ق مکسور ماقبل مفتوح۔ لہٰذا ق ساکن ہوا۔

ان رکوعوں میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک نور معرفت کا ہوتا ہے جس سے بھلے برے کی تمیز ہوتی ہے۔ وہ نوران گھروں میں ہوتا ہے جن گھروں میں صبح وشام اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے۔ وہاں جو لوگ رہتے ہیں وہ تاجر ہیں۔ ان کے گھر چھوٹے ہیں پر کسی دن اللہ ان گھروں کو بڑا بنا دے گا۔ چنانچہ اس قرآن شریف کا جمع کرنے والا حضرت ابوبکرؓ صدیق ہے۔ پھر حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ اس کے شائع کرنے والے۔ پھر حضرت علیؓ جن سے سچے روحانی علوم دنیا میں پہونچے۔ میں نے بھی خود بلاواسطہ حضرت علیؓ سے قرآن کے بعض معارف سیکھے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان رکوعوں میں یہ بھی بتا دیا ہے کہ انصار میں خلافت نہ ہوگی بلکہ مہاجرین میں پھر یہ بتایا کہ ان کا مقابلہ مسلمان بھی کریں گے اور کفار بھی۔ چنانچہ حضرت ابوبکرؓ کی مخالفت اسی طرح ہوئی۔ بعض لوگ خلافت کے قائل نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کی مثال دی کہ ایک وہ جو کلّر کے بخارات کو پانی سمجھے۔ دوسرے وہ جو شریعت کے سمندر میں بھی ہوکر مقابلہ کریں گے۔

انجام یہ کہ چرند پرند ان کا گوشت کھائیں گے۔ خلفاء راشدین میں سے حضرت ابوبکرؓ کے لئے بہت مشکلات تھے۔ لشکر حضرت اسامہؓ کے ساتھ روانہ کر دیا گیا تھا۔

ادھر عرب میں جابجا بغاوت پھیل گئی۔ مکہ میں لوگ آمادۂ بغاوت تھے کہ وہاں ایک عقلمند انسان پہونچ گیا کہ تم ایمان لانے میں سب سے پیچھے تھے۔ اب مرتد ہونے میں سب سے پہلے ہو۔ تو اس پر وہ باز آ گئے۔

اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْھُمْ مُّعْرِضُوْنَ میں جس گروہ کا ذکر ہے۔ وہ نہ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں نہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں۔ نہ حضرت عثمانؓ وعلیؓ کے زمانے میں۔ غرض کبھی مظفر ومنصور نہیں ہوا۔

مگر دوسرا فریق سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا۔[1] (البقرہ:۲۸۶) کہنے والا مظفر ومنصور رہا۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمادیا وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ[2] (البقرہ:۶)۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۳)

---

[1] ہم نے سنا اور جان لیا۔ [2] اور یہی لوگ نہال اور بامراد ہیں۔

۵۵۔ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَ عَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ؕ وَ اِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ وَ مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۔

ترجمہ۔ کہہ دو اطاعت کرو اللہ اور اس کے رسول کی پھر اگر تم منہ موڑ و گے تو رسول کے ذمہ تو اتنی ہی بات ہے جو اس پر بوجھ رکھا گیا (تبلیغ اور عملی نمونہ کا) اور تمہارے ذمہ وہ ہے جو تم پر بوجھ رکھا گیا۔ اور اگر تم اس کی اطاعت کرو تو راہ پاؤ اور رسول کے ذمہ تو بس پہنچا ہی دینا ہے کھلا کھلا۔

تفسیر۔ اس آیت شریف میں اللہ جل شانہٗ انسان کو یہ تاکید فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور یاد رکھو کہ اگر تم اس کی اطاعت نہ کرو گے تو اس کا ذمہ تو صرف اتنا ہی تھا کہ تبلیغ کر دی اور یہ تمہارا ذمہ تھا کہ تم مان لو۔ کیونکہ یہ اطاعت ہی کامیابی کی راہ ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کامیابی اور فائز المرام ہونے کے لئے ایک صراط مستقیم بتلائی ہے جو اطاعت اللہ اور اطاعت الرسول سے بنی ہے یہ ہدایت فرماتے وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَطِيْعُوا اللّٰهَ یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔ چونکہ اللہ تعالیٰ تو ایک ایسی فوق الفوق اور وراء الوراء ہستی ہے جس کی شان ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ[1] (الانعام: ۱۰۴)۔ پھر اس کی اطاعت کیونکر ہو سکتی۔ اس کی سبیل اور صورت یہ ہے کہ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ۔ اطاعت الرسول ہی اطاعت اللہ ہوتی ہے کیونکہ رسول اللہ تو گویا مرضات اللہ کے دیکھنے اور معلوم کرنے کے لئے ایک آئینہ صافی ہوتا ہے اس کی زندگی اس کا چال چلن اس کی نشست برخاست۔ غرض اس کی ہر بات رضائے الٰہی اور اطاعت الٰہی کا نمونہ ہوتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اَطِيْعُوا اللّٰهَ کے بعد اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ کہہ کر اس مشکل کو حل کر دیا جو اطاعت اللہ کے سمجھنے اور سوچنے میں پیدا ہو سکتی تھی اور اس کی صراحت اور توضیح اور بھی ہو جاتی ہے جب ہم یہ پڑھتے ہیں فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ اس حصۂ آیت میں فَاِنَّمَا عَلَيْهِ میں کی ضمیر جو رسول کی طرف راجع ہے بتلا رہی ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے اس اطاعت کو جو ابتدائے آیت میں اللہ اور رسول کی اطاعت میں منقسم تھی یہاں صرف رسول ہی کی اطاعت سے مخصوص کر دیا ہے اور پھر جب ہم اِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا والے حصہ پر غور کرتے ہیں تو یہ راز اور بھی کمال صفائی

[1] اسے آنکھیں نہیں ادراک کر سکتیں۔

سے حل ہو جاتا ہے غرض یہ ہے کہ اطاعت اللہ وہی ہے جو اطاعت رسول ہے۔ قرآن کریم کے دوسرے مقامات پر اس عقدہ کو صاف الفاظ میں حل کیا گیا ہے جیسے فرمایا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ (اٰل عمران:۳۲)۔ یعنی اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے محب اور عزیز بن جاؤ تو اس کے لئے تدبیر یہ ہے کہ میری اطاعت کرو اور دوسرے مقام پر فرمایا: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء:۸۱) جس نے رسول اللہ کی اطاعت کی اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔

فی الجملہ اس آیت میں حصول کامیابی کے لئے ایک گر بتلایا ہے جس کا نام ہے اطاعت الرسول جو اپنے اصل معنوں میں اطاعت اللہ ہی ہے کیونکہ رسول مرضات اللہ کا مظہر ہوتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ کی کل ہوتا ہے اس کا اپنا ارادہ کچھ ہوتا ہی نہیں۔ چنانچہ فرمایا ہے کہ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى [1] (النجم:۴)۔

اللہ تعالیٰ یہ طریق کامیابی بتلا کر ایک پیشگوئی کے ذریعے سے اس اصول کی صداقت ظاہر کرتا ہے کیونکہ وَ اِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا میں تو ایک دعویٰ کیا گیا ہے کہ فائدہ اس اطاعت الرسول میں یہ ہوگا کہ تم دین اور دنیا میں فائز المرام ہو جاؤ گے۔ پس اس دعوے کو اللہ تعالیٰ ایک پیشگوئی کے رنگ میں دلیل دے کر ثابت کرتا ہے۔ (تحفہ سالانہ یا رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۶۸ تا ۱۷۰)

پس یاد رکھو کہ عقائد کے لحاظ سے دنیا میں بینظیر چیز اسلام ہے۔ میں راستی سے کہتا ہوں کہ ایمان کے لحاظ سے، اعمال کے لحاظ سے دنیا میں کوئی مذہب اسلام سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مگر میں یہ بھی ساتھ ہی کہوں گا کہ اسلام ہو۔ دعوئے اسلام نہ ہو۔ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ (البقرۃ:۱۱۳) [2] کا مصداق ہو۔ ساری توجہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف لگا دیوے اور ایسے طریق پر کہ گویا وہ خدا کو دیکھ رہا ہے۔ یا کم از کم اتنا ہی ہو کہ اس بات کو کامل طور پر سمجھے کہ خدا مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے انعام کو یاد کر کے اور یہ دیکھ کر کہ کیسی کتاب، کیسا مذہب اس نے عطا کیا ہے۔

(الحکم جلد ۳ نمبر ۷ مورخہ ۲۳ مارچ ۱۸۹۹ء صفحہ ۵)

---

[1] اور وہ بات نہیں کرتا اپنے نفس کی خواہش سے۔ [2] جس نے اپنی ذات کو ہر طرح اللہ کے سپرد کر دیا اور وہ نیکوکار اللہ کا دیوانہ اور شیدا ہو۔

۵۶۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔

ترجمہ۔ اللہ نے وعدہ کرلیا ہے ان لوگوں سے جو تم میں ایماندار ہیں اور جنہوں نے بھلے کام کئے ہیں کہ ان کو ضرور خلیفہ بنائے گا زمین میں جیسے کہ خلیفہ بنایا ان سے پہلے والوں کو اور بے شک ان کے دین کو مضبوط کرے گا ان کے لئے جس کو ان کے لئے پسند فرمالیا ہے۔ اور ان کو خوف کے بدلے میں امن عنایت فرمائے گا وہ خالص میری ہی عبادت کیا کریں گے اور شریک نہ کریں گے میرے ساتھ کسی چیز کو اور جو کوئی ناشکری کرے اس کے بعد تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

تفسیر۔ یعنی خدائے تعالیٰ نے ان لوگوں میں سے جو تم میں سے ایمان لائے (یعنی لوازم ایمان حقیقی ان میں پائے جاتے ہیں) اور اعمال صالحہ بجالاتے ہیں۔ (یعنی عملی طور پر بھی ایمان کا واقعی نتیجہ اپنی زبان اور اعضاء اور اپنے اموال پر دکھاتے ہیں) ان سے اللہ تعالیٰ نے حتمی وعدہ کرلیا ہے کہ یقینا یقیناً ان کو ضرور اسی زمین پر خلیفہ بنادے گا جیسا کہ ان لوگوں کو بنایا جو تم سے پہلے تھے اور ان کا وہ دین جو ان کے لئے پسند کر چکا ہے۔ اس کے کر دکھانے اور پھیلانے کی ان کو قوت عطا کرے گا اور خوف کے بعد ان کی حالت کو امن سے بدل دے گا۔ وہ مجھے ہی پوجیں گے۔ (یعنی میری ہی اطاعت اور عبادت کریں گے) میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گے۔ جو (یعنی ان نشانات کو دیکھ کر) اس کے بعد کفران کریں گے وہ لوگ فاسق ہیں۔ (تحفہ سالانہ یا رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء صفحہ ۱۷۰)

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ ۔ خلیفہ کا بنانا خدا کے اختیار میں ہے۔ اور میں اس امر میں خود گواہ ہوں کہ خلافت خدا کے فضل سے ملتی ہے۔

وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ ۔ یہ سچے خلیفہ کی صداقت کے نشان بتائے کہ ان میں تمکین دے گا۔ ان پر

خوف بھی آئے گا۔مگر وہ خوف امن سے بدلا جاوے گا۔ برخلاف اس کے جوان کے منکر ہوئے۔ وہ فاسق ہوں گے۔ چنانچہ دیکھ لو۔کنجروں سے، رنڈیوں سے پوچھوتو اپنے تئیں اسی گروہ کی خادم بتاتی ہیں۔ جوکافرِ ابوبکرؓ وعمرؓ ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۳)

اللہ نے تم میں سے مومنوں اور نیکوکاروں سے وعدہ کیا کہ انہیں اس سرزمینِ (مکہ) میں ضرور خلیفہ بنائے گا۔ جیسا ان سے پہلوں کو بنایا اور وہ دین جوان کیلئے پسند کیا ہے۔ اسے ان کی خاطر مضبوط کردے گا اور ان کے خوف کو امن سے بدل دے گا کہ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرائیں گے۔

یہ پیشین گوئی صحابہؓ کے حق میں ایسی پوری ہوئی کہ تاریخِ عالم میں اس کی نظیر نہیں۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۲۵۸)

اور جس طرح جناب موسیٰ علیہ السلام کی قوم دشمنوں سے نجات پا کر آخر معزز اور ممتاز اور خلافت اور سلطنت سے سرفراز ہوئی۔ اسی طرح ٹھیک اسی طرح لاریب اسی طرح اس رسول کے اتباع بھی موسیٰ علیہ السلام کے اتباع کی طرح بلکہ بڑھ کر ابراہیمؑ کے موعود ملک بالخصوص اور اپنے وقت کے زبردست بادشاہوں پر علی العموم خلافت کریں گے (فرمایا) وعدہ دے چکا اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو تم میں سے جو ایمان لائے اور کام کئے انہوں نے اچھے ضرور خلیفہ کردے گا ان کو اس خاص زمین میں (جس کا وعدہ ابراہیمؑ سے ہوا) جیسے خلیفہ بنایا ان کو جوان اسلامیوں سے پہلے تھے اور طاقت بخشے گا انہیں اس دین پھیلانے کیلئے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے پسند فرمایا۔ اور ضرور ہی بدل دے گا انہیں خوف کے بعد امن سے۔ (تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائز ڈ ایڈیشن صفحہ ۱۳۔۱۴)

اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر کرو۔ اس نے خاتم الانبیاء بھیجا۔ کتاب بھی کامل بھیجی۔ کتاب کے سمجھانے کا خود وعدہ کیا اور ایسے لوگوں کے بھیجنے کا وعدہ فرمایا جو آ کر خوابِ غفلت سے بیدار کرتے ہیں۔ اس زمانے ہی کو دیکھو کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کا وعدہ کیسا سچا اور صحیح ثابت ہوا۔ اس کا رحم۔ اس کا فضل اور انعام کس کس طرح دستگیری کرتا ہے۔ مگر انسان کو بھی لازم ہے کہ خود بھی قدم اٹھاوے۔

یہ بھی ایک سنت اللہ چلی آتی ہے کہ خلفاء پر مطاعن ہوتے ہیں۔آدم پر مطاعن کرنے والی خبیث روح کی ذریت بھی اب تک موجود ہے۔صحابہ کرامؓ پر مطاعن کرنے والے روافض اب بھی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان کو تَمْکِنَتْ دیتا ہے اور خوف کو امن سے بدل دیتا ہے۔

(الحکم جلد ۳ نمبر ۱۶ مورخہ ۵ رمئی ۱۸۹۹ء صفحہ ۵)

چونکہ خلافت کا انتخاب عقلِ انسانی کا کام نہیں۔عقل نہیں تجویز کرسکتی کہ کس کے قویٰ قوی ہیں کس میں قوّتِ انتظامیہ کامل طور پر رکھی گئی ہے۔اس لئے جنابِ الٰہی نے خود فیصلہ کر دیا ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔

اب واقعاتِ صحیحہ سے دیکھ لو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے کہ نہیں؟ یہ تو صحیح بات ہے کہ وہ خلیفہ ہوئے اور ضرور ہوئے۔شیعہ بھی مانتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کی بیعت آخر کر لی تھی پھر میری سمجھ میں تو یہ بات آ نہیں سکتی اور نہ اللہ تعالیٰ کو قوی، عزیز، حکیم خدا ماننے والا کبھی وہم بھی کرسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ارادہ پر بندوں کا انتخاب غالب آ گیا تھا۔منشاء الٰہی نہ تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہو گئے۔

غرض یہ بالکل سچی بات ہے کہ خلفائے ربانی کا انتخاب انسانی دانشوں کا نتیجہ نہیں ہوتا۔اگر انسانی دانش ہی کا کام ہوتا ہے تو کوئی بتائے کہ وادئ غیر ذی زرع میں وہ کیونکر تجویز کرسکتی ہے؟ چاہیے تو یہ تھا کہ ایسی جگہ ہوتا جہاں جہاز پہونچ سکتے۔دوسرے ملکوں اور قوموں کے ساتھ تعلقات قائم کرنے کے اسباب میسر ہوتے۔مگر نہیں وادئ غیر ذی زرع ہی میں انتخاب فرمایا اس لئے کہ انسانی عقل ان اسباب و وجوہات کو سمجھ ہی نہیں سکتی تھی۔جو اس انتخاب میں تھی۔اور ان نتائج کا اس کو علم ہی نہ تھا جو پیدا ہونے والے تھے۔عملی رنگ میں اس کے سوا دوسرا منتخب نہیں ہوا۔اور پھر جیسا کہ عام انسانوں اور دنیا داروں کا حال ہے کہ وہ ہر روز غلطیاں کرتے اور نقصان اٹھاتے ہیں آخر خائب اور خاسر ہو کر بہت سی حسرتیں اور آرزوئیں لے کر مر جاتے ہیں۔لیکن جنابِ الٰہی کا انتخاب بھی تو

ایک انسان ہی ہوتا ہے اس کو کوئی ناکامی پیش نہیں آتی۔ وہ جدھر منہ اٹھاتا ہے۔ ادھر ہی اس کے واسطے کامیابی کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور وہ فضل، شفاء، نور اور رحمت دکھلاتا ہے۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۶ مورخہ ۱۷؍فروری ۱۹۰۱ء صفحہ ۵)

ہمارا انتخاب آخر غلط ہوتا ہے اس کو معزول کرنا پڑتا ہے۔ زندگی اور موت ہی ہمارے اختیار میں نہیں ہے ممکن ہے کہ ایک کو منتخب کریں اور رات کو اس کی جان نکل جاوے۔ میرے استاد کہتے تھے۔ سعادت علی خان نے کئی کروڑ روپیہ ہند کے واسطے انگریزوں کو دیا کہ اسے دیدیں۔ کہتے ہیں جب عمل درآمد کے لئے کاغذ پہونچے تو رات کو جان نکل گئی۔ یہ مشکلات ہیں جو ہمارے انتخاب درست نہیں ہو سکتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ الآیۃ۔ یہ خدا ہی کا کام ہے کہ کسی کو خلیفہ بنا دے۔ پس کسی دلیل کی حاجت نہیں۔ تم سمجھتے ہو کہ بنی ہاشم نے بڑی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے۔ خدا نے جس کو بنانا تھا اُس کو بنا دیا۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۱۳ مورخہ ۱۰؍اپریل ۱۹۰۱ء صفحہ ۸)

اسی امت سے خلیفہ ہونا اور خلیفہ کا تقرر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہونا ہی قرآن شریف سے ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر خلیفہ بننا بہت کتابوں کے پڑھ لینے پر ہوتا تو چاہیے تھا کہ میں ہوتا۔ میں نے بہت کتابیں پڑھی ہیں اور کثیر التعداد میرے کتب خانہ میں ہیں مگر میں تو ایک آدمی پر بھی اپنا اثر نہیں ڈال سکتا۔ غرض خدا تعالیٰ کا وعدہ آپ ہی منتخب کرنے کا ہے۔ کون منتخب ہوتا ہے۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ[1] (الانعام:۱۲۵) جو شخص خلافت کیلئے منتخب ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر دوسرا اس منصب کے سزاوار اس وقت ہرگز نہیں ہوتا۔ کیسی آسان بات تھی کہ خدا تعالیٰ جس کو چاہے مصلح مقرر کر دے۔ پھر جن لوگوں نے خدا کے ان مامور کردہ منتخب بندوں سے تعلق پیدا کیا انہوں نے دیکھ لیا کہ ان کی پاک صحبت میں ایک پاک تبدیلی اندر ہی اندر شروع ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم کرنے کی آرزو پیدا ہونے لگتی ہے۔

---

[1] اللہ خوب جانتا ہے کہ کہاں اپنی رسالت رکھنی چاہیے۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۱۴ مورخہ ۱۷؍اپریل ۱۹۰۱ء صفحہ ۳)

کسی قسم کا خلیفہ ہو اس کا بنانا جنابِ الٰہی کا کام ہے۔ آدم کو بنایا تو اس نے۔ داؤد کو بنایا تو اس نے۔ ہم سب کو بنایا تو اس نے۔ پھر حضرت نبی کریمؐ کے جانشینوں کو ارشاد ہوتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔

جو مومنوں میں سے خلیفے ہوتے ہیں ان کو بھی اللہ ہی بناتا ہے۔ ان کو خوف پیش آتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ ان کو تمکنت عطا کرتا ہے۔ جب کسی قسم کی بدامنی پھیلے تو اللہ ان کیلئے امن کی راہیں نکال دیتا ہے۔ جو ان کا منکر ہو۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ اعمالِ صالحہ میں کمی ہوتی چلی جاتی ہے اور وہ دینی کاموں سے رہ جاتا ہے۔

جنابِ الٰہی نے ملائکہ کو فرمایا کہ میں خلیفہ بناؤں گا کیونکہ وہ اپنے مقربین کو کسی آئندہ معاملہ کی نسبت جب چاہے اطلاع دیتا ہے ان کو اعتراض سوجھا۔ جو ادب سے پیش کیا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے مجھے کہا۔ حضرت صاحب نے دعویٰ تو کیا ہے مگر بڑے بڑے علماء اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ میں نے کہا وہ خواہ کتنے بڑے ہیں مگر فرشتوں سے بڑھ کر تو نہیں۔ اعتراض تو انہوں نے بھی کر دیا۔ اور کہا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَ يَسْفِكُ الدِّمَآءَ (البقرۃ: ۳۱) کیا تو اسے خلیفہ بناتا ہے جو بڑا فساد ڈالے اور خونریزی کرے۔ یہ اعتراض ہے مگر مولیٰ ہم تجھے پاک ذات سمجھتے ہیں۔ تیری حمد کرتے ہیں۔ تیری تقدیس کرتے ہیں خدا کا انتخاب صحیح تھا۔ مگر خدا کے انتخاب کو ان کی عقلیں کب پاسکتی تھیں۔

(الفضل جلد ۱ نمبر ۱۴ مورخہ ۱۷؍ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵)

خدا کے حضور قربانی کرنے والا متقی نہ صرف خود کامیاب ہوا بلکہ اپنے خلفائے راشدین کے لئے بھی یہی وعدہ لے لیا۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۪ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ دنیا میں کئی نبی جن میں بعض کا ذکر

قرآن مجید میں ہے اور بعض کا نہیں ۔ اپنے ساتھ خارقِ عادت نشان لے کر دنیا میں آئے۔ مگر ان محسنوں ۔ ان ہادیوں کیلئے کوئی دعا نہیں کرتا۔ بلکہ انہیں معبود سمجھ کر دعا کا محتاج ہی نہیں سمجھتے ۔ یہ شرف صرف ہمارے نبی کریم صلعم کے لئے ہے کہ رات دن کا کوئی وقت نہیں گزرتا جس میں مومنوں کی ایک جماعت دردِ دل سے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ نہ پڑھ رہی ہو۔

(بدر جلد ۷ نمبر ۳ مورخہ ۲۳ رجنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۹)

آنحضرتؐ کی امت میں ہمیشہ کچھ ایسے پاک لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جو آنحضرتؐ کے اصلی اور حقیقی مذہب اور تعلیم توحید کو قائم کرتے اور شرک و بدعات کا جو کبھی اِمتدادِ زمانہ کی وجہ سے اسلام میں راہ پا جاویں ان کا قَلع قمع کرتے رہیں گے اور یہ ضروری ہے کہ آپؐ کی سچی تعلیم و تربیت کا نمونہ ہمیشہ بعض ایسے لوگوں کے ذریعہ ظاہر ہوتا رہے جو امتِ مرحومہ میں ہر زمانہ میں موجود ہوا کریں۔ چنانچہ قرآن شریف میں بھی بڑی بڑی صراحت سے اس بات کو الفاظ ذیل میں بیان کیا گیا ہے۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ۪ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ؕ یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا ؕ وَ مَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۲۵ مورخہ ۶ راپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۴)

فرمان کے وقت نافرمانی کی جاوے تو پھر اسلام کا مفہوم نہیں رہتا۔ قرآن بھی یہی کہتا ہے۔ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ .... وَ مَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ یہاں بھی ان خلفاء کے منکروں پر لفظ کفر کا ہی آیا ہے۔ کیونکہ وہ تو حکمِ الٰہی ہے۔ جس رنگ میں ہو جو اس سے نافرمانی کرے گا وہ نافرمان ہوگا۔ میں اس چھت کے نیچے بیٹھا ہوں اگر مجھے اللہ تعالیٰ ابھی حکم دے کہ اٹھ جاؤ اور میں نہ اٹھوں تو میں نافرمان ہوں گا۔ اگر یہ چھت گرے اور میں مر جاؤں تو اس نافرمانی کی سزا ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو کیا میں تو کہتا ہوں کہ خدا کے کسی ایک حکم اور آپ کے جانشینوں کی کسی

ایک نافرمانی سے انسان کافر ہوجاتا ہے۔ (الحکم جلد ۷ نمبر ۲۵ مورخہ ۱۰؍جولائی ۱۹۰۳ء صفحہ ۴)

دنیا کے مذاہب کی حفاظت کیلئے مؤید من اللہ، نصرت یافتہ پیدا نہیں ہوتے۔ اسلام کے اندر کیسا فضل اور احسان ہے کہ وہ مامور بھیجتا ہے جو پیدا ہونے والی بیماریوں میں دعاؤں کے مانگنے والا۔ خدا کی درگاہ میں ہوشیار انسان۔ شرارتوں اور عداوتوں کے بدنتائج سے آگاہ۔ بھلائی سے واقف انسان ہوتا ہے۔ جب غفلت ہوتی ہے اور قرآن کریم سے بے خبری ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہوں میں بے سمجھی پیدا ہوجاتی ہے تو خدا کا وعدہ ہے کہ ہمیشہ خلفاء پیدا کرے گا۔ جس کے سبب سے کل دنیا میں اسلام فضیلت رکھتا ہے یہ امر مشکل نہیں ہوتا کہ ہم اس انسان کو کیونکر پہچانیں۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوکر آیا ہے۔ اس کی شناخت کے لئے ایک نشان منجملہ اور نشانوں کے خدا تعالیٰ نے یہ مقرر فرمایا ہے کہ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ۔ خدا فرماتا ہے کہ ہمارے مامور کی شناخت کیا ہے۔ اُس کے لئے ایک تو یہ نشان ہے کہ وہ بھولی بسری متاع جس کو خدائے تعالیٰ پسند کرتا ہے اس سے لوگ آگاہ ہوں اور غلطی سے چونک اٹھیں اور اسے چھوڑ دیں۔ اس کو پورا کرنے کیلئے اس کو ایک طاقت دی جاتی ہے۔ ایک قسم کی بہادری اور نصرت عطا ہوتی ہے۔ اس بات کے قائم کرنے کیلئے جس کیلئے اس کو بھیجا ہے قسم قسم کی نصرتیں ہوتی ہیں۔ کوئی ارادہ اور سچا جوش پیدا نہیں ہوتا جب تک کہ خدا تعالیٰ کی مدد کا ہاتھ ساتھ نہ ہو۔ بڑی بڑی مشکلات آتی ہیں اور ڈرانے والی چیزیں آتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان سب خوفوں اور خطرات کو امن سے بدل دیتا ہے اور دور کر دیتا ہے۔ ایک معیار تو اس کی راست بازی اور شناخت کا یہ ہے۔

اب ذرا ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت پر غور کرو۔ جب آپؐ نے دعوتِ حق شروع کی۔ تنہا تھے۔ جیب میں روپیہ نہ تھا۔ بازو بڑے مضبوط نہ تھے۔ حقیقی بھائی کوئی نہ تھا۔ ماں باپ کا سایہ بھی سر سے اٹھ چکا تھا اور ادھر قوم کو دلچسپی نہ تھی۔ مخالفت حد سے بڑھی ہوئی تھی۔ مگر خدا کے لئے کھڑے ہوئے۔ مخالفوں نے جس قدر ممکن تھے۔ دکھ پہنچائے۔ جلاوطن کرنے کے منصوبے باندھے۔ قتل کے منصوبے کئے۔ کیا تھا جو انہوں نے نہ کیا۔ مگر کس کو نیچا دیکھنا پڑا۔ آپؐ کے دشمن ایسے خاک

میں ملے کہ نام ونشان تک مٹ گیا۔ وہ ملک جو کبھی کسی کے ماتحت نہ ہوا تھا آخر کس کے ماتحت ہوا؟ اس قوم میں جو توحید سے ہزاروں کوس دور تھی۔توحید پہنچادی۔ اور نہ صرف پہنچادی بلکہ منوادی۔ خوف کے بعد امن عطا کیا۔ان کے بعد ان کے جانشین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوئے۔آپؓ کی قوم جاہلیت میں بھی چھوٹی تھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم میں سے بھی نہ تھے۔ پھر کیونکر ثابت ہوا کہ خلیفہ حق ہیں۔ اسامہؓ کے پاس بیس ہزار لشکر تھا۔اس کو بھی حکم دے دیا کہ شام کو چلے جاؤ۔اگر اسامہؓ کا لشکر موجود ہوتا تو لوگ کہتے کہ ۲۰ ہزار لشکر کی بدولت کامیابیاں ہوئیں۔نواحِ عرب میں ارتداد کا شور اٹھا۔تین مسجدوں کے سوا نماز کا نام ونشان نہ رہا تھا۔سب کچھ ہوا۔ پر خدا نے کیسا ہاتھ پکڑا کہ رافضی بھی گواہی دے اٹھا کہ اسد اللہ الغالب کو خوف کی وجہ سے ساتھ ہونا پڑا۔ کیسا خوف پیدا ہوا کہ عرب مرتد ہو گئے بلکہ سب خوف جاتا رہا۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنائے تھے۔ اسی طرح ہمیشہ ہمیشہ جب لوگ مامور ہو کر آتے ہیں تو خدا تعالیٰ کی قدرت نمائی سے۔ اس کے ہاتھ کا تھامنا یہ دکھلا دیتا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں محفوظ ہوتا ہے۔ یاد رکھو۔جس قدر کمزوریاں ہوں وہ سب معجزات اور الٰہی تائید میں ہیں کیونکہ ان کمزوریوں ہی میں تائید الٰہی کا مزہ آتا ہے۔ اور معلوم ہو جاتا ہے کہ خدا کی دستگیری کیسا کام کرتی ہے۔ امیر دولت کے گھمنڈ سے۔ مولوی علم کے گھمنڈ سے۔کوئی منصوبہ بازیوں اور حکام کے پاس آنے جانے کے گھمنڈ سے اگر کامیاب ہوتا ہے تو خدا کے بندے خدا کی مدد سے کامیاب ہوتے ہیں۔ان کے پاس سرمایۂ علوم اور سفر کے وسائل نہیں ہوتے۔مگر عالم ہونے کی لاف وگذاف مارنے والے ان کے سامنے شرمندہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے پاس کتب خانے اور لائبریریاں نہیں ہوتیں۔ وہ حکام سے جاکر ملتے نہیں۔مگر وہ ان سب کو نیچا دکھا دیتے ہیں۔ جو اپنے رسوخ۔ اپنے معلومات کی وسعت کے دعوے کرتے ہیں۔ برادری اور قوم اس کی مخالفت کرتی ہے۔مگر آخر یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی طرح ان کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ یہی ہمیشہ ان کی پہچان ہوتی ہے۔

غرض راستباز اور مامور کی شناخت کے یہ نشان خدا تعالیٰ نے خود ہی بیان فرما دیئے ہیں۔......

انسان خوب مطالعہ کرے کہ اسلام سے بڑھ کر نعمت اور عزت و شرافت کا موجب اور کوئی چیز نہیں ہے۔ میں نے پہلے بتلایا ہے کہ زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے خلیفہ بنانے کا خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ اور وہ خلیفہ دلائل سے نہیں آدمیوں کے انتخاب سے نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی تائید اور نصرت اور طاقت سے بنیں گے۔ اب اس زمانہ کے منعم علیہ[1] پر غور کرو۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ وہ منصوبہ باز اور مشرک ہے۔ عبادت میں سست ہے۔ ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ ایک عابد اور موحّد خدا کا پرستار کہلانے والا ممکن ہے ریاکار ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کے خلوص نیّت اور صدق کو اپنی تائیدات اور نصرتوں سے ثابت کر رہا ہے۔ پھر یہ خیال ہوسکتا ہے کہ خوف کے وقت ہی وہ پرستار الٰہی ہو۔ نہیں نہیں۔ وہ جبکہ خوف امن سے بدل جاتا ہے وہ اس وقت بھی سچا پرستار ہوتا ہے۔

(الحکم جلد ۳ نمبر ۷ مورخہ ۳/ مارچ ۱۸۹۹ء صفحہ ۵۔۶)

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وعدہ اور پیشگوئی کے موافق جو استثناء کے ۱۸ باب میں کی گئی تھی۔ مثیلِ موسیٰ ہیں۔ اور قرآن نے خود اس دعویٰ کو لیا۔ اِنَّآ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَیۡکُمۡ رَسُوۡلًا ۬ۙ شَاہِدًا عَلَیۡکُمۡ کَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا[2] (المزمل:۱۶)۔ اب جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیلِ موسیٰ ٹھہرے اور خلفاءِ موسویہ کے طریق پر ایک سلسلہ خلفائے محمدؐیہ کا خدا تعالیٰ نے قائم کرنے کا وعدہ کیا جیسا کہ سورہ نور میں فرمایا۔

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسۡتَخۡلِفَنَّہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ کَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ...... (الآیۃ) پھر کیا چودھویں صدی موسوی کے خلیفہ کے مقابل پر چودھویں صدی ہجری پر ایک خلیفہ کا آنا ضروری تھا یا نہیں؟ اگر انصاف کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے اور اس آیتِ وعدہ کے لفظ کَمَا پر پورا غور کر لیا جاوے تو صاف اقرار کرنا پڑے گا کہ موسوی خلفاء کے مقابل پر چودھویں صدی کا خلیفہ خاتم الخلفاء ہوگا اور وہ مسیح موعود ہوگا۔

---

[1] حضرت میرزا غلام احمد قادیانی۔ مسیح موعود علیہ السلام۔ مرتّب۔ [2] ہم نے تمہاری طرف ویسا ہی رسول بھیجا ہے۔ جو تم پر نگران ہے جیسا کہ فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا۔

اب غور کرو کہ عقل اور نقل میں تناقض کہاں ہوا؟ عقل نے ضرورت بتائی۔ نقل صحیح بھی بتاتی ہے کہ اس وقت ایک مامور کی ضرورت ہے اور وہ خاتم الخلفاء ہوگا اس کا نام مسیح موعود ہونا چاہیے پھر ایک مدّعی موجود ہے وہ بھی یہی کہتا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس کے دعویٰ کو راست بازوں کے معیار پر پرکھ لو۔ (الحکم جلد ۶ نمبر ۱۴ مورخہ ۱۷ /نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۵)

لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ[1] (النور:۵۶)۔ خدا فرماتا ہے کہ ہمارے مامور کی شناخت کیا ہے؟ اس کے لئے ایک تو یہ نشان ہے کہ وہ بھولی بسری متاع جس کو خدائے تعالیٰ پسند کرتا ہے اس سے لوگ آگاہ ہوں اور غلطی سے چونک اٹھیں اور اسے چھوڑ دیں۔ اس کو پورا کرنے کے لئے اس کو ایک طاقت دی جاتی ہے۔ ایک قسم کی بہادری اور نصرت عطا ہوتی ہے۔ اس بات کے قائم کرنے کے لئے جس کے لئے اس کو بھیجا ہے قسم قسم کی نصرتیں ہوتی ہیں۔ کوئی ارادہ اور سچا جوش پیدا نہیں ہوتا جب تک کہ خدا تعالیٰ کی مدد کا ہاتھ ساتھ نہ ہو۔ بڑی بڑی مشکلات آتی ہیں اور ڈرانے والی چیزیں آتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ ان سب خوفوں اور خطرات کو امن سے بدل دیتا ہے اور دور کر دیتا ہے۔ ایک معیار تو اس کی راستبازی اور شناخت کا یہ ہے۔

(الحکم جلد ۳ نمبر ۷ مورخہ ۳ /مارچ ۱۸۹۹ء صفحہ ۵)

۵۷۔ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور نماز کو ٹھیک درست رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور رسول کی اطاعت کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

تفسیر۔ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ جاذبِ رحم کیا ہے۔ صلوٰۃ، زکوٰۃ، اطاعتِ رسول، حضرت ابوبکرؓ کے وقت زکوٰۃ کے لئے جنگ بھی ہوئی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷ /جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۳)

---

[1] بے شک ان کے دین کو مضبوط کرے گا ان کے لئے جس کو ان کے لئے پسند فرمالیا ہے۔

۵۹۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَ حِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ۫ؕ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَ لَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ؕ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۔

ترجمہ۔اے ایماندارو! تم سے اجازت لے کر آیا کریں تمہارے لونڈی غلام اور وہ تمہارے بچے جو حدِّ بلوغ کو نہیں پہنچے تین وقت۔ صبح کی نماز سے پہلے اور جس وقت تم کپڑے اتار رکھتے ہو دو پہر میں اور عشاء کی نماز کے بعد۔ یہ تین وقت تمہارے لئے پردے اور تنہائی کے ہیں۔ کچھ گناہ نہیں تم پر نہ ان پر ان وقتوں کے بعد۔ وہ تو تمہارے پاس بڑے پھیرے پھرنے والے ہیں۔ بعض بعض کے پاس آتے جاتے ہیں۔ اسی طرح اللہ بیان فرماتا ہے تمہارے لئے کھول کھول کر آیتیں اور اللہ ہی بڑا جاننے والا بڑا حکمت والا ہے۔

تفسیر۔ قرآن نے حکم دیا ہے کہ اے ایمان والو تمہارے گھر میں تین وقتوں میں غیر مرد اور نابالغ لڑکے نہ آویں۔ قبل از نماز فجر، دو پہر اور بعد عشاء کے۔ کیونکہ یہ خاص احتیاط کا وقت ہے۔

(الحکم جلد ۸ نمبر ۲۵ و ۲۶ مورخہ ۳۱؍ جولائی و ۱۰؍ اگست ۱۹۰۴ء صفحہ ۹)

۶۱۔ وَ الْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا يَرْجُوْنَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجٰتٍۭ بِزِيْنَةٍ ؕ وَ اَنْ يَّسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔

ترجمہ۔اور بڑی بوڑھی عورتیں (ستری بہتری) جو امید نہیں رکھتیں نکاح کی تو ان پر کچھ گناہ نہیں کہ اتار رکھیں اپنے کپڑے۔ یہ نہیں کہ وہ دکھاتی پھریں اپنا سنگار۔ اور اس سے بھی بچیں تو ان کے لئے بہت بہتر ہے اور اللہ بڑا سننے والا ہے (ان کی ضعف کی باتیں) اور بڑا جاننے والا ہے۔

تفسیر۔ اگر بوڑھی عورت بھی ہو تو اپنے کپڑے احتیاط سے رکھے اور اپنی زینت دوسرے پر ظاہر نہ کرے پھر کچھ مال خدا نے مردوں کا اور عورتوں کا بنایا ہے۔

......بہت سی لباس پہننے والیاں ہیں پر خدا کے نزدیک ننگیاں ہیں بہت لباس خدا اور رسول کو پیارا نہیں ہوتا۔ (الحکم جلد ۸ نمبر ۲۵ و ۲۶ مورخہ ۳۱؍جولائی و ۱۰؍اگست ۱۹۰۴ء صفحہ ۹)

۶۲۔ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّ لَا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ۔ اندھے پر تو کچھ تنگی نہیں اور نہ لنگڑے پر کچھ تنگی ہے اور نہ بیمار پر کچھ تنگی ہے اور نہ خود تمہاری ذاتوں پر یہ کہ کھاؤ اپنے گھروں میں سے یا اپنے باپ کے گھروں میں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں میں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں میں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں میں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں میں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں میں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں میں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں میں سے یا ان گھروں میں سے جن کی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہیں یا اپنے دوست کے گھروں میں سے، تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم سب مل کر کھایا کرو یا الگ الگ۔ تم جب جانے لگو گھروں میں تو سلام کر لیا کرو اپنے لوگوں پر یہ دعائے خیر ہے اللہ کی طرف سے برکت والی عمدہ۔ اسی طرح اللہ کھول کھول کر بیان کرتا ہے تمہارے لئے آیتیں تا کہ تم عقل سیکھو۔

تفسیر۔ لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ۔ اندھوں سے لوگ قسم قسم کی پرہیزیں کرتے ہیں۔ بعض احمق آدمی نابینا کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ جو بے بنیاد بات ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلم نے مدینہ منورہ میں حضرت ابن اُمّ مکتوم کو اپنا جانشین بنایا۔جس میں نماز پڑھانا شامل ہے۔

مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ ......الی...... اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ ۔ہندوستان میں لوگ اکثر اپنے گھر میں خصوصاً ساس بہو کی لڑائی کی شکایت کرتے رہتے ہیں۔قرآنِ مجید پر عمل کریں تو ایسا نہ ہو۔دیکھو اس میں ارشاد ہے کہ گھر الگ الگ ہوں۔ماں کا گھر الگ۔اولاد شادی شدہ کا گھر الگ۔

فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا۔جب اپنے گھروں میں جاؤ تو سلام علیک کہو۔حدیث میں آیا ہے کہ اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ [1] کہہ لیا کرو۔اکثر گھروں میں اس کا عملدرآمد نہیں۔یہی وجہ ہے کہ ان گھروں میں سلامتی بھی کامل نہیں۔سَفَرُ السَّعَادَة جنہوں نے لکھی ہے۔وہ ہندوستان میں آئے۔آٹھویں صدی کو آئے۔بڑی خوبی کے آدمی تھے۔انہوں نے لکھا ہے کہ ہندوستان میں بادشاہوں کو سلام علیک کہنے کا رواج نہیں۔اس کا یہ نتیجہ دیکھ لیں گے۔ چنانچہ سلطنت ہی نہ رہی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۳)

۶۴۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۔

ترجمہ۔رسول اللہ کے پکارنے کو ایسا نہ سمجھا کرو جیسا بعض تمہارا تمہارے بعض کو پکارتا ہے اللہ ان کو خوب جانتا ہے جو چل دیتے ہیں تم میں سے آنکھ بچا کر۔تو چاہیے کہ ڈریں وہ لوگ جو رسول اللہ کے حکم کا خلاف کرتے ہیں کہ کہیں ان پر آنہ پڑے کوئی فتنہ یا ان کو ٹیس دینے والا عذاب نصیب نہ ہو جائے۔

تفسیر۔ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ۔اس بات کا خیال رکھو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پکار ایسی نہ ہو جیسی اوروں کی پکار ہوتی ہے۔مومن کو نہ چاہیے کہ نبی کریمؐ کے بلانے کو بھی ایسا ہی سمجھے جیسا

---

[1] سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

سُوْرَةُ الْفُرْقَانِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔

ہم سورۂ فرقان کو اللہ کے نام نامی اور اسم گرامی سے پڑھنا شروع کرتے ہیں جو رحمٰن و رحیم ہے۔

یہ سورۃ صحابہؓ کی تاریخ ہے۔ ان کے سچّے حالات اس میں درج ہیں۔ سورہ مومنون میں عام مومنوں کو بشارت دی ہے۔ النُّور میں خلفاء کی خصوصیت بیان فرمائی ہے۔ اس میں صحابہؓ کی تاریخ اور حالات درج ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۴)

۲۔ تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۔

ترجمہ۔ بڑی بابرکت ہے وہ ذات پاک جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا تا کہ وہ تمام جہانوں کو ڈرانے والا ہو۔

تفسیر۔ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ۔ الفرقان (یوم البدر) جو دشمنوں کی کمر کو توڑے۔ ۹ آدمی مکہ میں بڑے شریر تھے۔ وہ نو بری طرح ہلاک ہوئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۴)

بہت برکت والا ہے وہ خدا جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل فرمایا تا کہ لوگوں کے واسطے ڈرانے والا ہو۔

فرقان اس شئے کو کہتے ہیں جو جدا کرنے والی اور تمیز پیدا کرنے والی ہو۔ جس سے وہ باہمی مخالفت جو دو گروہوں کے درمیان ہو اس کا فیصلہ ہو جائے کہ ان میں سے سچا کون ہے اور جھوٹا کون ہے۔ ہر ایک نبی کو ہمیشہ فرقان عطا کیا جاتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا فرقان وہ واقعہ تھا جس میں فرعون اور اس کا لشکر دریا میں غرق ہوئے۔ اور حضرت موسیٰؑ بمعہ اپنی جماعت کے صاف بچ نکلے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرقان جنگ بدر کا دن تھا جس دن کہ مخالفوں کی زبردست

طاقت والے اس سرگروہ کے ہلاک ہوئے اور مسلمانوں کو فتح اور غلبہ حاصل ہوا۔ اس کے علاوہ دلائل اور حجِ نیّرہ کا فرقان ہے جو انبیاء اور ان کے متّبعین کو عطا فرمایا جاتا ہے۔

فرقان یک دفعہ سارے جہان کو غارت نہیں کر دیتا۔ بلکہ بعضوں کو اس وقت ہلاک کیا جاتا ہے تا کہ دوسروں کے واسطے خوف اور عبرت کا موقع ملے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۔ کیا معنے؟ فرقان اس واسطے نازل ہوتا ہے کہ دوسرے لوگوں کے واسطے ہدایت کا باعث ہو جائے۔ جنگ بدر میں بڑے آدمی جو ہلاک ہوئے ان کی تعداد قریباً آٹھ ہی تھی۔ مگر ایسا بڑا فرقان ہمارے دیکھتے ہوئے ہمارے ملک میں ہوا۔ اِلّا تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ دوسرے مشاہدہ کنندہ کو کوئی عبرت نہیں ہوئی۔ یا ہوئی تو بہت ہی کم۔ غور کرو۔ وادی کانگڑہ میں جو بیس ہزار آدمی ہلاک ہوا ہے وہ دوسروں کو ایک عبرت دلانے والا واقعہ ہے۔ نہ صرف ان لوگوں کو جو اس سلسلہ کے مخالف ہیں بلکہ احمدیوں کو بھی اپنی حالت کی اصلاح کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

یہود کی ذلت اور ان کا سؤر اور بندر بننا بھی ایسا واقعہ تھا کہ لوگ اس سے عبرت پکڑتے مگر غفلت کے باعث وہ عبرت نہیں۔ غور کرو۔

فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَ مَا خَلْفَهَا وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ (البقرۃ:۶۷)۔

ترجمہ۔ پس کر دیا ہم نے اس قصۂ یہود کو دہشت ان لوگوں کے لئے جو ان کے سامنے تھے اور پیچھے آنے والوں کے لئے اور نصیحت و وعظ متقیوں کے لئے۔

یہ فرقان کی دلیل دہریہ لوگوں کو بھی ہدایت کی طرف بلاتی ہے کیونکہ اگر خدا کوئی نہیں تو کیا سبب ہے کہ دنیا میں ہمیشہ وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو خدا کے مرسلین ہوتے ہیں اور عبادتِ الٰہی کا وعظ کرتے ہیں۔ اور ان کے مخالف ناکام مرتے ہیں۔ اس سورۂ شریف میں تمام مذاہبِ باطلہ کی تردید کی گئی ہے۔ چنانچہ اگلی آیت میں ان لوگوں کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جو کسی اور شئے کو مظہرِ خدا بناتے ہیں۔ یا بت پرستی کرتے ہیں۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۱۳ مورخہ ۲۹؍جون ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا۔ کفار بدر کی ہلاکت تمام جہان کے لئے نشان ہوگی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۴)

۳۔ اَلَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا۔

ترجمہ۔ وہ پاک ذات ہے جس کی سلطنت ہے آسمان اور زمین میں اور اس نے نہ کوئی بیٹا اور نہ برابر والا اپنا مقرر کیا ملک میں۔ ہاں اس نے سب ہی کو پیدا کیا ہے پھر اس کا بخوبی اندازہ کر دیا ہے۔

تفسیر۔ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا۔ جب ولد نہیں۔ تو کسی کا کیا لحاظ۔ جب قوم بگڑی۔ نذیر آ گیا۔ اس میں پیشگوئی ہے کہ ابن اللہ کہنے والے بھی مفتوح ہوں گے۔ اور مشرک بھی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۷ ۳ مورخہ ۷ رجولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۴)

اللہ تعالیٰ لاشریک ہے۔ سب کا خالق ہے۔ دلیل یہ ہے کہ ہر ایک چیز ایک اندازہ پر ہے اور محدود ہے اور یہ بات اگرچہ آریہ سماج اسے مانتے ہیں۔ مشاہدات اور تجارب سے بھی ظاہر ہے۔ اور ہر ایک محدود کیلئے حد بندی کرنے والا ضروری ہے اور مادہ و جیو کی حد بندی کرنے والا پھر خدا کے سوا کون ہے؟ پس وہ ہر ایک چیز کا خالق اللہ ہی ہے۔ (نور الدّین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۳۵)

تقدیر، تدبیر اور امتحان تو سب سچے مسئلے ہیں اور مطابقِ واقع ہیں اور تمام نظامِ عالم اور انسانی افعال و اعمال میں نظر آ رہے ہیں انہیں ڈھکوسلا کہنا اپنی عقلمندی کا ثبوت دینا ہے۔ سنو! تقدیر کے معنی ہیں اندازہ بنا دینا اس کا ثبوت قرآنِ کریم میں یہ ہے خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا (الفرقان:۳) کیا معنے؟ ہر ایک چیز کو اللہ تعالیٰ نے بنایا پھر اس ہر چیز کے لئے ایک اندازہ اور حد مقرر کر دی کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا سب محدود اور اس کے احاطہ کے ماتحت ہے۔ اب غور کر لو کہ یہ مسئلہ ڈھکوسلا ہے یا تمام ترقیاتِ دینی اور دنیوی اسی تقدیر اور اندازہ سے ہو رہی ہیں اگر اس کو نہ مانا جاوے تو نہ دین رہے اور نہ دنیا۔

مثلاً ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی فرماں برداری اس لئے کرتے ہیں کہ اس کا اندازہ یہی ہے کہ ان باتوں کا نتیجہ ہمارے حق میں نیک اور عمدہ ہوگا۔ اگر اس اندازہ پر ایمان نہ ہو تو پھر نیکی کیوں کی جاوے۔ غرض اس آیت نے بتایا ہے کہ ہر ایک عمل نتیجہ خیز ہے۔ اور بڑے علیم و حکیم نے تمام

کارخانہ مضبوط علمی رنگ کا بنایا ہے۔اس میں کوئی حرکت اور سکون عبث اور بے نتیجہ نہیں۔ یہ آیت ہر شخص کو چست اور کارکن بننے کی حد سے زیادہ ترغیب دیتی ہے۔کس قدر نابینائی یا اعتراض کرنے کی ٹھیکہ داری ہے کہ ایسے حقائق کو ہنسی اور نکتہ چینی کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔کاش لوگ سمجھیں کہ اس نئے گروہ کو راست بازی سے کس قدر تعلق ہے اور ان کی عملی حالت کیا؟

اور تدبیر کا مسئلہ تو ایسا صحیح ہے کہ دیندار اور بے دین اللہ تعالیٰ کو ماننے والے اور نہ ماننے والے سب اس مسئلہ کو ضروری اور واجب العمل یقین کرتے ہیں اور تدبیر کے معنے ہی یہی ہیں کہ تقدیر کے مطابق تہیہؑ[1] اسباب کیا جاوے......

اور امتحان کے اصل معنی ہیں۔محنت کا لینا۔ایک دنیادار امتحان کیلئے کواغذ امتحان کے جواب مثلاً دیکھتا ہے تو اس لئے کہ طالب العلم کی محنت کا اس کو پتہ لگ جائے اور محنت کا نتیجہ اس کو دے۔اور اللہ تعالیٰ بھی امتحان لیتا ہے۔یعنی محنت کرانا چاہتا ہے۔سستی کو ناپسند کرتا ہے۔ہاں علیم وخبیر ہے جب کوئی محنت کرتا ہے جیسے کوئی محنت کرے ویسی ہی جنابِ الٰہی سے محنت کرنے کا بدلہ ملتا ہے۔

ے گندم از گندم بروید جَو زِ جَو از مکافاتِ عمل غافل مشو[2]

اسی امتحان کے معنوں کو ایک حکیم مسلمان نے نظم کیا ہے۔اور اسی سچے علم کو قرآن کریم نے یوں بیان کیا ہے۔وَ اَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی۔ وَ اَنَّ سَعۡیَہٗ سَوۡفَ یُرٰی۔ ثُمَّ یُجۡزٰىہُ الۡجَزَآءَ الۡاَوۡفٰی (النجم:۴۰ تا ۴۲) اور انسان کو اس کی سعی کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں ملے گا اور یہ پختہ بات ہے کہ اس کی سعی دیکھی جائے گی۔ پھر اسی کے مطابق واقع اسے پورا بدلہ دیا جائے گا۔اور فرمایا فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَ ہُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَا کُفۡرَانَ لِسَعۡیِہٖ ۚ وَ اِنَّا لَہٗ کٰتِبُوۡنَ (الانبیاء:۹۵) اور جو شخص نیک کام کرے گا اور وہ مومن بھی ہوگا تو اس کی سعی کی ناقدری نہیں کی جائے گی اور ہم

ا۔ عزم۔آمادگی۔ارادہ۔تیاری۔مستعدی۔ ۲۔ گندم سے گندم ہی اگتی ہے اور جو سے جو تو اپنے عمل کی پاداش سے غافل نہ ہو۔

اس کی سعی اور اعمال کو محفوظ رکھنے والے ہیں۔

پھر تقدیر کے معنے علمِ الٰہی کے بھی ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام اشیاء کا علم جنابِ الٰہی کو قبل از ایجاد اور وجودان اشیاء کے حاصل ہے۔اس مسئلہ میں بھی آریہ اسلام کے مخالف نہیں۔

(نورالدّین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۹۴ تا ۹۶)

تقدیر کے معنی حسبِ لغتِ عرب اور محاورۂ قرآن کے کسی چیز کا اندازہ اور مقدار ٹھہرانا ہیں دیکھو آیات مرقومہ الذّیل۔

وَ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا (الفرقان:۳)۔[۱]

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ (القمر:۵۰)۔[۲]

وَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ (الرعد:۹)۔[۳]

خدائے تعالیٰ نے ہر ایک چیز کو موجودات سے ایک خلقت (نیچر) اور اندازے پر بنایا ہے۔ اور جیسا اس کی ترکیب اور ہیئتِ کذائی کا مقتضاء ہو۔لابُدّ ویسے افعال اور آثار اس سے سرزد ہوتے ہیں۔گویا جیسے اس کے مقدمات ہوں گے لامحالہ ویسا نتیجہ اس سے ظہور پذیر ہوگا۔ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص ان خدائی حدوں کو توڑ سکے اور ان اصلی خواص کو جو قدرت نے کسی چیز میں خلق کئے ہیں۔بدوں ان اسباب کے جن کو خالق نے بمقتضائے فطرت ان کا سبب مبطل قرار دیا ہو کوئی شخص کسی اور طرح پر باطل کردے سلسلۂ کائنات کے خالق کا کلام اس مطلب و مقام میں فرماتا ہے۔فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا۔[۴](فاطر:۴۴)۔وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا۔[۵](فاطر:۴۴)

مثلاً توحید اور عبادت اور طاعت اور اتفاق اور صحیح کوشش اور چستی کو جن ثمرات اور پھلوں کا درخت بنایا ہے۔ممکن نہیں کہ وہی پھل اور وہی ثمرات شرک اور ترکِ عبادت اور بغاوت اور باہمی نفاق اور تفرق اور غلط کوشش اور سستی سے حاصل ہوسکیں۔جن باتوں کیلئے تریاق کا استعمال ہوتا ہے

---

[۱] اور بنائی ہر چیز پھر ٹھیک کیا اس کو ماپ کر۔ [۲] ہم نے ہر چیز بنائی پہلے ٹھہرا کر۔ [۳] اور ہر چیز کی ہے اس کے پاس گنتی۔ [۴] سو تو نہ پاوے گا اللہ کا دستور بدلنا۔ [۵] اور نہ پاوے گا اللہ کا دستور ٹلنا۔

ان باتوں کیلئے زہر مار سے کام نکلنا دشوار کیا محال ہے۔ ع

گندم از گندم بروید جَو زِ جَو[1]

گناہ اور جرائم کے ارتکاب سے نیکی اور فرماں برداری کے انعامات کو طلب کرنا بے ریب تقدیر اور خدائی اندازے کے خلاف ہے۔ اور نیکی اور فرماں برداری پر دوزخ میں جانے کا یقین بے شبہ رحیم اور کریم۔ عادل ذات پاک پر ظلم کا الزام قائم کرتا ہے۔ قرآن کہتا ہے۔

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ[2] (السجدہ:۱۹)۔

اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ[3] (صٓ:۲۹)۔

اسلام تقدیر کے مسئلے پر یقین دلا کر اہلِ اسلام کو اس بات پر ابھارتا ہے کہ برے کاموں کے نزدیک مت جاؤ۔ برے بیج برا پھل لاتے ہیں۔ آرام وآسودگی کے سامان مہیا کرو۔ بے دل مت ہو کیونکہ ہر ایک چیز کا اندازہ خدا کی درگاہ سے معین ہو چکا ہے۔ نقصان کے اندازے والی چیزیں نافع نہ ہوں گی اور منافع کی مثمر اشیاء دکھوں کی موجب نہ ہوں گی۔ ہر ایک چیز اپنی فطرت پر ضرور قائم ہے اور تمہارا ہر فعل وجوباً وہی نتیجہ دے گا جو اس کی ترکیب کا مقتضاء ہے......

آدمی کے اعمالِ بد اور افعالِ مکروہ سے آدمی پر وبال آتا ہے۔ جب ہر ایک تکلیف کا سرچشمہ گناہ ٹھہرا۔ جب ہر ایک گناہ کا نتیجہ تکلیف ٹھہری تو منصفو! بے جا تعجب میں ہلاک نہ ہونے والو۔ قیامت میں نجات کے امیدوارو۔ راستی پسندو۔ سوچو اور اندازہ کرو کہ حسبِ تعلیمِ قرآن حضرت انسان کو گناہ سے کیسی نفرت ضرور ہے اور آدمی کو خدا کی نافرمانی سے بچنا کیسا لابد ہوا۔ بھلائی کے لینے میں اور برائی سے بچنے کے لئے مسلمانوں۔ قرآن کے ماننے والوں کو کیسی تاکید ہوئی۔ جب ہر ایک تنزل اور مصیبت گناہ کا نتیجہ ہوا۔ تو اہلِ اسلام کو کہاں تک ترقی کرنے اور عصیان الٰہی سے بچنے کی سعی کرنی چاہیے۔ جن نافہم لوگوں نے کہا ہے کہ گناہ کو مسلمان ایک خفیف حرکت اور وہ بھی خدا کی طرف

---

[1] گندم سے گندم ہی اُگتی ہے اور جو سے جو۔ [2] بھلا ایک جو ہے ایمان پر برابر ہے اس کے جو بے حکم ہے۔ نہیں برابر ہوتے۔ [3] کیا ہم کریں گے ڈر والوں کو برابر ڈھیٹ لوگوں کے۔

سے مان کر گناہ میں بے باک ہیں۔ وہ سوچیں کہ ان کی بات کچھ بھی راست ہے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۳۰۹ تا ۳۱۴)

وہ جس کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمینوں کی اور جس نے کوئی بیٹا نہیں بنایا اور جس کی بادشاہی میں کوئی شریک نہیں ہے۔ اور جس نے ہر شئے کو پیدا کیا اور پھر ہر شئے کا ٹھیک اندازہ مقرر کیا۔ آسمان وزمین سب جگہ خدا کی سلطنت ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ اس واسطے وہی ایک عبادت کے لائق ہے۔ کسی اور کو معبود بنایا جاوے تو باطل ہے۔ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا (بنی اسرائیل: ۱۱۲) اس نے اپنا کوئی بیٹا نہیں بنایا۔ اس میں عیسائیوں کی تردید ہے۔ جو مسیح کو ابن اللہ کہتے ہیں۔ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ہر شئے کا وہی خالق ہے۔ اس میں آریوں کی تردید ہے۔ جن کا مذہب ہے کہ خدا مادہ اور روح وغیرہ کا خالق نہیں۔ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا خدا نے ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے کیا معنے؟ جیسا عمل کیا جاتا ہے۔ ویسا ہی پھل ملتا ہے۔ نیکی کرنے والا بد نتیجہ نہیں پا سکتا۔ اور بدی کرنے والا نیک نتیجہ حاصل نہیں کر سکتا۔ سست آدمی چستی کا فائدہ نہیں پا سکتا۔ یہ مسئلہ تقدیر کا بڑی ہمت بڑھانے والا ہے اور انسان کو اعلیٰ مراتب پر پہنچانے والا ہے۔ افسوس ہے کہ جن لوگوں نے اس کے صحیح معنے نہیں سمجھے وہ اس کو اپنی تمام کمزوریوں اور غفلتوں کی ڈھال بناتے ہیں۔ مسئلہ تقدیر کو مولوی رومیؒ صاحب نے ایک رباعی میں خوب ادا کیا ہے ؎

از مذاہبِ مذہبِ دہقان قوی اے مولوی مذہب دہقان چہ باشد ہرچہ کِشتی بدروی
گندم از گندم بروید جَو زِ جَو ہرچہ کِشتی بدروی اے مولوی [1]

سوال: جب خدا تعالیٰ انسان کے اعمال نیک و بد کو پہلے سے لکھ چکا ہے۔ تو پھر انسان مجبور ہے۔ کیونکہ ان میں کچھ کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔

جواب: علم تابع معلوم ہوتا ہے۔ خدا کے علم نے ہم کو مجبور نہیں کیا کہ ہم یہ کام کریں یا نہ کریں بلکہ ہمارے اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کے سبب خدا کو علم حاصل ہے۔ مثلاً استاد ایک لڑکے کی کم توجہی

---

[1] اے مولوی! تمام مذاہب میں دہقان کا مذہب سب سے طاقتور ہوتا ہے۔ دہقان کے مذہب کا اصول (یہ) ہے کہ وہ بوتا ہے وہی کاٹتا ہے۔ گندم سے گندم پیدا ہوتی ہے اور جو سے جو۔ اے مولوی جو تو بوتا ہے وہی کاٹتا ہے۔

کے سبب امتحان سے پہلے کہہ دیتا ہے۔ یا لکھ دیتا ہے کہ یہ لڑکا ضرور فیل ہو جائے گا۔ اور بعد میں وہ فیل ہو جاتا ہے۔ تو استاد کے کہنے یا لکھنے نے اس کو فیل نہیں کر دیا۔ بلکہ اس کی اس حالت نے ایک دانا استاد کو پہلے سے یہ علم دے دیا۔ چونکہ خدا جو عالم الغیب ہے۔ وہ جانتا ہے کہ ہم کیا کریں گے لیکن اس کے جاننے نے ہم کو مجبور نہیں کیا۔ بلکہ ہمارا ایسا کرنا اس امر کا موجب ہوا تھا کہ خدا کو پہلے سے یہ علم حاصل ہو۔ (بدر جلد ا نمبر ۱۳ مورخہ ۲۹ / جون ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۴۔ وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّ هُمْ يُخْلَقُوْنَ وَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا وَّ لَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّ لَا حَيٰوةً وَّ لَا نُشُوْرًا۔

ترجمہ۔ اور لوگوں نے جھوٹے معبود ٹھہرا رکھے ہیں اللہ کے سوا، جو کچھ بھی پیدا نہیں کرتے اور وہ خود ہی پیدا کئے جاتے ہیں اور وہ مالک نہیں اپنے حق میں نہ برے کے نہ بھلے کے اور نہ مالک ہیں مرنے کے نہ جینے کے اور نہ (مرکر) جی اٹھنے کے۔

تفسیر۔ اور اس کے سوائے اور معبود اختیار کئے جو کچھ پیدا نہیں کرتے۔ اور خود مخلوق ہیں۔ اس آیتِ شریف میں ان تمام ادیانِ باطلہ کی طرف اشارہ ہے جن میں خدا کے سوائے کسی اور کو معبود بنایا گیا ہے۔ اور یہ ایک بیّن دلیل اس امر کی ہے کہ خدا کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ کیونکہ جس کو خلق کی طاقت نہیں وہ اپنی غیر مخلوق سے عبادت کرانے کا حق نہیں رکھتا ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ یسوع خدا تھا۔ ان کا یہ مسئلہ بڑی آسانی سے طے ہو جاتا ہے۔ جبکہ سوال کیا جاوے کہ یسوع نے کیا پیدا کیا۔ پیدا کرنا تو جدا وہاں تو یہ حال ہے کہ اپنے ہی شاگرد نے یہودیوں کے ہاتھ پکڑوا کر پھانسی دلوا دیا۔ اور اتنا نہ ہو سکا کہ ان پھانسی دینے والوں کو مار ہی دیتا۔ کیونکہ خدا میں دونوں طاقتیں ہیں پیدا کرنا اور مارنا۔ خود عیسائی لوگ بھی یہ دعویٰ نہیں کر سکتے کہ مسیحؑ نے کچھ پیدا کیا تھا۔ موجودہ انجیلوں نے تو عیسویت کا اور بھی بیڑہ غرق کیا ہے۔ کیونکہ ان میں لکھا ہے کہ یسوع نے بہت رو رو کر دعا کی کہ صلیب سے بچ نکلے پر پھر بھی بچ نہ سکا۔ (بدر جلد ا نمبر ۱۳ مورخہ ۲۹ / جون ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۶،۷۔ وَ قَالُوْۤا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِیَ تُمْلٰى عَلَیْهِ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا۔ قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔

ترجمہ۔ اور کہنے لگے یہ تو اگلوں کی کہانیاں ہیں اور کسی سے لکھوالیا ہے سو وہی اس پر صبح شام پڑھا جاتا ہے۔ کہہ دے یہ تو اس نے اتارا ہے جو چھپے ہوئے بھید جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے اور وہ تو بڑا غفور و رحیم ہے۔

تفسیر۔ اَنْزَلَهُ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ۔ وَ قَالُوْۤا اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ کا جواب ہے کہ یہ کہانیاں نہیں ہیں پیشگوئیاں ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۴)

۸۔ وَ قَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ یَاْكُلُ الطَّعَامَ وَ یَمْشِیْ فِی الْاَسْوَاقِ لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مَلَكٌ فَیَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِیْرًا۔

ترجمہ۔ اور کہنے لگے یہ رسول کیسا ہے جو کھانا کھاتا ہے اور چلتا پھرتا ہے بازاروں میں۔ اس کی طرف کوئی فرشتہ کیوں نہیں بھیجا گیا کہ وہ بھی اس کے ساتھ ڈرانے والا ہوتا۔

تفسیر۔ مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ۔ یہ تو انسان ہے حالانکہ لکھا تھا۔ خدا فاران کے پہاڑ سے آیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۴)

۹۔ اَوْ یُلْقٰۤى اِلَیْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ یَّاْكُلُ مِنْهَا وَ قَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا۔

ترجمہ۔ یا اس کی طرف کوئی خزانہ رکھا جاتا یا اس کے پاس کوئی باغ ہوتا کہ اس میں سے کھایا کرتا اور بے جا کام کرنے والوں نے کہا پس تم تو پیچھے پڑے ہوئے ہو دل فریفتہ کرنے والے، صبح و شام کھانا کھانے والے یا جادو کردہ آدمی کے۔

تفسیر۔ یُلْقٰۤى اِلَیْهِ۔ یہ مطالبہ بعض پیشگوئیوں کی بناء پر تھا کہ اس کے ہاتھ تو قیصر و کسریٰ کے خزائن اور جنتِ شام آنے چاہئیں یہ سب کچھ ہوا۔ مگر وہ جلد باز تھے۔ وہ کچھ فائدہ نہ اٹھا سکے۔

مَسْحُوْرًا۔ جو روٹی کھائے پانی پیئے (۲)۔ بڑا ساحر (۳)۔ جس پر کسی کا جادو چل جاوے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۴)

۱۱۔ تَبٰرَكَ الَّذِیْٓ اِنْ شَآءَ جَعَلَ لَكَ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِكَ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ وَ یَجْعَلْ لَّكَ قُصُوْرًا۔

ترجمہ۔ بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس نے چاہ لیا ہے کہ تجھے بڑھ بڑھ کر دیں گے اس سے بھی یعنی خزانے۔ باغ اور ایسے باغ بہہ رہی ہیں جن میں نہریں اور پختہ اور بلند محل تیرے لئے بنائیں گے۔

تفسیر۔ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔ دنیا میں بھی یہ باتیں پیشگوئی کے رنگ میں پوری ہوئیں مسلمان ایسے باغات کے وارث ہوئے جن کے نیچے جیحون، سیحون، گنگا، جمنا بہتے ہیں اور ایسے ملکوں کے وارث ہوئے جن میں قیصر و کسریٰ کے محل تھے۔ (ضمیمہ اخبار قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۴)

۱۴۔ وَ اِذَآ اُلْقُوْا مِنْهَا مَكَانًا ضَیِّقًا مُّقَرَّنِیْنَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُوْرًا۔

ترجمہ۔ اور جب ڈال دیئے جائیں گے اس کے ایک تنگ مقام میں مُشکیں کس کر وہاں واویلا مچائیں گے موت کو پکاریں گے۔

تفسیر۔ مُقَرَّنِیْنَ۔ عمائدِ مکّہ کی مشکیں اس دنیا میں بھی کسی گئیں۔

ثُبُوْرًا۔ (۱)۔ صرف (نجات) (۲)۔ ہلاکت۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۴)

۱۶۔ قُلْ اَذٰلِكَ خَیْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِیْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ كَانَتْ لَهُمْ جَزَآءً وَّ مَصِیْرًا۔

ترجمہ۔ کہہ دے بھلا کیا یہ اچھا ہے یا سدا رہنے کی جنت جس کا وعدہ متقیوں سے کیا گیا ہے اور وہ ان کے بدلے کا مقام اور پھر جانے کی جائے ہے۔

تفسیر۔ وہ جنت جس میں آدم علیہ السلام رہے۔ وہ زمین پر تھا...... ’’وَالْقَوْلُ بِاَنَّهَا جَنَّةٌ فِیْ

الْاَرْضِ لَيْسَتْ بِجَنَّةِ الْخُلْدِ'' قول ابی حنیفه و اصحابه رضی الله عنه ......[1]

(۱)۔ جَنَّۃُ الْخُلْدِ جس میں نیک لوگ موت کے بعد داخل ہوں گے اس کی صفت میں قرآن کریم فرماتا ہے۔ وہ دارالمقام ہے وہ ایسی جگہ ہے جہاں داخل ہو کر پھر لوگ نہ نکلیں گے اور آدم علیہ السلام جس جنت میں رہے۔ وہاں سے نکالے گئے۔

(۲)۔ جَنَّۃُ الْخُلْدِ دارِ تکلیف نہیں اور جہاں آدم علیہ السلام رہتے تھے وہاں درخت کے نزدیک جانے سے ممانعت اور شرعی تکلیف ان پر قائم تھی۔

(۳)۔ جَنَّۃُ الْخُلْدِ کو اللہ تعالیٰ دارالسلام فرماتا ہے۔ اور آدم اور حوّا علیہما السلام جہاں رہے وہاں سے سلامت نہ نکلے۔ وہ جگہ ان کیلئے دارالسلام نہ ہوئی۔

(۴)۔ جَنَّۃُ الْخُلْدِ کا نام دارالقرار ہے اور جہاں آدم علیہ السلام اقامت پذیر تھے۔ وہ مقام ان کے واسطے دارالزوال ہو گیا۔

(۵)۔ جَنَّۃُ الْخُلْدِ کی تعریف میں آیا ہے۔ وَ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ (الحجر:۴۹)[2] اور جہاں آدم علیہ السلام رکھے گئے۔ وہاں سے نکلے یا نکالے گئے۔

(۶)۔ جَنَّۃُ الْخُلْدِ کی نسبت آیا ہے لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا نَصَبٌ۔[3] (الحجر:۴۹) اور جہاں آدم علیہ السلام رکھے گئے یا مقیم ہوئے وہاں ان کو تکلیف پہنچی۔

(۷)۔ جَنَّۃُ الْخُلْدِ کی نسبت جس کو بہشت کہتے ہیں وارد ہے لَا لَغْوٌ فِيْهَا وَ لَا تَاْثِيْمٌ۔[4] (طور:۲۴) اور جہاں آدم علیہ السلام رہتے تھے۔ وہاں شیطان نے لغو اور گناہ کیا۔

(۸)۔ جَنَّۃُ الْخُلْدِ کی نسبت آیا ہے۔ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّ لَا كِذّٰبًا۔[5] (النبا:۳۶) اور جہاں آدم علیہ السلام رہے وہاں جھوٹ سنا۔

---

[1] حضرت امام ابو حنیفہ اور ان کے ساتھیوں کا قول ہے۔ کہ وہ جنت زمین میں ہے نہ کہ وہ جنت جس میں نیک لوگ مرنے کے بعد داخل ہوں گے۔ [2] اور وہاں سے کبھی نکالے بھی نہیں جائیں گے۔ [3] اس میں ان کو کوئی کوفت نہ ہوگی۔ [4] جنت میں بدکاری اور بہکنا نہیں۔ [5] اس میں لغو اور جھوٹ نہ سنیں گے۔

(۹)۔ جَنَّةُ الْخُلْدِ آسمان میں ہے اور جس جنّت میں آدم رہے وہ زمین میں ہے جیسے کہا ہے اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً [۱] (البقرۃ:۳۱) اور نہیں فرمایا فِی السَّمَآءِ اَوْ جَنَّةَ الْمَأْوٰی۔ [۲]

(۱۰)۔ جَنَّةُ الْخُلْدِ میں شیاطین کو دخل نہیں اور ان کی خبیث باتیں وہاں نہیں پہنچ سکتیں اِلَیْهِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ [۳] (فاطر:۱۱) (تصدیق براہین احمدیہ۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۱۳ تا ۱۱۵)

۱۹۔ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ یَنْۢبَغِیْ لَنَاۤ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِیَآءَ وَ لٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَ اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَ كَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا۔

ترجمہ۔ وہ عرض کریں گے تیری تو پاک ذات ہے ہمیں یہ بات کیوں کر زیبا تھی کہ بنالیں تیرے سوا دوسرا دلی دوست لیکن تو نے ہی فائدے پہنچائے ان کو اور ان کے باپ دادا کو یہاں تک کہ یہ قرآن اور پندنامہ اور تیری یاد بھول بیٹھے اور یہ قوم ہلاک ہونے والی ہی تھی۔

تفسیر۔ نَسُوا الذِّكْرَ۔ اللہ کی یاد چھوڑ دیتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۴)

۲۱۔ وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اِلَّاۤ اِنَّهُمْ لَیَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ یَمْشُوْنَ فِی الْاَسْوَاقِ ؕ وَ جَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ؕ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَ كَانَ رَبُّكَ بَصِیْرًا۔

ترجمہ۔ اور ہم نے جتنے تجھ سے پہلے رسول بھیجے وہ سب کھانا کھانے والے ہی تھے اور بازاروں میں چلا پھرا کرتے تھے اور ہم نے بنایا ہے بعض کو بعض کے لئے تمیز کا موجب۔ دیکھیں تم نیکیوں پر جمے رہتے اور بدیوں سے بچتے ہو یا نہیں اور تیرا رب تو بڑا بینا ہے۔

تفسیر۔ فِتْنَةً۔ ایک تندرست ہوتے ہیں۔ ایک مریض، ایک بادشاہ، ایک اولوالعزم رسول، ایک غنی، ایک فقیر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہم ہوتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۷ مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۴)

۱۔ میں خاص زمین میں ایک نائب حاکم بنانے والا ہوں۔ ۲۔ آسمان میں یا جنت الماٴویٰ میں۔ ۳۔ اس کی طرف پاک باتیں صعود کرتی ہیں۔

۲۲۔ وَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وَ عَتَوْ عُتُوًّا كَبِيْرًا۔

ترجمہ۔ اوران لوگوں نے جو ہمارے حضور حاضر ہونے کا خوف نہیں رکھتے یا حضوری سے منکر ہیں کہا کہ کیوں نہ اترے ہم پر فرشتے یا ہم خود دیکھتے اپنے رب کو۔ یہ لوگ بڑا تکبر رکھتے ہیں اپنے نفس میں اور سر چڑھ گئے ہیں بڑی شرارت میں۔

تفسیر۔ لَا يَرْجُوْنَ۔ ڈرتے نہیں۔

لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ۔ ہمیں کیوں رؤیا نہیں ہوتے؟ ہمیں کیوں الہام نہیں ہوتا؟ وہ زمیندار احمق ہے جو کہے۔ بادشاہ خود آ کر میرے گھر میں معاملہ کیوں نہیں لیتا کیونکہ اس کی تو اتنی ہی قدر ہے کہ ایک نمبر دار جوتے مار کر اس سے معاملہ وصول کر لے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۵)

۲۳۔ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ وَ يَقُوْلُوْنَ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا۔

ترجمہ۔ جس دن فرشتوں کو دیکھ لیں گے تو اس دن کوئی خوشی نہ ہوگی جناب الٰہی سے قطع تعلق کرنے والوں کو اور بولیں گے کوئی کھڑی ہو جائے بڑی اوٹ۔

تفسیر۔ وَ يَقُوْلُوْنَ۔ فرشتے کہیں گے۔

حِجْرًا مَّحْجُوْرًا۔ حرام محرم ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۵)

۲۴۔ وَ قَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا۔

ترجمہ۔ اور جو کوشش رسول اللہ کے مقابل میں کی جاتی ہے اسے ہم دھول کی طرح اڑا دینے کے لئے آمادہ ہو گئے ہیں۔

تفسیر۔ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا۔ کوٹھڑی میں جو دھوپ پڑتی ہے۔ اس میں جو ذرے سے نظر آتے ہیں ان کو

ھبآء کہتے ہیں۔(۲) غبار۔(۳) ہوا میں جو دھول اڑتی ہے۔(۴) پانی جو بہہ کے چلا جاتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴/ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۵)

۲۶۔ وَ يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا۔

ترجمہ۔ اور جس دن آسمان پھٹ جائے گا بدلی سے اور فرشتے اتارے جائیں گے بخوبی۔

تفسیر۔ وَ يَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ۔ دوسرے مقام پر فرمایا ہے۔ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ[1] (البقرۃ:۲۱۱) یہ ایک پیشگوئی ہے۔ جنگ میں بادل بھی برسا۔ فرشتے بھی اترے اور مسلمان مظفر و منصور ہوئے اور کفار شکست یاب۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴/ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۵)

۲۸۔ وَ يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا۔

ترجمہ۔ اور جس دن کاٹ کاٹ کھائے گا ظالم اپنے ہاتھوں کو اور کہے گا کیا اچھا ہوتا میں رسول اللہ کے ساتھ راہ چلتا۔

تفسیر۔ اور جس دن کاٹ کاٹ کھاوے گا گنہگار اپنے ہاتھ کہے گا کسی طرح میں نے پکڑی ہوتی رسول کے ساتھ راہ۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۱۷۳ حاشیہ)

۲۹۔ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا۔

ترجمہ۔ مجھ پر افسوس میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا تو اچھا ہوتا۔

تفسیر۔ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا۔ کئی دوست بری ترغیبیں دے کر جہنم کی راہ دکھاتے ہیں۔ ان سے بچو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴/ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۵)

اے خرابی میری کہیں نہ پکڑی ہوتی میں نے فلانے کی دوستی۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۱۷۳ حاشیہ)

۳۱۔ وَ قَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا۔

ترجمہ۔ اور رسول نے کہا اے میرے رب! بے شک میری قوم نے اس قرآن شریف کو چھوڑ دیا تھا۔

---

[1] کیا وہ اس بات کے منتظر ہیں کہ خود اللہ آجاوے۔

تفسیر۔ وَ قَالَ الرَّسُوْلُ ۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسلام کے تنزل کی یہی وجہ خدا کے حضور بیان فرماویں گے کہ اسلامیوں نے عملی طور پر قرآن شریف کو چھوڑ دیا۔ مثلاً قرآن نے ایک قاعدہ بتایا ہے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ[1] (ابراھیم:۸) بہت لوگ ہیں جو اس کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ مجھے ایک دفعہ ایک عورت نے ایک دھیلا دیا۔ میں نے شکر کیا کہ یہی پیسہ خدا کے نام دے دوں تو خدا تعالیٰ ایک دانہ کی کئی بالیاں اور سات سات سو دانے بنانے والا ہے۔ اور اگر اپنے علم کے مطابق دوائی بنالوں تو دس ہزار غریب کے کام آئے۔ اور اس شکر سے بہت نفع اٹھایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں شکر کی روح تھی۔ جو کپڑا مل گیا۔ پہن لیا۔ مگر بعض لوگ ہیں کہ وہ خدا کی نعمت پر شکر نہیں کرتے۔ اور پھر ساری عمر دکھ میں رہتے ہیں۔ ایک شخص کو میں نے تین ہزار روپیہ دیا۔ اس نے کہا کہ اس سے میرا کیا بنتا ہے؟ میں نہ کہا کہ یہ کفرِ نعمت ہے واقعہ میں کچھ نہ بنے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ سب روپیہ برباد ہو گیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۵)

کسی کے نام اس کے دوست کی چٹّھی آ جائے یا کسی حاکم کا پروانہ تو وہ شخص خواہ خواندہ ہو یا ناخواندہ سب کام چھوڑ چھاڑ کر پہلے اسے پڑھا کر سنتا ہے اور پھر اس پر عمل کرتا ہے۔ تجارتی معاملات میں بعض اوقات ایک چٹھی کی اتنی قدر ہوتی ہے کہ اس کے سب سے پہلے حاصل کرنے کیلئے کئی سو روپے خرچ کر دیتے ہیں۔ پھر باوجود کئی خطرات کے۔ مثلاً ممکن ہے جس جگہ سے مال کی زیادہ بکری کی خبر آئی ہے وہاں کوئی اور سوداگر پہنچ گیا ہو یا رستہ میں اس کا مال ہی ضائع ہو جائے۔ وہ اس مقام پر خود یا اپنا مال پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر کس قدر تعجب کی بات ہے کہ حسن و احسان کے سرچشمے احکم الحاکمین ارحم الرّاحمین کی چٹھی ہو اور چٹھی رساں حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سا جلیل القدر خاتم کمالاتِ نبوت، خاتم کمالاتِ انسانیت انسان ہو اور پھر ایک مسلمان اس کی پرواہ نہ کرے۔ قرآنِ مجید ان میں ہو مگر محض اس لئے کہ گھر کے طاقچہ میں پڑا رہے۔ اور نیچے سے وباء کے

---

[1] اگر تم شکر کرو گے تو میں (خود) تم کو اور زیادہ کردوں گا۔

دنوں میں مال مویشی گزار دیں۔ یا اس کی کوئی آیت لکھ کر گھول کر کسی بیمار کو پلا دیں۔ عدالت میں جھوٹا حلف اٹھانا ہو تو اسے ہاتھ میں لے لیں اور اسے یاد کریں تو محض اس لئے کہ رمضان شریف میں تراویح میں سنائیں گے تو چند روپے مل جائیں گے۔ یا حافظ کہلائیں گے تو کابل میں محصول سے بچ جائیں گے۔ افسوس ہے ان خیالات کے لوگوں پر کہ وہ ملازمت کے حصول کے لئے کس قدر تکالیف اپنے اوپر اٹھاتے ہیں۔ چودہ برس تک بی۔ اے۔ ایم۔ اے بننے کے واسطے پڑھتے ہیں۔ مدرسہ کی فیسوں اور دیگر اخراجات میں گھر کا اثاثہ تک بِک جاتا ہے پھر یہ بھی یقین نہیں کہ پاس ہوں گے یا فیل۔ اور پاس ہو کر ملازمت ملے گی یا نہیں؟ لیکن نہیں پڑھتے تو قرآن مجید۔ نہیں سمجھتے تو قرآنِ مجید۔ نہیں عمل کرتے تو قرآنِ مجید پر جس کے پڑھنے سمجھنے اور جس پر عمل کرنے سے یقیناً یقیناً دنیا و آخرت میں سکھ اور آرام کی زندگی ملتی ہے۔ اور بیشمار نمونے موجود ہیں جنہوں نے قرآن پر عمل کر کے دنیا کی سلطنتیں بھی پائیں اور آخرت میں اپنا گھر جنت الفردوس بنایا۔ مبارک وہ جو اس دردمند دِل کی تقریر کو پڑھ کر قرآنِ مجید کی طرف توجّہ کرے۔

(تشحیذ الاذھان جلد ۶ نمبر ۱۱ ماہِ نومبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۴۳۸، ۴۳۹)

میں اپنے تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ قرآن شریف سے بڑھ کر راحت بخش کوئی کتاب اور اس کا مطالعہ نہیں ہے۔ مگر آہ! درد دِل سے کہتا ہوں۔ اسی راحت بخش کتاب کو آج چھوڑ دیا گیا ہے۔ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ مَھْجُوْرًا۔

اے میرے رب بے شک میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا ہے۔ مجھے قرآن اس قدر محبوب ہے کہ میں بار بار اس کا تذکرہ کرنا۔ اس کا پیارا نام لینا اپنی غذا سمجھتا ہوں اور اسی دھن اور لَو میں ابھی تک میں نے اس مضمون پر جو میں نے شروع کیا تھا کچھ بھی نہیں کہہ سکا یہی وجہ ہے کہ بعض آدمی میرے اس قسم کے طرزِ بیان کو پسند نہ کرتے ہوں۔ مگر میں کیا کروں۔ میں مجبور ہوں۔ اپنے عشق کی وجہ سے بار بار اپنے محبوب کے تذکرہ سے ایک لذت ملتی ہے۔ کہے جاتا ہوں۔

(الحکم جلد ۸ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۰/اپریل ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۷)

۳۶۔ وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَ جَعَلْنَا مَعَہٗۤ اَخَاہُ ھٰرُوْنَ وَزِیْرًا۔

ترجمہ۔اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کے ساتھ اس کے بھائی ہارون کو وزیر بنا دیا۔

تفسیر۔وَزِیْرًا۔بوجھ بٹانے والا۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۵)

۳۹۔ وَّ عَادًا وَّ ثَمُوْدَاْ وَ اَصْحٰبَ الرَّسِّ وَ قُرُوْنًۢا بَیْنَ ذٰلِکَ کَثِیْرًا۔

ترجمہ۔اور قوم عاد کو اور ثمود کو اور گڑھے والوں کو اور ان کے بیچ میں بہت سی جماعتیں اور سنگتوں کو ہم نے ہلاک کر دیا۔

تفسیر۔ اَصْحٰبَ الرَّسِّ ۔ میں نے اس کے متعلق بہت تحقیقات کی ہے۔کوئی کتاب ان کے حالات کی نہیں ملی۔ ہاں قرآنِ مجید میں تدبر کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ اس سے مراد یوسفؑ کو کنوئیں میں ڈالنے والے ہیں۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۵)

۴۲۔۴۳۔ وَ اِذَا رَاَوْکَ اِنْ یَّتَّخِذُوْنَکَ اِلَّا ھُزُوًا ؕ اَھٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰہُ رَسُوْلًا۔اِنْ کَادَ لَیُضِلُّنَا عَنْ اٰلِھَتِنَا لَوْ لَاۤ اَنْ صَبَرْنَا عَلَیْھَا ؕ وَ سَوْفَ یَعْلَمُوْنَ حِیْنَ یَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِیْلًا ۔

ترجمہ۔اور یہ جب تجھ کو دیکھتے ہیں تو تیرے ٹھٹھے ہی کرتے ہیں۔کیا یہی شخص ہے جس کو اللہ نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔یہ تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بھٹکا دے گا ہم کو اپنے معبودوں سے اگر ہم نہ صبر کرتے اُن پر اور آگے چل کر یہ معلوم کر لیں گے جب عذاب دیکھیں گے کہ کون بہت ہی راہ سے بھٹکا ہوا ہے۔

تفسیر۔اور جہاں تجھ کو دیکھا کچھ کام نہیں تجھ سے مگر ٹھٹھے کرتے۔کیا یہی ہے جس کو بھیجا اللہ نے پیغام دے کر۔یہ تو لگا ہی تھا کہ بچلا وے ہم کو ہمارے ٹھاکروں سے۔کبھی ہم نہ ثابت رہتے ان پر۔اور آگے جائیں گے جس وقت دیکھیں گے عذاب کون بچلا ہے راہ سے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۲۰۱ حاشیہ)

اِنْ یَّتَّخِذُوْنَکَ اِلَّا ھُزُوًا۔ بڑا حقیر قرار دیتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۵)

۴۶۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ ج وَ لَوْ شَآءَ لَجَعَلَهٗ سَاکِنًا ج ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسَ عَلَیْهِ دَلِیْلًا۔

ترجمہ۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ تیرے رب نے کیسا پھیلا دیا سایہ اور اگر چاہتا تو اس سایہ کو ٹھہرا دیتا پھر ہم نے ٹھہرا دیا آفتاب کو اس پر دلیل۔

تفسیر۔ اَلَمْ تَرَ اِلٰی رَبِّکَ کَیْفَ مَدَّ الظِّلَّ۔ کیا تم نے نہیں دیکھا اپنے رب کا ایک عجیب نظارہ۔ اس نے وہ سایہ بنایا ہے جو صبح صادق سے لے کر غروب تک ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اختیار تھا کہ وہ سایہ اپنے رنگ ہی میں ٹھہر جاتا۔ سورج کو دلیل بنایا کہ وہ سایہ سورج کے سامنے آگے آگے ہی سمٹتا چلا جاتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۵)

۴۹۔ وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ج وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا۔

ترجمہ۔ وہی اللہ ہے جس نے بھیجا ہواؤں کو خوشخبری سنانے والی اس کی رحمت کی آگے آگے اور ہم نے بادل سے پانی اتارا بڑا پاکیزہ۔

تفسیر۔ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ۔ نبی کریم صلعم سے پہلے بعض موحد لوگ امیہ بن الصلت، زید بن عَمرو پیدا ہوئے۔ مگر جماعت صرف نبی کریم صلعم نے بنائی۔ اسی طرح مسیح موعودؑ سے پہلے سید احمد خان وفاتِ مسیح کا قائل تھا۔ مگر یہ خدا پرست جماعت یہ پابندِ کتاب وسنت مرزا کے لئے تھی۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۹)

۵۴۔ وَ هُوَ الَّذِیْ مَرَجَ الْبَحْرَیْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ج وَ جَعَلَ بَیْنَهُمَا بَرْزَخًا وَّ حِجْرًا مَّحْجُوْرًا۔

ترجمہ۔ وہی اللہ ہے جس نے چلا دیا اور بہا دیا دو دریاؤں کو کہ پھر (ایک) تو میٹھا پانی پیاس بجھانے والا ہے اور وہ دوسرا کھارا کڑوا اور دونوں کے بیچ میں ایک روک وسد مضبوط رکھ دی ہے۔

تفسیر۔ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ۔ سمندر سے بخارا ٹھتے۔ مون سونیں چلتی ہیں۔ سمندر میں کھاری پانی۔

بارش کا میٹھا پانی۔جس سے کنوؤں اور چشموں میں پانی آتا ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۹)

۶۰۔اَلَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَى الْعَرْشِ ۚۛ اَلرَّحْمٰنُ فَسْـَٔلْ بِهٖ خَبِیْرًا۔

ترجمہ۔وہ اللہ جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور جو ان دونوں کے بیچ میں ہے چھ وقتوں میں پھر سب چیزوں کا انتظام کر دیا ٹھیک۔وہ رحمٰن ہے تو پوچھ اس کو کسی خبر دار سے۔

تفسیر۔ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ۔چھ وقتوں۔چھ مختلف مراتب طے کرا کے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۵)

۶۱۔وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَ مَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَ زَادَهُمْ نُفُوْرًا۔

ترجمہ۔اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو تو وہ کہتے ہیں رحمٰن ہے کیا چیز کہ ہم اسے سجدہ کرنے لگیں جیسا تو کہے اور ان کی نفرت بڑھتی ہی گئی۔

تفسیر۔ وَمَا الرَّحْمٰنُ ۔ان کا مطلب یہ تھا کہ ایسے خاص موقع پر رحمان نہیں بولا کرتے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۵)

۶۲۔تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا۔

ترجمہ۔بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس نے آسمان میں روشن ستارے بنا دیئے اور اس آسمان میں آفتاب کا چراغ لگا دیا اور روشن چاند رکھا۔

تفسیر۔ بُرُوْجًا ۔روشن ستارے۔

سِرٰجًا ۔سورج۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سراجِ منیر فرمایا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۵)

۶۳۔ وَ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا۔

ترجمہ۔ وہ اللہ جس نے بنایا رات دن کو ایک دوسرے کا قائم مقام اس کے لئے جو یاد کرنا چاہے یا شکرگزاری کرنا چاہے۔

تفسیر۔ خِلْفَةً ۔ایک وقت میں ایک چیز رہ جاوے۔ دوسرے وقت میں پوری کر لے۔اس میں سمجھایا ہے کہ تم زمین کے روشن ستارے بنو۔اگر کوئی وقت غفلت کا گزرا ہے تو اب اس کی تلافی کرلو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۵)

خِلْفَةً ۔ جو رات کو نہ کر سکے۔ دن کو کرلو۔ جو دن کو نہ کرسکو وہ رات کو کرلو۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۶۹)

۶۴۔ وَ عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۔

ترجمہ۔اور رحمٰن کے (خاص) بندے وہ ہی ہیں جو زمین میں چلتے ہیں آہستگی سے اور جب بات کرنے لگے ان سے کوئی جاہل تو کہیں سلام۔

تفسیر۔ رحمٰن کے فرماں بردار بندے تو وہی ہیں جو زمین میں سکینہ۔ وقار اور تواضع کی چال چلتے ہیں۔ نہ تکبر اور سستی کی۔ اور جب جاہل ان سے الجھیں تو ان سے ایسا سلوک کرتے ہیں جس میں نہ بدی و ایذاء ہو اور نہ جہل و نادانی۔ (تصدیق براہین احمدیہ۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲۲)

هَوْنًا ۔ بڑی سکینت و آرام کے ساتھ۔ وقار سے زندگی بسر کرو۔ عباد الرّحمٰن۔

متکبر۔ متجبر۔ فساد میں کوشش کرنے والے۔ عصیان میں منہمک نہیں ہوتے۔

قَالُوْا سَلٰمًا ۔ جب جاہل مخاطب کریں تو سلامتی کی راہ اختیار کرتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۵)

۶۵۔ وَ الَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا۔

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے ساتھ سجدہ کرتے ہوئے اور کھڑے ہوئے۔

تفسیر۔ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا۔ مومن رات عبادت کے کام کرتا ہے۔ انگریزی پڑھنے والوں کی عادت چھوڑ دو کہ دو بجے سوئے اور آٹھ بجے اٹھے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۵)

وہی جو اپنے رب کے آگے سجدوں اور قیام میں راتیں گزار دیتے ہیں۔

(تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲۲)

۶۶، ۶۷۔ وَ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا۔ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا۔

ترجمہ۔ اور وہ کہا کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کا عذاب پھیر دینا بے شک اس کا عذاب چمٹ ہی جانے والا ہے۔ بے شک وہ تو بہت ہی بری جگہ ہے اور برا مقام۔

تفسیر۔ وہی جن کی دعا ہے کہ اے ہمارے رب ہٹا دے ہم سے دوزخ کا عذاب۔ اس کا عذاب تو دائمی ہلاکت ہے اور دوزخ تو بڑی تکلیف کی جگہ اور برا مقام ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲۲)

غَرَامًا۔ سخت لازم۔

؎ اِنْ يُعَاقِبْ يَكُنْ غَرَامًا

کسی کو اگر سزا دیتا ہے تو عذاب لازم و سخت ہوتا ہے۔ غرام عشق و محبت کو بھی بولتے ہیں جو چیز مضبوطی سے کسی کے پیچھے پڑ جاوے وہ غرام ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۶)

۶۸۔ وَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَ لَمْ يَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۔

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو فضول خرچی نہیں کرتے اور نہ تنگی اور بخیلی اور ان کا

خرچ ان دونوں حالتوں کے درمیان ہوتا ہے۔

تفسیر۔ وہی فرماں بردار بندے کہ جب اموال کو خرچ کرتے ہیں تو مالوں کو نہ بے جا ضائع کریں اور نہ موقع میں دینے سے کمی دکھلاویں بلکہ خرچ میں پسندیدہ راہ اختیار کریں۔

(تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲۲)

لَمْ یُسْرِفُوْا۔ خطا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔

قَوَامًا۔ معتدل (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۶)

۶۹۔ وَ الَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ ۚ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا۔

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی جھوٹے معبود کو نہیں پکارتے اور نہ خون کرتے ہیں کسی جان کا جس کا مارنا اللہ نے حرام کر دیا ہے مگر حق پر مارنا جائز ہے۔ نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو ایسا کرے گا تو وہ بڑے وبال سے ملے گا۔

تفسیر۔ لَا یَزْنُوْنَ۔ زنا۔ اپنی شہوت کو ناجائز طور پر خرچ کرنا۔

اَثَامًا۔ دوزخ کا ایک مرتبہ۔ بدیاں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۶)

وہی جو اللہ تعالیٰ کی یاد کے ساتھ دوسرے معبود کو نہیں پکارتے۔ اور ایسی جانوں کے ناحق قتل سے بچتے ہیں جن کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا اور کسی قسم کا زنا نہیں کرتے۔ اور جو کوئی بندوں میں سے ایسی کرتوت کرتا ہے۔ وہ بڑی سخت بدکاری میں گرفتار رہا۔ (تصدیق براہین احمدیہ۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲۲)

۷۰۔ یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَ یَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا۔

ترجمہ۔ اس کے لئے بڑھ چڑھ کر عذاب ہوگا قیامت کے دن اور ذلیل ہو کر اس میں مدتوں رہے گا۔

تفسیر۔ دونا ہو اس کو عذاب دن قیامت کے اور پڑا رہے اس میں ذلیل۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اول صفحہ ۶۰ حاشیہ)

يُّضٰعَفْ ۔ بڑھ چڑھ کر۔

يَخْلُدْ فِيْهٖ ۔ مدت ہائے دراز رہے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۶)

۷۱۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔

ترجمہ۔مگر جس نے توبہ کر لی اور اللہ کو مانا اور بھلے کام کئے تو یہی لوگ ہیں کہ اللہ ان کی برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بڑا غفور الرحیم ہے۔

تفسیر۔ مگر بچا تو وہی بچا جس نے بدی کو چھوڑ دیا اور تمام بھلائیوں کی اصل ایمان کو اختیار کر لیا۔ اور اچھے اعمال کئے آخر ایسے لوگوں کی برائیاں جاتی رہتی ہیں۔ اور ان کے بدلہ میں نیکیاں آ جاتی ہیں۔ (دیکھو عربوں کے حالات اسلام سے پہلے اور پیچھے) اور ہر تائب کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول کرنے والا اور اس کی توبہ پر رحم کرنے والا ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲۲، ۲۲۳)

۷۲۔ وَ مَنْ تَابَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا۔

ترجمہ۔اور جو شخص توبہ کر لے اور بھلے کام کرتا رہے تو کچھ شک نہیں کہ اس نے اللہ کی طرف رجوع کیا ہے جو حق تھا رجوع کا۔

تفسیر۔ جو کوئی بدی کو چھوڑ بھلے کاموں کی طرف متوجہ ہوا وہی اللہ تعالیٰ کی طرف پسندیدہ طور سے جھکا۔ (تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲۳)

۷۳، ۷۴۔ وَ الَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَ اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا۔ وَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا۔

ترجمہ۔اور جو لوگ جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب بے ہودہ باتوں کی طرف گزرتے ہیں تو بزرگانہ طور پر گزر جاتے ہیں۔ اور وہ لوگ جب ان کو نصیحت کی جاتی ہے ان کے رب کی آیتوں سے ان پر گرتے نہیں بہرے اندھے ہو کر۔

تفسیر۔ لَا یَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ ۔ کبھی موجود نہیں ہوتے دھوکے کی بات میں۔ نہ خود کرتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۶)

وہی رحمان کے فرماں بردار بندے ہیں جو دھوکے کے پاس بھی نہیں جاتے اور جب کبھی کسی بیہودہ کام کے پاس سے بھی گزرتے ہیں تو اس طرح گزرتے ہیں کہ بھلائیوں کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے ہیں۔ وہی جن کو جب کبھی الٰہی نشان دکھلائے گئے تو اس نشان پر اندھے اور بہرے کی طرح ٹھوکر نہیں کھاتے۔ (تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲۳)

۷۵۔ وَ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔

ترجمہ۔ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے ربّ! ہم کو عطا فرما ہماری بیبیوں اور ہمارے بچوں کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں متقیوں کا نمونہ و پیشوا بنا۔

تفسیر۔ وہی جو دعا مانگتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمارے ساتھیوں سے (بیبیاں ہوں یا اور دوست) اور ہماری اولاد سے ہمیں آرام دے۔ وہ ہماری آنکھوں کا نور ہوں جو دل کے سرور کا نشان ہے۔ اور دعا مانگتے ہیں کہ ہم سچے فرماں برداروں کے واسطے آئندہ کیلئے نمونے ہوں۔

(تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲۳)

۷۶۔۷۷۔ اُولٰٓئِكَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَۃَ بِمَا صَبَرُوْا وَ یُلَقَّوْنَ فِیْھَا تَحِیَّۃً وَّ سَلٰمًا۔ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا۔

ترجمہ۔ یہی لوگ ہیں جو بالا خانے دیئے جائیں گے کیوں کہ انہوں نے نیکیوں پر ہمیشگی کی اور بدیوں سے بچتے رہے اور ان کا استقبال کیا جائے گا خیر و عافیت کے ساتھ۔ وہ اسی حالت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ کیا خوب جگہ ہے ٹھہرنے اور رہنے کی۔

تفسیر۔ وہی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنے نیک اعمال کا بدلہ بڑے بلند مقامات کو پا کر وہاں نئی زندگی اور پوری سلامتی پاویں گے۔ اور پھر اتنا ہی نہیں بلکہ تناسخ سے بچ کر وہاں ہی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے رہیں گے۔ واہ وہ کیسے آرام کی جگہ اور رہنے کا مقام ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲۳)

۷۸۔ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا۔

ترجمہ۔ تو کہہ دے کہ تمہارا پروردگار کیا پروا کرتا ہے اگر تم اس کو نہ پکارو یا عبادت نہ کرو۔ تم تو جھٹلا چکے ہمارا تمہارا مٹھ بھیڑ ہونے والا ہے۔

تفسیر۔ او مخاطب! کہہ دے۔ میرے رب کو تمہارے ہلاک و تباہ کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اگر تمہاری بت پرستی نہ ہوتی مگر تم تو راستی کو جھٹلا چکے۔ پس نافرمانی کا لازمی وبال تم پر ضرور آنے والا ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۲۳)

اس میں بتایا ہے کہ رحمان کے پیارے۔ رحمان کے پرستار کون ہیں؟

دیکھو۔ اس وقت تم بیٹھے ہو۔ سب کی آوازوں میں اختلاف، لباسوں میں اختلاف، مکانوں میں اختلاف، صحبتوں میں اختلاف، مذاقوں میں اختلاف۔ غرض اختلاف ایک فطری امر ہے۔ اب خدا ہی کا فضل ہے کہ تم ایک وحدت کے نیچے آ گئے ہو۔ میں کبھی گھبرایا نہیں کرتا کہ فلاں شخص کو کیوں ہمارا خیال نہیں۔ کیونکہ میرے مولیٰ کا ارشاد ہے۔ وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ۔ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ (ھود:۱۱۹۔ ۱۲۰) پس جس پر فضل ہوا وہ اختلاف سے نکل کر وحدتِ ارادی کے نیچے آ جائے گا۔

اس رکوع میں اللہ نے ان باتوں کی طرف متوجہ کیا ہے جن پر چل کر انسان اختلاف سے بچ سکتا ہے۔ گالی کا جواب گالی۔ یہ جواں مردی کی بات نہیں۔ جو ایک گالی پر صبر نہیں کرتا۔ اسے پھر سو گالیوں پر صبر کرنا پڑتا ہے۔ اختلاف تو بے شک ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہماری فطرتوں میں اختلاف ہے۔ مگر عباد الرحمان کا طریق یہ ہے کہ وہ دنیا میں اپنی روش سکینت و وقار کی رکھتے ہیں۔ تکبر و تجبّر وعصیان سے کام نہیں لیتے۔ بھاری بھر کم رہتے ہیں۔ وہ ہر معاملہ میں صبر، عاقبت اندیشی سے کام لیتے ہیں۔ کیونکہ اختلافوں سے بچنے کی راہ ھَوْن ہے۔ میرا ایک استاد تھا۔ اس نے مجھے نصیحت کی کہ دنیا میں سکھی رہنا چاہتے ہو تو اپنے تئیں ایسا نہ بناؤ کہ اپنے خلاف ہونے سے گھبرا جاؤ اور دوسروں سے لڑنے لگو۔

رحمان کے پرستار رحمان کے پیارے وہ ہیں جو سخت بات سننے پر سلامتی کی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔ دوم وہ رات عبادت میں گزار دیتے ہیں۔ کبھی کھڑے ہو کر جنابِ الٰہی کو راضی کرتے ہیں۔ کبھی سجدہ میں پڑ کر۔ سوم راتوں کو اٹھ اٹھ کر دعائیں مانگتے ہیں۔ اپنے مولیٰ کے آگے گڑگڑاتے ہیں۔ چہارم۔ وہ ان لوگوں کی طرح نہیں جو روپیہ ہاتھ لگنے پر جھٹ ناجائز جگہ پر خرچ کر دیتے ہیں بلکہ سوچ سمجھ کر ضرورت حقہ پر درمیانی راہ اختیار کرتے ہیں۔ پنجم۔ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں جانتے اور اپنے تئیں ہلاکت میں نہیں ڈالتے۔ اور نہ قتل کرتے ہیں۔ نہ زنا کرتے ہیں۔ کیونکہ جو ایسا کرتا ہے وہ سزا پاتا ہے۔ رحمان کے پیارے تو ایسے افعالِ شنیعہ سے بچتے رہتے ہیں اور سنوار والے کاموں میں اپنا وقت خرچ کرتے ہیں۔ (الفضل جلد ۱ نمبر ۴ مورخہ ۹؍جولائی ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵)



سُوْرَۃُ الشُّعَرَآءِ مَکِّیَّۃٌ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

ہم سورہ شعراء کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو بے محنت بھی دے دیتا ہے
اور محنت کو بھی ضائع نہیں کرتا۔

سورۃ شعراء وغیرہ میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ان قصص کا بیان ہے۔جن میں انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ان کے دشمنوں کے مقابلوں کا تذکرہ ہوتا ہے اور مخالفوں کی بے وجہ تکذیب کا آخری نتیجہ اور دائمی ثمرہ بتایا جاتا ہے اور پھر آخر میں ہر قصہ کے یوں کہا جاتا ہے۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَۃً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ [۱] (الشُّعَرَآء:۶۸)۔

اسی سورہ میں حضرت نوح علیہ السلام کے اعداء نے جب نوح علیہ السلام کو یہ کہہ کر وعظ سے روکا۔

لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ [۲] (الشُّعَرَآء:۱۱۷)۔

اس وقت حضرت علیہ السلام نے یہی فرمایا اور اس طرح دعا کی۔

رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ كَذَّبُوْنِ ۔ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَهُمْ فَتْحًا وَّ نَجِّنِیْ وَ مَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ [۳]

(الشُّعَرَآء:۱۱۸،۱۱۹)

پھر جو نتیجہ نکلا اس کا بیان ہے۔

۱؎ اس قصہ میں بے ریب ایک نشان معجزہ ہے اور اکثر نہیں مانتے۔ ۲؎ اگر تو اس منادی سے اے نوح نہ رکا تو تجھ پر پتھراؤ کیا جاوے گا۔ ۳؎ اے میرے رب! میری قوم نے مجھے جھٹلایا۔تو میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کردے اور مجھے اور میرے ساتھ والے ایمان والوں کو بچالے۔

فَاَنْجَیْنٰهُ وَ مَنْ مَّعَهٗ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ۔ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِیْنَ۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً[1] (الشُّعَرَآء:۱۲۰ تا ۱۲۲)۔

اسی طرح اس سورہ شعراء میں قومِ عاد کا جنابِ ہود علیہ السلام سے مقابلہ اور قومِ ثمود کا حضرت صالح علیہ السلام سے جھگڑا اور قومِ لوط کا جنابِ لوط علیہ السلام کے مواعظِ حسنہ پر کان نہ دھرنا ایسی ہی طرز سے بیان ہوتا ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۲، ۱۳)

۲ تا ۴۔ طٰسٓمّٓ ۔ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ۔ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ۔

ترجمہ۔ طٰسٓمّٓ ۔طور سیناء کے مثیل کے لئے، یہ آیتیں کتاب مبین کی اتری ہیں۔کیا تو اپنے آپ کو ہلاک کرے گا اس سبب سے کہ وہ ایمان نہیں لائے۔

تفسیر۔ اَلْمُبِیْنِ ۔ کھول کے سنانے والی۔

اَلَّا یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ۔ کیا تو ہلکان کر دے گا اپنی جان کہ یہ نو دس شریر ایمان نہیں لاتے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۶)

۵۔ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِیْنَ۔

ترجمہ۔ اگر ہم چاہیں تو اتار دیں ان پر آسمان سے کوئی نشانی تو رہ جائیں اس کے آگے ان کی گردنیں جھکی ہوئیں۔

تفسیر۔ اَعْنَاقُهُمْ ۔ جماعت کی جماعت۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۰)

---

[1] پھر بچا لیا ہم نے اسے اور اس کے ساتھ والوں کو بھری کشتی میں اور غرق کر دیا اس کے پیچھے سب کو۔لاریب اس قصہ میں ایک نشان معجزہ ہے۔

۶۔ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ۔

ترجمہ۔ اوران کے پاس نہیں آتی کوئی نصیحت رحمٰن کی طرف سے نئے پیرائے میں جدید شریعت بن کرمگر یہ اس سے منہ موڑتے ہی رہے۔

تفسیر۔ مُحْدَثٍ۔ نئے پیرائے والا۔ بات تو وہی ہوتی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۶)

۷۔ فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنْبٰٓؤُا مَا كَانُوا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ۔

ترجمہ۔تو یہ ضرور جھٹلا چکے۔اب ان کوخبر لگے گی جس چیز کے وہ ٹھٹھے اڑایا کرتے تھے۔

تفسیر۔ سوجھٹلا چکے۔اب پہنچے گی ان پر حقیقت اس بات کی جس پر ٹھٹھے کرتے تھے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اوّل صفحہ ۱۷ حاشیہ)

يَسْتَهْزِءُوْنَ۔ جسے خفیف گردانتے تھے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۶)

۸،۹۔ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ۔ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ۔

ترجمہ۔ کیاانہوں نےنہیں دیکھا زمین کی طرف کہ اس میں ہر قسم کی عمدہ چیزیں جوڑ جوڑ (ہم نے اگائیں)۔بے شک اس میں نشانی ہے اوران میں بہت سے ایمان لانے والے ہی نہیں۔

تفسیر۔ کیانہیں دیکھتے زمین کوکتنی اگائیں ہم نے اس میں ہر بھانت بھانت چیزیں۔اس میں البتہ نشان ہے اور وہ بہت لوگ نہیں مانتے۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اول صفحہ ۱۷ حاشیہ)

۱۱۔ وَإِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوسٰٓى أَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ۔

ترجمہ۔ جب زور سے پکارا تیرے رب نے موسیٰ کوکہ آ گنہگار قوم کے سامنے۔

تفسیر۔ نَادٰى۔ آواز دی

الْقَوْمَ الظّٰلِمِينَ۔ ’’قومِ فرعون‘‘ اس کا بیان کیا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۶)

نَادٰی رَبُّكَ۔ الہام بلند آواز سے بھی ہوتا ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۰)

۱۳۔ قَالَ رَبِّ اِنِّيْۤ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ۔

ترجمہ۔ عرض کیا اے میرے رب! بے شک میں ڈرتا ہوں اس سے کہ وہ مجھ کو جھٹلا دیں۔

تفسیر۔ رَبِّ اِنِّيْۤ اَخَافُ۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰؑ کو خود اپنے طور پر کوئی خواہش نہ تھی کہ میں نبی بنوں۔ جس قدر لوگ خواہشوں کے گرویدہ ہیں۔ وہ اکثر ناکام رہتے ہیں۔ فضل انہی پر ہوتا ہے جو خود خواہش نہیں کرتے۔ خدا کے فضل پر بھروسہ کرتے ہیں۔ ایک اور نکتہ قابلِ یادداشت ہے کہ دعا قرآن میں یا تو رَبِّ سے شروع ہوتی ہے یا اَللّٰھُمَّ سے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۶)

۱۵۔ وَ لَهُمْ عَلَيَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ۔

ترجمہ۔ اور ان کا تھوپا ہوا مجھ پر ایک قصور بھی ہے تو میں ڈرتا ہوں کہ مجھ کو مار ڈالیں گے۔

تفسیر۔ وَ لَهُمْ عَلَيَّ ذَنْۢبٌ۔ یعنی اے مولیٰ۔ تیرا تو مجرم نہیں۔ مگر ان کے زعم میں ان کا ایک گناہ میرے ذمے ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۶)

۱۶۔ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَاۤ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ۔

ترجمہ۔ اللہ نے کہا ہرگز نہیں تم دونوں جاؤ میری آیتیں لے کر ہم تمہارے ساتھ سننے والے رہیں گے۔

تفسیر۔ فَاذْهَبَا۔ اس کے معنے ہیں جاؤ۔ جاؤ۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے۔ صرف موسیٰؑ ہی نے جا کر کلام کیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۶)

۱۷۔ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ۔ تو دونوں فرعون کے سامنے جاؤ اور اس کو کہو ہم رب العالمین کے بھیجے ہوئے ہیں۔

تفسیر۔ پس جاؤ فرعون کے پاس اور کہو ہم پیغام لائے ہیں۔ جہان کے صاحب کا کہ بھیج دے

ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اوّل صفحہ ۱۵۰ حاشیہ)

اِنَّا رَسُوْلُ۔ اِنَّا جمع ہے رَسُوْل واحد۔صرفی نحوی تو اعتراض ہی کریں۔یہ خدا کا کلام ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۰)

۲۰، ۲۱۔ وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَ اَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ۔ قَالَ فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ۔

ترجمہ۔ اورتو نے اپنی وہ حرکت کی جو کی تو نے۔تو ہمارا کافر نعمت ضرور ہے۔موسیٰ نے کہا میں اس وقت وہ حرکت کر بیٹھا تو میں محب قوم تھا۔

تفسیر۔ الَّتِيْ فَعَلْتَ۔ایک شاہی خاندان کے آدمی کی موت کی طرف اشارہ ہے۔

وَ اَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ۔فرمایا۔بیشک میں نے ایسا کیا اور میں محبت کرنے والا ہوں۔یعنی جیسے تم کو حبِّ قومی ہے مجھے بھی ہے۔مجھے بھی اپنی قوم کو تکلیف میں دیکھا نہیں جاتا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۶)

۲۳۔ وَ تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ۔

ترجمہ۔ اور یہ نعمت جس کا تو مجھ پر احسان جتاتا ہے اس لئے ہے کہ تو نے غلام بنا رکھا ہے بنی اسرائیل کو۔

تفسیر۔ وَ تِلْكَ نِعْمَةٌ۔حضرت موسیٰ علیہ السلام شرم دلاتے ہیں کہ واقعی بڑا تم نے احسان کیا ہے کہ ساری قوم کو غلام بنا رکھا ہے اور ایک آدمی کو پرورش کیا تو بادشاہ ہو کر اس کا احسان جتاتے ہو۔یہ معنے مجھے پسند نہیں کہ حضرت موسیٰؑ نے اس احسان کا اقرار کرلیا۔فرعون اس کا جواب نہیں دے سکا اس لئے اور بات شروع کر دی اور پھر کبھی یہ احسان نہیں جتایا کیونکہ حضرت موسیٰؑ نے شرم دلائی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۶)

۲۶۔ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ۔

ترجمہ۔ فرعون نے اپنے آس پاس والوں سے کہا کیا تم نہیں سنتے۔

تفسیر۔ قَالَ لِمَنْ حَوْلَہٗٓ ۔ایک گروہ ہے۔ جو خدا کو صرف علت العلل سمجھتا ہے۔اور اسے موصوف قرار نہیں دیتا۔ یہی وجہ ہے کہ فرعون حضرت موسیٰؑ کے رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ[1] (آیت:۲۵) پر ہنسی اڑاتا ہے۔مگر حضرت موسیٰؑ اپنی بات پر قائم رہے۔اور رَبُّکُمْ وَ رَبُّ اٰبَآئِکُمُ[2] (آیت:۲۷) پھر رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ[3] (آیت:۲۹) فرما کر اس کے افعالِ قدرت کا ذکر کیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۶)

۳۰۔ قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ۔

ترجمہ۔ وہ بولا اگر تو نے کوئی اور معبود ٹھہرایا میرے سوا تو میں ضرور تجھ کو قید کر دوں گا۔

تفسیر۔ اِلٰهًا غَيْرِيْ ۔مشرک قومیں بادشاہ کو بھی معبود قرار دیتی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۶)

۳۳، ۳۴۔ فَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ۔وَّ نَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ۔

ترجمہ۔ تو موسیٰ نے اپنی لاٹھی رکھ دی تو وہ اسی وقت ایک صاف اژدھا معلوم ہونے لگا۔اور اپنا ہاتھ نکالا تو وہ دیکھنے والوں کے لئے خوب روشن تھا۔

تفسیر۔ فَاَلْقٰى عَصَاهُ۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بتایا کہ خدا نے میرے عصا میں طاقت رکھی ہے کہ وہ تیرے ہاتھ میں سانپ ہو جاوے گا۔

بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَ۔ اور میرے ہاتھ میں ایسی روشن تعلیم ہے کہ وہ ظلمات کو دور کر دے گی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۶)

---

[1] جو آسمان و زمین کا ربّ ہے۔ [2] تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادا کا ربّ۔
[3] وہی ربّ ہے جو مشرق و مغرب کا۔

۳۶،۳۵۔ قَالَ لِلْمَلَاِ حَوْلَہٗۤ اِنَّ ھٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ۔ یُّرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَکُمْ مِّنْ اَرْضِکُمْ بِسِحْرِہٖ ٭ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ۔

ترجمہ۔فرعون نے کہا ان رعب دار سرداروں سے جو اس وقت اس کے اطراف تھے کچھ نہیں یہ تو کوئی دھوکہ باز علم والا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ تمہارے ملک سے تمہیں نکال دے اپنے سحر سے پھر اب تمہارا مشورہ کیا ہے۔

تفسیر۔ لَسٰحِرٌ عَلِیْمٌ ۔باریک در باریک علوم کا ماہر۔ چالاک شخص۔

فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ ۔اپنے ماتحتوں سے اس طرز کا کلام شرافت ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۶)

۴۳۔ قَالَ نَعَمْ وَ اِنَّکُمْ اِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ۔

ترجمہ۔ فرعون نے کہا ہاں البتہ اس وقت تم ہمارے مقرب ہی ہو جاؤ گے۔

تفسیر۔ لَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ۔ یعنی اپنا مصاحب بنالوں گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۶)

۵۱،۵۰۔ قَالَ اٰمَنْتُمْ لَہٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَکُمْ ۚ اِنَّہٗ لَکَبِیْرُکُمُ الَّذِیْ عَلَّمَکُمُ السِّحْرَ ۚ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۬ؕ لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَکُمْ وَ اَرْجُلَکُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّ لَاُوصَلِّبَنَّکُمْ اَجْمَعِیْنَ۔ قَالُوْا لَا ضَیْرَ ۫ اِنَّاۤ اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ۔

ترجمہ۔فرعون بولا کیا تم نے موسیٰ کو مان لیا اس سے پہلے کہ میں تم کو اجازت دوں کچھ شک نہیں کہ یہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں فریب سکھایا ہے تو آگے تم کو معلوم ہو جائے گا۔ میں ضرور ضرور تمہارے ہاتھ کاٹوں گا اور پاؤں کاٹوں گا خلاف ورزی کے سبب سے اور تم سب کی پیٹھیں توڑ ڈالوں گا۔ انہوں نے کہا کچھ ڈر نہیں ہمیں تو اپنے ربّ کی طرف ہی لوٹ جانا ہے۔

تفسیر۔ مِنْ خِلَافٍ۔ خلاف ورزی کے سبب۔

لَاُوصَلِّبَنَّکُمْ ۔ صلیب پر چڑھاؤں گا تا کہ عام طور پر تشہیر ہو جاوے۔

قَالُوْا لَا ضَيْرَ ۔دیکھو ایمانی قوت ۔یا تو وہی ساحر اَئِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اور بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ[۱] (الشعراء:۴۵) کہہ رہے تھے۔ یا اب فرعون کی دھمکی کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۶)

۵۳۔ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْٓ اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کی طرف کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے نکل۔ بے شک تمہارا پیچھا کیا جائے گا۔

تفسیر۔ انبیاء کا بھروسہ اپنے جتھے پر نہیں ہوتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ اس بات کا شاہد ہے کہ آپؑ فرعون ایسے عظیم الشان بادشاہ کے مقابلہ میں اکیلے کھڑے ہوئے۔

اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ۔ یہ نبی کریمؐ کو سنایا ہے کہ آپؐ بھی اور آپؐ کے ساتھ والے مکہ سے چل دو۔ تمہارا بھی پیچھا کیا جاوے گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دشمنوں نے پیچھا کیا مگر ان کا حشر فرعون کی مانند ہوا۔ راستبازوں کی عداوت کبھی نیک نتیجہ نہیں لاتی یہاں تک کہ ان کی اولاد میں بھی نیک نتیجہ نہیں نکلتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا يَخَافُ عُقْبٰهَا[۲] (الشمس:۱۶)۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۶۔۱۸۷)

۵۵۔ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِيْلُوْنَ۔

ترجمہ۔ البتہ یہ تھوڑے سے لوگ ہیں۔

تفسیر۔ شِرْذِمَةٌ۔ جماعت۔

قَلِيْلُوْنَ۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ[۳] (البقرۃ:۲۴۴) کئی ہزار تھے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۷)

۱۔ فرعون ہی کے اقبال سے۔ ۲۔ اور ان کے انجام اور بال بچوں کی بھی کچھ پروانہ کی۔ ۳۔ وہ نکلے اپنے گھروں سے اور وہ ہزاروں تھے۔

۵۶ تا ۶۰۔ وَ اِنَّھُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ۔ وَ اِنَّا لَجَمِیْعٌ حٰذِرُوْنَ۔ فَاَخْرَجْنٰھُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ۔ وَّ کُنُوْزٍ وَّ مَقَامٍ کَرِیْمٍ۔ کَذٰلِكَ ط وَ اَوْرَثْنٰھَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ۔

ترجمہ۔ اور انہوں نے ہم کو ناراض کیا ہے۔ اور ہم سب چوکس رہنے والے لوگ ہیں۔ (اللہ فرماتا ہے) پھر ہم نے نکال دیا ان کو باغوں اور چشموں سے۔ اور خزانوں اور عزت دار مکانوں سے۔ اور یہ واقعہ یوں ہی ہوا اور وارث بنایا اس جیسے ملک کا ہم نے بنی اسرائیل کو۔

تفسیر۔ حٰذِرُوْنَ۔ چوکس۔ باساز وسامان

وَ اَوْرَثْنٰھَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ۔ دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی جماعت کو جب ایک علاقہ میں فتح کیلئے جانے کو کہا تو انہوں نے جواب دیا

فَاذْھَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَآ[1] (المائدۃ:۲۵) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہت رنج ہوا۔ تو دعا کی۔ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ[2] (المائدۃ:۲۶) جس کی وجہ سے چالیس سال جنگل میں سرگردان رہے پھر تاریخ شہادت نہیں دیتی کہ بنی اسرائیل مصر کے مالک ہوئے۔ پس مراد یہ ہے کہ ملکِ مصر کی مثل دیئے گئے گویا ضمیر مثل کی طرف پھیری گئی۔ جیسے اَخَذْتُ دِرْھَمًا وَ نِصْفَہٗ میں نے ڈیڑھ درہم لیا حالانکہ وہ نصف اسی درہم کا نہیں بلکہ دوسرے درہم کا نصف ہے جو اس پہلے کی مثل ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۷)

۶۲، ۶۳۔ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰٓی اِنَّا لَمُدْرَکُوْنَ۔ قَالَ کَلَّا ج اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَھْدِیْنِ۔

ترجمہ۔ پھر جب ایک دوسرے کو دونوں جماعتیں دیکھنے لگیں تو موسیٰ کے ساتھ والوں نے کہا ہم تو پکڑے گئے۔ موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ بے شک میرے ساتھ تو میرا رب ہے وہ مجھے جلد راستہ بتادے گا قریب کا۔

تفسیر۔ تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ۔ یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ رویت اور چیز ہے اور ادراک

---

[1] پس تو اور تیرا رب جاؤ اور ان سے تم دونوں لڑو۔ [2] جدائی کردے ہم میں اور فاسق نافرمان قوم میں۔

اور (اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ)۔

سَيَهْدِيْنِ۔ میرا رب مجھے کوئی راہ مخلصی کی بتا دے گا۔

یہاں ایک صوفیانہ نکتہ ہے کہ ابوبکرؓ صدیق نے بھی جب غار میں اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ کہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا[1] (توبہ:۴۰) اور حضرت موسیٰؑ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ کہتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۷)

۶۴۔ فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ۔

ترجمہ۔ پھر ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کی طرف کہ تو اپنی اسلامی جماعت کے ساتھ دریا پر چلا جا، پھر دریا ظاہر ہوا پھٹا ہوا ہر ایک حصہ جیسے ایک بڑا ٹیلہ۔

تفسیر۔ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ۔ ایک مقام پر اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ (البقرۃ:۶۱) کی وحی ہوئی۔ اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ اپنے عصاء کو بحر یا حجر پر مارو۔ اور ایک ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ اپنی جماعت کو سمندر میں سے لے چل۔ چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا۔ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا (طٰہٰ:۷۸) ان کے لئے ایک خشک راستہ پڑا ہے۔ وہاں سے نکال لے جاؤ۔

فَانْفَلَقَ۔ یعنی وہاں دریا پھٹا پڑا ہے۔ خشک ہو چکا تھا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۷)

یہ کہ رات کو لے چل۔ میرے بندوں کو۔ پھر چل ان کے لئے ایک خشک راہ پر جو دریا میں ہے۔ مت ڈر یو کسی کے احاطہ سے اور نہ کسی قسم کا خوف کرنا۔ چل اپنی فرماں بردار جماعت کیساتھ اس بحر میں۔ پس وہ کھلا تھا اور ہر ایک ٹکڑا تھا۔ جیسے بڑے ریتے کا ٹیلہ۔

اضْرِبْ بِّعَصَاكَ کے بدلہ سورہ طٰہٰ میں اَسْرِ بِعِبَادِيْ اور فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا پس معنی ہوئے۔ لے جا جماعت فرماں بردار کو یا جا ساتھ جماعت اسلام کے بحر میں جو خشک پڑا ہے۔ پھر بچا یا تم کو اور غرق کر دیا فرعونیوں کو تمہارے دیکھتے۔ (نورالدّین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۰۲)

---

[1] بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

۶۶ تا ۶۸۔ وَ اَنۡجَیۡنَا مُوۡسٰی وَ مَنۡ مَّعَہٗۤ اَجۡمَعِیۡنَ۔ ثُمَّ اَغۡرَقۡنَا الۡاٰخَرِیۡنَ۔ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَ مَا کَانَ اَکۡثَرُہُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ۔

ترجمہ۔ اور بچالیا ہم نے موسیٰ کو اور اس کے سب ساتھیوں کو۔ پھر ڈبا دیا دوسروں کو۔ یہ واقعہ تیرے لئے بطور نشان ہے اور ان میں سے بہت سے لوگ ایمان لانے والے ہی نہ تھے۔

تفسیر۔ اور بچادیا ہم نے موسیٰ ؑ کو اور جو لوگ تھے اُس کے ساتھ سارے۔ پھر ڈوبایا ان دوسروں کو البتہ اس میں ایک نشانی ہے اور نہیں وہ بہت لوگ ماننے والے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اوّل صفحہ ۱۷ حاشیہ)

۷۰ تا ۷۲۔ وَ اتۡلُ عَلَیۡہِمۡ نَبَاَ اِبۡرٰہِیۡمَ۔ اِذۡ قَالَ لِاَبِیۡہِ وَ قَوۡمِہٖ مَا تَعۡبُدُوۡنَ۔ قَالُوۡا نَعۡبُدُ اَصۡنَامًا فَنَظَلُّ لَہَا عٰکِفِیۡنَ۔

ترجمہ۔ اور ان کو پڑھ کر سنادے ابراہیم کا قصہ۔ جب اس نے اپنے چچا اور قوم سے کہا یہ تم کیا چیز پوجتے ہو۔ وہ بولے ہم بتوں کو پوجتے ہیں پھر انہیں پر ہم جمے بیٹھے رہتے ہیں۔

تفسیر۔ ابراہیم کی وہ خبران پر پڑھ سنا۔ جب اس نے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو کہا کہ تم لوگ کس کی پرستش کرتے ہو۔ ابراہیمؑ کے باپ اور قوم نے جواب دیا کہ ہم تو بتوں کی پرستش کرتے ہیں اور انہیں کے پاس بیٹھ رہتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۴۱)

ابراہیم علیہ السلام کی اولاد دو بیویوں سے تھی۔ ایک بیوی مع اولاد عرب میں مقیم ہوئی۔ چونکہ وہ مورثِ اعلیٰ تھے۔ اس لئے ان کا واقعہ اہل عرب کو خصوصیت سے سنایا جاتا ہے۔

لِاَبِیۡہِ۔ اپنے ایک بزرگ کو۔ معلوم ہوتا ہے کہ والد اور تھا۔ جبھی اَب کے ساتھ آذر آیا ہے۔ دوم بڑھاپے میں والد کے لئے دعا کی اور اَب کے لئے دعا سے منع کئے گئے۔ چنانچہ تورات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا نام تارا[1] تھا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۷)

---

[1] تارح بھی آیا ہے۔

۷۳ تا ۷۵۔ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ۔ اَوْ يَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ يَضُرُّوْنَ۔ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ ابراہیم نے کہا کیا یہ تمہاری کچھ سنتے بھی ہیں جب تم پکارا کرتے ہو۔ یا کچھ تم کو فائدہ یا نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا نہیں تو بلکہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طرح کرتے پایا۔

تفسیر۔ ابراہیمؑ نے کہا۔ کیا یہ بت تمہاری پکار کو سنتے ہیں؟ یا کیا تم کو نفع دیتے ہیں؟ یا تم کو کوئی دکھ دیتے ہیں؟ بت پرست لوگوں نے جواب دیا۔ ہم بت پرستی کی دلیل تو نہیں رکھتے۔ مگر ہم نے اپنے بزرگوں کو پایا ہے کہ وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۴۱، ۲۴۲)

وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا۔ تعجب ہے کہ لوگ دنیا کے معاملات میں تو جدت پسند ہیں مگر دین کے بارے میں وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا کہہ دیتے ہیں۔ کیا لوگ ریلوں اور سٹیمروں پر سوار نہیں ہوتے۔ حالانکہ ان کے باپ دادا نہیں ہوئے۔ یہ محض حیلہ سازیاں ہیں جو مشرکین اللہ کی عبادت نہ کرنے کے لئے کرتے تھے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۷)

۷۶ تا ۷۸۔ قَالَ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ۔ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ۔ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ۔ ابراہیم نے کہا بھلا تم دیکھتے ہو کہ تم کیا پوجتے رہے ہو۔ تم اور تمہارے اگلے باپ دادا۔ تو وہ مورتیں تو میری دشمن ہیں ہاں سب جہانوں کو آہستہ آہستہ کمال کو پہنچانے والا وہی ہے جو میرا رب ہے۔

تفسیر۔ تب ابراہیمؑ نے جواب میں کہا۔ سنو! تم بت پرستی کے معتقد تو کہا کرتے ہو کہ جن کی پرستش ہم کرتے ہیں۔ اگر ہم چھوڑ بیٹھیں تو شاید ہمیں دکھ دیں۔ سنو! جن لوگوں کی تم نے اور تمہارے باپ دادا نے پرستش کی وہ سب کے سب مجھے برے لگتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ رب العٰلمین کے سوا کوئی بھی مجھے پیارا نہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۴۲)

فَاِنَّھُمْ عَدُوٌّ لِّیٓ ۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اعلان کر دیا کہ یہ بت میرے دشمن ہیں اگر ضرر پہونچا سکتے ہیں تو سب سے پہلے پہونچائیں گے۔مگر ایسا ہرگز نہ ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۷)

۷۹ تا ۸۲۔ الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَھُوَ یَھْدِیْنِ۔ وَ الَّذِیْ ھُوَ یُطْعِمُنِیْ وَ یَسْقِیْنِ۔ وَ اِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ۔ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ۔

ترجمہ۔جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی مجھ کو کامیابی کی راہ دکھا رہا ہے۔اور وہی مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہی مجھ کو شفا دیتا ہے۔اور جب مجھ کو مارتا ہے تو پھر جلا دیتا ہے۔

تفسیر۔ وہی رب جس نے مجھے پیدا کیا اور وہی میرا رہنما ہے۔اور مجھے منزلِ مقصود تک پہنچانے والا۔وہی جو مجھے کھانا دیتا ہے اور پانی پلاتا ہے۔اور جب کبھی اپنی غلطی سے بیمار ہوتا ہوں تو فضل سے شفاء بخشتا ہے۔وہی جو مجھے مارے اور پھر جلا وے۔

(تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۴۲)

فَھُوَ یَھْدِیْنِ۔ جب ہم ایک انسان کی رضامندی کی راہ دریافت نہیں کر سکتے۔تو اس وراءالوراء ذات کی رضامندی کی راہ سوا کسی کے بتانے کے کس طرح معلوم کر سکتے ہیں۔

وَ اِذَا مَرِضْتُ ۔ایک عجیب نکتہ یہ ہے کہ مرض کو اپنی طرف منسوب کیا ہے یُمَرِّضُنِیْ نہیں فرمایا۔ کیونکہ دکھ خدا کی طرف سے کبھی نہیں آتا۔جب تک انسان کوئی کمزوری نہ کمالے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۷)

۸۳ تا ۸۷۔ وَ الَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ۔ رَبِّ ھَبْ لِیْ حُکْمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۔ وَ اجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ۔ وَ اجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیْمِ۔ وَ اغْفِرْ لِاَبِیْٓ اِنَّہٗ کَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ۔

ترجمہ۔اور وہ میرا رب ہے جس سے امید ہے کہ میری خطائیں (یعنی تقاضائے بشری) معاف کر دے جزا کے وقت۔اے رب! مجھے عنایت فرما فہم و دانائی اور مجھ کو ملا سنوار والے لوگوں میں۔اور

میرے لئے ذکر خیر پچھلے لوگوں میں چھوڑ۔ اور مجھے نعمتوں والی بہشت کے وارثوں میں سے بنا۔ اور میرے چچا کو بخش دے کہ بے شک وہ گمراہوں میں سے تھا۔

تفسیر۔ وہی جس پر مجھے امید ہے کہ برے اعمال کی سزا اور نیک اعمال کی جزا کے وقت مجھے معافی دے گا۔ اے میرے رب! مجھے سمجھ عطا کر اور بھلے لوگوں کے ساتھ رکھ۔ اور مجھے اپنی انعام والی جنت کا وارث کر اور میرے باپ پر عفو کر۔ وہ تو بھولا اور بہک گیا۔

(تصدیق براہین احمدیہ۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۴۲)

حُكْمًا۔ وہ مضبوط راہ جس کی خلاف ورزی پھر نہ ہو سکے۔

برہموازم والے اپنے لئے ایک بات اختیار کرتے ہیں۔ تجربہ سے مفید ثابت نہیں ہوتی۔ تو وہ چھوڑ دیتے ہیں۔ خدا کی باتیں ایسی نہیں ہوتیں۔

لِسَانَ صِدْقٍ۔ بڑے بڑے علوم پھیلیں گے۔ ترقیاں ہوں گی۔ الٰہی میری زبان ایسی پختہ ہو کہ اس کے خلاف کبھی کچھ ثابت نہ ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴/ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۷)

۸۸ تا ۹۱ ۔ وَ لَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ۔ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّ لَا بَنُوْنَ۔ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ۔ وَ اُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور مجھے شرمندہ نہ کرنا جس دن لوگ جلا کر اٹھائے جائیں گے۔ کیسا وقت کہ جب نہ مال کام آوے گا اور نہ بیٹے۔ ہاں جو آئے گا اللہ کے پاس بے عیب دل لے کر۔ اور متقیوں کے پاس کر دی جائے گی جنت۔

تفسیر۔ اور مجھے قیامت میں ذلیل نہ کر۔ قیامت کا وہ دن ہے جس میں مال اور اولاد کام نہ آوے مگر وہی نجات پاوے جو اللہ تعالیٰ کے پاس سلامت والے دل کے ساتھ آیا۔

(تصدیق براہین احمدیہ۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۴۲)

۱۰۰۔ وَ مَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا الْمُجْرِمُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور ہم کو تو بس ان ہی مجرموں نے گمراہ کیا۔

تفسیر۔ اور ہم کو راہ سے بھلایا ان گنہ گاروں نے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۳۱۶ حاشیہ)

الْمُجْرِمُوْنَ۔ خدا سے قطع تعلق کرنے والے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۷)

۱۱۲، ۱۱۳۔ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَ اتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ۔ قَالَ وَ مَا عِلْمِیْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ وہ بولے کیا ہم تجھے مان لیں حالانکہ تیرے مرید کم درجے کے لوگوں میں سے ہیں۔ نوح نے کہا اور مجھے کیا علم ہے کہ وہ کیا کام کرتے تھے۔

تفسیر۔ حضرت نوح علیہ السلام کا ملک دجلہ فرات میں تھا۔ وہاں کے رہنے والے بڑے عیش میں تھے جیسے کہ آجکل یوروپ وامریکہ کا حال ہے۔ ان کی دولتمندی کا یہ حال ہے کہ سنکھ درسنکھ تک کوئی چیز نہیں۔ اور عرب میں تو بس ۱۔ ۱۰۔ ۱۰۰۔ ۱۰۰۰ تک ہے۔ حضرت مسیحؑ نے کہا کہ اونٹ کا سوئی کے ناکے سے گزرنا آسان ہے۔ پر دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ اسی واسطے انبیاء کے متبعین غریب لوگ ہوتے ہیں اور نادان اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت نوحؑ کو بھی کہا وَ اتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ۔

بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔ حضرت نوحؑ سمجھاتے ہیں کہ ان غریبوں نے کوئی ایسا عمل کیا جس سے ان کو نبی کی متابعت کی سعادت حاصل ہوئی اور تم نے کوئی ایسا عمل کیا جس کی وجہ سے خدا نے تمہیں یہ توفیق نہ بخشی اور تم منکرانِ رسالت سے ہوئے۔

انسان کا سلسلۂ اعمال چلتا ہے اور اس سلسلہ کے مطابق اعمال کا پھل انسان کو ملتا ہے۔

خشتِ اوّل چوں نہد معمارِ کج تا ثریّا می رَوَدْ دیوارِ کج [1]

[1] پہلی اینٹ جب معمار ٹیڑھی لگادے تو اگر دیوار ثریا تک بھی جا پہنچے گی تو ٹیڑھی ہی ہوگی۔

اسی واسطے یہ دعا ہر خطبہ جمعہ میں پڑھی جاتی ہے۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا کہ ہمیں اعمال کے بدنتائج سے محفوظ رکھ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۷)

۱۱۸۔ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ کَذَّبُوْنِ۔

ترجمہ۔ نوح نے کہا اے میرے رب! میری قوم نے مجھے جھٹلایا۔

تفسیر۔ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ۔ یہ لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ[1] (الشعرآء:۱۱۷) کے مقابلہ میں انبیاء کا ہتھیار رہے۔ (اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۸)

۱۲۷۔ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوْنِ۔

ترجمہ۔ تو تم اللہ ہی کو سپر بناؤ اور میری اطاعت کرو۔

تفسیر۔ وَ اَطِیْعُوْنِ۔ جو لوگ نبیوں کی اطاعت کے منکر ہیں۔ وہ غور کریں یہاں تو رسول بمعنے کتاب اللہ نہیں ہوسکتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۸)

۱۲۹،۱۳۰۔ اَتَبْنُوْنَ بِکُلِّ رِیْعٍ اٰیَۃً تَعْبَثُوْنَ۔ وَ تَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّکُمْ تَخْلُدُوْنَ۔

ترجمہ۔ کیا تم بناتے ہو ہر ایک اونچی جگہ پر ایک نشان کھیلنے کو۔ اور تیار کرتے ہو مضبوط مکان تا کہ تم ہمیشہ رہو۔

تفسیر۔ اَتَبْنُوْنَ۔ وہ قوم اسٹیچو اور عالی شان مکان بناتی تھی۔

رِیْعٍ۔ شرف (اونچی جگہ) طریق (رستے) منظر (عمدہ نظارے کی جگہ)۔

مَصَانِعَ۔ جَمْعُ مَصْنَعٍ جس کے معنے کلین اعلیٰ کوٹھیاں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۸)

---

[1] تو ضرور پتھروں سے مار دیا جائے گا اور تجھ سے ضرور سختی کی جائے گی۔

۱۳۸ تا ۱۴۰۔ اِنْ ھٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ۔ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ۔ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ یہ تو بس اگلے لوگوں کی عادت ہی ہے۔ اور ہم پر تو کوئی آفت نہ آئے گی۔ تو انہوں نے اس کو جھٹلایا پھر ہم نے ان کو غارت کر دیا تو یہ واقعہ تیرے لئے بطور نشان کے ہے۔ اگرچہ وہ بہت سے مانتے ہی نہیں۔

تفسیر۔ خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ۔ اولڈ فیشن باتیں ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۸)

فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ ۔ پھر اس کو جھٹلانے لگے تو ہم نے ان کو کھپا دیا۔ اس بات میں البتہ نشانی ہے۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اوّل صفحہ ۱۷ حاشیہ)

۱۴۹ تا ۱۵۴۔ وَّ زُرُوْعٍ وَّ نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ۚ وَ تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ۔ وَ لَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ۔ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَ لَا يُصْلِحُوْنَ۔ قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور کھیتوں اور کھجوروں میں جن کا خوشہ لطیف و پختہ ہو کر گر پڑنے کے قریب ہے۔ اور پہاڑوں سے آرام آسائش کے لئے دانائی سے یا بہ تکلف گھر تراشتے ہو۔ تو اللہ ہی کو سپر بناؤ اور میرا کہا مانو۔ اور حد سے گزر جانے والوں کا کہا نہ مانو۔ جو ملک میں شرارت کرتے ہیں اور سنوار نہیں کرتے۔ اور بولے کہ تُو تو بس دل فریبندہ یا دو وقت کا کھانا کھانے والوں میں سے ہے۔

تفسیر۔ هَضِيْمٌ ۔ خوب پکا ہوا۔

الْمُسَحَّرِيْنَ ۔ کھاؤ۔ پیو (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۰)

تَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا ۔ پہاڑوں پر کوٹھیاں بناتے ہو۔

اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۔ یعنی تو بھی کھانے پینے کا محتاج ہے۔ (۲) تم پر کوئی جادو کر گیا۔ (۳) تو جادو دیا گیا ہے۔ تقریر لطیف کرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۸)

۱۵۹۔ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ۔

ترجمہ۔ پھران کوعذاب نے پکڑا۔ یہ واقعہ تیرے لئے بطور نشان کے ہے اوران میں بہت سے ماننے والے ہی نہیں۔

تفسیر۔ پس لے لیاان کوعذاب نے۔اس بات میں البتہ نشانی ہے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اول صفحہ ۱۷ حاشیہ)

۱۶۱۔ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ﹰالْمُرْسَلِیْنَ۔

ترجمہ۔ لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا۔

تفسیر۔ چار چیزیں بڑی نقصان دہ ہیں۔(۱)۔غضب جس سے بولتے وقت ہوش حواس باطل ہوجاتے ہیں۔اس کے پانچ علاج ہیں۔(۱)۔ چلتا ہوا ٹھہر جائے ۔(۲)۔ٹھہرا ہوا بیٹھ جاوے۔(۳)۔بیٹھا ہوا لیٹ جاوے۔(۴)۔لاحول پڑھے۔(۵)۔بائیں طرف تھوک دیوے۔ٹھنڈا پانی پی لے۔

(۲)۔شہوت۔ اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّیْطَانِ[1]۔شہوت نے بہت سی مخلوق کو ہاویہ میں ڈالا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مَنْ یَضْمَنْ لِیْ مَابَیْنَ لَحْیَیْهِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ وہ چیز جو دو جبڑوں کے درمیان ہے اور وہ جو رانوں کے درمیان ہے۔اگر تم ان پر قابو پالو۔تو میں تمہارے جنت کا ذمہ دار ہوتا ہوں۔

جو لوگ شہوت کا خیال رکھتے ہیں۔وہ جریان میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔نظر۔حافظہ۔دل کا حوصلہ تمام طاقتیں کمزور ہوجاتی ہیں۔یہ شہوانی نظر کا نقصان ہے۔جو اس سے آگے بڑھے۔وہ سوزاک۔آتشک میں گرفتار ہوتے ہیں۔

(۳)۔حرص وطمع دنیوی۔اس میں نہ حلال کو دیکھتے نہ حرام کو۔نہ دیانت۔نہ امانت۔اپنے لئے سب کچھ حلال۔دوسرے کو اس کا حق دینا بھی بارِخاطر۔

---

[1] عورتیں شیطان کا جال ہیں۔

(۴)۔کسل وکاہلی۔مسلمانوں میں یہ مرض آج کل بہت ہی بڑھا ہوا ہے۔نماز میں ابن حزم کا مذہب یہ ہے کہ دعا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَ الْکَسَلِ [1] کو فرض سمجھتے ہیں۔

عجز کے معنے ہیں اسباب کا جمع نہ ہونا۔کسل اسباب مہیا شدہ سے کام نہ لینا۔

(۵)۔فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ (المومن:۸۴) دوسرے کی تحقیر اور اپنے تئیں بہت کچھ سمجھنا اور اپنے علم پر نازاں ہونا۔

ان رکوعوں (۹،۱۰) میں انہی باتوں کا ذکر ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۸)

۱۶۸۔ قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ۔

ترجمہ۔ وہ کہنے لگے اگر تو باز نہ آئے گا اے لوط! تو ہم تجھے ضرور نکال دیں گے۔

تفسیر۔ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ۔ جب ناصح نے بیجا شہوت سے روکا۔تو غضب میں آئے یہ دوسرا جرم ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۸)

۱۷۷۔ كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور کھجور بَن کے رہنے والوں نے نبیوں کو جھٹلایا۔

تفسیر۔ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ۔ ایك ندی کو کہتے ہیں۔جو بہتی ہو۔بَن بھی ترجمہ کیا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۸)

۱۸۲، ۱۸۳۔ اَوْفُوا الْكَيْلَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ۔ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ۔

ترجمہ۔ اور پیمانوں کو پورا بھر دیا کرو اور نقصان پہنچانے والے نہ بنو۔اور ترازو سے سیدھا تولا کرو۔

تفسیر۔ اَوْفُوا الْكَيْلَ۔ یہ حرص وطمع دنیوی کے چھوڑنے کا وعظ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۸)

---

[1] اے اللہ میں تجھ سے ناتوانی اور کسل مندی سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

۱۹۴، ۱۹۵۔ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ۔ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۔

ترجمہ ۔اسے روح الامین لے کر اترا ہے(یعنی جبرئیل)۔تیرے دل پر تا کہ تو ڈر سنانے والا ہو۔

تفسیر ۔لے اترا ہے۔اس کو فرشتہ معتبر تیرے دل پر کہ تو ہوڈر سنانے والا۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اول صفحہ ۲۷ حاشیہ)

۱۹۶، ۱۹۷۔ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۔ وَ اِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ۔

ترجمہ ۔ صاف عمدہ عربی زبان میں۔اور بے شک یہ پہلوں کی کتابوں میں ہے۔

تفسیر ۔ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۔ کھول کھول کر سنانے والی۔

لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ۔ دیکھو یسعیاہ کے باب ۴، ۵ کو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۸)

۲۱۱ تا ۲۱۳۔ وَ مَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ ۔ وَ مَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ وَ مَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۔ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ۔

ترجمہ ۔اور نہ اس کو شیطانوں نے اتارا۔ اور نہ یہ ان کے کرنے کا کام ہے اور نہ وہ کر ہی سکتے ہیں۔وہ تو سننے سے دور رکھے گئے ہیں۔

تفسیر ۔ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ۔ قرآن ایسی کتاب ہے کہ شریر اس کے سننے کی بھی برداشت نہیں کرسکتا۔ چہ جائیکہ دوسروں کو اس کی تعلیم دے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴ر جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۸)

اللہ سے دور ہلاک ہونے والی خبیث روحوں کے ذریعہ یہ کلامِ الٰہی نازل نہیں ہوا۔ اور ان کے مناسب حال بھی نہیں۔ اور ایسا کلام لانے کیلئے وہ طاقت ہی نہیں رکھتے۔ بے ریب ایسا کلام سننے سے وہ الگ کئے گئے ہیں کیونکہ تمام شیطانی کاموں کا قرآن مجید میں استیصال ہے۔ بھلا شیطان اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑی مارتا ہے؟ شیاطین تو ہر ایک کذاب، مفتری، بہتانی، بدکار پر نازل ہوا کرتے ہیں۔ (نور الدّین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۶۹)

۲۱۵۔ وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ۔

ترجمہ ۔اور تو اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرادے۔

تفسیر۔ وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ۔مومن پر لازم ہے کہ پہلے اپنی اصلاح کرے پھر اقرباء کو سمجھائے اور ان کو سمجھانا تلوار کی دھار پر چلنا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے اقرباء کو خوب سمجھایا۔ پہلے دعوت کی۔ موقع نہ مِلا تو پھر دعوت کی اور انہیں وعظ کیا۔ پھر جو کسر رہی تو پہاڑ پر چڑھ کر سب کو نام بہ نام پکارا۔ یہاں تک کہ صبح سے لے کر عصر کی نماز کا وقت آ گیا۔ عصر کے بعد کہا کہ اگر ہم کہہ دیں کہ مکہ پر دشمن کا لشکر چڑھائی کرنے والا ہے تو تم میری بات کا یقین کرو۔ یا نہیں۔ انہوں نے کہا۔ کیوں نہیں کہ آپ صادق ہیں۔ اس پر آپ نے کہا اَنَا النَّذِیْرُ الْعُرْیَانُ۔ میں ڈرانے والا ہوں۔ دیکھو تم پر عذابِ الٰہی آنیوالا ہے اپنی عاقبت کی فکر کرو اور اپنے تئیں شیطانی اعمال سے بچالو۔

میں بھی عصر کے بعد تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے تئیں بے جا غضب، شہوت، کسل و کاہلی، حرص و طمع سے بچالو۔ اس وقت صحابہؓ کی طرح تمہیں موت کا سامنا نہیں۔ بلکہ دین کی خدمت آسان ہے۔ تم قلم چلاؤ۔ تقریر کرو۔ مگر خدا کی رضامندی کے لئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۸)

۲۲۰۔ وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ۔

ترجمہ ۔اور سجدہ کرنے والوں میں تیرے حرکات سکنات۔

تفسیر۔ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ۔مسلمانوں کے گھروں میں جاتا ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۰)

۲۲۵۔ وَ الشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ۔

ترجمہ۔ اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ ہی کیا کرتے ہیں۔

تفسیر۔ وَ الشُّعَرَآءُ ۔وہ تک بند جو بہادری۔ مروّت۔ تواضع۔ رحم کی تعریفیں کرتے ہیں۔ مگر خود اپنے اندر وہ باتیں پیدا نہیں کرتے اور جس کی مذمّت کرتے ہیں۔ اس سے خود بچتے نہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۸)

۲۲۸۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ ذَکَرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّ انْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا ؕ وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔

ترجمہ۔ مگر وہ شاعر جنہوں نے سچے دل سے اللہ کو مانا اور بھلے کام کئے اور کثرت سے اللہ ہی کو یاد کیا اور بدلہ لیا بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا۔ اور قریب ہی جان لیں گے ظالم کہ کس گردش میں الٹ پلٹ ہوں گے۔

تفسیر۔ مَا ظُلِمُوْا۔ اس وقت ہم پر یہ ظلم ہو رہا ہے کہ اللہ پر اس کے رسولِ پاک پر۔ اس کی مطہر بیبیوں پر خطرناک حملے ہوتے ہیں۔ اوّل عیسائیوں کی طرف سے پھر برہموؤں کی طرف سے۔ پھر آریوں کی طرف سے۔ ان کی تردید کی جاوے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۴؍ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۸)

سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔ ان ظالموں کو پتہ لگ جائے گا کہ کیسی گردش ان پر آنے والی ہے۔ (تصدیق براہینِ احمدیہ۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۴)



سُوْرَةُ النَّمْلِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔

ہم سورۂ نمل کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔

۲۔ طٰسٓ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَ كِتَابٍ مُّبِيْنٍ ۔

ترجمہ ۔طورسینا کے متعلق ایک بات بتلا کر (کہتے ہیں) یہ آیتیں ہیں قرآن کی اور حق و ناحق میں فیصلہ کرنے والی کتاب کی۔

تفسیر۔ طٰسٓ ۔ ط کے معنی صحابہؓ نے لطیف کئے ہیں۔اورس کے معنے سمیع۔ابن جریر نے اسے سورۂ نمل میں بیان کیا ہے۔

مُبِيْنٍ ۔کھول کر سنانے والی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹، ۴۰ مورخہ ۲۱، ۲۸ر جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۹)

طٰسٓ ۔لطیف و سمیع (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۰)

جس قدر دنیا میں مفید اور نفع رساں باتیں ہیں۔قرآن مجید میں بھی ضرور ان کا شمہ موجود ہوتا ہے۔منجملہ ان کے حروفِ مقطعات کے ساتھ اختصارِ کلام بھی ہے۔ ہر زمانہ میں جب کسی نے کوئی اعتراض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یا قرآن کریم پر کیا ہے۔وہی بات خود اس کے اندر بھی پائی گئی ہے۔ بلکہ وہ نمونہ اس سے بھی بڑھ کر یا بدتر معترض کے اندر بھی پایا گیا ہے۔آجکل طٰسٓ ۔یٰسٓ ۔ طٰہٰ ۔الٓر وغیرہ حروف مقطعاتِ قرآنی پر بھی اعتراض کیا گیا ہے کہ یہ حروف معمہ کی طرح ہیں مگر یہ اعتراض ایسے وقت میں کیا گیا ہے کہ جب ساری مہذب دنیا استعمالِ مفردات میں مجبور کی گئی ہے۔ انگریز تو یہ اعتراض کر ہی نہیں سکتے۔ ان کے کارخانے، سامان، خطابات، امتحانات، اپنے ناموں وغیرہ میں استعمال حروفِ مفردات کا بکثرت موجود ہے۔ایف اے۔بی اے۔ایم اے وغیرہ۔

آریہ کے خطوط و مکانات پر الف و م او م لکھا جاتا ہے۔قرآنی حروف کی تفسیر صحابہؓ نے جیسے حضرت علیؓ ، ابن مسعودؓ ، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے کی ہے۔بعض تفاسیر میں بھی بہت لمبی تفسیر ان حروف کی بیان کی گئی ہے۔غرض کہ جو مضمون کسی سورۃ کا یا کوئی قصہ سمجھ میں نہ آئے۔اور اس کا سمجھنا دشوار ہو تو کچھ اسماء الہٰیہ ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔پس وہ اسماء الہٰیہ اس سورہ اور قصہ کے مضمون کے سمجھنے کے لئے کلید ہوتے ہیں۔جس کی وہ آیات مظہر ہوتی ہیں۔

ان مفردات سے بڑا کام قرآن، حدیث، طب وغیرہ علوم میں لیا گیا ہے۔جیسے قرآن میں صلی الوصل اولیٰ، صل، قد یوصل، ج جائز، ص وقفِ مرخص حدیث میں ثنا حدّثنا، نا اخبرنا ، طب میں مَکَدٗ من کل واحدٍ وغیرہ۔غرض تمام علوم عربی میں مقطعات سے کام لیا گیا ہے۔طٰسٓ ۔ ط سے اسمِ الٰہی لطیف اور س سے سمیع مراد ہے۔یعنی یہ آیات قرآن اور کتاب کھول کر سنانے والے کی ہیں۔جو اللہ لطیف سمیع کی حضور سے نازل ہوئی ہیں۔جیسے فرامین کے سر پر لکھا جاتا ہے اجلاس فلاں حاکم سے یہ حکم جاری ہوا ہے۔اسی طرح اس سورہ کے سرے پر فرمایا گیا۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۱۶ مورخہ ۲۰؍جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

۳۔ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ ہدایت وخوش خبری ہے ایمانداروں کے لئے۔

تفسیر۔ ہدایت اور بشریٰ مومنوں کیلئے ہے۔لطافت سے ہدایت اور سمیع سے مہتدی کو بشریٰ ملتا ہے ہر ایک آسمانی مذہب والا اپنی کتاب کی نسبت ہادی اور بشریٰ ہونے کا دعوٰی کرتا ہے۔مگر صرف دعوٰی قابلِ پذیرائی نہیں ہوتا۔جب تک ثبوت ساتھ نہ رکھتا ہو۔ثبوت کے لئے بعض مذاہب بعد الموت کا وعدہ کرتے ہیں اور سچا مذہب وہ ہے۔جس کے پاس وعدہ ہی وعدہ نہ ہو بلکہ نقد ثبوت بھی موجود ہو۔ چنانچہ مذہبِ اسلام اسی دنیا میں ہدایت والے کو بشریٰ کا وعدہ دیتا ہے۔قرآنِ مجید میں ہدایت بھی ہے اور جو ہدایت پر ایمان لاوے اور عمل کرے۔اس کو بشریٰ بھی ہے ہدایت تو ہے۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۱۶ مورخہ ۲۰؍جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

۴۔ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ۔

ترجمہ۔ جو درست رکھتے ہیں نماز اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔

تفسیر۔ جو مضبوط رکھیں نماز کو۔ ایک طریقِ ہدایت تو یہ ہے کہ عظیم الشان ذات کے سامنے خشوع خضوع سے قسم قسم کی نیازمندی کا اظہار کرے عظمت و جبروت الٰہی کو یاد کر کر ہاتھ باندھ کر غلاموں کی طرح۔ حضور میں کھڑے ہونا، جھکنا، زمین پر گر پڑنا اور پھر اپنے محسن صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا۔ دعائیں کرنا۔ یہ تو نماز ہے۔ ہاتھ پاؤں زبان ناک آنکھ کان سے اکثر کام ہوتے رہتے ہیں۔ جو بعض ان میں غلطی پر بھی مبنی ہوتے ہیں۔ خصوصاً ناک تو ایسی چیز ہے کہ اس کے پیچھے انسان سب کچھ برباد کر دیتا ہے پس بقدر طاقت ان کو ظاہری طور پر صاف کرو۔ اور باطنی پاکی اور صفائی کیلئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اسی واسطے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بعد وضو کے پڑھو اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَ اجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۔[1] یہ وضو ہوا۔

وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ ۔ اور دیا کریں زکوٰۃ۔ بدنی خدمات تو کسی قدر سہل ہیں۔ مگر مال کا خرچ کرنا زیادہ مشکل ہوتا ہے ؎

گر جاں طلبی مضائقہ نیست زرمی طلبی سخن دریں است[2]

مگر مومن صادق کو مال کا خرچ کرنا مشکل نہیں ہوتا۔ اسی واسطے اس کا نام صدقہ ہے یعنی مومن کے صدق کی علامت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے اور مخلوق کی بہتری کیلئے مال خرچ کرتا ہے۔

وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۔ اسی پر بس نہیں بلکہ وہ جزاء وسزا پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ تو ہدایت ہے۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۱۶ مورخہ ۲۰؍جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

---

[1] میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنا دے اور مجھے پاک صاف رہنے والوں میں سے بنا دے۔ [2] اگر تم (مجھ سے) جاں طلب کرتے تو کوئی بات نہ تھی۔ مجھ سے مال کی طلب بہت بڑی بات ہے۔

۵۔ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ۔

ترجمہ۔ کچھ شک نہیں کہ جولوگ یقین نہیں رکھتے آخرت کا ہم نے ان کے سامنے نیک اعمال بڑی خوشنما شکل میں پیش کئے مگرانہوں نے اپنے آپ کو اندھا بنا رکھا ہے۔

تفسیر۔ جولوگ جزاوسزا کونہیں مانتے۔ان کیلئے ہم نے انکے وہ نیک اعمال جوان کوکرنے چاہئیں عمدہ عمدہ پیرایوں میں خوبصورت کر کے دکھائے (یہ ہدایت ہے) مگرشریرغور سے نہیں دیکھتے اندھوں کا سا کام کرتے ہیں۔مگر برے کام کوخوبصورت کر کے دکھانا شیطان کا کام ہے۔جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ (النحل:۶۴) شیطان نے ان کوان کے بداعمال خوبصورت کر کے دکھا دیئے۔نیک کام کا خوبصورت کر کے دکھانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَ زَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَ كَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَ الْفُسُوْقَ وَ الْعِصْيَانَ (الحجرات:۸) اللہ تعالیٰ نے ہی تمہارے دلوں میں ایمان محبوب بنایا اور خوبصورت کر کے دکھایا اس کوتمہارے دلوں میں اور ناپسند کر کے دکھایا کفر، بدعہدی، بے فرمانی کو۔ایسی آیات قرآن مجید میں اور بہت ہیں۔جن میں صریح لفظوں میں فرمایا کہ بداعمال شیطان خوبصورت کر کے دکھلاتا ہے۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۱۶ مورخہ ۲۰ ؍جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ ۔ترجمہ جوعام طور پر کیا جاتا ہے۔وہ غلط ہے۔صحیح معنے یہ ہیں جوکام بندوں کوکرنا چاہئیں۔ ہم نے ان کو نہایت خوبصورت کر کے پیش کیا ہے مگر جیسا کہ اندھا کسی خوبصورتی کو دیکھ نہیں سکتا۔اسی طرح یہ بھی نیک اعمال کے جمال کو دیکھ نہیں سکتے۔اس واسطے بداعمالی میں پڑے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹و۴۰ مورخہ ۲۱،۲۸ ؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۹)

زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ ۔ہم نے تو ان کیلئے جو اعمال کرنے کے ہیں۔بہت خوبصورت دکھائے ہیں۔تاکہ ان کی طرف مشغول ہوں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۰)

۶۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَ هُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ۔

ترجمہ۔یہی لوگ ہیں جن کے لئے براعذاب ہے اور یہی آخرت میں ٹوٹا پانے والے ہیں۔

تفسیر۔ ان کو بڑا عذاب اور انجام کار ان کو بڑا ٹوٹا ہوگا۔ ان کے لئے بشریٰ کا کوئی حصّہ نہیں۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۱۶ مورخہ ۲۰؍جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

۷، ۸۔ وَ اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ عَلِیْمٍ۔ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖۤ اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا١ؕ سَاٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِیْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور البتہ تجھ کو سکھایا جاتا ہے قرآن ایسے کے پاس سے جس کے کام بڑے مضبوط ہیں جس کے علم میں غلطی نہیں۔ جب موسیٰ نے کہا اپنے گھر والوں میں سے کہ میں نے آگ دیکھی ہے۔ میں جلدی سے لاؤں گا تمہارے پاس وہاں کی کچھ خبر یا لاؤں گا سلگتا ہوا انگارا تمہارے لئے تا کہ تم تاپو۔

تفسیر۔ اِذْ قَالَ مُوْسٰى۔ یہ بیان یہ بات سمجھانے کے لئے ہے کہ اے نبی تمہیں یہ قرآن تیری کسی قسم کی خواہش کے سوا دیا ہے جیسا کہ موسیٰؑ کو پیغمبری دی۔

لِاَهْلِهٖ۔ اپنے ساتھ والے کو۔ اس بات میں بحث ہے کہ بیوی ساتھ تھی یا نہیں۔

اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ۔ معلوم ہوتا ہے کسی اور نے اسے نہیں دیکھا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹ و ۴۰ مورخہ ۲۱، ۲۸؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۹)

وَ اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ۔ موسیٰؑ سے کلام ہوا تو نبی کریم صلعم سے بھی۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۰)

وَ اِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ عَلِیْمٍ۔ تُو تو دیا گیا ہے قرآن اللہ لطیف سمیع سے جو حکیم اور علیم بھی ہے مومنوں کی دعائیں سنتا اور ان کے ہدایت پر چلنے کو دیکھتا اور بشریٰ دیتا۔ اس کی ایک مثال جس کا ثبوت اسی دنیا میں نقد موجود ہے۔ یہ ہے کہ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِاَهْلِهٖۤ اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا۔ جب کہا موسیٰ نے اپنے ساتھیوں کو کہ میں نے آگ دیکھی ہے اور یہ نظارہ مجھے بھلا معلوم ہوتا ہے سَاٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِیْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ لاؤں گا تمہارے لئے کوئی خبر یا لاؤں گا تمہارے لئے جلتا ہوا انگارہ۔ تا کہ تم تاپو، آرام پاؤ، سینکو۔ آجکل بڑے آدمی اپنے

ماتحتوں یا کم درجہ والے لوگوں یا ساتھیوں کو کام کیلئے بھیجتے ہیں۔مگر انبیاء خود مفید اور ضروری اور مشکل کام کرتے اور دوسروں کو آرام دیتے ہیں۔ یہ قابلِ غور اور قابلِ تقلید امر ہے۔اب ہر ایک انسان اپنے اندر غور کرے کیا وہ ایسا کرتا ہے کہ مشکل کام خود کرے اور دوسروں کو آرام دے۔ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہؓ کے ساتھ جنگل میں تھے۔کھانے پکانے کے وقت تمام صحابہؓ پر کام تقسیم کر دیا۔آخر فرمایا کہ اب سب کام تقسیم ہو گئے تو لکڑیاں میں لاؤں گا۔وہ حیران ہو گئے۔مشکل کام اپنے لئے رکھ لیا۔کیسا پاک نمونہ ہے۔(بدر جلد ا نمبر ۱۶ مورخہ ۲۰؍جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

۹۔ فَلَمَّا جَآءَهَا نُوْدِيَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ وَ مَنْ حَوْلَهَا ؕ وَ سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ۔جب وہ اس کے پاس پہنچا تو جناب الٰہی کی طرف سے آواز دی گئی کہ برکت دیا گیا ہے وہ شخص جو تلاشِ نار میں ہے اور جو اس کے آس پاس ہے اور اللہ پاک ذات ہے، سب جہانوں کو آہستہ آہستہ کمال کی طرف پہنچانے والا۔

تفسیر۔ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِي النَّارِ۔برکت دیا گیا ہے وہ شخص جو آگ کی طلب وجستجو میں ہے یہی معنے صحیح ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹ و ۴۰ مورخہ ۲۱،۲۸؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۹)

جب وہاں پہونچے آواز دی گئی کہ جو شخص آگ کی طلب میں آیا ہے۔اس کو برکت دی گئی جو اس کے اردگرد موجود ہیں☆ اور پاک ہے اللہ تعالیٰ پالنے والا جہانوں کا یعنی حضرت موسیٰؑ ظاہری طور پر خیر خواہ بنا۔اللہ تعالیٰ نے اس کو روحانی طور پر خیر خواہ بنا دیا۔وہ تھوڑوں کا بنا۔ہم نے بہتوں کا بنا دیا۔وہ ظاہری روشنی کیلئے گیا۔ہم نے اندر کی روشنی بھی عطا کر دی۔ظاہری منزلِ مقصود کے طلب کیلئے گیا۔ہم نے باطنی منزلِ مقصود بھی دکھا دیا۔سبحان اللہ۔یعنی پاک ہے۔مہتدی کو مہمل نہیں چھوڑتا۔اب ہر بشارتیں دیتا ہے۔ (بدر جلد ا نمبر ۱۶ مورخہ ۲۰؍جولائی ۱۹۰۵ صفحہ ۲،۶)

☆ اصل بات یہ ہے کہ یہ موقع حضرت موسیٰؑ کے لئے تجلی الٰہی اور نزولِ وحی رحمانی کا تھا جس کے ساتھ ملائکہ کا بھی نزول تھا اور یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جب کسی رسول اور نبی پر وحی اترتی ہے تو فرشتوں کا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس وحی کی حفاظت کیلئے نزول ہوتا ہے تا کہ رحمانی وحی کے ساتھ کسی قسم کا شیطانی دخل نہ ہو

۱۰۔۱۱۔ يٰمُوْسٰۤى اِنَّهٗۤ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ وَ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ ۚ اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَىَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۔

ترجمہ۔ اے موسیٰ! بات یہ ہے کہ میں ہی اللہ ہوں بڑا زبردست حکمت والا۔ اور رکھ دے اپنا عصا۔ پھر جب موسیٰ نے اس کو دیکھا کہ حرکت کرتا ہے گویا کہ وہ پتلا سانپ ہے الٹا پھرا منہ پھیر کر اور پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھا۔ ہم نے فرمایا اے موسیٰ! خوف نہ کر کیونکہ ڈرا نہیں کرتے ہمارے حضور میں رسول۔

تفسیر۔ اَلْقِ عَصَاكَ۔ اپنا عصاء رکھ دو۔

جَآنٌّ۔ سٹک۔

لَا تَخَفْ ۔ آگ کے نظارہ سے مراد جنگ ہے۔ گویا سمجھایا گیا کہ بڑی جنگوں سے تجھے واسطہ پڑے گا۔ قرآن کریم نے اس مسئلہ کو خوب کھولا ہے۔ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ [۱] (المائدہ:۶۵) اور سانپ کے نظارہ سے یہ بتایا کہ تو اکیلا نہیں رہے گا۔ بلکہ تیری جماعت سانپ کی طرح ان دشمنوں کو کھا جاوے گی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹ و ۴۰ مورخہ ۲۱، ۲۸ / جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۹)

بقیہ حاشیہ۔ جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ سورۃ جنّ میں فرماتا ہے۔

فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا [۲] (الجن:۲۷، ۲۸) پس اس آیت سے مطلب صاف ہو گیا کہ مَنْ حَوْلَهَا سے مراد اس جگہ ملائکہ کا نزول تھا جو اس وقت وحی الٰہی کے ساتھ جو حضرت موسیٰؑ پر ہوئی تھی موجود تھے۔ (البدر جلد ۱ نمبر ۱۶۔ ۲۰ / جولائی ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

---

[۱] جب وہ سلگاتے ہیں لڑائی کی آگ تو اللہ اس کو بجھا دیتا ہے۔ [۲] پس وہ خبر نہیں دیتا اپنے غیب کے بھید کی کسی کو مگر جس کو اپنے رسولوں میں سے چاہے تو وہ اس کے آگے اور پیچھے لگا دیتا ہے محافظ۔

اے موسیٰ بات یہی ہے کہ میں ہی اللہ غالب حکمت والا ہوں۔ لاٹھی رکھ دے یعنی تجھے عزت اور غلبہ دوں گا۔ یہ بشریٰ ہے۔

فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ يُعَقِّبْ۔ سو جب دیکھا تو گویا وہ ایک سٹک (چھوٹا سانپ) کی طرح جنبش کرتا ہے بھاگا اور مڑ کے بھی نہ دیکھا۔ يٰمُوْسٰى لَا تَخَفْ اِنِّيْ لَا يَخَافُ لَدَيَّ الْمُرْسَلُوْنَ اے موسیٰؑ نہ ڈر کہ میرے حضور بھیجے ہوؤں کو خوف نہیں رہتا۔ پھر میرے سامنے؟ (بدر جلد ۱ نمبر ۱۶ مورخہ ۲۰ / جولائی ۱۹۰۵ صفحہ ۶)

۱۲۔ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

ترجمہ۔ اور جس نے ظلم کیا پھر اس کے بدلہ میں نیکی کی بدی کے بعد تو بے شک میں بڑا غفور الرحیم ہوں۔

تفسیر۔ اِلَّا۔ اس اِلَّا پر بڑی بحثیں ہیں۔ بعض کو میں نے دیکھا ہے کہ اِلَّا منقطع نہیں ہوتا۔ یہ اِلَّا بمعنے واؤ کے ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹ و ۴۰ مورخہ ۲۱، ۲۸ / جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۹)

اِلَّا۔ عاطفہ ہے اس کے معنے ہیں ''اور'' یعنی ان لوگوں کو بہت خوف نہیں ہوتا۔ جن سے کوئی بدی ہو جاوے پھر وہ بدی چھوڑ کر نیکیاں کرے تو میں ان کیلئے غفور اور رحیم ہو جاتا ہوں۔ معافی دیتا اور رحم کرتا ہوں۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۱۶ مورخہ ۲۰ / جولائی ۱۹۰۵ صفحہ ۶)

۱۳۔ وَ اَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ فِيْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ قَوْمِهٖ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور داخل کر ہاتھ اپنا اپنے گریبان میں کہ نکلے گا سفید بغیر مرض کے ان نو نشانوں میں (یہ دونوں بھی داخل ہیں) ان کو لے کر فرعون اور اس کی قوم کی طرف جا۔ کچھ شک نہیں کہ وہ لوگ فاسق ہیں۔

تفسیر۔ اور ڈال اپنا ہاتھ اپنی جیب میں۔ نکالے گا سفید۔ نہ برا۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اول صفحہ ۶۹ حاشیہ)

اَدْخِلْ یَدَکَ ۔ یہ تیسرا نظارہ ہے۔اس میں سمجھایا گیا کہ ہم تجھے روشن تعلیم کی کتاب دیں گے۔ جس میں کوئی بدی نہ ہوگی۔

تِسْعِ اٰیٰتٍ ۔عصا ، ید بیضا ، جراد، ضَفَادِع ، دم، مری جس میں اکلوتے بیٹے مارے گئے۔ طمس اموال۔طوفان۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹ و ۴۰ مورخہ ۲۱،۲۸/جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۹)

ہاتھ جیب میں ڈال نکلے گا چمکتا ہوا۔کوئی اس میں عیب نہیں اور یہ دونشان اور نشانوں کو ملا کر نو نشان میں داخل ہیں۔

اِلٰی فِرْعَوْنَ وَ قَوْمِہٖ ؕ اِنَّھُمْ کَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ۔ جا فرعون اور اس کی قوم کی طرف ۔ وہ بے شک فاسق ہو گئے۔اللہ تعالیٰ صرف کفر پر اس جہان میں نہیں پکڑتا۔ بلکہ شوخی کی سزا اس دنیا میں ملا کرتی ہے۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۱۶ مورخہ ۲۰/جولائی ۱۹۰۵ صفحہ ۶)

۱۴۔ فَلَمَّا جَآءَتْھُمْ اٰیٰتُنَا مُبْصِرَۃً قَالُوْا ھٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۔

ترجمہ۔جب اُن کے پاس آئیں ہماری آیتیں روشن پھر کہنے لگے یہ تو دھوکا صریح ہے۔

تفسیر۔ جب ان کے پاس نشان آ گئے اور نشان بینائی کا موجب تھے۔ان کو بینائی حاصل نہ ہوئی کیونکہ انہوں نے ان سے اندھوں کا سا کام لیا۔ بلکہ کہا کہ یہ دھوکہ بازیاں ہیں۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۱۶ مورخہ ۲۰/جولائی ۱۹۰۵ صفحہ ۶)

۱۵۔ وَ جَحَدُوْا بِھَا وَ اسْتَیْقَنَتْھَآ اَنْفُسُھُمْ ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا ؕ فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُفْسِدِیْنَ ۔

ترجمہ۔اور انہوں نے انکار کیا ان نشانوں کا بے انصافی اور تکبر سے حالانکہ وہ خود یقین کر چکے تھے ان نشانوں کا تو دیکھو کیسا ہوا انجام مفسدوں کا۔

تفسیر۔ وَ جَحَدُوْا بِھَا وَ اسْتَیْقَنَتْھَآ اَنْفُسُھُمْ ظُلْمًا وَّ عُلُوًّا ۔انکار کر دیا مگر دل ان کے مان گئے۔موجبِ انکار دو امر ہوئے کچھ ظلم کیا اور کچھ تکبر کیا۔فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُفْسِدِیْنَ

دیکھا انجامِ شریر کیسا ہوا۔ موسیٰ کو ہدایت اور ہدایت پر بشریٰ اور مخالف محروم تباہ ہلاک۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۱۶ مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۵ صفحہ ۶)

۱۶۔ وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَ قَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

ترجمہ۔ اور تحقیق ہم نے داؤد اور سلیمان کو حکم دیا۔ ان دونوں نے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو بزرگی دی بہت سے لوگوں پر، اپنے ایماندار بندوں سے۔

تفسیر۔ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ عِلْمًا۔ علم، حصولِ خرچ، صحت، دماغ، استاد، فرصت اور سب سے بڑھ کر فضلِ الٰہی پر موقوف ہے۔ بغیر فضلِ الٰہی کچھ بھی نہیں ہوتا۔ جس کی جاذب دعائیں ہیں۔ اٰتَیْنَا اسی واسطے فرمایا۔

وَ قَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ دوسرا ذریعہ حصولِ علم کا حمد و شکر ہے۔ وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ[1] (ابراھیم:۸)۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹ و ۴۰ مورخہ ۲۱، ۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۹)

وَ قَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ۔ مسلمانوں کو زیادہ حمد چاہیے۔ داؤدؑ و سلیمانؑ کو جو دیا گیا تھا وہ قرآن کے ایک حصہ میں آ گیا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۰)

اللہ کا نام رب ہے۔ رب کے معنے ادنیٰ درجہ اور ادنیٰ حالت سے اعلیٰ درجہ تک پہنچانے والا نباتات، حیوانات، جمادات سب میں یہی حالت ہے۔ بڑ کا تخم دیکھو۔ کھجور کی گٹھلی کی پشت پر جو باریک نشیب ہوتا ہے۔ اس کو دیکھو۔ پھر دیکھو کھجور کا اور بڑ کا کتنا بڑا درخت بن جاتا ہے۔ ابراہیمؑ بڑا آدمی ہے مگر اس کے باپ کے نام کی نسبت بحث ہے کہ اس کا کیا نام تھا۔ بعض آذر کو ان کا باپ مانتے ہیں۔ بعض اس کے خلاف کہتے ہیں۔ مگر ابراہیم کو اللہ تعالیٰ نے کس قدر بڑھایا کہ امریکہ اور یورپ نے جس کو خدا کہا وہ بھی اسی کی نسل کا ایک انسان تھا۔ آج مسلمان باوجود اختلاف مذہب سارے کے

---

[1] اگر تم شکر کرو گے تو میں (خود) تم کو اور زیادہ کر دوں گا۔

سارے کَمَاصَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ پڑھتے ہیں۔ یہود اور عیسائیوں کو اس کی نسل سے ہونے کا فخر ہے۔غرض خدا تعالیٰ جس بیج کو بڑھاتا ہے۔وہ کتنا بڑا ہو سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ہم نے دیا تھا داؤدؑ اور سلیمانؑ کو علم۔علم ایک بے نظیر۔عزت بڑھانے والی نعمتِ الٰہی ہے۔کتا جو ذلیل ترین حیوانات ہے جب اس کو شکار کرنے کا علم ہو جائے۔اس کی کتنی عزت ہو جاتی ہے۔اسی طرح باز ایک وحشی پرندہ ہے مگر سیکھا ہوا کیسا معزز ہو جاتا ہے۔غرض جس قدر علم زیادہ ہوتا جاتا ہے۔اسی قدر عزّت زیادہ ہوتی جاتی ہے بلکہ انسان عالم انسان جاہل سے کتنا زیادہ معظم ہوتا ہے اور ملائکہ میں بھی علم کے مدارج سے ہی ترقی ہے۔اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ترقیٔ علم کی دعا سکھائی اور فرمایا قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا[1] (طٰہٰ:۱۱۵) اسی واسطے اس جگہ اللہ تعالیٰ نے علم کا ہی احسان جتلایا۔چونکہ شکر سے نعمت میں ترقی ہوتی ہے۔لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ اس لئے انہوں نے بطور شکرِ نعمت عرض کی کہ وَ قَالَا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِہِ الْمُؤْمِنِیْنَ انہوں نے کہا۔تمام تعریف اللہ تعالیٰ کو ہے۔جس نے ہم کو فضیلت دی اپنے بہت سے مومن بندوں پر۔ شریروں بدمعاشوں سے نہیں کہا۔بلکہ اکثر مومنین سے بھی فضیلت کا ملنا بیان فرمایا۔حضرت داؤدؑ کے انیس لڑکے تھے۔مگر یہ فضیلت صرف سلیمانؑ کو ہی ملی۔(بدر جلد ۱ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۰/اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۱۷۔ وَ وَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ وَ قَالَ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ وَ اُوْتِیْنَا مِنْ کُلِّ شَیْءٍؕ اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْفَضْلُ الْمُبِیْنُ۔

ترجمہ۔اور داؤد کا جانشین ہوا سلیمان اور کہا لوگو ہم کو سکھائی گئی ہے پرندوں کی بولی اور ہم کو ہر ایک چیز میں سے دیا گیا ہے۔بے شک یہی تو کھلا کھلا فضل و کمال ہے۔

تفسیر۔ حضرت سلیمانؑ حضرت داؤدؑ کا وارث ہوا (علم و کمالات روحانی میں) اور کہا۔ اے لوگو! ہم کو علم منطق الطیر سکھلایا گیا۔علم منطق الطیر کو یونانی میں ارنی سولوجیا۔سنسکرت میں

---

[1] کہا کر اے میرے ربّ! مجھے علم اور زیادہ دے۔

بسنت راج۔ عبری میں وبرہا عرف کہتے ہیں۔ یہ بڑا بھاری علم ہے۔ اس علم کے ایک شعبہ آوازوں سے شکاری لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں طبیب علاج میں اور سیاح پانی۔ آبادی راستوں کا پتہ ان کے ذریعہ لگاتے ہیں۔ روحانی لوگ کشف والے ان کے حالات سے اعلیٰ سے اعلیٰ عجائبات حاصل کرتے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کو دونوں قسم کے فوائد ظاہری و باطنی منطق الطیر سے حاصل تھے۔ وَ اُوۡتِیۡنَا مِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ علاوہ اسی علم کے سب خبر ہم کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مل گئی ہے۔ بعض جاہل کُلِّ شَیۡءٍ کے لفظ سے دھوکہ کھاتے ہیں۔ اور جاہل قرآن سے دور جاتے ہیں تَفۡصِیۡلًا لِّکُلِّ شَیۡءٍ[1] (الانعام:۱۵۵) قرآن کریم کی مدح میں آیا ہے پس اس سے وہ یہ امر نکالتے ہیں کہ ہر ایک عمل قرآن میں ہے۔ حالانکہ یہ بات غلط ہے۔ اس جگہ اگر وہی معنے لئے جاویں تو پھر ریل۔ تار۔ ڈاک۔ مطابع اور نئی نئی آج کل ایجادیں بھی ان کے پاس ہونی چاہئیں اور کم سے کم ہم لوگ بھی ان کی رعایا اور نوکر موجود ہوں۔ پس ایسے معانی کُلّ کے لینے غلط ہیں۔ کُلّ کا لفظ ہاں کُلّ کا لفظ موقع اور حیثیت کے لحاظ سے بولا جاتا ہے۔

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الۡفَضۡلُ الۡمُبِيۡنُ ۔ بے شک یہ کھلا فضل اللہ تعالیٰ کا ہے۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۰؍اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

وَ وَرِثَ سُلَيۡمٰنُ ۔ یوں تو حضرت داؤدؑ کے انیس لڑکے تھے۔ مگر علمی وارث سلیمانؑ ہوئے۔

مَنۡطِقَ الطَّيۡرِ ۔ ایک منطق الطیر اس علم کا نام ہے جو انبیاء کو عطا ہوتا ہے۔ دوسرا وہ جو حکماء کو۔ تیسرا تجربہ کاروں کو۔ سلیمان علیہ السلام کو تینوں علم بخشے گئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹ و ۴۰ مورخہ ۲۱، ۲۸؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۹)

۱۸۔ وَ حُشِرَ لِسُلَيۡمٰنَ جُنُوۡدُهٗ مِنَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ وَ الطَّيۡرِ فَهُمۡ يُوۡزَعُوۡنَ ۔

ترجمہ۔ اور سلیمان کے لئے جمع کئے گئے اس کے لشکر۔ بڑے آدمی اور غریب آدمی یعنی جن وانس اور ہر قسم کے سوار و پرندے تو وہ بڑی ترتیب سے کھڑے کئے جاتے تھے۔

---

[1] تفصیل اور بیان ہر ایک چیز کا۔

تفسیر۔ اور جمع کیا گیا۔ سلیمانؑ کا لشکر جنّ اور انس اور طیر سے اور وہ الگ الگ بنائے گئے۔ عیسوی انیسویں صدی یا تیرہویں صدی ہجری نے ہر قوم و مذہب پر اعتراض تو پیدا کئے۔ مگر بجائے جواب دینے کے شبہات پر شبہات اس قدر بڑھ گئے کہ بعض لوگ یا علی العموم عملاً مذہب سے دست بردار ہو گئے۔ بعض مذہب کو ہنسی میں بھی اڑانے لگے۔ دوسرے اعتراضوں کے ساتھ لفظ جنّ پر بھی اعتراض ہیں۔ بعض نے لفظ جنّ کی ایسی توجیہ کی۔ جس کا ثبوت عربی زبان یا حضرات صحابہؓ سے نہیں دیا گیا۔ بعض نے کہا کہ مخاطب لوگ چونکہ جنّ کو ایک مخلوق مانتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے مسلّمات کے لحاظ سے اس لفظ کو استعمال کیا۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ قرآن مجید میں جو کچھ بیان ہوتا ہے۔ بلحاظ واقعات حقہ کے ہوتا ہے۔

جنّ کے معنے جو چیز عام نظروں میں نہ آوے مثلاً آجکل طاعون کا کیڑا جو عام نظروں میں تو نہیں آ سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے منکروں کے لئے حجت قائم کرنے کو اس کیڑے کو پیدا کر دیا۔ اور وہ دیکھے گئے۔ غرض شریر، گندہ، مشرک، بڑے کافر کو بھی جنّ کہا ہے۔ اس سے بدتر وہ ارواحِ خبیثہ ہیں جن سے بدی کے تحریک ہوتے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کے وقت شریر بڑے سردار اور کچھ پہاڑی لوگ بھی تھے۔ ان کو جنّ کہا گیا ہے۔

طَیْر بہادر سوار۔ عرب میں بہادروں اور عمدہ فوجوں کی تعریف یہ بھی کی جاتی ہے کہ ان کے ساتھ پرندے رہتے ہیں۔ یعنی یہ دشمن کو ہلاک کرتے ہیں۔ اور پھر پرندے ان کا گوشت نوچ نوچ کر کھاتے ہیں۔ اور ان کے دفن کا مجاز نہیں ہوتا۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۰/اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

اَلْجِنِّ وَ الْاِنْسِ وَ الطَّیْرِ ۔ امیر لوگ۔ غریب لوگ فاتح قوموں کی تعریف میں کہا جاتا ہے کہ پرندے ان کے ساتھ اڑتے ہیں تاکہ دشمن کی لاشیں کھائیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۰)

۱۹۔ حَتّٰۤی اِذَاۤ اَتَوۡا عَلٰی وَادِ النَّمۡلِ ۙ قَالَتۡ نَمۡلَۃٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمۡلُ ادۡخُلُوۡا مَسٰکِنَکُمۡ ۚ لَا یَحۡطِمَنَّکُمۡ سُلَیۡمٰنُ وَ جُنُوۡدُهٗ ۙ وَ هُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ۔

ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب پہنچے وادی نمل میں تو ایک نملہ نے اپنی قوم سے یہ بات کہی اے نملو! تم گھس جاؤ اپنے گھروں میں، تم کو کچل نہ ڈالے سلیمان اور اس کا لشکر بے خبری کی حالت میں۔

تفسیر۔ وَادِ النَّمۡلِ۔ طائف کے پاس سونے کے ذرات نکلنے کا ایک نالہ ہے۔ ان کو چننے والوں کا نام نملہ ہے۔ ہمارے ملک میں بھی ایسے لوگوں کو کیرے کہتے ہیں۔ اور اس قسم کی کئی قومیں ہیں۔ مثل مور کٹانے۔ چوہے۔ ایک کتاب میں لکھا ہے ہارون الرشید کے آگے ایک عورت نے تھیلی پیش کی اور کہا۔ ہمارے ملک میں ایک دفعہ سلیمانؑ بھی آئے تھے۔

قاموس میں برق کے آگے لکھا ہے۔ کہ اَلۡبَرۡقَۃُ مِنۡ مِّیَاہِ نَمۡلَۃٍ (برق نملہ کے پانیوں میں سے ہے)

وَ هُمۡ لَا یَشۡعُرُوۡنَ۔ یہاں ایک لطیف نکتہ ہے کہ پہلے لَا یَحۡطِمَنَّکُمۡ کہہ کر صریحاً ایک الزام لگایا۔ مگر ساتھ ہی لَا یَشۡعُرُوۡنَ سے ازالہ کر دیا۔ شیعہ پر افسوس کہ وہ نملہ جیسا حسنِ ظن بھی صحابہ نبیؐ پر نہیں رکھتے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹ و ۴۰ مورخہ ۲۱، ۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۹)

جب حضرت سلیمانؑ مع لشکر وادی نمل پر پہونچا تو نملہ نے کہا۔ اے نملو۔ اپنے اپنے مکانوں میں چلے جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ سلیمانؑ اور اس کا لشکر تم کو کچل ڈالے اور ان کو تمہارے اس کچلنے کی خبر بھی نہ ہو۔ قاموس میں جو لغت کی کتاب ہے۔ لفظ برق کی تفصیل میں لکھا ہے جہاں پانیوں کا ذکر کیا ہے کہ ابرقہ نملہ کے پانیوں میں سے ہے۔ اس وادی میں سونے کے ذرات ریگ میں ہیں۔ وہ لوگ ان باریک ذرات کو چن کر گزارہ کرتے تھے۔ اس لئے ان کا نام نملہ ہوا۔ جیسے اب بھی پنجابی میں کیرا سائل کو کہتے ہیں۔ جو ایک ایک لقمہ ہر گھر سے لے کر جمع کرتا ہے۔ ضلع شاہ پور میں ڈڈو (مینڈک)۔ چوہا۔ لومڑ (ثعلب) وغیرہ اقوام اب بھی موجود ہیں۔ پنڈ دادنخان میں کیڑیانوالی گلی (کوچہ) ہے۔ اس میں قوم کیڑے رہتے ہیں۔ ہارون رشید بھی دورہ کرتے کرتے اس وادی میں گیا تو اتفاقاً اس

وقت بھی ان کی نمبر دار نملہ (عورت) ہی تھی۔ اس نے ایک کیسہ[۱] سونے کے ذرات کا ہدیہ ہارون رشید کے پاس پیش کیا۔ ہارون رشید نے تعجب کیا اور کہا کہ تم غریب آدمی ہو۔ تمہارے کام آوے گا۔ نملہ نے کہا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام اس وادی میں آئے تھے۔ تو ہمارے بڑوں نے اس کو بھی یہی ہدیہ پیش کیا تھا۔ اب تو اس امت کا سلیمان ہے تم کو اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے بھی وہ موقع دیا ہے۔ تفسیرِ کبیر[۲] میں اس موقع پر ایک لطیفہ لکھا ہے کہ نملہ نے کہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زیر اثر اور تعلیم والے فوج پر یہ ظن تو نہیں ہو سکتا کہ وہ دیدہ و دانستہ کسی کو کچل ڈالے یا ظلم کرے۔ اس لئے بلحاظ ادب کے کہا کہ شاید ان کی بے خبری میں کسی کو نقصان پہونچے مگر رافضی لوگ کیسے بے ادب ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ۲۳ سالہ تربیت یافتہ صحابہؓ کو ظالم، غاصب قرار دیتے ہیں۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۱۹ مورخہ ۱۰ /اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

اگر سلیمانؑ نملہ سے بات نہیں کر سکے اور نہ اس کی بات سن سکے ہیں تو یقین پڑتا ہے کہ اگنی، وایو، ادت، انگرہ کے ذریعہ وید کا پہنچنا بھی غلط ہے۔ سنو! نملہ کیڑے تو آخر حیوان ہے۔ آگ، ہوا، ادت، سورج، انگرہ تو بسائط وعناصر ہیں۔ جب ایک حیوان بات نہیں کر سکتا تو عناصر کیونکر بات کر سکتے تھے۔ پھر مادری اور کنتی کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے سورج، وایو چندر مان سے بیٹے لئے کیونکر صحیح ہوگا اور مادری۔۔، کنتی نے ان سے اولاد لی۔ یہ بھی غلط ہے کیونکہ عناصر جماع کیونکر کر سکتے تھے اور ان کا نطفہ کیونکر رہ سکتا تھا۔ پھر ارجن نے ناگنی (سانپنی) سے شادی کس طرح کی۔ سملاس[۳] نمبر ۸ صفحہ ۲۹۸ دیانند نے ستیارتھ میں پاربتی، ناگی، تلسی، گلابی، گیندا، گنگا، کوکلا سے شادی کرنے کی کیوں ممانعت کر دی۔ بتاؤ تو سہی۔ کیا کوئی ان نباتات وحیوان سے شادی کر سکتا ہے؟ اور سنو! تمہارے آریہ ورتی اعتقاد رکھتے تھے کہ زمین۔ بیل کے سہارے قائم ہے۔ مگر آجکل کی نکتہ چینی سے بچنے کیلئے تمہارے مہارِشی نے اکھشا کے معنی میں جس کی سنسکرت میں بیل کے معنے بھی ہیں۔ کہہ دیا کہ یہاں یہ معنی مناسب نہیں کیونکہ یہاں سورج کو زمین کے سیراب کرنے کی وجہ سے

۱؎ تھیلی۔ ۲؎ مفاتیح الغیب امام رازی۔ مرتّب ۳؎ ستیارتھ پرکاش کا۔ مرتّب

سورج کو اکھشا کہا گیا ہے۔

اب ہم اصل حقیقت کا اظہار کرتے ہیں۔ قاموس اللغہ میں برقہ لغت کے نیچے لکھا ہے اَلْبَرْقَةُ مِنْ مِّيَاهِ نَمْلَةٍ یعنی برقہ نملہ قوم کے پانیوں (چشموں) سے ایک چشمہ ہے۔ طائف عرب کا ایک مشہور شہر ہے اس کے اور یمن کے درمیان یہ وادی نملہ واقع ہے۔ اس وادی میں سے سونا نکلتا ہے۔ سونے کے باریک ذروں کو جو قوم چنتی اور اکٹھا کرتی ہے اس کو نمل کہتے ہیں کیونکہ چھوٹے چھوٹے ذرات کا جمع کرنا کیڑوں کا کام ہے۔ ہمارے ملک میں بھی تھوڑا تھوڑا طعام جمع کرنے والوں کو کیرا کہتے ہیں۔ اور ایسی عورتیں اپنے آپ کو اور لوگ ان کو کیری کہتے ہیں۔ اور کیری کا ٹھیک ترجمہ نملہ ہے۔

گوندل کی بار میں ڈڈ۔ چوہے اور مالیر کوٹلہ میں مور کٹانے قومیں اب بھی موجود ہیں۔ اکھشا کا ترجمہ بیل کی جگہ سورج بنانے والو! تمہیں سمجھ پیدا ہو۔ بیل کے بدلہ سورج تو بنا لیتے ہو اور دوسری قوموں پر اعتراض کرنے کو تیار ہو جاتے ہو۔ اگرچہ ان کے ہاں قرائن قویّہ مرجحہ موجود ہوں۔ اس بیدادگری اور ناحق کی دل آزاری سے تم کس برومندی اور بہبود کی توقع رکھتے ہو!!!

(نورالدّین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۰۵، ۲۰۶)

۲۱، ۲۲۔ وَ تَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ۔ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۔

ترجمہ۔ اور (ایک وقت) طیر یعنی سواروں اور چڑی خانہ کا جائزہ لیا تو سلیمان نے کہا یہ کیا بات ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا کیا وہ غیر حاضر ہے۔ میں اس کو بہت ہی سخت سزا دوں گا یا میں اس کو ذبح کر ڈالوں گا یا وہ میرے پاس لاوے علمی دلیل۔

تفسیر۔ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ۔ برآید در جہان کارے زکارے[1] طیر کا جائزہ لیتے بات میں بات یاد

[1] ایک کام کرنے سے دوسرا کام بھی انجام پاجاتا ہے۔

آ گئی اور اس شخص کی نسبت سوال کیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹ و ۴۰ مورخہ ۲۱،۲۸ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۹)

حضرت سلیمانؑ نے سواروں کا یا چڑیا خانہ کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ ہدہد غائب ہے۔آدمیوں کے نام بھی جانوروں کے نام سے ہوتے ہیں۔جیسے قوموں کے چیتے، شیر، باز، سمندر، سورداس وغیرہ۔ کہا۔ میں اس کو عذاب سخت کروں گا۔ یا ذبح کروں گا۔ ہاں اگر کوئی وجہ معقول اپنی غیر حاضری کی بیان کرے۔

کسی شخص نے اعتراض کیا کہ ذبح سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدہد انسان نہیں تھا بلکہ پرندہ ہی تھا۔ کیونکہ ذبح کا لفظ جانوروں پر ہی بولا جاتا ہے۔انسان کیلئے توقتل کا لفظ مستعمل ہے۔ یہ اعتراض کسی مولوی صاحب کا تھا تو ان کو ہمارے ایک دوست امیر الدّین صاحب کمبل باف گوجرات نے جو ہماری جماعت کا ہے جواب دیا کہ پہلے پارہ میں ہے يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ[1] (البقرۃ:۵۰) آیا ہے۔ تو مولوی صاحب نے کہا۔ بنی اسرائیل کی اولاد انسان نہ تھی۔ سارے جانور ہی تھے۔

(بدر جلد ا نمبر ۲۰ مورخہ ۱۷/اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

(ایک آریہ کے اس اعتراض پر کہ حضرت سلیمانؑ پرندوں کی بولی کیونکر سمجھتے تھے جواب میں فرمایا۔)

کیا تم مانتے ہو کہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ جانوروں کی باتیں سنتا اور سمجھتا ہے اگر سنتا ہے اور سمجھتا ہے کیونکہ وہ گیانمے (علیم) چت سروپ ہے تو پھر اس کے مقرب اور اس میں لئے ہونے والے پاک بندے ان جانوروں کی باتیں کیوں نہیں سن سکتے۔ہم نے پرتیکش (محسوس) تجربہ کیا ہے کہ ایک دنیا کے جاہ وحشم والے کے ساتھ جس قدر کسی کا تعلق بڑھتا جاتا ہے اسی قدر جاہ وحشم والے کی طاقتیں اس مقرّب پر اپنا عکس (پرتے بمب) ڈالتی ہیں اور وہ مقرب بھی صاحب گونہ جاہ وحشم ہو جاتا ہے۔تو سرب شکتیمان (القادر) عالم کل۔ ہمہ طاقت جناب الٰہی کے قرب سے مقرب کو ان طاقتوں سے ذرا اثر نہ ہو۔ یہ

---

[1] تمہارے بیٹوں کو وہ ذبح کر ڈالتے تھے۔

کیونکر خیال میں آ سکتا ہے؟ ہم نے تو جانوروں سے بدتر کلام کرنے والے پال کی بات کو سمجھ لیا۔ سلیمانؑ جانوروں کی باتیں کیوں نہ سمجھے ہوں۔ اور سنو! اگر ہدہد سے بات نہیں ہوسکتی۔ تو اگنی سے رگ وید کو تمہارے بڑوں نے کس طرح اور کیونکر سنا؟ کیا آگ بات کرسکتی ہے کہ وید جیسی بانی تم کو سنا گئی اور آئندہ بھی سنائے گی؟ سنو اور غور کرو! تمہیں کچھ معلوم ہے کہ انڈیا میں مشہور نیک بخت والدین کے فرماں بردار فرزند راجہ رام چندر جی گزرے ہیں۔ جب ان کو بن باس کے وقت لنکا کے شریر راجہ نے دکھ دیا تو ہنومان جی ان کے بیر اور داس نے ان کی کیسی خدمت کی۔ ہنومان کو تم خوب جانتے ہو کہ وہ بانر (بندر) تھے۔ اور رات دن رامچندر جی سے باتیں کرتے اور رام جی اس بندر سے باتیں کرتے۔ اسی بندر کی وجہ سے آریہ ورت کے بندر آج تک مکرم و معظم ہیں۔ اگر یہ سچ ہے کہ ہنومان جی بندر تھے اور رام چندر سے ان کا مکالمہ ہوتا تھا تو ہدہد اور سلیمان کے مکالمہ پر تمہیں تعجب کیوں ہے؟ سنو! جو حقیقت ہنومان کے لفظ کے نیچے ہے وہی ہدہد کے نیچے ہے۔ کاش تم سمجھو۔

(نورالدّین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۰۶، ۲۰۷)

۲۳۔ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَ جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ۔

ترجمہ۔ تھوڑی ہی دیر ٹھہرے تھے (کہ وہ آموجود ہوا) اور کہنے لگا میں نے ایسی شے معلوم کی ہے جو آپ کو نہیں معلوم اور میں آپ کے پاس سبا سے آیا ہوں ایک عمدہ یقینی خبر لے کر۔

تفسیر۔ تھوڑی ہی دیر گزری کہ وہ ہدہد آ گیا۔ اور کہا کہ میں تم کو ایک پختہ خبر ملک سبا کی دیتا ہوں۔ جو پہلے تم کو اس کی پوری خبر نہیں۔ (بدر جلد ا نمبر ۲۰ مورخہ ۱۷؍اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۲)

۲۴۔ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَ اُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّ لَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ۔

ترجمہ۔ میں نے ایک عورت کو پایا ہے کہ وہ حکومت کرتی ہے وہاں کے لوگوں پر اور اس کو ہر ایک قسم کی نعمت دی گئی ہے اور اس کا ایک بڑا تخت بھی ہے۔

تفسیر۔ شاہ یمن کی خبر دیتا ہے کہ ایک عورت بھی ان کی مالک ہے۔ اور ہر خیر اس کو ملی ہوئی ہے اور اس کا ایک بڑا تخت بھی ہے۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۲۰ مورخہ ۱۷/اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۲۵۔ وَجَدْتُّهَا وَ قَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ۔

ترجمہ۔ میں نے اس کو اور اس کی قوم کو آفتاب کے فرمانبرداری کرتے پایا ہے سوائے اللہ کے اور شیطان نے ان کے کام ان کو پسند کر دکھلائے ہیں تو ان کو راہ راست سے روک دیا ہے تو وہ راہِ راست اختیار نہیں کرتے۔

تفسیر۔ وہ مع اپنی قوم کے سوائے اللہ تعالیٰ کے آفتاب کی پرستش کرتے ہیں۔ اور شیطان نے ان کو ان کے شرک اور بداعمالیاں خوبصورت کر کے دکھلائی ہیں۔ اور ان کو راہِ ہدایت سے روک دیا۔ اس لئے وہ ہدایت نہیں پاتے۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۲۰ مورخہ ۱۷/اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۲۶، ۲۷۔ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ يَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ۔ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ۔

ترجمہ۔ وہ کیوں نہیں سجدہ کرتے اللہ کو جو نکالتا ہے چھپی ہوئی چیزیں وہ جو آسمان و زمین میں ہیں اور جانتا ہے جو کچھ تمہیں نہیں معلوم اور جو تمہیں معلوم ہے۔ اللہ ہی وہ پاک ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

تفسیر۔ کیوں نہ کریں سجدہ اللہ تعالیٰ کیلئے جو نکالتا ہے چھپی چیزوں کو آسمانوں اور زمین (سے) اور جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو۔ اللہ کوئی معبود سوائے اس کے ہو۔ وہ بڑے عرش کا رب ہے۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۲۰ مورخہ ۱۷/اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۲۸۔ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ۔

ترجمہ۔ سلیمان نے کہا ہم دیکھیں تو نے سچ کہا ہے یا جھوٹ۔

تفسیر۔ کہا اب ہم دیکھتے ہیں کہ تو نے سچ کہا ہے یا جھوٹ۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۲۰ مورخہ ۱۷/اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۲۹۔ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِىْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ۔

ترجمہ۔تو میرا یہ خط لے جا اور اس کو رکھ دینا ان کے پاس پھر ان سے ذرہ ہٹ کر کھڑے رہنا دیکھنا وہ کیا جواب دیتے ہیں۔

تفسیر۔ میرا یہ خط لے جا۔اور ان کے آگے رکھ دے۔پھر الگ ہوجاؤ۔انبیاء علیہم السلام ہمیشہ حفظِ مراتب کا لحاظ کیا کرتے۔اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت موسیٰؑ کو حکم دیا۔فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا (طٰہٰ:۴۵) فرعون کے ساتھ نرم نرم بات کرو۔اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ اَنْ نُّنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ [1] ہر ایک آدمی کے مرتبہ کا لحاظ رکھنا چاہیے۔چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بھی اس کو ادب کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیا۔یہ نکتہ بھی قابلِ غور ہے

؎ گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی [2]

(بدر جلد ۱ نمبر ۲۰ مورخہ ۱۷/اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۳۰ تا ۳۲۔ قَالَتْ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّىْٓ اُلْقِىَ اِلَىَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ۔ اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَىَّ وَاْتُوْنِىْ مُسْلِمِيْنَ۔

ترجمہ۔ بلقیس بولی اے رعب دار دربار والو! میرے پاس پہنچایا گیا ہے ایک بزرگ خط (جس کی عبارت یہ ہے)۔البتہ یہ خط سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ شروع ہے اس عظیم الشان اللہ کے نام سے جو بے مانگے سب کچھ دیتا ہے اور مانگنے والے کو ضائع نہیں کرتا۔کہ تم میرے مقابلہ میں سرکشی نہ کرو اور تم میرے پاس مسلمان ہوکر چلے آؤ۔

تفسیر۔اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ۔ یہ قرآن شریف میں خطوط کا نمونہ ہے۔بڑے بڑے القاب و آداب لکھنے والے عبرت پکڑیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹ و ۴۰ مورخہ ۲۱، ۲۸/جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۹)

---

[1] رسول اللہؐ نے ہمیں ارشاد فرمایا ہے کہ ہم مہمانوں کی ان کے مقامو مرتبہ کے مطابق ان کی تعظیم کریں۔

[2] اگر تم مراتب کو ملحوظ خاطر نہیں رکھتے تو تم زندیق ہو۔

زمانے نے بہت ترقی کی ہے۔ اور آجکل کی تہذیب کو انسانی ترقیات کا انتہائی زینہ قرار دیا جاتا ہے اور جن باتوں پر ناز ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خطوط میں بے سرو پا طول طویل القاب نہیں۔ مشکل ترکیبیں نہیں۔ جن کے مبتدا کی خبر دوسرے چوتھے ورق پر جا نکلتی ہو۔ مگر دیکھو۔ قرآن مجید نے تیرہ سو برس پہلے ایک خط کا نمونہ دیا۔ جو کئی سو برس پہلے کا ہے۔ اور حقیقی مہذب گروہ کے ایک ممبر کا لکھا ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَ اْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ۔ اس سے زیادہ مختصر نویسی پھر جامع مانع کلمات اور عمدہ طرزِ تحریر کیا ہو سکتی ہے اس نمونہ پر حضرت نبی کریم صلعم کے خطوط ہیں۔ جو معتبر روایات سے ثابت ہیں۔ بلکہ بعض کے اصل بھی مل گئے ہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۱۱ ماہِ نومبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۴۳۵)

۳۳۔ قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ۔

ترجمہ۔ بلقیس نے کہا اے درباروالو! مجھے مشورہ دو میرے کام میں۔ میں کبھی کوئی فیصلہ نہیں کیا کرتی جب تک تم حاضر نہ ہو۔

تفسیر۔ حضرت سلیمانؑ کی نسبت یہ غلط طعنہ ہے کہ آپ (نعوذ باللہ) ایک عورت کے عشق میں مبتلا ہو کر بت پرست بھی ہو گئے۔ قرآن کریم ایسے تمام مطاعن کی تردید کرتا ہے۔ کیونکہ ایسے بیہودہ و مضر قصص سے تمام راست بازوں کی ذات ستودہ صفات پر حملہ ہوتا ہے۔ اس رکوع میں بتایا گیا ہے کہ وہ عورت خود بھی مشرک نہ تھی چہ جائیکہ حضرت سلیمان ایسے ہوتے۔

اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ۔ یہ ہر ایک سعادت مند دانشور انسان کا قاعدہ ہے کہ اہم امور میں مشورہ کر لیتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹و۴۰ مورخہ ۲۱،۲۸ ؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۸۹۔۱۹۰)

۳۶،۳۷۔ وَ اِنِّیْ مُرْسِلَۃٌ اِلَیْھِمْ بِھَدِیَّۃٍ فَنٰظِرَۃٌۢ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ۔ فَلَمَّا جَآءَ سُلَیْمٰنَ قَالَ اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ ز فَمَآ اٰتٰنِۦَ اللّٰهُ خَیْرٌ مِّمَّآ اٰتٰکُمْ ج بَلْ اَنْتُمْ بِھَدِیَّتِکُمْ تَفْرَحُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور میں بھیجتی ہوں ان کی طرف کچھ تحفے پھر دیکھتی ہوں کیا جواب لے کر آتے ہیں بھیجے ہوئے۔ تو جب ایلچی سلیمان کے پاس آیا تو سلیمان نے کہا کیا تم میری مدد مال سے کرتے ہو سو اللہ نے جو مجھے دے رکھا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تم نے مجھ کو دیا تو تم ہی اپنے تحفہ سے کچھ خوش ہوتے ہو۔

تفسیر۔ فَلَمَّا جَآءَ۔ بِھَدِیَّتِکُمْ سے ہدیہ لے جانے والے کا بھی پتہ چلتا ہے۔ جَآءَ کا فاعل وہی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹ و ۴۰ مورخہ ۲۱/ ۲۸/ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۰)

۳۹۔ قَالَ یٰۤاَیُّھَا الْمَلَؤُا اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِھَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ۔

ترجمہ۔ سلیمان نے کہا اے دربار والو! تم میں کوئی ایسا ہے کہ اس کا تخت میرے پاس لے آئے اس سے پہلے کہ وہ میرے پاس آئے فرمانبردار ہو کر۔

تفسیر۔ قَالَ یٰۤاَیُّھَا الْمَلَؤُا۔ ان دنوں میں حضرت سلیمانؑ طائف میں تھے۔ درمیانی بیان ہے کہ صلح ہوئی اور یہ کہ وہ حضرت سلیمانؑ کے نکاح میں آوے۔

یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِھَا۔ یہ اس لئے کہ جب اس ملکہ نے آنا تھا۔ تو اس کے لئے تخت بھی چاہیے تا کہ وہ اپنے تخت جیسا تخت نہ پا کر کچھ دل میں محسوس نہ کرے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹و ۴۰ مورخہ ۲۸،۲۱/ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۰)

۴۰۔ قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْکَ بِہٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِکَ ج وَ اِنِّیْ عَلَیْہِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ۔

ترجمہ۔ کہا عمالقہ قوم میں سے ایک قوی ہیکل من چلے (نجّار نے) کہ حضور میں تخت کو سامنے لائے دیتا ہوں اس سے پہلے کہ آپ اٹھیں اپنے مقام سے اور بے شک میں تخت بنانے یا لانے پر بڑا قوت دار اور امانت دار ہوں (جھوٹا نہیں)۔

تفسیر۔ اَنَا اٰتِیْکَ۔ میں ایسا بنالاتا ہوں۔

لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ۔ اس کے جواہرات کے متعلق امانت کا یقین دلایا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹و ۴۰ مورخہ ۲۱/۲۸/ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۰)

۴۱۔ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ۚ۫ لِیَبْلُوَنِیْۤ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ؕ وَ مَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ ۔

ترجمہ۔ ایک شخص بولا جس کو توریت شریف کا علم تھا حضور میں لائے دیتا ہوں قبل اس کے کہ لوٹے آپ کی جانب طرف آپ کی اور جب سلیمان نے اس تخت کو دیکھا دھرا ہوا اپنے پاس کہا یہ تو میرے رب کے فضل سے ہے تا کہ وہ مجھے دیکھے کہ آیا میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو شکر کرتا ہے تو وہ اپنے لئے سعی کرتا ہے اور جو کفر کرتا ہے تو بے شک میرا رب بے نیاز و کریم ہے۔

تفسیر۔ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ۔ سرکاری معاملہ جو ہر سہ ماہی یا ششماہی کے بعد آتا ہے اسے طرف کہتے ہیں۔ (۲)۔ بادشاہوں کو کسی بات کا خیال لگا ہو۔ اس خیال کے متعلق جواب آوے۔ تو اسے طرف کہتے ہیں۔ (۳)۔ عربی زبان میں یمن سے جو قاصد آوے اسے طرف کہتے ہیں کیونکہ وہ عرب سے ایک طرف پر ہے۔ پس معنے ہوئے کہ قبل اس کے کہ یمن کے لوگ آئیں۔ یا آپ کو جن کے آنے کا خیال ہے وہ آئیں یا قبل اس کے کہ آپ کا مالیہ وصول ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹و ۴۰ مورخہ ۲۱،۲۸/ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۰)

۴۲۔ قَالَ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ اَتَهْتَدِیْۤ اَمْ تَكُوْنُ مِنَ الَّذِیْنَ لَا یَهْتَدُوْنَ ۔

ترجمہ۔ سلیمان نے کہا تخت کی صورت بدل دو اس کے لئے۔ ہم دیکھیں گے کہ کیا وہ پہچانتی ہے یا ان میں سے ہو جاتی ہے جو پہچانتے نہیں۔

تفسیر۔ نَكِّرُوْا لَهَا عَرْشَهَا۔ اس تخت کو ایسا بناؤ کہ اسے اپنا تخت ناپسند ہو جاوے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹ و ۴۰ مورخہ ۲۱،۲۸/ جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۰)

۴۳۔ فَلَمَّا جَآءَتْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ ؕ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ ۚ وَ اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَ كُنَّا مُسْلِمِيْنَ۔

ترجمہ۔تو جب وہ آ پہنچی تو اس سے کہا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے۔ بولی گو یا یہ تو ہو بہو ویسا ہی ہے اور ہمیں تو پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا اور ہم پہلے ہی فدائی فرمانبردار بن چکے تھے (اللہ کے)۔

كَاَنَّهٗ هُوَ ۔ یہ اس کی دانشمندی کی دلیل ہے کہ دھوکہ نہیں ہوا۔ کہہ دیا۔ گو یا کہ ایسا ہی ہے حالانکہ انہوں نے نَكِّرُوْا لَهَا تک نوبت پہونچادی تھی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹ و ۴۰ مورخہ ۲۱،۲۸ ؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۰)

۴۵۔ قِيْلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ ۚ فَلَمَّا رَاَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّ كَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ؕ قَالَ اِنَّهٗ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۬ؕ قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ۔اسے کہا گیا کہ داخل ہو محل میں جب اس نے محل کو دیکھا تو سمجھی پانی کا گڑھا گہرا اور کھولا اپنی پنڈلیوں کو (یعنی گھبرا گئی) سلیمان نے کہا وہ تو جڑاؤ شیش محل ہے۔بلقیس نے کہا اے میرے رب! میں نے اپنا ہی نقصان کیا اور میں ایمان لائی۔ اپنا معاملہ سپرد بحق کر دیا سلیمان کے ساتھ ہو کر رب العالمین پر۔

تفسیر۔ ادْخُلِي الصَّرْحَ ۔ محل دیا۔اور ساتھ ہی اس طرح ایک وعظ کیا۔

كَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا ۔اس کے معنے ہیں ''گھبرا گئی'' خوب یاد رکھو آپ کا مطلب یہ تھا کہ سورج کو تیری قوم جو پرستش کرتی ہے وہ ایسی ہی غلطی میں گرفتار ہے۔جس طرح یہ شیشہ ہے اور اس کے نیچے پانی ہے۔ایسا ہی سورج کو روشنی دینے والا ایک اور نور ہے۔اصل وہی ذات ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹ و ۴۰ مورخہ ۲۱،۲۸ ؍جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۰)

آپ کے متعلق شریر لوگوں نے یہ قصے مشہور کر رکھے ہیں کہ ان کی بیوی مشرکہ تھی۔ اور ایک

انگوٹھی کے زور سے سب حکومت کرتے تھے۔ جب وہ گم ہوگئی۔ تو سلطنت بھی چھن گئی۔ اور ایک دیو ان کی شکل پر ہو کر اس ملک پر متصرف و قابض ہوا۔ وغیر ذٰلك مِنَ الْمُذخرفاتِ۔ جن کی نقل بھی ایک مومن کی غیرت گوارا نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب مطاعن کی تردید کے لئے یہ بیان مفصل کیا اور بتایا کہ ان کی بیوی تو مسلمان تھی۔ چنانچہ وہ خود کہتی ہے۔

وَ اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَ كُنَّا مُسْلِمِيْنَ

اور پھر کہا وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۱۱ ماہِ نومبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۴۳۴)

۴۶۔ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَاۤ اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور ہم نے بھیجا ثمود کی طرف اس کے بھائی صالح کو کہ عبادت کرو اللہ ہی کی۔ وہ اتفاقاً دو فریق ہو کر آپس میں جھگڑنے لگے۔

تفسیر۔ اُعْبُدُوا اللّٰهَ۔ کامل محبت۔ کامل فرماں برداری۔ کامل تضرع ایک ہی ذات پاک کیلئے ہو جس کا نام اللہ ہے۔

فَرِيْقٰنِ۔ ایک ماننے والے۔ ایک منکر۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹ و ۴۰ مورخہ ۲۱، ۲۸ر جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۰)

۴۸۔ قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَ بِمَنْ مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ۔

ترجمہ۔ وہ بولے ہم نے تو برا پایا اور بدفالی لی تجھ سے اور تیرے ساتھ والوں سے۔ صالح نے کہا تمہاری برائی و بدفالی تو اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ ہاں تم لوگ آزمائے جاتے ہو۔

تفسیر۔ طَيَّرْنَا بِكَ۔ برابر حصہ اٹھایا ہے۔ ہم نے تجھ سے اور تیرے ساتھ والوں سے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹ و ۴۰ مورخہ ۲۱، ۲۸ر جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۰)

۴۹۔ وَ كَانَ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَ لَا يُصْلِحُوْنَ۔

ترجمہ۔اوراس شہر میں تھے نو آدمی۔فساد کرتے تھے ملک میں اور اصلاح نہیں کرتے تھے۔

تفسیر۔ فِي الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ ۔ یہ مکّہ والوں کوسنایا جاتا ہے۔مکہ میں بھی نو ہی تھے ان کے نام

۱۔ابوجہل ۲۔ولید ۳۔نضر ۴۔عتبہ ۵۔شیبہ ۶۔امیّہ ۷۔ابیّ ۸۔عقبہ ۹۔حارث بن عامر۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹ و ۴۰ مورخہ ۲۱،۲۸ /جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۰)

جب اللہ تعالیٰ ایک جماعت بنانے کا ارادہ کرتا ہے۔ اور کوئی مصلح دنیا میں بھیجتا ہے۔تو انہیں لوگوں میں سے جن کی وہ اصلاح کرنا چاہتا ہے۔ ایک مفسد گروہ پیدا ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وبارک وسلم جیسے شاندار نبی کے زمانہ میں بھی ایسے مفسد کھڑے ہوئے اور وہ نو طرز کے آدمی تھے۔ اور مفسد عموماً نو قسم کے ہی ہوتے ہیں۔سورۂ شعراء میں ان کی تفصیل ہے۔ یہ لوگ آپؐ کے کاموں میں بڑے حارج اور مفسد ہوئے۔وہ کوئی معمولی آدمی نہ تھے۔ بلکہ بڑے درجہ کے لوگ تھے۔اس واسطے آنحضرت صلعم کو ان کی شرارتوں کے سبب اور ان کے ہدایت کی طرف رجوع نہ کرنے کے سبب بہت غم اور حزن تھا۔ کہ یہ لوگ ہمارے کام میں رکاوٹیں ڈالتے ہیں۔ایسے وقت میں خدا تعالیٰ اپنے پیاروں کو تشفی دیتا ہے۔اور اگر خدا کی طرف سے تشفی نہ ہوتی تو وہ غم ناقابلِ برداشت ہوجاتا۔ (بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۴ و ۴۵ مورخہ ۵ /اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۱۰۔۱۱)

۵۱۔ وَ مَكَرُوْا مَكْرًا وَّ مَكَرْنَا مَكْرًا وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ۔

ترجمہ۔انہوں نے بھی ایک تدبیر کی اور ہم نے بھی ایک تدبیر کی اور انہیں کچھ شعور بھی نہ تھا۔

تفسیر۔ مَكَرْنَا مَكْرًا۔ بڑی باریک تدبیریں کیں۔وہ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ (الانفال:۳۱) ہے اس کی تدبیریں خیر و برکت کی ہوتی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹ و ۴۰ مورخہ ۲۱،۲۸ /جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۰)

۵۳۔ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوْا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔تو یہ ان کے گھر ہیں ویران پڑے ہوئے ان کے ظلم کے سبب سے۔ یہ واقعہ بطور نشان کے ہے اس قوم کے لئے جو جانتی ہے۔

تفسیر۔ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً۔ مکے والوں کو سمجھایا کہ تم بھی ایسی ہی تدبیروں کے در پے ہو۔مگر وہی انجام ہوگا جو صالحؑ کے مخالفوں کا ہوا۔سب تباہ ہوئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹ و ۴۰ مورخہ ۲۱،۲۸ / جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۰)

۵۷۔ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ۔

ترجمہ۔تو لوط کی قوم کا کچھ جواب نہ تھا اس کے سوا کہ کہنے لگے نکالو لوط کے گھر والوں کو تمہاری بستی سے کیونکہ یہ لوگ تو بڑے صاف و پاک رہنے والے ہیں۔

تفسیر۔ يَتَطَهَّرُوْنَ۔جو شہوتِ رجال سے بچے۔اسے عربی زبان میں مُتَطَهِّر کہتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۳۹ و ۴۰ مورخہ ۲۱،۲۸ / جولائی ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۰)

۶۰۔ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى آٰللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔

ترجمہ۔ تو کہہ دے سب تعریف اور واہ واہ اللہ ہی کی ہے اور سلام اس کے بندوں پر جن کو اس نے برگزیدہ کیا۔بھلا اللہ بہتر ہے یا وہ جن کو یہ لوگ شریک ٹھہراتے ہیں۔

تفسیر۔ کہہ حمد اللہ کے لئے اور سلام اس کے برگزیدہ بندوں پر۔ بتاؤ اللہ خیر و برکت ہے۔ یا وہ جنہیں شریک ٹھہراتے ہیں۔ (نور الدّین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۳۱)

۶۱۔ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ۔

ترجمہ۔ بھلا کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور تمہارے لئے بادل سے پانی برسایا پھر اگائے اس کے ذریعہ سے رونق دار باغ۔ تم سے کبھی نہیں ہوسکتا کہ تم اگا دیتے ان کے درختوں کو تو کیا کوئی بھی معبود ہے اللہ کے ساتھ والا؟ ہاں وہ قوم تو حد سے تجاوز کرنے والی ہے۔

تفسیر۔ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تمہارے لئے بادل سے پانی اُتارا۔ پھر ہم نے اس سے خوشنما باغ اگائے۔ تمہاری قدرت میں نہ تھا کہ تم درختوں کو اگاتے۔ بتاؤ کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ مشرک ہیں۔

(نورالدّین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۳۲)

خدا نے فرمایا کہ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ۔ تو کفارِ مکہ جو بڑے مشرک تھے۔ انہوں نے بھی کہا۔ اَللّٰہُ۔ اسی طرح ان کے جاہلیت کے شعروں میں اللہ کا لفظ کسی اور پر نہیں بولا گیا۔

(بدر جلد ۹ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۳؍جنوری ۱۹۱۰ء صفحہ ۲)

۶۲۔ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ جَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّ جَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَ جَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ بھلا کس نے بنایا زمین کو قرارگاہ اور اس کے اندر ندیئیں بہا دیں اور اس پر پہاڑ کھڑے کر دیئے اور دو دریاؤں میں مضبوط فرق رکھ دیا۔ کیا کوئی اللہ کے ساتھ معبود ہے؟ ہاں وہ تو اکثر جاہل ہی ہیں۔

تفسیر۔ کس نے زمین کو تمام چیزوں کیلئے قرارگاہ بنایا اور اس میں دریا رواں کئے اور اس کے لئے پہاڑ بنائے اور دو دریاؤں کے درمیان روک بنائی۔ بتاؤ کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ نادان لوگ ہیں۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۳۲)

ہر انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ اپنے سے بڑے اور زبردست کی بات کا پاس کرتا ہے۔ اللہ

اس رکوع میں اپنے علم۔ اپنی قدرت وطاقت کا ذکر کرتا ہے۔

جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا۔ زمین گردش کھاتی ہے۔ مگر ہم آرام سے بیٹھے ہیں۔ اسی ذاتِ پاک نے زمین کو قرار بنایا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۱)

۶۳۔ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَ يَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ۔

ترجمہ۔ بھلا کون بے چین اور بے کس کی فریاد کو پہنچتا ہے جب وہ پکارتا ہے اور اس کی سختی دور کرتا ہے اور تم کو بناتا ہے ملک میں خلیفہ۔ تو کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ بہت ہی کم ہیں جو غور کریں اور یاد کریں۔

تفسیر۔ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ۔ یہاں علماء عالی فہم کو سمجھاتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۱)

کون ہے جو بیچارہ کی آواز سنتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور اس کے دکھوں کو دور کرتا ہے اور تمہیں زمین پر دوسروں کے جانشین بناتا ہے۔ بتاؤ کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے تم نصیحت کو بہت ہی کم قبول کرتے ہو۔ (نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۳۲)

امام کی معرفت سے جو لوگ محروم ہیں وہ بھی دراصل دعاؤں سے بے خبر ہیں۔ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ سے پتہ ملتا ہے کہ اگر یہ لوگ اضطراب سے تڑپ سے حق طلبی کی نیت سے تقویٰ کے ساتھ دعائیں کرتے کہ الٰہی اس زمانہ میں کون شخص تیرا مامور ہے۔ تو میں یقین نہیں کرسکتا کہ انہیں خدا تعالیٰ ضائع کرتا۔ (بدر جلد ۷ نمبر ۳ مورخہ ۲۳/جنوری ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۰)

۶۴۔ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًۢا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔

ترجمہ۔ بھلا کون تم کو راہ دکھاتا ہے خشکی اور تری کے اندھیروں میں اور خوشخبری دینے والی ہوائیں کون چلاتا ہے اپنی رحمت کی آگے آگے، کیا کوئی اور معبود ہے اللہ کے ساتھ؟ اللہ بہت بلند برتر ہے

اس سے جو یہ شریک کرتے ہیں۔

تفسیر۔ کون ہے جو برّ و بحر کی تاریکیوں میں تمہیں راہ دکھاتا ہے اور کون ہے جو اپنی رحمت (باران) کے آگے آگے خوشخبری دینے والی ہواؤں کو بھیجتا ہے۔ بتاؤ کوئی اور معبود اللہ کے ساتھ ہے۔ بلند اور پاک ہے اللہ ان کی تمام شرک کی باتوں اور شریکوں سے۔

(نورالدّین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۳۲)

۶۵۔ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

ترجمہ۔ بھلا کون پہلی مرتبہ پیدا کرتا ہے مخلوق کو پھر اس کو بار بار بھی وہی پیدا کرتا ہے اور تم کو روزی دیتا ہے آسمان سے اور زمین سے۔ تو کیا اللہ کے ساتھ بھی کوئی اور معبود ہے؟ کہہ دو کہ اچھا پیش تو کرو اپنی دلیل جب تم سچے ہو۔

تفسیر۔ کون ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے۔ بتاؤ کوئی معبود اللہ کے ساتھ ہے۔ کہہ کوئی دلیل تو لاؤ اگر سچے ہو۔ کہہ آسمانوں اور زمین میں جو ہیں۔ وہ غیب کو نہیں جانتے۔ سوا اللہ کے انہیں کوئی پتا نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

(نورالدّین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۳۳)

ثُمَّ يُعِيْدُهٗ۔ اس کی مثل بار بار بناتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۱)

۶۷۔ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۚ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ ہاں ان کا علم رہ چکا آخرت کے معاملہ میں بلکہ وہ شک میں پڑے ہوئے ہیں اس کی طرف سے بلکہ وہ اندھے ہی ہیں۔

تفسیر۔ بَلِ ادّٰرَكَ۔ ختم ہو چکا ہے۔ ان کا علم دربارۂ آخرت۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۱)

۷۰۔ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ۔

ترجمہ۔ کہہ دو اچھا چلو پھرو ملک میں پھر دیکھو کیا انجام ہوا جنابِ الٰہی سے قطع تعلق کرنے والوں کا۔

تفسیر۔ قرآن شریف نے دلائل قیامت بیان کرتے ہوئے ایک لطیف دلیل دی اور وہ یہ ہے۔ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ کہہ دو کہ ان ملکوں کی سیر کرو جہاں انبیاء علیہم السلام جو مصدق قیامت تھے آئے تھے۔ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ (النمل:۷۰) پس تم دیکھو کہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسولوں سے قطع کرنے والوں کا انجام کیا ہوا یعنی جو لوگ مکذب و منکر قیامت تھے ان کے انجام پر نظر کرو۔ قیامت کا منکر جب قیامت کے قائل کے سامنے بشکل مخالف کھڑا ہوتا ہے اور مقابلہ کرتا ہے تو منکر ہلاک ہو جاتا ہے جس سے مصدق قیامت کے ساتھ تائید الٰہی ثابت ہوتی ہے اور یہی قیامت کی بین دلیل ہے۔ (الحکم جلد ۷ نمبر ۲۳ مورخہ ۲۴؍جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۵)

۷۲۔ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا جب تم سچے ہو۔

تفسیر۔ بڑی غفلت کا موجب ہے۔ جزا و سزا کا انکار۔ یہی تمام غفلتوں کی جڑ ہے۔ بعض لوگوں نے یہاں تک کہنے کی جرأت کی ہے۔

ہم کو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ یہ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ [1] (النمل:۶۹) کا جواب ہے کہ تم جا بجا دیکھو کہ دنیا میں منکرانِ قیامت کا کیا انجام ہوا۔ جس سے آخرت کا حال ظاہر ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کفار کے کشتوں پر فرمایا۔ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا [2] (الاعراف:۴۵)۔

يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ [3] (النمل:۷۲) دوسرے مقام پر هٰذَا الْفَتْحُ [4] (السجدہ:۲۹) ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۱)

---

[1] یہ تو پرانی کہانیاں ہی ہیں۔ [2] بے شک ہم نے تو سچا پایا وہ وعدہ جو ہمارے ربّ نے ہم سے کیا تھا کیا تم نے بھی وہ وعدہ سچا پایا جو تمہارے ربّ نے تم سے کیا تھا۔ [3] وہ کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا۔ [4] یہ فتح۔

۷۳۔ قُلۡ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنَ رَدِفَ لَکُمۡ بَعۡضُ الَّذِیۡ تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ۔

ترجمہ۔ کہہ دو کہ قریب ہے کہ تمہارے پیچھے آ لگا ہو جس کی تم جلدی مچا رہے ہو۔

تفسیر۔ رَدِفَ لَکُمۡ ۔ یعنی میرے نکلنے کے پیچھے ہی تم پر عذاب ہو گا۔ چنانچہ دوسرے مقام پر لَکُمۡ مِّیۡعَادُ یَوۡمٍ [1] (سبا : ۳۱) اور مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمۡ وَ اَنۡتَ فِیۡہِمۡ [2] (الانفال: ۳۴) فرمایا۔ یَوۡم سے مراد ایک سال ہے۔ یسعیاہ نبی نے باب ۲۱ آیت ۱۷ میں فرمایا ہے۔ عرب کی بابت الہامی کلام۔ وہاں لکھا ہے کہ ایک سال میں قیدار کے بہادر گھٹ جاویں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۱)

تو کہہ تم کو وعدہ ہے۔ ایک دن کا نہ دیر کرو گے اس سے ایک گھڑی نہ شتابی۔

اس میں بتایا کہ یہ عذاب کچھ حصہ اس عذابِ موعود کا ہو گا۔ اور تمہاری تباہی اور استیصال کا شروع ہو گا۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم۔ صفحہ ۲۰۳)

۷۶۔ وَ مَا مِنۡ غَآئِبَۃٍ فِی السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ۔

ترجمہ۔ اور کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں آسمانوں اور زمین میں مگر وہ سب صریح حفاظت میں ہے۔

تفسیر۔ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ ۔ خدا کی حفاظت میں ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۱)

۷۷۔ اِنَّ ہٰذَا الۡقُرۡاٰنَ یَقُصُّ عَلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اَکۡثَرَ الَّذِیۡ ہُمۡ فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ۔

ترجمہ۔ کچھ شک نہیں کہ یہ قرآن شریف بنی اسرائیل کے حالات بہت بیان کرتا ہے (یعنی ان پر حَکَم ہے) اکثر ان باتوں کو جن میں وہ جھگڑا کرتے ہیں۔

تفسیر۔ ہُمۡ فِیۡہِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ۔ سب سے بھاری اختلاف مسیحؑ کی آمد کے متعلق تھا۔ اس زمانہ میں بھی یہی اختلاف ہے۔ قرآن شریف نے اسے صاف کر دیا ہے۔

---

[1] تمہارے لئے ایک سال کا وعدہ ہے۔ [2] اللہ اُن کو عذاب دینے والا نہیں جب تک کہ تو ان میں ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ تھا کہ نبوت والہام بنی اسرائیل میں محدود ہے۔اس زمانہ میں بھی کہتے ہیں کہ سوائے بنی فاطمہ کے کسی میں مہدی نہیں آ سکتا۔لیکن جیسے بنی اسحاق کی بجائے بنی اسمٰعیل میں نبی آیا ایسے ہی اس زمانہ میں بھی امام آیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۱)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت میں یہود اور نصاریٰ کو کہا تھا مجھے اللہ تعالیٰ نے الہامی کتابوں کا مفسر بنایا اور جو کچھ اگلی امتوں نے الہامی کتابوں کے فہم میں غلطی کی اور غلطی سے ضروری مسائل میں باہم اختلاف کیا یا حق کے مخالف ہو گئے۔اس اختلاف کے مٹانے کو اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول کیا ہے۔ضرورتِ نبوت کے اور وجوہ بھی ہیں جو ہم نے اسی کتاب[۱] میں کچھ ان میں سے لکھے۔مگر یہ بھی ایک ضرورت تھی۔قرآن میں میرے اس قول کی تصدیق یہ ہے۔

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَقُصُّ عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَكْثَرَ الَّذِيْ هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ[۲]

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اول صفحہ ۱۶۴)

۸۱۔ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَ لَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ۔

ترجمہ۔بے شک تُو تو نہیں سنا سکتا آواز مردوں کو اور نہ بہروں کو جب وہ منہ پھیر کے چلے جائیں۔

تفسیر۔ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى۔ یہاں سے بعض لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ مردے نہیں سنتے۔یہ صحیح نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۱)

۸۳۔ وَ اِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ۔

ترجمہ۔اور جب آ پڑے گا ان پر وعدہ عذاب کا تو نکالیں گے ہم ان کے لئے ایک جانور زمین سے جو ان کو کاٹے گا۔زخمی کرے گا اس لئے کہ لوگ ہماری آیتوں کا یقین نہیں کرتے تھے۔

تفسیر۔وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ۔صحابہؓ نے اس کے متعلق فرمایا۔اِذَا تُرِكَ الْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَاِذَا لَمْ يَعْرِفُوْا مَعْرُوْفًا وَلَمْ يُنْكِرُوْا مُنْكَرًا جب خود نیکی نہ کریں اور نہ دوسرے کو نیکی کی ترغیب دیں۔

---

[۱] فصل الخطاب۔مرتّب [۲] یہ قرآن بیان کرتا ہے بنی اسرائیل پر اکثر وہ کہ جس میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

اور جب ایسا وقت آ جاوے کہ نہ خود بدی چھوڑیں۔ نہ دوسرے کو روکیں تو اس وقت عذاب آ تا ہے۔

دَآبَّۃً مِّنَ الْاَرْضِ ۔ پس ایسی قوم کے لئے زمین سے کیڑا پیدا کرتے ہیں (یہ کیڑا میرے یقین میں طاعون کا ہے) اس کی نسبت لکھا ہے۔ وہ جنّ ہے وہ چوبھ لگاتا ہے۔ وہ عورت کی شکل ہے وہ ہاتھی شیر کی طرز کا ہے۔ اس پر لوگ ہنسی اڑاتے ہیں۔ حالانکہ یہ سیدھی بات ہے۔ آفات کا نظارہ جب قبل از وقت لوگوں کو دکھاتا ہے تو بعضوں کو وہ نظارہ ہاتھی کی شکل میں۔ بعض کو بدشکل عورت کی شکل میں دکھاتا ہے۔ پس یہ تمام اس بلاء کے روحانی نظارے ہیں۔ میں نے خود خواب میں طاعون کو ایک وقت میں ہاتھی اور آدمی کی شکل میں دیکھا۔

تُکَلِّمُھُمْ ۔ زخمی کرتا ہے ان کو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱؍ اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۱)

۸۴۔ وَ يَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ يُّكَذِّبُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور جس دن ہم جمع کریں گے ایک امت میں سے اس گروہ کو جو جھٹلاتے تھے ہماری آیتوں کو پھر ترتیب سے کھڑے کئے جائیں گے۔

تفسیر۔ وَ يَوْمَ نَحْشُرُ ۔ خود جرم کا احساس ایک سزا ہے پھر حاکم کو پتہ لگ جانا اس سے بڑھ کر پھر مجرموں کا ٹولی میں بٹھایا جانا اس سے بڑھ کر سزا ہے۔

فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۔ بند کئے گئے۔ سارے کے سارے۔ اوّل سے آخر تک یہی معنے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱؍ اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۱)

۸۵۔ حَتّٰۤى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِيْ وَ لَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّا ذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ یہاں تک کہ جب وہ حاضر ہوں گے تو اللہ فرمائے گا کیا تم نے جھوٹ سمجھا ہماری آیتوں کو حالانکہ تم نے اس کا علم پورا پورا حاصل نہ کیا تھا تو تم کیا عمل کرتے تھے۔

تفسیر۔ وَ لَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا ۔ اکثر صداقت کا انکار اسی وجہ سے ہوتا ہے۔ اَلْاِنْسَانُ عَدُوٌّ

لِمَا جَھِلَ۔[۱] (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۱)

۸۶۔ وَ وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ۔

ترجمہ۔اور ثابت ہوگئی ان پر پیشگوئی عذاب کی ان کے ظلم کی وجہ سے تو وہ بول ہی نہ سکیں گے۔

تفسیر۔ وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ ۔ان پر فردجرم لگ جائے گا۔

۱۔ بِمَا ظَلَمُوْا۔شرک کیا ۲۔امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا۔اور معروف ومنکر کو نہ سمجھا۔

لَا يَنْطِقُوْنَ۔ دوسرے مقام پر یہ بھی فرمایا ہے کہ مجرم کچھ عذر کریں گے۔ چونکہ حالات مختلف ہیں۔اس لئے مختلف حالتوں کا ذکر کیا۔بعض مجرم سزا دیکھ کر بولنے کی طاقت نہیں پاتے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۱)

۸۷۔ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ۔کیا انہوں نے دیکھا نہیں کہ ہم نے بنائی ہے رات تاکہ اس میں آرام پائیں اور دن کو روشن بنایا۔کچھ شک نہیں کہ اس میں لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو یقین رکھتے ہیں۔

تفسیر۔وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا۔جس طرح ایک وقت رات ہوتی ہے اور دوسرے وقت دن۔اسی طرح ایک وقت قوموں پر آتا ہے کہ سب چپ چاپ ہوتے ہیں۔مگر دوسرے وقت مذہبی چھیڑ چھاڑ شروع ہوجاتی ہے۔اور آفتابِ صداقت (نبی) کے طلوع سے نیک و بد نشیب وفراز کی تمیز ہوجاتی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۱۔۱۹۲)

۸۹۔ وَ تَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّ هِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ ؕ اِنَّهٗ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ۔

ترجمہ۔اور دیکھتا ہے تو پہاڑوں کو جن کو تو خیال کرتا ہے کہ وہ اپنی جگہ جمے ہوئے ہیں اور وہ چلیں

---

[۱] انسان اس چیز سے دشمنی کرتا ہے جس کی اسے معرفت نہیں۔

گے بادل کی طرح۔ یہ اللہ کی کاریگری ہے جس نے مضبوط بنایا ہر شے کو۔ بے شک وہ اس سے باخبر ہے جو تم کرتے ہو۔

تفسیر۔ وَ تَرَى الْجِبَالَ ۔اس میں پیشگوئی ہے کہ یہ قیصر وکسریٰ کی سلطنتیں ایسی اڑیں گی جیسے بادل کو ہوا اڑادیتی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۲)

ایک عجیب نکتہ آپ کو سناتے ہیں۔آپ سے میری مراد وہ سعادت مند ہیں۔ جو اس نکتہ سے فائدہ اٹھاویں۔قرآن کریم میں ایک آیت ہے اس کا مطلب ایسا لطیف ہے کہ جس سے......قرآن کی عظمت بھی ظاہر ہو۔غور کرو اس آیت پر۔

وَ تَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّ هِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ ؕ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِيْۤ اَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ (النمل:۸۹)۔

اور تو پہاڑوں کو دیکھ کر گمان کرتا ہے کہ وہ مضبوط جمے ہوئے اور وہ بادل کی طرح اڑ رہے ہیں۔ یہ اللہ کی کاریگری قابلِ دید ہے جس نے ہر شے کو خوب مضبوط بنایا ہے۔

غور کرو۔ یہاں ارشاد فرمایا ہے کہ پہاڑ تمہارے گمان میں ایک جگہ جمے ہوئے نظر آتے ہیں اور وہ بادلوں کی طرح چلے جاتے ہیں۔اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ زمین کے ساتھ حرکت کرتے ہیں۔اور یہ کیسا عجیب نکتہ ہے۔ (نورالدّین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائز ڈ ایڈیشن صفحہ ۲۷۵)

۹۰، ۹۱۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا ۚ وَ هُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ۔ وَ مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ ؕ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔جو کوئی نیکی لے کر آوے گا تو اس کو اس سے بہت بہتر ملے گا (یعنی بدلہ) اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے امن میں ہوں گے۔اور جو بدی لے کر آیا تو اوندھے منہ ڈال دیئے جائیں گے آگ میں۔یہ تم اسی کی سزا بھگت رہے ہو جو تم کرتوت کرتے تھے۔

تفسیر۔ بِالْحَسَنَةِ ۔ نبی کریمؐ نے فرمایا ہے۔اَفْضَلُهَا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (کلمہ توحید) وَ اَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِيْقِ۔[1]

بِالسَّيِّئَةِ ۔ بدی میں کفروشرک سب سے بڑھ کر ہیں۔اور رستوں میں روک ادنیٰ درجے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۲)

۹۳۔ وَ اَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ۔

ترجمہ۔اور یہ کہ پڑھوں قرآن پھر جو کوئی راہ پر آ گیا تو وہ اپنے ہی بھلے کے لئے راہ پر آ گیا ہے اور جو راہ سے بھٹک گیا تو تُو کہہ دے میں تو بس ڈر سنانے والوں میں سے ایک ہوں۔

تفسیر۔ وَ اَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۔اب مسلمانوں نے قرآن شریف پڑھنا پڑھانا چھوڑ دیا ہے۔یہی تنزل کی جڑ ہے۔کئی مدرسے قرآن کے میرے دیکھتے دیکھتے بند ہو گئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۲)



---

[1] ان میں سے افضل لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں) اور ان سے کم تر راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا ہے۔

سُوْرَۃُ الْقَصَصِ مَکِّیَّۃٌ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

ہم سورۂ قصص کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو رحمٰن الرحیم ہے۔

۲، ۳۔ طٰسٓمّٓ ۔ تِلْکَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۔

ترجمہ۔ لطیف، سمیع، مجید اللہ کی طرف سے یا طور سیناء کے متعلق ۔ یہ چند آیتیں ہیں روشن کتاب کی ۔

تفسیر۔ طٰسٓمّٓ ۔ لطیف۔ سمیع۔ مجید۔ خدا۔

اَلْکِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۔ یہ وہ کتاب ہے جو حق کو باطل سے جدا کرتی ہے۔ حلال کو حرام سے الگ کر دکھاتی ہے۔ پہلی کتب کی سچائی کو اس میں شامل شدہ باطل اور تحریف سے الگ کر دیتی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۲)

۴۔ نَتْلُوْا عَلَیْکَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰی وَ فِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۔

ترجمہ۔ موسیٰ اور فرعون کے متعلق ہم پڑھتے ہیں تجھ پر سچ سچ ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں ۔

تفسیر۔ نَتْلُوْا عَلَیْکَ ۔ بات کہنے کو تو موسیٰؑ وفرعون کی کہی ہے مگر دراصل (لِقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ) مومنوں کو سمجھایا ہے کہ تم باہمی جنگ وجدل نہ کرنا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت ہی امن دوست تھے۔ اس لئے فرمایا۔ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا یَّضْرِبُ بَعْضُکُمْ اَعْنَاقَ بَعْضٍ[1] اور فرمایا۔ اَلْقَاتِلُ وَ الْمَقْتُوْلُ کِلَاھُمَا فِی النَّارِ[2] مگر افسوس ہے کہ بعض مسلمانوں میں پھر بھی باہم جنگ ہوئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۲)

---

[1] میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔ [2] قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں۔

چونکہ نبی کریمؐ کو مثیلِ موسیٰؑ فرمایا۔ اس لئے حضرت موسیٰؑ کا ذکر قرآن مجید میں بہت آیا ہے دوم اس لئے کہ وہ صاحبِ شریعت تھے۔ سوم اس لئے کہ ؎

نفس ہر یک کمتر از فرعون نیست
لیک اُورا عون مارا عون نیست[1]

پس لِكُلِّ فِرْعَوْنَ مُوْسٰی[2] کے مطابق موسیٰؑ کا ذکر مومنوں کے لئے بہت مفید ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۱)

۵۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ وَ جَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَ يَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۔

ترجمہ۔ بے شک فرعون ملک میں سرزور ہو رہا تھا اور وہاں کے لوگوں کو بنا رکھا تھا الگ الگ جماعتیں۔ ایک گروہ کو کمزور کرتا رہتا تھا۔ ایک گروہ کے بیٹوں کو ذبح کرتا تھا۔ ان کی عورتوں کو بے عزت کرتا تھا۔ کیوں کہ وہ شریر فساد کرنے والوں میں سے تھا۔

تفسیر۔ تکبر خداوند تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِی الْاَرْضِ فرعون نے علو کیا۔ تکبر کیا۔ بنی اسرائیل کو ذلیل سمجھا۔ مسلمانوں میں بھی جب سلطنت آئی۔ تو ان میں علوّ پیدا ہو گیا۔ اور یہی موجب ان کے زوال کا ہوا۔ دیکھو مسلمانوں کے سب گھروں میں چوہڑوں کی آمد و رفت ہے۔ وہ ان کے گھر کی صفائی کرتے ہیں۔ مگر ان کو کبھی ان پر رحم نہیں آتا۔ ان کی اصلاح کا کوئی خیال ان کے دلوں میں نہیں آتا۔ ان کو حقیر جانتے ہیں اور اسی حالت میں ان کو چھوڑ رکھا ہے میں دیکھتا ہوں کہ ملک کے بعض حصّوں میں یہ قوم اب ترقی کر رہی ہے۔ بعض ان میں سے بڑے بڑے عہدوں پر پہونچ چکے ہیں۔ کسی کی حقارت نہیں کرنی چاہیے۔ مجھے ایک سید صاحب کا حال معلوم ہے کہ وہ اپنی ذات کو اتنا بڑا جانتے تھے کہ اپنے شہر کے کسی سید کو اپنی لڑکی دینا پسند نہ کرتے تھے۔ اور چونکہ وہ کسی کو لڑکی نہ دیتے تھے۔ ان کے لڑکے کو بھی کوئی لڑکی دینا پسند نہ کرتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کا بیٹا اور بیٹی ہر دو عیسائی ہو گئے۔ اور ان کی لڑکی نے ایک چمار نو عیسائی کے ساتھ

---

[1] ہر شخص کا نفس فرعون سے کمتر نہیں ہے لیکن فرق صرف یہ ہے کہ فرعون کے پاس اختیارات تھے اور ہمارے پاس اختیارات نہیں ہیں۔ [2] ہر فرعون کے لئے موسیٰ ہے۔

شادی کر لی۔ یہ بیان عبرت کیلئے ہے۔غرض اور کی حقارت کرنا بہت بُری بات ہے۔
(بدر جلد ۱۰ نمبر ۴۸ و۴۹ مورخہ ۱۹؍اکتوبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۴)

۶۔ وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ۔

ترجمہ۔اور ہم ارادہ کیا کرتے ہیں کہ احسان کریں ان لوگوں پر جو کمزور کئے گئے تھے ملک میں اور بنائیں ہم ان کو پیش رو اور انہیں کو وارث کردیں۔

تفسیر۔ وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ ۔اس میں سمجھایا گیا ہے کہ جو لوگ اپنے تئیں ضعیف بنالیں۔غضب سے کام نہ لیں۔ہم خود ان کے ناصرو معاون بن جاتے ہیں۔

وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً ۔ قرآن مجید میں دوسرے مقام پر فرمایا کہ امام انسان اس وقت بنتا ہے جبکہ لوگوں کو ہدایت دے اور صبر سے کام لے اور ہماری آیات پر یقین پیدا کرے۔فرمایا وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۗ وَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ۔[۱] (السجدۃ:۲۵)

وَ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ۔ وہ شام وغیرہ کے وارث ہوئے۔
(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۲)

وَ نُرِيْدُ ۔ ہمارا یہ ارادہ رہتا ہے۔مسلمان اس نکتہ کو سمجھیں وہ تکبر و فضولی چھوڑ دیں تو خدا انہیں آئمہ بنادے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۱)

خدا جو کہ قادر مقتدر ہستی اور رب العٰلمین ہے۔اس نے یہ قاعدہ بنا دیا ہے کہ ماموریں اور مرسلوں کے ساتھ ابتدا میں معمولی اور غریب لوگ ہی شامل ہوا کرتے ہیں اور جتنے اکابر اور بڑے بڑے مدبر کہلانے والے ہوتے ہیں وہ ان کے مقابل میں کھڑے کر دیئے جاتے ہیں تا کہ وہ اپنی سفلی کوششیں ان کے نابود کر دینے میں صرف کر لیں اور اپنے سارے زوروں سے ان مرسلوں کی بیخ کنی کے منصوبے کر لیں۔ پھر ان کو ذلیل اور پست کر دیا جاتا ہے اور خدا کے بندوں کی فتح اور نصرت ہوتی ہے اور وہی آخر کار کامیاب اور مظفر و منصور ہوتے ہیں اور یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے کہ

---

[۱] اور بنی اسرائیل میں سے بنائے ہم نے پیشوا کہ وہ رہنمائی کرتے تھے ہمارے حکم کی جب کہ انہوں نے صبر کیا اور ہماری آیتوں کا یقین رکھتے تھے۔

تا کوئی خدائی سلسلہ پر احسان نہ رکھے۔ بلکہ خدا کی قدرت نمائی اور ذرہ نوازی کا ایک بیّن ثبوت ہو کر ان مومن ضعفاء کے دلوں میں ایمانی ترقّی ہو اور ان کے دلوں میں خدا کے عطایا اس کی قدرتوں اور کرموں کے گن گانے کے جوش پیدا ہوں۔

پس تم اس خیال کو کبھی بھی دل میں جگہ نہ دو کہ اکابر اور بڑے بڑے مال دار اور رؤساءِ عظام تمہارے ساتھ نہیں ہیں۔ اگر تم ذلیل ہو تو تم سے پہلے بھی کئی گروہ تمہاری طرح کے ذلیل گزرے ہیں مگر آخر کار کامیابی کا تمغہ ایسے پاک اور مومن ذلیلوں ہی کو عطا کیا جایا کرتا ہے۔

دیکھو موسیٰؑ کے مقابلہ میں فرعون کیسا زبردست اور جبروت والا بادشاہ تھا مگر خدا نے اس کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ فرمایا کہ وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَىِٕمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ۔ کس طرح سے ان ضعیف اور کمزور لوگوں کو اپنے احسان سے امام اور بادشاہ بنا دیا۔ **دیکھو یہ باتیں صرف کہنے ہی کی نہیں۔ بلکہ عمل کرنے کی ہیں۔** عمل کے اصول کے واسطے کہنے والے پر حسنِ ظن ہونا ضروری اور لازمی امر ہے۔ اگر دل میں ہو کہ کہنے والا مرتد فاسق و فاجر ہے۔ منافق ہے۔ تو پھر نصیحت سے فائدہ اٹھانا معلوم اور عمل کرنا ظاہر بعض اوقات شیطان اس طرح سے بھی حملہ کرتا ہے اور نصیحت سے فائدہ اٹھانے سے محروم کر دیتا ہے کہ دل میں نصیحت کرنے والے کے متعلق بدظنی پیدا کر دیتا ہے۔ پس اس سے بچنے کے واسطے بھی وہی ہتھیار رہے جس کا نام دعا، دردمند دل کی اور سچی تڑپ سے نکلی ہوئی دعا ہے۔

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۲۲ مورخہ ۲۶؍مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۷)

۸۔ وَ اَوْحَيْنَاۤ اِلٰۤى اُمِّ مُوْسٰۤى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ وَ لَا تَخَافِيْ وَ لَا تَحْزَنِيْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَ جَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کی ماں کی طرف کہ اس کو دودھ پلا۔ پھر جب تو اس پر خوف کرے تو اس کو رکھ دے دریا میں اور کچھ خوف نہ کر اور غم نہ کر۔ ہم بے شک اس کو پھر پہنچا دیں گے تیرے پاس اور اس کو رسولوں میں سے بنا دیں گے۔

تفسیر۔ فَاَلْقِيْهِ فِي الْيَمِّ ۔ الہامی عبارت کو سمجھنے کیلئے ایک فہمِ سلیم دیا جاتا ہے۔ اس سے یہ

مراد نہیں کہ جھٹ پھینک دے چنانچہ اسی واسطے اُمِّ موسیٰ نے صندوق بنایا۔ سوراخیں بند کیں۔ ساتھ ہی اس کی بہن کو روانہ کیا۔ گویا ظاہری اسباب کی پوری رعایت رکھی اور الہام وحی الٰہی کی تعمیل بھی کی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۲)

۹۔ فَالْتَقَطَهٗۤ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّ حَزَنًا ؕ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ۔

ترجمہ۔ پھر موسیٰ کو اٹھا لیا فرعون کے لوگوں نے نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ان کا دشمن بنا اور باعث غم ہوا۔ بے شک فرعون اور ہامان اور ان کا لشکر خطا کاروں میں سے تھا۔

تفسیر۔ اٰلُ فِرْعَوْنَ۔ فرعون کی لڑکی نے لیا۔

لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا۔ اس نے کس غرض کیلئے لیا۔ یہ تو اسے معلوم ہوگا۔ خدا کا منشاء اس آیت سے ظاہر ہوگیا۔ لؔ نتیجہ کا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۲)

۱۰۔ وَ قَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّيْ وَ لَكَ ؕ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖۗ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّ هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور فرعون کی عورت بولی میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے یہ (بچہ) تو تُو اس کو نہ مار۔ کیا تعجب کہ ہم کو فائدہ ہو یا بیٹا بنالیں اس کو اور وہ کچھ شعور بھی نہیں رکھتے تھے۔

تفسیر۔ وَ قَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ۔ فرعون کی بیوی نے سفارش کی۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۱)

۱۱۔ وَ اَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ؕ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِيْ بِهٖ لَوْ لَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور موسیٰ کی ماں کا دل فارغ ہوگیا (غم وہم سے) یقیناً قریب تھی کہ اس کو ظاہر کر دیتی اگر ہم اس کے دل پر مضبوطی نہ ڈالتے نتیجہ یہ کہ وہ یقین کرنے والوں میں سے ہوئی تھی۔

تفسیر۔ وَ اَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا۔ لَا تَخَافِيْ وَ لَا تَحْزَنِيْ کی وحی ہو اور پھر ایک ملہمہ

گھبراہٹ کا اظہار کرے۔ یہ بالکل غلط بات ہے۔اس کے صحیح معنے یہ ہیں کہ موسیٰؑ کی طرف سے فارغ ہوگئی یعنی مطمئن۔کیونکہ خدا نے اس کا ذمہ لیا تھا۔

لَتُبْدِیْ بِہٖ۔ اس خوشی کا اظہار کردے کہ خدا اس کا متکفل ہوگیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۲)

۱۵۔ وَ لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَ اسْتَوٰۤى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ۔

ترجمہ۔اور جب موسیٰ اپنی بھرپور جوانی کو پہنچے اور مضبوط ہوگئے تو ہم نے اس کو فہم اور فراست اور عقل و دلائل عطا فرمائے اور اسی طرح ہم بدلہ دیا کرتے ہیں محسنوں کو۔

تفسیر۔ حضرت موسیٰؑ کی پرورش فرعون کے گھر میں کرادی۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ان کو حکومت دینا چاہتا تھا۔اس لئے بادشاہی گھر میں تربیت کا موقع دیا۔

حُكْمًا۔ پکی باتیں۔

وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ۔اس میں سمجھایا کہ یہ حکم و علم کا دینا حضرت موسیٰؑ ہی سے خاص نہیں بلکہ جو محسن ہو۔خدا اسے اس انعام سے بہرہ ور کرے گا۔ چنانچہ حضرت یوسفؑ کے بیان میں بھی فرمایا۔وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ (یوسف:۲۳)۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۲)

۱۶۔ وَ دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ ٞ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَ هٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ ٞ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ۔

ترجمہ۔اور موسیٰ شہر میں ایسے وقت آیا جب وہاں کے لوگ بے خبر تھے تو پایا وہاں دو آدمیوں کو کہ وہ آپس میں لڑرہے تھے۔ایک تو موسیٰؑ کو ماننے والا اسی کی قوم کا اور دوسرا مخالف قبطی۔تو موسیٰؑ

سے اس نے مدد مانگی جو اس کی قوم میں تھا اس شخص کے مقابلہ میں جو اس کے دشمنوں میں سے تھا تو موسیٰؑ نے اس کو گھونسا مارا تو وہ مر گیا۔ موسیٰؑ نے کہا (یہ تیرے برے کرتوت کا نتیجہ ہے) جو کار شیطانی تھا۔ کچھ شک نہیں کہ شیطان بڑا گمراہ کرنے والا دشمن صریح ہے۔

تفسیر۔ مِنْ عَدُوِّهٖ۔ قبطی تھا۔

هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا کہ یہ تجھے شیطانی عمل کی سزا دی گئی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۲)

اِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ۔ بے شک وہ دشمن ہے ہلاک کرنے والا۔ کھلا کھلا۔

(نور الدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۰۰)

۱۷۔ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَغَفَرَ لَهٗ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۔

ترجمہ۔ موسیٰ نے دعا کی اے میرے رب! بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا تو تُو میری ستاری فرما پھر اللہ نے اس کو ڈھانپ لیا۔ بے شک وہ بڑا محافظت کرنے والا سچی کوشش کا بدلہ دینے والا ہے۔

تفسیر۔ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ۔ اپنی جان کو مشکلات میں ڈال لیا۔

فَاغْفِرْ لِيْ۔ ستاری فرما۔ یہ قتل فی الحال واضح نہ ہو۔

فَغَفَرَ لَهٗ۔ چنانچہ خدا نے ستاری کر لی۔ اور انہیں نکل جانے کا موقع مل گیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۲)

۱۸۔ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ ۔

ترجمہ۔ اے میرے رب! قسم ہے اس انعام کی جو تو نے مجھ پر فرمایا (اس کے شکریہ میں) میں تجھ سے قطع تعلق کرنے والوں کا کبھی پشت پناہ نہیں بنوں گا۔

تفسیر۔ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ۔ حضرت موسیٰؑ کہتے ہیں۔ یہ تیرا فضل ہے۔ پس میں ہمیشہ ظالم کا مقابلہ کروں گا اور میں مجرموں کا مددگار نہ ہوں گا۔ کیونکہ اس وقت مجرم کو سزا اور مظلوم کی ہمدردی کرنے سے یہ فضل ہوا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۲)

۱۹۔ فَاَصْبَحَ فِی الْمَدِیْنَةِ خَآىِٕفًا یَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِی اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ یَسْتَصْرِخُهٗ ؕ قَالَ لَهٗ مُوْسٰۤی اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ۔

ترجمہ۔ تو شہر میں موسیٰ صبح کو اٹھے متردد چوکس تو (دیکھا کہ) یکا یک وہی شخص جس نے کل موسیٰ سے مدد مانگی تھی چلّا چلّا کر موسیٰ کو پکار رہا ہے۔ موسیٰ نے (مخالف) سے کہا تو بڑا ہی بے وقوف گمراہ ہے۔

تفسیر۔ یَتَرَقَّبُ۔ یہ آپ کے چوکس ہونے کی دلیل ہے۔

اِنَّكَ لَغَوِیٌّ مُّبِیْنٌ۔ جسے کل مدد دی تھی اسے کہا کہ تو بھی روز ہر ایک سے لڑتا رہتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۲)

۲۰۔ فَلَمَّاۤ اَنْ اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا ۙ قَالَ یٰمُوْسٰۤی اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًۢا بِالْاَمْسِ ۖۗ اِنْ تُرِیْدُ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِی الْاَرْضِ وَ مَا تُرِیْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِیْنَ۔

ترجمہ۔ پھر جب موسیٰ نے چاہا کہ اس کو پکڑے (یعنی قبطی کو) جوان دونوں کا دشمن تھا (یعنی موسیٰ کا اور اسرائیلی کا) اس نے کہا اے موسیٰ کیا تو یہی چاہتا ہے کہ مجھ کو بھی مار ڈالے جیسے کل مار چکا ہے ایک شخص کو۔ تو یہی چاہتا ہے کہ جبر و فساد کرتا رہے ملک میں اور تو سنوار والوں میں نہیں ہونا چاہتا۔

تفسیر۔ قَالَ یٰمُوْسٰی۔ اس مظلوم نے کہا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۲)

۲۱۔ وَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ یَسْعٰی ۫ قَالَ یٰمُوْسٰۤی اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ۔

ترجمہ۔ اور ایک شخص آیا شہر کے بہت دور کے کنارے سے دوڑتا ہوا اور اس نے کہا تحقیق کہ اہل دربار کمیٹیاں کر رہے ہیں تیرے لئے اے موسیٰ کہ تجھ کو قتل کر ڈالیں پس تو نکل جا۔ کچھ شک نہیں کہ میں تیرا بھی خواہ بھلا چاہنے والا ہوں۔

تفسیر۔ فَاخْرُجْ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو بھی نکلنا پڑا۔ حضرت داؤد اور ابراہیمؑ سے بھی یہی معاملہ ہوا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۲)

۲۳۔ وَ لَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ۔

ترجمہ - اور جب وہ متوجہ ہوا مدین کی طرف کہا امید ہے کہ میرا رب مجھے کامیابی کے راستہ پر ٹھیک پہنچائے گا۔

تفسیر۔ عَسٰی ۔نزدیک ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۲)

۲۵۔ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّيْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ۔

ترجمہ۔ تو موسیٰ نے ان کی بکریوں کو پانی پلا دیا پھر ہٹ کر سایہ کی طرف آیا پھر دعا کی اے میرے رب! تو جو کچھ میری طرف نازل فرمائے میں اس کا بخوبی حاجت مند ہوں۔

تفسیر۔ مِنْ خَيْرٍ۔ اس دعا میں اس خیر کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تصریح کر دی ہے آپؐ نے فرمایا۔ جب کسی گاؤں میں داخل ہونا ہو تو یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ مَا اَظْلَلْنَ وَ رَبَّ الْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ وَ مَا اَقْلَلْنَ وَ رَبَّ الشَّيٰطِيْنِ وَ مَا اَضْلَلْنَ وَ رَبَّ الرِّيَاحِ وَ مَا ذَرَيْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ وَخَيْرَ اَهْلِهَا وَ نَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ اَهْلِهَا وَ شَرِّ مَا فِيْهَا۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهَا (ثلثًا) اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا وَ حَبِّبْنَا اِلٰى اَهْلِهَا وَ حَبِّبْ صَالِحِيْ اَهْلِهَا اِلَيْنَا۔[1] اس دعا کو میں نے خوب آزمایا ہے۔ میں ہمیشہ اس کے ذریعے لوگوں کی نظروں میں محبوب بنا ہوں اور خود شریر النفسوں کے شر سے محفوظ رہا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۲، ۱۹۳)

۲۷۔ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۫ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ۔

ترجمہ ۔ان دو عورتوں میں سے ایک بولی اے میرے باپ! آپ ان کو رکھ لیجئے (ملازم کر لیجئے) کچھ شک نہیں کہ بہتر ملازم آپ رکھنا چاہیں تو وہی بہتر ہے جو زور آور اور امانت دار ہو۔

---

[1] اے اللہ! سات آسمانوں اور جو ان کے زیرِ سایہ ہے کے رب اور سات زمینوں اور ان پر بسنے والی مخلوقات کے رب اور شیطانوں اور ان کے زیرِ دست مخلوق کے رب اور ہواؤں اور وہ (چیزیں) جو اس کی وجہ سے اڑتی ہیں کے رب۔ ہم تجھ سے اس بستی اور اس بستی میں رہنے والوں سے خیر کے طلبگار ہیں اور ہم تجھ سے اس کے شر اور اس کے رہنے والوں کے شر سے پناہ چاہتے ہیں اور (تین بار فرمایا) اے اللہ۔ اس میں ہمارے لئے برکت رکھ دے۔ اے اللہ! ہمیں اس کے پھلوں جیسی نعمتوں سے نواز اور ہمارے دلوں میں اس کے رہنے والوں کے لئے محبت بھر دے اور وہاں کے رہنے والے نیک لوگوں کے دلوں میں ہمارے لئے محبت بھر دے۔

تفسیر۔ اَلْقَوِیُّ۔ باوجود اجنبی ہونے کے ان چرواہوں کی پروانہ کر کے پانی پلادیا۔

اَلْاَمِیْنُ۔ ہم جوان لڑکیاں تھیں۔مگر بہت ہی پاک رہا۔اور پھر کوئی طمع نہیں کیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۳)

۲۸۔ قَالَ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَ مَاۤ اُرِیْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَیْكَ ؕ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔

ترجمہ۔لڑکی کے باپ نے کہا (موسیٰ کو) میں چاہتا ہوں کہ تمہارے نکاح میں اپنی ان دو بیٹیوں میں سے ایک کو اس شرط پر دوں کہ تم آٹھ برس خدمت کرو میری پھر اگر تم پورا کر دو دس برس تو یہ تمہارا احسان ہے اور میں یہ نہیں چاہتا کہ تم پر سخت محنت ڈالوں۔قریب مجھ کو تم انشاء اللہ پاؤ گے سنوار کرنے والوں میں۔

تفسیر۔ اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی مدینہ سے آٹھ برس بعد وطن میں آئے اور دو برس بعد یعنی دس برس پر فتح کیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۳)

ہندوستان میں بالخصوص عورتوں کی ایسی بے قدری ہے کہ جسے گالی دینی ہو۔اسے کہتے ہیں سُسر ایا سالا گویا لڑکی تو درکنار۔لڑکی کا باپ۔لڑکی کی ماں۔لڑکی کا بھائی بھی مجرم ہیں۔اور دنیا میں بدترین انسان ہیں۔کئی خبیث باطن ہیں۔جب اپنی بی بی پر ناراض ہوتے ہیں تو اسے کہتے ہیں اپنے باپ کے گھر سے کیا لائی تھی؟ گویا باپ کا جہاں یہ فرض ہے کہ اپنی لڑکی دے تو ساتھ ہی یہ بھی کہ وہ بہت سا مال واسباب اپنے داماد کو دے۔یہ طریق انبیاء کا نہیں۔حضرت موسیٰؑ ایک بزرگ کے ہاں جاتے ہیں جو انہیں ارشاد فرماتے ہیں۔ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَیَّ هٰتَیْنِ عَلٰۤى اَنْ تَاْجُرَنِیْ ثَمٰنِیَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ۔ میں چاہتا ہوں کہ تجھے اپنی ایک لڑکی ان دونوں میں سے نکاح کر دوں۔اس شرط پر کہ تو آٹھ سال میری نوکری کرے اور اگر تو دس سال

پورے کرے تو یہ تیری برخورداری ہے۔ اسی طرح حضرت یعقوبؑ کو بھی اپنے سسرال کی خدمت کرنی پڑی اور جب اس لڑکی کی بجائے دوسری لڑکی کی خواہش کی تو انہیں سنایا گیا کہ اتنے سال اور خدمت کرنی ہوگی۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۶ نمبر ۱۱۔ ماہ نومبر ۱۹۱۱ء صفحہ ۴۳۹)

۲۹۔ قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ ؕ اَيَّمَا الْاَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ۔

ترجمہ۔ موسیٰ نے کہا اب یہ فیصلہ ہو چکا میرے اور آپ کے درمیان۔ تو ان دو مدتوں میں سے کوئی سی پوری کر دوں پھر مجھ پر زیادتی نہ ہو۔ اور اللہ اس پر گواہ ہے جو ہم کہہ رہے ہیں۔

تفسیر۔ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكَ۔ ہندو تو جہاں لڑکی دیں وہاں سے پانی بھی حرام سمجھتے ہیں ان کی دیکھا دیکھی بعض مسلمان بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ میرے نزدیک داماد سے کچھ لینا جائز ہے۔ صوفیوں نے لکھا ہے۔ نبوت کی تیاری کے لئے آپ اتنے برس رکھے گئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۳)

۳۰۔ فَلَمَّا قَضٰى مُوْسَى الْاَجَلَ وَ سَارَ بِاَهْلِهٖۤ اٰنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ نَارًا ۚ قَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّيْۤ اٰنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّيْۤ اٰتِيْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ پس جب خدمت کر دی موسیٰ نے آٹھ برس اور اپنی بی بی کو لے کر چلا کوہِ طور کی طرف تو ایک آگ دیکھی۔ اپنی بیوی سے کہا تم ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے تاکہ تمہارے پاس لے آؤں اس سے کچھ خبر یا آگ کی ایک چنگاری کہ تم لوگ تاپو۔

تفسیر۔ جو لوگ منصوبے باندھنے کے عادی ہیں کہ یوں کریں گے اور پھر یوں کریں گے پھر یوں ہو جائے گا یہ سب نامراد رہتے ہیں۔ شیخ چلّی کی کہانی ہمارے ملک میں کسی پاک نے سنائی ہے۔ یہ ایسے لوگوں کے لئے عبرت دہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ایسے لوگوں کے شامل حال رہتا ہے۔ جو حضرت موسیٰؑ سی طبیعت رکھتے ہیں۔ آپ کے اندر کوئی خواہش نہ تھی کہ میں نبی بن جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی۔

لِاَھْلِہٖ ۔ اپنے ساتھ والوں کو کہا۔ یوں ترجمہ میں نے اس لئے کیا کہ تورات کے بیان میں جو الجھن ہے وہ دور ہو جائے۔

لَعَلِّیْٓ اٰتِیْکُمْ مِّنْھَا ۔ ان امراء کے لئے یہ نمونہ شرم دلانے والا ہے۔ دیکھو امیرِ قافلہ خود کام فرماتا ہے اور اپنے کسی خدمتگار کو نہیں کہتا۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی ایسا کرتے تھے۔ ایک دفعہ صحابہ کرامؓ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سفر میں تھے سب نے اپنے اپنے ذمے ایک ایک کام لیا آپؐ نے فرمایا میں تم سب کے لئے لکڑیاں لے آتا ہوں۔ چنانچہ آپ لائے۔ یہ سنت ہے نبیوں کی۔ اب تو ذرا کسی کی تنخواہ بڑھ جائے تو وہ معمولی کام کرنا اپنی ہتک سمجھتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۳)

میں نے آگ دیکھی ہے تو کہ میں تمہارے پاس اسکی کوئی خبر لاؤں یا آگ کی کوئی چنگاری لاؤں تو کہ تم تاپو۔ (تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۳۳ حاشیہ)

۳۱۔ فَلَمَّآ اَتٰھَا نُوْدِیَ مِنْ شَاطِیٴِ الْوَادِ الْاَیْمَنِ فِی الْبُقْعَۃِ الْمُبٰرَکَۃِ مِنَ الشَّجَرَۃِ اَنْ یّٰمُوْسٰٓی اِنِّیْٓ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

ترجمہ۔ پھر جب وہ آگ کے پاس پہنچا آواز آئی میدان کے داہنے کنارے بابرکت مقام میں درخت کی طرف سے کہ اے موسیٰ! میں ہی ہوں اللہ تمام جہانوں کا بتدریج کمال کو پہنچانے والا۔

تفسیر۔ پس جب اس کے پاس آیا برکت والے میدان کے کنارے سے مبارک زمین میں درخت کی طرف سے پکارا گیا کہ اے موسیٰؑ! یقیناً میں ہوں اللہ عالموں کا پروردگار۔

(تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۳۴ حاشیہ)

مِنَ الشَّجَرَۃِ ۔ درخت کی طرف سے۔ نہ یہ کہ نعوذ باللہ درخت بولتا تھا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۳)

۳۲۔ وَ اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰى مُدْبِرًا وَّ لَمْ يُعَقِّبْ ؕ يٰمُوْسٰۤى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ ۫ اِنَّكَ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور یہ کہ رکھ دے تو اپنی لاٹھی۔ پھر جب اس کو موسیٰ نے دیکھا حرکت کرتی ہوئی اور پھن پھنائی ہوئی گویا کہ وہ سانپ ہے پھر چلا پیٹھ پھیر کر اور پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔ ہم نے فرمایا اے موسیٰ! اِدھر آ ؤ اور خوف نہ کرو تم تو بڑے امن والوں میں سے ہو۔

تفسیر۔ وَ اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ ۔ یہ کشف کا وقت ہے۔ اللہ نے نظارہ دکھایا کہ میں تیرے ساتھ ایک جماعت کروں گا جو تیرے دشمنوں کو سانپ کی طرح کھا جائے گی۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی فرمایا کہ مجھے ایک بستی دکھائی گئی ہے جو دوسری بستیوں کو کھا جائے گی۔ یعنی مدینہ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۳)

۳۳۔ اُسْلُكْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ ۫ وَّ اضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور اپنا ہاتھ ڈالو اپنے گریبان میں نکلے گا بہت سفید بغیر روگ کے اور اپنی طرف ملاؤ اپنا بازو خوف سے پھر یہ دونوں دلیلیں ہیں تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اس کے رعب دار سرداروں کے لئے۔ کچھ شک نہیں کہ وہ لوگ نافرمان مفسد ہیں۔

تفسیر۔ فِيْ جَيْبِكَ ۔ اَیْ جَیْبَ قَمِیْصِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ اس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تمہیں ایک کتاب دے گا جو بے عیب ہوگی اور روشن۔ اللہ نے فرمایا اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا [1] (النساء:۱۷۵) قرآن مجید بھی ایک یدِ بیضا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۳)

---

[1] ہم نے اتارا تمہاری طرف جگمگاتا ہوا نور۔

۳۶،۳۵۔ وَ اَخِیْ ھٰرُوْنُ ھُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ مَعِیَ رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْٓ ۫ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّکَذِّبُوْنِ۔ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِیْكَ وَ نَجْعَلُ لَکُمَا سُلْطٰنًا فَلَا یَصِلُوْنَ اِلَیْکُمَا ۚ بِاٰیٰتِنَآ ۚ اَنْتُمَا وَ مَنِ اتَّبَعَکُمَا الْغٰلِبُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور میرا بھائی ہارون وہ مجھ سے زیادہ صاف زبان ہے اس کو میرے ساتھ بھیج دیجیئے مددگار بنا کر کہ وہ میری تصدیق کرے۔ البتہ مجھے خوف ہے کہ وہ مجھے جھٹلائیں گے۔ اللہ نے فرمایا ہم قوت دیں گے تیرے بازو کو تیرے بھائی سے اور تم دونوں کو غلبہ دیں گے پھر وہ لوگ تم تک پہنچ بھی نہ سکیں گے ہماری نشانیوں کے سبب۔ تم دونوں اور جو تم دونوں کی پیروی کرے وہی غالب ہوگا۔

تفسیر۔ ھُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ۔ دیکھو۔ انبیاء میں ہرگز عجب نہیں ہوتا کہ اپنے برابر یا اپنے سے بڑھ کر کسی کو نہ گردانیں۔

سَنَشُدُّ عَضُدَكَ۔ یہ عربی کا محاورہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم تیری مدد کریں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۳)

۳۸۔ وَ قَالَ مُوْسٰی رَبِّیْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْھُدٰی مِنْ عِنْدِهٖ وَ مَنْ تَکُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور موسیٰ نے کہا میرا ربّ تو اس کو خوب جانتا ہے جو ہدایت لے کر آئے اس کے پاس سے اور جس کا انجام بخیر ہوتا ہے۔ بات یہ ہے کہ مظفر و منصور نہیں ہوتے ظالم۔

تفسیر۔ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ۔ پیشگوئی فرمائی کہ دیکھو ظالم مظفر و منصور نہیں ہوں گے۔ گویا خدا فیصلہ کرے گا کہ مَنْ جَآءَ بِالْھُدٰی کون ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۳)

۳۹۔ وَ قَالَ فِرْعَوْنُ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ ۚ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى ۙ وَ اِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور فرعون نے کہا اے رعب دار سردارو! مجھے تو معلوم نہیں تمہارا اور بھی معبود ہے میرے سوا تو آگ لگا اے ہامان میری بھٹی کو یا پھر تیار کر میرے لئے ایک محل کہ میں جھانکوں موسیٰ کے معبود کو اور میں تو اس کو جھوٹوں میں سے ہی سمجھتا ہوں۔

تفسیر۔ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ۔ ہند میں مشرک بہت ہیں۔ میں نے تحقیقات سے معلوم کیا ہے کہ یہ مشرکین بادشاہ کو سب سے بڑا دیوتا سمجھتے ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ بادشاہ سولہ کلان سپورن ہوتا ہے۔ اسی بناء پر وہ فرعون کو الٰہ سمجھتے ہیں۔

يٰهَامٰنُ۔ ہامان کوئی بڑا آفیسر ہے۔ انجینئر۔

فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا۔ یہ شرارت سے تمسخر کرتا ہے۔ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ پر۔ ہامان کو کہتا ہے۔ کوئی رصدگاہ بناؤ کہ دیکھیں موسیٰؑ کا اس اِلٰہ سے کیا تعلق ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۳)

۴۵۔ وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَاۤ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَ مَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) ملک مصر میں جب ہم نے بھیجا موسیٰ کی طرف حکم تو تُو وہاں حاضرانِ حضور میں سے نہ تھا۔

تفسیر۔ وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ۔ خدا نے مجھے یہ سمجھایا ہے کہ موسیٰؑ نے تین دفعہ رسول اللہؐ کی پیشگوئی کی ہے۔ ان حالات کا ذکر ہے۔ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ۔ مَا كُنْتَ ثَاوِيًا وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ۔ ایک یہ جہاں یہ حکم تھا کہ اوپر کوئی نہ آئے۔ زلزلہ آیا۔ آتش فشانی۔ اس وقت حضرت موسیٰؑ نے حسب الحکم قوم کو اوپر بلایا۔ مگر انہوں نے کہا۔ ہم کیا۔ ہماری اولاد بھی سننا نہیں

چاہتی۔ خدا نے کہا۔ بہت اچھا۔ اب یہ نبوت تمہارے بھائیوں کو ملے گی۔ غارِ حرا سے بھی مکہ نیچے ہے۔ یہ پیشگوئی باب ۱۸ استثناء میں ہے۔

پھر ۳۳ باب میں پیشگوئی ہے ''دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ'' پھر مدین میں کتاب پیدائش ۱۲ باب سے ۱۷ تک رسول اللہ کا ذکر ہے۔ فرماتا ہے۔ تیرے متعلق یہ تین پیشگوئیاں ہیں کیا تو نے خود لکھوالیں۔ ہرگز نہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۲)

۴۷۔ وَ مَا كُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَيْنَا وَ لٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور نہ تو حاضر تھا طور کے کنارہ جب ہم نے پکارا اونچی آواز سے لیکن یہ تیرے رب کی مہربانی ہے تاکہ تو ڈراوے ان لوگوں کو جن کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تجھ سے پہلے اس لئے کہ وہ نصیحت پکڑیں اور بڑے آدمی بن جائیں۔

تفسیر۔ وَ لٰكِنْ رَّحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ۔ یہ رحمت ہے تیرے رب کی کہ تجھ کو غارِ حرا میں ندا دی تاکہ تو اپنی قوم کو ڈرائے آنیوالے عذاب سے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۳)

۴۹۔ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْا لَوْ لَاۤ اُوْتِيَ مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ مُوْسٰى ؕ اَوَ لَمْ يَكْفُرُوْا بِمَاۤ اُوْتِيَ مُوْسٰى مِنْ قَبْلُ ۚ قَالُوْا سِحْرٰنِ تَظٰهَرَا ۫ وَ قَالُوْۤا اِنَّا بِكُلٍّ كٰفِرُوْنَ۔

ترجمہ۔ پھر جب ان کے پاس ہماری طرف سے حق پہنچا تو لگے کہنے کہ اس کو وہ کیوں نہیں ملا جیسا ملا تھا موسیٰ کو کیا یہ انکار نہیں کر چکے ہیں اس کا جو موسیٰ کو مل چکا تھا پہلے سے۔ انہوں نے کہا دونوں بڑے ساحر ہیں جو ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں (یعنی دونوں بت پرستی کے مخالف ہیں) اور کہہ چکے ہم تو سب ہی کے منکر ہیں۔

تفسیر۔ لَوْ لَاۤ اُوْتِيَ مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ مُوْسٰى۔ یعنی موسیٰ والے اعجاز کیوں نہیں دکھاتا۔ اکثر لوگوں نے اس طرح ٹھوکر کھائی ہے۔

(مسیح موعودؑ کو کہتے ہیں کہ مسیح ہے تو مسیح والے معجزے کیوں نہیں دکھاتا)۔ اس کا جواب فرماتا ہے کیا موسیٰؑ کے وہ نشانات دیکھ کر انکار کرنے والوں نے انکار نہیں کیا؟ پس منکروں کے لئے تو پھر بھی جائے انکار ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۳)

۵۰۔ قُلْ فَأْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

ترجمہ۔ تو جواب دے کوئی کتاب لاؤ اللہ کی طرف سے جو ان دونوں سے ہدایت میں بہتر ہو (یعنی قرآن شریف وتورات سے) کہ میں اس کی پیروی کروں جب تم سچے ہو۔

تفسیر۔ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَآ ۔ یعنی تورات کی پیشگوئی نہیں مانتے تو پھر اور کتاب لے۔ اس میں اپنی پیشگوئی دکھادوں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۲)

۵۱۔ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَكَ فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۔

ترجمہ۔ پس اگر یہ لوگ تیری بات کا جواب نہ دیں تو جان لے کہ اس کے سوا نہیں کہ اپنی گری ہوئی خواہشوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اپنی گری ہوئی خواہش کے پیچھے پڑا بغیر اللہ کی راہنمائی کے۔ کچھ شک نہیں کہ ظالم جس راہ پر ہیں وہ اللہ کی بتائی ہوئی نہیں۔

تفسیر۔ اتَّبَعَ هَوٰىهُ ۔ ہوا کے تابع ہونے سے اختلاف اٹھے ہیں۔ ورنہ اگر صدق[۱] نیازمندی[۲] پاک صحبت[۳] اور اللہ کی رضامندی[۴] ہو تو پھر اختلاف کیوں ہو۔ اور کیوں اللہ کے مرسلوں کا انکار کیا جاوے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۳)

فَاعْلَمْ اَنَّمَا يَتَّبِعُوْنَ اَهْوَآءَهُمْ ؕ وَ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوٰىهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ۔ تو جان لے کہ وے چلتے ہیں پرے اپنی خواہش کے اور اُس سے بہکا کون جو چلے اپنی خواہش پر بن راہ بتائے اللہ کے۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۳۱۵ حاشیہ)

۵۲۔ وَ لَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ۔

ترجمہ۔اور ہم نے متواتر باتیں بتائی ہیں ان کو تا کہ وہ نصیحت پکڑیں۔بڑے آدمی ہو جائیں۔

تفسیر۔ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ۔ اپنی سچائی اور سچائی کی باتوں کو لگا تار ہم نے پہنچایا۔

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ۔ تا کہ رسم کی۔عادت کی۔جہالت کی۔محبت کی۔صحبت کی۔

ایک شخص نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ میں تہجد تک پڑھتا اور خدا اور رسول کے لئے غیرت مند تھا۔اب ایم۔اے پڑھتا ہوں۔خدا کی ہستی میں شبہ پڑ گئے۔آپ نے فرمایا۔جس سیٹ پر تم بیٹھتے ہو اس کے ساتھ ضرور کوئی دہریہ ہوگا۔جس کی صحبت کی ظلمت نے یہ حالت کر دی۔وہ قائل ہو گیا۔کہ بالکل صحیح ہے۔کچھ مدت ہوئی۔میں نے اسے خط لکھا۔وہ لکھتا ہے۔اس دن سب ظلمت جاتی رہی۔کبریائی کی ظلمتیں دور ہو جاتی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۳، ۱۹۴)

۵۵۔ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔

ترجمہ۔یہی لوگ ہیں جن کو دہرا دہرا اجر دیا جائے گا ان کے صبر کے سبب سے اور بدی کا دفعیہ نیکی سے کرنے کے باعث سے اور اس سبب سے کہ وہ ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خرچ کرتے رہتے ہیں۔

تفسیر۔ صَبَرُوْا۔ صبر کے معنے بدی سے رکنا۔امیری، غریبی دونوں حالتوں میں مشکلات پیش آتے ہیں۔ایسے موقع میں افراط وتفریط سے بچ کر حق پر ثابت قدم رہنا۔

مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔مومن ضرور دوسرے کو اپنے وقت، علم، پیسہ، روٹی۔غرض ہر ایک خدا کی دی ہوئی چیز سے خرچ کرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۴)

پہلی کتابوں کے ماننے والے اگر قرآن کریم پر بھی ایمان لائے تو انہیں دوہرا بدلہ ملے گا اس لئے کہ انہوں نے بڑی ہی بردباری کی۔اور ان کی چال ہی ایسی ہے کہ بدی کا مقابلہ نیکی کے ساتھ کر دیتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۳۱)

۵۷۔ اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ۔

ترجمہ۔تُوتو ہدایت نہیں دے سکتا جس کو چاہے اور اللہ ہدایت دے سکتا ہے جسے چاہے اور وہی خوب جانتا ہے توفیق والوں اور کامیاب اور طاقتوروں کو۔

تفسیر۔ اِنَّکَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ ۔ انبیاء خصوصیت سے ایک شخص کو مخاطب کر کے وعظ کرنے کی بجائے عام طور پر نصیحت دیتے ہیں۔

یہ کلمات خدا کی جناب میں ناپسند ہیں کہ فلاں اگر مسلمان ہو جاوے تو یوں ہو جائے گا۔ یوں سب روکیں ہٹ جائیں گی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۴)

۶۰۔ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰی حَتّٰی یَبْعَثَ فِیْۤ اُمِّهَا رَسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا ۚ وَ مَا كُنَّا مُهْلِكِی الْقُرٰۤی اِلَّا وَ اَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ۔

ترجمہ۔اور تیرا رب کسی بستی کو ہلاک کرنے والا نہیں جب تک کہ نہ پہنچ لے ان کے بڑے شہر میں کوئی رسول جو پڑھے ان پر ہماری آیتیں اور ہم کسی بستی کو ہلاک ہی نہیں کرتے مگر جب وہاں کے لوگ ظالم ہوں۔

تفسیر۔ امّی کے معانی ہوئے ام القریٰ کا رہنے والا اور امّ القریٰ مکّہ کا نام ہے۔ پس ان پڑھ کے معنے خواہ مخواہ لے لئے۔ موقع مناسب آگا پیچھا دیکھ کر معنی کرنا چاہیے تھا اور سچ یہ ہے کہ جہاں کوئی ہادی بھیجا جاتا ہے۔ اسی بستی کو اس ہادی کے زمانے میں اور بستیوں کا امّ جس کے معنی اصل کے ہیں کہا جاتا ہے۔ ثبوت یَبْعَثَ فِیْۤ اُمِّهَا رَسُوْلًا (القصص:۶۰) قرآن میں ہے پھر اس لحاظ سے بھی مکہ معظّمہ کو امّ اور امّ القریٰ کہا گیا اور ہر مامور کی بستی امّ ہوا کرتی ہے۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۳۱۰)

۶۲۔ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ۔

ترجمہ۔ بھلا جس سے ہم نے بہت عمدہ وعدہ کیا ہے اور وہ اس کو پانے والا ہے ایسا شخص اس کے برابر ہوسکتا ہے جس کو ہم نے دنیا ہی کا فائدہ دیا پھر وہ انجام کار ان لوگوں میں سے ہوگا جو پکڑ بلائے جاتے ہیں۔

تفسیر۔ اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ ۔ انسان کی فطرت میں وعدہ پر بھروسہ کرنا اور پھر اس سے خاص خوشی حاصل کرنا ہے دنیا کے تمام کام اسی وعدہ پر چلتے ہیں۔ پس جو وعدہ اس ذاتِ پاک سے ہو جو پورے طور پر قادر ہو اور صادق القول ہو وہ کیسی مسرّت کا موجب ہوسکتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۴)

۶۴۔ قَالَ الَّذِيْنَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا ۚ اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا ۚ تَبَرَّاْنَآ اِلَيْكَ ۖ مَا كَانُوْٓا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ۔

ترجمہ۔ وہ بولیں گے جن پر عذاب ثابت ہو چکا۔ اے ہمارے رب! یہی لوگ ہیں (استاد کہیں گے) جن کو ہم نے بہکایا۔ ہم نے ان کو بہکایا کیوں کہ ہم بہکے ہوئے تھے ہم تیرے سامنے ان سے بیزار ہیں یہ لوگ تو ہم کو نہیں پوجتے تھے۔

تفسیر۔ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ ۔ جن پر فردِ جرم لگ گئے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۴)

۶۹۔ وَ رَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَ يَخْتَارُ ؕ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور تیرا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور جسے چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے لوگوں کے ہاتھ میں اختیار نہیں۔ اللہ پاک ذات ہے۔ بہت بلند ہے اس سے جو شریک بناتے ہیں۔

تفسیر۔ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَ يَخْتَارُ ۔ قائلینِ تناسخ کہتے ہیں کہ یہ برتری گزشتہ عملوں کا نتیجہ ہے۔ اس کا رد ہے۔ خود انسان کے وجود میں ایک عضو آنکھ ہے۔ ایک ایڑی ہے۔ اور دونوں برابر نہیں۔ اگر

ایسا ہوتا تو بہت نقصان تھا۔

عَمَّا یُشْرِکُوْنَ۔ بعض صفات میں شریک گردانتے ہیں۔ بعض تصرف میں۔ بعض غیر اللہ کو سجدہ کر لیتے ہیں۔ یہ سب شرک ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۴)

۷۴۔ وَ مِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

ترجمہ۔ اس نے اپنی رحمت سے تمہارے لئے رات دن بنائے تا کہ اس میں آرام پاؤ اور اللہ کی مہربانی سے کچھ تلاش بھی کرو مال اور تا کہ تم شکر گزاری اختیار کرو۔

تفسیر۔ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب نیند سے اٹھتے تو دعا مانگتے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانِیْ بَعْدَ اَمَاتَنِیْ[1] بلکہ کروٹ بدلنے میں بھی شکریہ ادا کرتے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ[2] پڑھتے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱ر اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۴)

۷۷۔ اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ ۪ وَ اٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَاۤ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓاُ بِالْعُصْبَةِ اُولِي الْقُوَّةِ ۗ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ۔

ترجمہ۔ کچھ شک نہیں کہ قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا اور اس نے بغاوت کی ان پر اور ہم نے اس کو اتنے خزانے دے رکھے تھے کہ اس کے خزانوں یا کنجیوں سے تھک جاتے تھے کئی طاقتور آدمی۔ جب قارون سے کہا اس کی قوم نے اترامت کچھ شک نہیں کہ اللہ پسند نہیں کرتا اترانے والوں کو۔

تفسیر۔ دولتمندی پر ناز و تکبر کرنے والے خدا کے راستبازوں کا ساتھ نہیں دیتے۔ اس رکوع میں ایک ایسے دولتمند کا ذکر ہے۔

مَفَاتِحَهٗ۔ جمع مفتح۔ یعنی اس کے خزانے اور اسباب۔

لَا تَفْرَحْ۔ اکڑباز نہ ہوجا۔

---

[1] ہر قسم کی تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھے میرے مرنے کے بعد زندہ کیا۔

[2] اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ ایک ہے۔

لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ۔ بعض آدمی ذرا تدبیر میں کامیاب ہوجاویں یا ایک دو خواب سچے آجاویں تو وہ راست بازوں کے مقابلہ پر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ مگر آخر نا کام مرتے ہیں کیونکہ اللہ اترانے کو نا پسند کرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۴)

مَفَاتِحَهٗ۔ جمع مفتح۔ خزانے (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۲)

۷۸۔ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِى الْاَرْضِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۔

ترجمہ۔ اور خواہش کر اُس مال سے جو اللہ نے تجھ کو دیا ہے آخرت کے گھر کے سنوار کی اور بھول مت اپنا حصہ دنیا سے اور تو احسان کر کیونکہ اللہ نے تجھ پر احسان کیا ہے اور فساد و شرارت نہ چاہ ملک میں کچھ شک نہیں کہ اللہ پسند نہیں کرتا شریر مفسدوں کو۔

تفسیر۔ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا۔ یعنی دارِ آخرت کے حصول کے حکم کے یہ معنے نہیں کہ دنیا بالکل چھوڑ دو۔ بلکہ اسلام دین میں، دنیا میں ایک حد بندی چاہتا ہے۔ چنانچہ بعض اوقات نماز پڑھنا بھی منع ہے۔ اسی واسطے صوم متواتر اور ساری رات جاگنے کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منع فرمایا۔ اٰتِ كُلَّ ذِىْ حَقٍّ حَقَّهٗ [1]

كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ۔ کیونکہ اللہ نے تم پر احسان کیا۔

وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ۔ سب سے بڑا فساد تو حضرت موسیٰؑ کا انکار تھا کیونکہ اس سے وحدت میں فرق آتا ہے۔ جو تمام ترقیوں و کامیابیوں کی جڑ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۴)

۸۰۔ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِىْ زِيْنَتِهٖ ط قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِىَ قَارُوْنُ لا اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۔

ترجمہ۔ تو قارون نے اپنی آرائش میں غلبہ کیا اپنی قوم پر تو طالب دنیا کہنے لگے کہ کیا اچھا ہوتا

---

[1] ہر حق والے کو اس کا حق دو۔

ہم کو ملتا جیسا قارون کو ملا ہے کچھ شک نہیں کہ وہ بڑا صاحبِ نصیب بھاگوان ہے۔

تفسیر۔ فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ۔ آخر حضرت موسیٰؑ نے کہا آؤ خدا کے حضور نذر گزاریں اور دعا کریں کہ جو شریر ہے وہ ہلاک ہو جائے۔ حضرت موسیٰؑ نے حکم دیا کہ سب لوگ قارون سے اپنے خیمے الگ کریں۔ اڑھائی سو آدمی نے کہا۔ ہم تو قارون کے ساتھ رہیں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۴)

۸۲۔ فَخَسَفْنَا بِهٖ وَ بِدَارِهِ الْاَرْضَ ۫ فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ۔

ترجمہ۔ پھر ہم نے ذلیل کر دیا مٹی میں ملا دیا اس کو اور اس کے گھر کو تو کوئی بھی جماعت نہ ہوئی جو اس کی مدد کرتی اللہ کے مقابلہ میں اور نہ وہ خود ہی بدلہ لے سکا۔

تفسیر۔ فَخَسَفْنَا۔ ایک زلزلہ آیا۔ زمین پھٹی اور قارون ہلاک ہوا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۴)

۸۴۔ تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ وَ لَا فَسَادًا ۭ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔

ترجمہ۔ ہاں آخرت کا گھر ہم ان ہی کو دیں گے جو ملک میں بڑائی اور فساد نہیں چاہتے اور انجام کار تو متقیوں ہی کا ہے۔

تفسیر۔ قران مجید کے عجائبات میں سے ایک بات یہ ہے کہ ابتداء خلق کا کوئی وقت نہیں بتایا۔ کیونکہ خالقِ کون و مکاں کی ذات کی ابدیت و ازلیت کے سامنے سنکھ در سنکھ کو آپس میں ضرب دیتے چلے جائیں تو بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔ پھر جب سے تاریخ قوموں کا ذکر کرتی ہے۔ یہ بات کہیں سے نہ ملے گی کہ راست بازوں کی جماعت ہلاک ہوئی۔ بلکہ یہی دیکھتے ہیں کہ ان کے مخالف تباہ و برباد ہوتے رہے آج نمرود، فرعون وغیرہ کی اولاد کا پتہ لگانا مشکل ہے۔ مگر حضرت ابراہیمؑ کی اولاد دنیا کے تمام حصّوں میں پائی جاتی ہے اور حکمران ہے۔ امام حسینؓ کے دشمن یزید کی اولاد کا پتہ

اسلامی ممالک میں نہیں ملتا مگر امام حسینؓ سے تعلق رکھنے والے ان کی تعظیم کرنے والے موجود ہیں۔

تِلْكَ الدَّارُ الْاٰخِرَةُ ۔ یہ پچھلا گھر ہزار ہا برس کے بعد۔ یا مر کر۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۱/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۴)

لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْاَرْضِ ۔ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فوت ہوئے تو کسی نے حضرت ابوبکرؓ کے والد کو خبر پہونچائی کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فوت ہو گئے۔ اس نے کہا کہ اسلام کی کیا حالت ہے۔ اس نے بتایا ایک شخص اس کے قائم مقام ہوا۔ کہا کہ مقامِ محمدؐ پر بیٹھنے والا کون شخص ہوسکتا ہے۔ اس نے کہا کہ ابوبکرؓ۔ پوچھا کون ابوبکرؓ۔ کہا ابن ابی قحافہ۔ کہا کون ابی قحافہ؟ اس نے بڑے تعجب سے پوچھا کہ بنو ہاشم کہاں گئے۔ اس نے کہا سب نے اس کی بیعت کر لی۔ پوچھا بنواُمیہ؟ کہا وہ بھی تابع ہو گئے۔ تب ابوقحافہ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا کہ اسلام حق ہے اور یہ سب اسی اللہ کے سامان ہیں۔

حضرت عمرؓ حج سے آتے ہوئے ایک درخت کے پاس کھڑے ہو گئے۔ حذیفہ جو بے تکلف تھا اس نے جرأت کی اور وجہ پوچھی۔ آپؓ نے فرمایا کہ ایک وقت تھا کہ جب میں اپنے ایک اونٹ کو چراتا تھا اور اس درخت کے نیچے میرے والد نے مجھے بہت زجر و توبیخ کی تھی اللہ اب یہ وقت ہے کہ اونٹ تو کیا۔ کئی آدمی میرے آنکھ کے اشارے پر جان دینے کو تیار ہیں۔ یہ اسی لئے کہ ہم نے خدا کے مرسل کو مان لیا۔

عبداللہ بن عمرؓ گھر کی لپائی کرا رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آ گئے۔ پوچھا یہ کیا کرتے ہو۔ عرض کیا۔ اَكُنُّ مِنَ الْمَطَرِ حضور! بارش سے محفوظ رہنے کے واسطے۔ فرمایا۔ بات قریب ہے۔ ملاں تو اس کے یہ معنے کرتا ہے۔ قیامت نزدیک ہے۔ مگر میں تو اس کے یہی معنے کروں گا کہ وہ وقت نزدیک ہے جب تم بادشاہ ہو جاؤ گے اور خود لپائی کرنے کی ضرورت نہ رہے گی۔ چنانچہ آپ عراق بھیجے گئے۔ پھر قیصر و کسریٰ کی حویلیوں کے مالک ہوئے۔

ایک اور صحابی کا ذکر ہے کہ چھپّر بنا رہے تھے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں بھی فرمایا کہ

بات قریب ہے۔یعنی عنقریب تم حکمران ہونے والے ہو۔اوران چھپّروں کی بجائے محلوں میں رہو گے۔ قادیان میں کیا ہے۔لباس، زبان، منظروغیرہ کے اعتبار سے کچھ بھی نہیں۔مگر خدا کا نام لینے والا ایک شخص پیدا ہوا۔تواس کے نفوسِ قدسیہ کے فیض سے تم (تین سو بندھے) بیٹھے ہو۔

بوعلیؒ سینا کے ایک شاگرد نے کہا۔ استاد آپ نبوت کا دعویٰ کرو۔ اس وقت تو خاموش رہے۔ بعدازاں ایک موقع پر جبکہ ہوا تیز وسرد تھی اور پانی یخ بستہ۔اس نے شاگرد کوحکم دیا کہ کپڑے اتار کر اس میں کود پڑو۔اس نے استعجاب کی نظر سے دیکھا۔بوعلیؒ سینا نے پوچھا۔کیوں؟ کہا۔آپ کوجنون تو نہیں ہوگیا؟ اس پر حکیم بولا نادان تیرے جیسے فرماں برداروں کی امید پر نبوت کروں؟ دیکھ ایک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیرو تھے۔کہ خون بہا دیئے۔اور گھمسان کی جنگوں میں جہاں موت سامنے دکھائی دیتی۔سر کٹوانے کا حکم دیا اورانہوں نے چوں تک نہ کی۔اورایک تو ہے کہ جانتا ہے کہ میں طبیب ہوں۔پھرسردی سے ڈرتا ہے! صحابہؓ کی مرہم پٹی کا بھی تسلی بخش انتظام نہ تھا۔بوعلی سینا نے دلیلِ نبوت دی کہ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ایک فرماں بردار جماعت کر دیتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدرقادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۵)

۸۶۔ اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ ؕ قُلْ رَّبِّیْۤ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰی وَ مَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔

ترجمہ۔ بے شک تیرے رب نے تجھ پر قرآن اتارا البتہ وہ ضرور تجھ کو پھیر لانے والا ہے پہلی جگہ کہہ دے میرا رب خوب جانتا ہے کون ہدایت لے کر آیا ہے اورکون بالکل گمراہی میں پڑا ہے۔

تفسیر۔ بے شک وہ جس نے تجھے قرآن کا پابند بنایا۔ یقیناً تجھے اصلی وطن (مکہ) میں پھیر لے جائے گا۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۲۵۸ حاشیہ)

لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ۔قرآن جب کوئی بڑا دعویٰ کرتا ہےتو ساتھ ہی اس کے دلیل دیتا ہے جو بہت قوی ہوتی ہے۔ پہلے فرمایا کہ میرے اتباع بادشاہ ہو جاویں گے۔اس کی دلیل میں فرمایا کہ یہ قرآن جس میں لکھا ہے کہ تیرے ساتھی حکمران بن جائیں گے۔اسی میں یہ پیشگوئی کی جاتی ہے

کہ وہ مکہ جہاں سے تمہیں نکالا گیا۔ جہاں کے لوگوں کے سامنے کوئی تدبیر نہ چل سکی ایک وقت آتا ہے کہ اسی مکہ میں تم فاتح بن کر داخل ہو گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۵)

۸۷۔ وَ مَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ یُّلْقٰٓى اِلَیْكَ الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِیْرًا لِّلْكٰفِرِیْنَ۔

ترجمہ۔ اور تجھ کو امید نہ تھی کہ تیری طرف اتاری جائے گی کتاب مگر تیرے رب کی مہربانی سے اتاری گئی تو تُو مددگار نہ بننا کبھی کافروں کا۔

تفسیر۔ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ۔ ہماری سرکار نہ کسی یونیورسٹی میں پڑھے۔ نہ تعلیم یافتوں میں رہے پھر ایسا قرآن شریف بخشا جس کو ساری دنیا کا فلسفہ باطل نہیں کر سکتا۔ پس وہی خدا اپنی رحمت سے تمہیں دشمنوں پر مظفر و منصور کرے گا اگرچہ دشمنوں پر غلبہ اور تمام عرب کا مسلمان ہونا محال نظر آتا ہے تو ایسی کتاب کی تجھ ایسے امّی سے کب امید کی جا سکتی تھی۔ جس خدا نے اپنی رحمت سے یہ کام کیا وہ بھی کرے گا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۵)

فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِیْرًا لِّلْكٰفِرِیْنَ۔ یہ موسیٰؑ سے مماثلت ہے۔ آپؐ کے ہاتھ سے بھی صرف ایک آدمی مارا گیا۔ احد میں ایک شخص بڑے جوش سے بڑھا کہ میں نبی کو ماروں گا۔ آپؐ نے کہا آنے دو۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ بہت تیز ہے۔ فرمایا۔ اللہ حافظ ہے۔ کسی کا خنجر لے کر چرکا لگا دیا وہ پیچھے لوٹا اور پھر مر گیا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۲)

۸۹۔ وَ لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ؕ لَهُ الْحُكْمُ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور نہ پکار اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود، کوئی بھی تو سچا معبود نہیں اللہ کے سوا۔ ہر ایک چیز ہلاکت رکھتی ہے لیکن اللہ کی ذات پاک ہے۔ اسی کا حکم ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹ جاؤ گے۔

تفسیر۔ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ۔ ہر شے اسکی ذات کے سوا فنا ہونے والی ہے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اوّل صفحہ ۱۴۱ حاشیہ)

سُوْرَۃُ الْعَنْکَبُوْتِ مَکِّیَّۃٌ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

اس سورۂ عنکبوت کو ہم اس اللہ کے نام سے پڑھنا شروع کرتے ہیں جو رحمٰن و رحیم ہے۔

۳ ۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ ھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۔

ترجمہ ۔ کیا لوگوں کو خیال ہے کہ وہ چھوڑے جائیں یوں ہی۔ یہ جو کہہ دیتے ہیں کہ ایمان لائے حالانکہ ابھی تک تمیز نہ ہوئی، امتحان نہیں کیا گیا۔

تفسیر ۔ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے۔کوئی انسان کہہ دے کہ میں مومن ہوں۔تو یہ تو مختلف وجوہات سے مثلاً کسی شرم ولحاظ سے کہہ سکتا ہے۔ کہ میں مومن ہوں چنانچہ قرآن کریم کے دوسرے رکوع میں لکھا ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مومن کہتے ہیں لیکن درحقیقت وہ مومن نہیں ہوتے۔ آجکل نئی روشنی میں یہ وباء پھیلی ہوئی ہے کہ جس قسم کی سوسائٹی ہے ویسے ہی ہو جاؤ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مذہب صرف سوسائٹی میں آرام سے رہنے کا ذریعہ ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔صرف یہ کہہ دینا کہ میں مومن ہوں۔ کافی نہیں۔جتنی قومیں ان سے پہلے آئی ہیں۔سب کو کٹھالی میں ڈالا گیا تا معلوم ہو کہ کون جھوٹے ہیں اور کون سچے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۵۔۱۹۶)

یاد رکھو کہ ہماری اور ہمارے امام کی کامیابی ایک تبدیلی چاہتی ہے کہ قرآن شریف کو اپنا دستورالعمل بناؤ۔ نرے دعوے سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس دعوے کا امتحان ضروری ہے۔ جب تک امتحان نہ ہولے کوئی سارٹیفکٹ کامیابی کامل نہیں سکتا۔ خیر القرون کے لوگوں کو بھی یہی آواز آئی۔

اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ ھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ۔

کیا لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ وہ صرف اتنا ہی کہنے پر چھوڑ دیئے جاویں گے کہ وہ ایمان لائے اور وہ آزمائے نہ جاویں۔

ابتلاؤں اور آزمائشوں کا آنا ضروری ہے۔ بڑے بڑے زلزلے اور مصائب کے بادل آتے ہیں۔مگر یادرکھو ان کی غرض تباہ کرنا نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا منشاء اس سے استقامت اور سکینت کا عطا کرنا ہوتا ہے اور بڑے بڑے فضل اور انعام ہوتے ہیں۔ ہاں یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ جو لوگ کچے غیر مستقل مزاج، کم ہمت اور منافق طبع ہوتے ہیں وہ الگ ہو جاتے ہیں صرف مخلص، وفادار، بلند خیال اور سچّے مومن رہ جاتے ہیں۔ جو ان ابتلاؤں کے جنگلوں میں بھی امتحان اور بلاء کی خاردار جھاڑیوں پر دوڑتے چلے جاتے ہیں۔ وہ تکالیف اور مصائب ان کے ارادوں اور ہمتوں پر کوئی برا اثر نہیں ڈالتے۔ان کو پست نہیں کرتیں بلکہ اور بھی تیز کر دیتی ہیں۔ وہ پہلے سے زیادہ تیز چلتے اور اس راہ میں شوق سے دوڑتے ہیں۔ نتیجہ کیا ہوتا ہے وہ بلائیں وہ تکالیف وہ مصائب وہ شدائد خدا تعالیٰ کے عظیم الشان فضل اور کرم اور رحمت کی صورت میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ اور وہ کامیابی کے اعلیٰ معراج پر پہونچ جاتے ہیں۔ اگر ابتلاؤں کا تختۂ مشق نہ ہو تو پھر کسی کامیابی کی کیا امید ہو۔ دنیا میں بھی دیکھ لو ایک ڈگری حاصل کرنے کے واسطے اے۔ بی۔ سی شروع کرنے کے زمانہ سے لے کر ایم۔ اے کے امتحان تک کس قدر امتحانوں کے نیچے آنا پڑتا ہے۔کس قدر روپیہ اس کے واسطے خرچ کرتا ہے۔ اور کیا کیا مشکلات اور مشقتیں برداشت کرتا ہے۔ باوجود اس کے بھی یہ یقینی امر نہیں ہے کہ ایم۔ اے پاس کر لینے کے بعد کوئی کامیاب زندگی کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ بسا اوقات دیکھا جاتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ تعلیم میں طالب علم کی صحت خطرناک حالت میں پہونچ جاتی ہے اور ڈپلوما اور پیامِ موت ایک ہی وقت آ پہونچا ہے۔ اس محنت اور مشقت اور ان امتحانوں کی تیاری، روپیہ کے صرف سے اس نے کیا فائدہ اٹھایا یا والدین نے کیا؟ مگر اس کے بالمقابل اللہ تعالیٰ کے لئے ابتلاؤں اور امتحانوں میں پڑنے والا کبھی نہیں ہوتا کہ وہ کامیاب اترا ہو اور نامراد رہا ہو۔ ان لوگوں کی لائف پر نظر کرو اور ان کے حالات پڑھو جن پر خدا تعالیٰ کے مخلص بندے ہونے کی وجہ سے کوئی ابتلاء آیا

اور انہوں نے ثباتِ قدم استقلال اور صبر کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور پھر بامراد نہ ہوئے ہوں۔ ایسی ایک بھی نظیر نہ ملے گی۔ (الحکم جلد ۸ نمبر ۸ مورخہ ۱۰؍مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۴)

دنیاوی علوم وفنون کی تحصیل کے لئے غور کرو کہ ابجد شروع کر کے ایم اے کی ڈگری تک پھر امتحان مقابلہ، ڈالیاں دینے اور دوسرے اخراجات ضروریہ، خرید کتب وغیرہ میں کس قدر محنت، وقت اور روپیہ صرف ہوتا ہے۔ اور ہم کرتے ہیں۔ مگر اس کے بالمقابل قرآن کریم کو اپنا دستور العمل بنانے کے واسطے ہم اس کے پڑھنے اور سمجھنے کے واسطے کس قدر محنت اور کوشش اور روپیہ ہم نے خرچ کیا ہے؟ اس کا جواب یہی ہوگا کہ کچھ بھی نہیں۔ اگر اس کے واسطے ہم عشرِ عشیر بھی خرچ کرتے تو خدا تعالیٰ کے فضل و رحمت کے دروازے ہم پر کھل جاتے۔ مسلمانوں کے افلاس ان کی تنگ دستی اور قلاشی کے اسبابوں پر آئے دن انجمنوں اور کانفرنسوں میں بحث ہوتی اور بڑے بڑے لیکچرار اپنی طلاقت لسانی سے اس افلاس کے اسباب بیان کرتے ہیں۔ میں نے بھی ان لیکچروں کو پڑھا ہے اور مسلمانوں کے افلاس کے اسباب پر بھی غور کی ہے۔ (الحکم جلد ۸ نمبر ۹ مورخہ ۱۷؍مارچ ۱۹۰۴ء صفحہ ۴)

۶۔ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔

ترجمہ۔ جو شخص امید رکھتا ہے اللہ سے ملنے کی تو کچھ شک نہیں کہ اللہ کا وعدہ ضرور ہی آنے والا ہے اور اللہ ہی بڑا سننے والا ہے جو وہ برا حکم کرتے ہیں اور بڑا جاننے والا ہے جو ان کی آرزوئیں ہیں۔

تفسیر۔ مَنْ كَانَ يَرْجُوْا۔ يَرْجُوْا کے معنے يَخَافُوْا کے بھی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۶)

۷۔ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۔

ترجمہ۔ اور جو شخص محنت اٹھاتا ہے تو وہ اپنے ہی لئے محنت اٹھاتا ہے کچھ شک نہیں کہ اللہ غنی ہے سب جہانوں سے۔

تفسیر۔ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ۔ کوئی خدا اور رسول کیلئے محنت کرے۔ وہ درحقیقت اپنے لئے ہی محنت کرتا ہے۔ بھلا خدا تعالیٰ کا وہ کیا گھٹا بڑھا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کسی طرح بھی محتاج نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۶)

۹۔ وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ؕ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا ؕ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔اور ہم نے وصیت کی ہے انسان کو اس کے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی اور اگر تیرے ماں باپ سخت کوشش کریں کہ تو شریک ٹھہرا میرا ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو تُو ان کی اطاعت نہ کرنا۔تم سب کو میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے تو میں تم کو بتا دوں گا جو تم کیا کرتے تھے۔

تفسیر۔ ماں باپ جن کی اطاعت اور فرماں برداری کی خدا نے سخت تاکید فرمائی ہے۔خدا کے مقابلہ میں اگر وہ کچھ کہیں تو ہرگز نہ مانو۔فرماں برداری کا پتہ مقابلے کے وقت لگتا ہے کہ آیا فرماں بردار اللہ کا ہے یا کہ مخلوق کا۔ماں باپ کی فرماں برداری کا خدا نے اعلیٰ مقام رکھا ہے اور بڑے بڑے تاکیدی الفاظ میں یہ حکم دیا ہے۔ان کے کفر و اسلام اور فسق و فجور یا دشمنِ اسلام وغیرہ ہونے کی کوئی قید نہیں لگائی اور ہر حالت میں ان کی فرمانبرداری کا تاکیدی حکم دیا ہے مگر پھر مقابلہ کے وقت ان کے متعلق بھی فرما دیا کہ اِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا۔اگر خدا کے مقابلہ میں آ جاویں تو خدا کو مقدم کرو۔ان کی ہرگز نہ مانو......

غرض نفس ہو یا دوست ہوں۔رسم ہو یا رواج ہو۔قوم ہو یا ملک ہو۔ماں باپ ہوں یا حاکم ہوں۔جب وہ خدا کے مقابلہ میں آ جاویں یعنی خدا ایک طرف بلاتا ہے اور یہ سب ایک طرف تو خدا کو مقدم رکھو۔ (الحکم جلد ۱۲ نمبر ۱۸ مورخہ ۱۰؍مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۲)

۱۲۔ وَ لَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ۔

ترجمہ۔اور اللہ ضرور ظاہر کرے گا ایمانداروں کو اور ضرور منافقوں کو بھی ظاہر فرمائے گا۔

تفسیر۔ وَ لَيَعْلَمَنَّ۔علم دو قسم ہے۔ایک ازلی قبل از وجود اشیاء۔دوم ساتھ ساتھ جب چیز جو حادث ہو۔یہ دوسرا علم ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۲۷)

۱۳۔ وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَ لْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَ مَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور کافر کہنے لگے ایمانداروں سے کہ تم ہماری راہ چلو ہم اٹھائیں گے تمہارے گناہ۔ حالانکہ وہ اٹھانے والے نہیں ان کے گناہ میں سے کچھ بھی۔ کچھ شک نہیں کہ وہ تو بڑے جھوٹے ہیں۔

تفسیر۔ وَ لْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ۔ کئی پیر ایسے پائے جاتے ہیں جنہوں نے اپنے پیروؤں کو ایسے فقرے کہہ کہہ کر گناہ پر دلیر کر دیا ہے۔ ان کا انجام بد ہوگا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۶)

۱۴۔ وَ لَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۫ وَ لَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ۔

ترجمہ۔ وہ ضرور اٹھائیں گے اپنے بوجھ اور اپنے بوجھوں کے ساتھ اور بھی بوجھ اور ضرور ان سے پوچھ پاچھ ہوگی قیامت کے دن ان باتوں کی جو وہ بنایا کرتے تھے۔

تفسیر۔ اَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۔ کچھ اور بوجھ اضلال کا نہ کہ کفارہ کا۔ جیسا کہ وَ مَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ (العنکبوت: ۱۳) میں بتایا۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۲)

۱۵۔ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ؕ فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَ هُمْ ظٰلِمُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور ہم نے بھیجا نوح کو اس کی قوم کی طرف اور وہ ان میں رہا ہزار برس مگر پچاس کم۔ پھر ان کو طوفان نے لیا اور وہ ظالم تھے۔

تفسیر۔ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا ۔ یہ ایک لمبی بحث ہے کہ ۹۵۰ برس عمر کسی انسان کی ہو سکتی ہے یا نہیں۔

ایسے معترضوں کے ذوق پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت نوحؑ کی شریعت ۹۵۰ برس تک رہی میرے نزدیک تو اس میں کوئی استبعاد نہیں۔ جب قرآن مجید میں آ گیا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۶)

۱۸۔ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا وَّ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَ اعْبُدُوْهُ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔

ترجمہ۔سوائے اس کے نہیں کہ تم تو عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا مورتوں کی اور جھوٹی باتیں بناتے ہو۔ کچھ شک نہیں کہ جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا وہ تمہاری روزی کے مالک نہیں تو تم تلاش کرو اللہ ہی کے پاس روزی اور اسی کی عبادت کرو اور اس کا شکر، اور اس کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔

تفسیر۔ تَخْلُقُوْنَ اِفْكًا۔ جھوٹ بنا لیتے ہو۔

فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ ۔ یہ ایمان پیدا ہو تو انسان بہت سے گناہوں سے بچ جائے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۶)

۲۴۔ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ لِقَآئِهٖۤ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ۔

ترجمہ۔اور جنہوں نے انکار کیا اللہ کی آیتوں کا اور اس کے دیدار کا تو یہی لوگ ہیں جو اللہ کی رحمت سے نا امید ہو گئے ہیں اور یہی لوگ ہیں جن کے لئے ٹیس دینے والا عذاب ہے۔

تفسیر۔ مِنْ رَّحْمَتِيْ ۔ اس رحمت سے جس سے انبیاء ، صالحین ، اولیاء ، مومنین متمتع ہوتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۶)

۲۶۔ وَ قَالَ اِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْثَانًا ۙ مَّوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَّ يَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا ٘ وَّ مَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ۔

ترجمہ۔اور ابراہیم نے کہا اس کے سوا نہیں کہ تم نے تو بنا رکھے ہیں اللہ کے سوا بت آپس کی محبت کے سبب دنیا کی زندگی میں۔ پھر قیامت کے دن بعض کا بعض منکر ہو جائے گا اور لعنت بھیجے گا ایک پر ایک اور تمہارا ٹھکانا آگ میں ہو گا اور تمہارا کوئی بھی مددگار نہ ہوگا۔

تفسیر۔ مَّوَدَّۃَ بَیۡنِکُمۡ ۔یعنی تمہاری بت پرستی کی جڑ یہ ہے کہ باہم دوستانہ کے لحاظ سے خدا کے احکام کی پرواہ نہیں کرتے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۶)

۲۷۔ فَاٰمَنَ لَہٗ لُوۡطٌ ۘ وَ قَالَ اِنِّیۡ مُہَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیۡ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ۔

ترجمہ۔تو ایمان لے آیا ابراہیم پر لوط اور کہا میں ہجرت کرتا ہوں اپنے رب کی طرف کیوں کہ وہ بڑا زبردست حکمت والا ہے۔

تفسیر۔ مُہَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیۡ۔ اللہ تعالیٰ کیلئے مومن کو بہت کچھ چھوڑنا پڑتا ہے۔بعض اوقات عقائد و رسومات کو، بعض اوقات مکان کو، خوراک کو، بعض اوقات احباب کو، اقرباء کو، بعض اوقات وطن کو۔غرض تمام ایسی چیزیں جو ظلمات سے نور کی طرف جانے یا آئندہ ترقیات میں مانع ہوں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۶)

۲۸۔ وَ وَہَبۡنَا لَہٗۤ اِسۡحٰقَ وَ یَعۡقُوۡبَ وَ جَعَلۡنَا فِیۡ ذُرِّیَّتِہِ النُّبُوَّۃَ وَ الۡکِتٰبَ وَ اٰتَیۡنٰہُ اَجۡرَہٗ فِی الدُّنۡیَا ۚ وَ اِنَّہٗ فِی الۡاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ۔

ترجمہ۔اور ہم ہی نے عطا فرمایا ابراہیم کو اسحاق اور یعقوب اور اس کی اولاد میں نبوت رکھی اور کتاب، اور دنیا ہی میں اس کا اجر ہم نے اس کو دیا اور کچھ شک نہیں کہ وہ آخرت میں بڑے سنوار والوں میں سے ہے۔

تفسیر۔ اَجۡرَہٗ فِی الدُّنۡیَا۔ مجوس، یہودی، عیسائی، مسلمان سب ابراہیمؑ کو مقدس و راست باز سمجھتے ہیں۔ابراہیم کے معنے ایمانداروں، مقدسوں کا باپ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۶)

۳۴۔وَ لَمَّاۤ اَنۡ جَآءَتۡ رُسُلُنَا لُوۡطًا سِیۡٓءَ بِہِمۡ وَ ضَاقَ بِہِمۡ ذَرۡعًا وَّ قَالُوۡا لَا تَخَفۡ وَ لَا تَحۡزَنۡ ۟ اِنَّا مُنَجُّوۡکَ وَ اَہۡلَکَ اِلَّا امۡرَاَتَکَ کَانَتۡ مِنَ الۡغٰبِرِیۡنَ ۔

ترجمہ۔ اور جب پہنچے ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس ان کے سبب سے ناخوش ہوا اور بہت تنگ دل ہوا اور فرشتوں نے کہا تم نہ ڈرو۔ نہ غم کرو ہم تمہیں اور تمہارے لوگوں کو بچا لیں گے مگر

تمہاری بی بی رہ جائے گی عذاب میں کیونکہ وہ پیچھے رہنے والوں میں ہے۔

تفسیر۔ انسان کو جب اپنے کسی پیارے کا پیام آتا ہے یا اس کی طرف سے کوئی آدمی۔تو بہت خوش ہوتا ہے۔

بوعلیؒ سینا کا ذکر ہے کہ ایک مریض کے مرض کا حال معلوم نہ ہوسکا۔اس لئے اس نے کہا کہ مختلف شہروں کا نام لو۔جب ایک شہر کا نام لیا تو اس کے چہرہ کی حالت تبدیل ہوئی۔پھر اس شہر کے محلوں کا نام لینے کے لئے کہا۔جب ایک محلہ کا نام آیا تو اس کے چہرہ پر غیر معمولی اثر نظر آیا۔پھر ایک گھر کے آدمیوں کا نام لینا شروع کیا تو اس کی نبض کی حالت متغیر ہوگئی۔اور وہ سمجھ گیا کہ فلاں عورت اس کی محبوبہ ہے۔اس کے ساتھ شادی کیلئے ہدایت کی تو وہ اچھا ہوگیا۔

انبیاء کا معاملہ ہی جدا ہے۔ان کا جنابِ احدّیت سے خاص تعلق ہوتا ہے۔

سِیْٓءَ بِهِمْ۔بعض معنے کرتے ہیں کہ ان کو برا کہا۔یہ غلط ہے۔اصل بات یہ ہے کہ حضرت لوطؑ نے ان کو مہمان جان کر گھر آنے کیلئے اصرار کیا۔انہوں نے انکار کیا تو ان کو برا لگا کہ کیوں مہمانی قبول نہیں کرتے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۶)

۳۵، ۳۶۔ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۔وَ لَقَدْ تَّرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةًۢ بَيِّنَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ۔بے شک ہم اس بستی والوں پر نازل کرنے والے ہیں ایک آفت آسمان سے کیونکہ وہ بدکاری کرتے تھے۔بے شک ہم نے چھوڑ رکھا اس کا ظاہر نشان ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔

تفسیر۔ مِنَ السَّمَآءِ۔ قرآن میں جہاں مِنَ السَّمَآءِ آئے اس کے معنے اٹل کے ہوتے ہیں۔

تَرَكْنَا مِنْهَآ اٰيَةً۔کئی قوموں پر عذاب آئے اور انکا نشان ہی نہیں رہا۔مگر خدا نے اس بدذات قوم کے عذاب کا نشان اب تک موجود رکھا ہے۔جہاں یہ قوم ہلاک ہوئی اسے ڈیڈسی[1] (بحیرہ مردار) کہتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۶)

---

[1] DEAD SEA

۳۸۔ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ۔

ترجمہ۔ پس انہوں نے شعیب کو جھٹلایا تو ان کو زلزلہ نے آلیا تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے ہی پڑے رہ گئے۔

تفسیر۔ الرَّجْفَةُ ۔ اب بھی ایسے زلزلے آئے مگر لوگ باز نہ آئے۔سینٹ پیری، سان فرانسسکو، کانگڑہ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۶)

۴۱۔ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ۔

ترجمہ۔تو ہر ایک کو ہم نے پکڑ لیا اس کے گناہ پر تو بعض تو ان میں سے وہ تھے جن کو ہم نے خاک میں ملادیا اور بعض کو ہم نے دبا دیا اور اللہ تو ایسا نہیں جو ان پر ظلم کرے لیکن وہ اپنی جانوں پر آپ ہی ظلم کرتے تھے۔

تفسیر۔ مَنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۔جیسے قارون کو ذلیل کیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۶)

۴۲۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ؕ وَ اِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اللہ کے سوا کسی اور کو دلی دوست بنا رکھا ہے مکڑی کی سی مثال ہے کہ اس نے ایک گھر بنا لیا اور کچھ شک نہیں کہ تمام گھروں میں مکڑی کا گھر بڑا بودہ ہوتا ہے۔کاش یہ لوگ جانتے۔

تفسیر۔ اَوْلِيَآءَ ۔ حمایتی۔مددگار

بَيْتًا۔گھر اس لئے ہوتا ہے کہ پردہ ہو گرمی، سردی، بارش، جھکڑ سے بچاؤ ہو۔آرام کیلئے۔ مکڑی کا جالا ان ضرورتوں میں سے ایک کو بھی پورا نہیں کرتا۔ بد مذہب لوگوں کا بھی یہی حال ہے۔

ایک بات پر ٹھہرتے نہیں۔

ایک دہریہ نے مجھے کہا کہ انسان گُن ، کرم ، سبھاؤ دریافت کرلے تو پھر وہ کھلا دہریہ ہوسکتا ہے میں نے اسے پوچھا کہ فلاں چیز کا گُن کرم سبھاؤ کیا ہے۔اس نے جھٹ گن دیئے۔ میں نے تھوڑی دیر بعد پوچھا۔ ہاں جی۔ آپ نے کیا فرمایا تھا۔ پھر جو بتایا تو کچھ اور ہی بک دیا۔تھوڑی دیر بعد پھر ایک رنگ میں پوچھا تو کچھ اور ہی کہہ دیا۔ میں ساتھ ساتھ لکھتا گیا۔ جب اس نے معلوم کیا کہ یہ میری کمزوری کو تاڑ گیا۔تو بہت ہی نادم ہوا۔

ایک اور شخص آیا۔ اس نے بڑے دعوے سے کہا۔ میں بحث کرنا چاہتا ہوں۔ تین گھنٹے وقت لوں گا۔ میں نے کہا کہ بہت اچھا۔ اس نے کہا کہ مسئلہ تناسخ پر بحث ہوگی۔ میں نے جیب سے دو روپے ملکہ کے بت کے نکالے اور کہا۔ ایک کو اٹھالو۔تو وہ خاموش رہ گیا۔ اور پھر نہ بولا۔ اسکی وجہ یہ تھی۔ کہ اگر وہ کہتا کہ میں نہیں اٹھا سکتا تو یہ جھوٹ تھا۔ اور اگر ایک اٹھاتا تو پھر اس پر سوال ہوتا کہ دوسرے کو کیوں نہ اٹھایا۔ جواب دینا پڑتا۔ میرا اختیار!

پس کسی کو امیر۔ کسی کو غریب یا کسی کو بینا کسی کو نابینا بنانے کا بھی یہی جواب تھا کہ خدا کا اختیار تناسخ والے تو اس کو تناسخ کا ثبوت قرار دیتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۶)

کَمَثَلِ الْعَنْکَبُوْتِ ۔ مباحثہ میں ایک رنگ پر نہ رہنے والا آدمی جھوٹے مذہب کا پیرو ہوتا ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۲)

۴۴۔ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ ۔

ترجمہ ۔ اور یہ مثالیں ہم بیان فرماتے ہیں عام لوگوں کے لئے اور ان کو سمجھتے تو وہی ہیں جن کو علم ہے۔

تفسیر۔ اور ہم یہ مثالیں لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں اور انہیں عالم ہی سمجھتے ہیں۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۶)

۴۶۔ اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ؕ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۔

ترجمہ۔ اے پیارے محمدؐ! تو پڑھ کر سنا دے جو وحی کی جاتی ہے تیری طرف کتاب میں سے اور قائم رکھ نماز کو۔ کچھ شک نہیں کہ نماز روکتی ہے کھلی بے حیائی اور کارِ بد سے (یہود اور نصاریٰ بننے سے) اور اللہ کی یاد تو سب سے بڑی چیز ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کیا کرتے ہو۔

تفسیر۔ اُتْلُ ۔ پڑھا کر۔

وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ ۔ سمجھاتا ہے کہ صرف پڑھنا ہی نہیں بلکہ عملی رنگ بھی ہو۔

وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ۔ میرے ذوق میں اس کے یہ معنے ہیں کہ اس نماز کے اجر میں اللہ جو تمہیں یاد کرے گا۔ وہ اس (صلٰوۃ) سے بہت بڑا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۷)

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ ۔ آجکل کے مسلمان زندوں کو تو سناتے نہیں البتہ قبروں پر مردوں کو سناتے ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۳)

تو پڑھ جو اتری تیری طرف کتاب اور کھڑی رکھ نماز بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی سے اور بری بات سے اور اللہ کی یاد ہے سب سے بڑی اور اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۲۸۱ حاشیہ)

(اس آیت) سے نماز کی علتِ غائی خوب ظاہر ہوتی ہے کہ نماز منکرات اور فواحش سے محفوظ رہنے کیلئے فرض کی گئی ہے اگر نماز کی اقامت اور مداومت سے نمازی کے اقوال و افعال میں کچھ روحانی ترقی نہیں ہوئی۔ تو شریعت اسلامی ایسی نماز کو مستحق درجات ہرگز نہیں ٹھہراتی۔ اب مجاز و ظاہر کہاں رہا۔

نبیٔ عرب علیہ الصلوٰۃ کیلئے کچھ کم فخر کی بات نہیں اور اس کے خدا کی طرف سے ہونے کی قوی دلیل ہے کہ اس نے خدا کی عبادت کو طبلوں، مزماروں، سارنگیوں اور بربطوں سے پاک کر دیا۔ اللہ

کے ذکر کی مسجدوں کو رقص وسرود کی محفلیں نہیں بنایا اور یہاں تک احتیاط کی کہ تصاویر اور مجسمہ بنانے کی اور مسجدوں میں مُوہم بالشرک نقش ونگار کرنے کی قطعی ممانعت کر دی کہ ایسا نہ ہو یہی مجاز رفتہ رفتہ مبدل بحقیقت ہوکر اور یہی مجسمی معبودی تماثیل بن کر توحید کے پاک چشمے کو مکدر کر ڈالیں۔

جب ہم ایک خوش قطع گرجا میں عیسائی جھنڈ کو بزعم عبادت جمع ہوئے دیکھتے ہیں۔ سجے سجائے بنے ٹھنے۔ نیٹوانیاں اور گوری گوری یورپانیاں قرینے سے کرسیوں پر ڈٹی ہوئیں۔ اس وقت ہمیں عیسائیوں کا یہ فقرہ ''کہ مسلمانوں میں صرف رسمی اور مجازی عبادت ہے'' بڑا حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے۔ یقیناً اہلِ اسلام کی غیور طبیعت نصارٰی کی اس حقیقت سے آشنا ہونے کی کبھی کوشش نہ کرے گی۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۲۸۱)

نماز ظاہری پاکیزگی، ہاتھ منہ دھونے اور ناک صاف کرنے اور شرمگاہوں کو پاک کرنے کے ساتھ یہ تعلیم دیتی ہے کہ جیسے میں ان ظاہری پاکیزگی کو ملحوظ رکھتا ہوں۔ اندرونی صفائی اور پاکیزگی اور سچی طہارت عطا کر اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور سبحانیت ، قدوسیت ، مجدیت پھر ربوبیت۔ رحمانیت۔ رحیمیت اور اس کے ملک وملک میں تصرفات اور اپنی ذمہ داریوں کو یاد کر کے کہ اس قلب کے ساتھ ماننے کو طیار ہوں سینہ پر ہاتھ رکھ کر تیرے حضور کھڑا ہوتا ہوں۔ اس قسم کی نماز جب پڑھتا ہے تو پھر اس کی وہ خاصیت اور اثر پیدا ہوتا ہے جو اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ میں بیان ہوا ہے پھر پاک کتاب کا کچھ حصہ پڑھے اور رکوع کرے اور غور کرے کہ میری عبودیت اور نیازمندی کی انتہا بجز سجدہ کے اور کوئی نہیں۔ جب اس قسم کی نماز پڑھے تو وہ نیازمندی اور سچائی جب اعضاء اور جوارح پر اپنا اثر کر چکی تو اور جوش مار کر ترقی کرے گی اور اس کا اثر مال پر پڑے گا۔ (الحکم جلد ۷ نمبر ۳ مورخہ ۲۴؍جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵)

صلٰوۃ کیا ہے؟ اس کا جواب خود اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب میں دیا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ (العنکبوت:۴۶) نماز تمام بے حیائیوں اور بدکاریوں سے روکتی ہے پس اگر نماز پڑھ کر بھی بے حیائیاں اور بدیاں نہیں رکتی ہیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ ابھی تک نماز اپنے اصل مرکز پر نہیں

اور وہ سچا مفہوم جو نماز کا ہے وہ حاصل نہیں ہوا۔اس لئے میں تم سب کو جو یہاں موجود ہیں مخاطب کر کے کہنا چاہتا ہوں کہ تم اپنی نمازوں کا اسی معیار پر امتحان کرو اور دیکھو کہ کیا تمہاری بدیاں دن بدن کم ہو رہی ہیں یا نہیں۔اگر نسبتاً ان میں کوئی فرق واقع نہیں ہوا تو پھر یہ خطرناک بات ہے۔

(الحکم جلد ۷ نمبر ۵ مورخہ ۷؍فروری ۱۹۰۳ءصفحہ ۴)

۴۷۔ وَ لَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۖۗ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ وَ اِلٰهُنَا وَ اِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ۔

ترجمہ۔اور اہل کتاب سے جھگڑا نہ کرو مگر اس طرح کہ وہ بہت ہی عمدہ و پسندیدہ طور پر ہو مگر ہاں جو لوگ ان میں سے بے جا کام کریں کہو ہم نے مانا اس کلام کو جو ہماری طرف اتارا گیا اور اس کلام کو جو تمہاری طرف اتارا گیا اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم تو اسی کے فرمانبردار فدائی ہیں۔

تفسیر۔ اَحْسَنُ ۔ پسندیدہ طور پر۔

وَ قُوْلُوْۤا۔ لوگوں پر اپنے افعال سے بھی یہ ظاہر کردو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ءصفحہ ۱۹۷)

اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ۔مباحثہ میں ابتدا نہ کرو۔وقت مقرر ہو نیز یہ کہ حملے کتنے ہوں دشمن کی جو بات حق ہو۔اسے مان لو۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ءصفحہ ۴۷۳)

۴۸۔ وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَ مِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ یُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَ مَا یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ۔

ترجمہ۔اور ہم نے اسی طرح تیری طرف کتاب اتاری تو وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ تو اس کو مانتے ہیں اور اہل مکہ میں سے بعض اس کو مانتے ہیں اور ہماری آیتوں کا جان بوجھ کر انکار تو وہی کرتے ہیں جو منکر ہیں۔

تفسیر۔ ایسے ہی ہم نے اتاری تجھ پر کتاب۔سمجھ والے اہلِ کتاب تو اس پر ایمان لاتے ہیں اور

مکہ والوں سے بھی کچھ اس پر ایمان لانے والے ہیں اور ہماری نشانیوں (معجزوں) کا کافروں کے سوا کوئی منکر نہیں۔ (ایک عیسائی کے تین سوال اوران کے جوابات۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۱)

اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ۔ بائبل و دیگر کتب الٰہیہ مختلف مذاہب کو پڑھ کر قرآن مجید پر ایمان لانے کی تحریک ہوتی ہے اور وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸ را گست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۷)

۴۹، ۵۰۔ وَ مَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ۔ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَ مَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ۔

ترجمہ۔اور نہ تو تُو پڑھتا تھا اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ اپنے سیدھے ہاتھ سے اس کو لکھتا تھا۔ ایسا ہوتا تو یہ ضرور شبہ کرتے جھوٹے۔ بلکہ یہ قرآن شریف روشن آیتیں ہیں ان لوگوں کے نزدیک جن کے صدر مقام (یا دل) میں عقل وعلم رکھا گیا ہے اور ہماری آیتوں کا تو وہی انکار کرتے ہیں جو ظالم ہیں۔

تفسیر۔ تو اس وقت سے پہلے لکھا پڑھا نہیں تھا۔ ایسی بات ہوتی تو یہ جھوٹے دھوکا کھاتے۔ کیا معنے اب دھوکے کے باعث منکر نہیں۔ صرف ضد اور ہٹ اور عداوت کے سبب سے منکر ہو رہے ہیں۔ بے ریب وہ (قرآن) کھلی نشانیاں ہیں۔ علم والوں کے لئے اور ہماری نشانیوں سے وہی منکر ہیں جو بڑے ظالم ہیں۔ (ایک عیسائی کے تین سوال اوران کے جوابات۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۱، ۲۲)

۵۱۔ وَ قَالُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ۔

ترجمہ۔اور وہ کہتے ہیں اس نبی پر نشانات کس لئے ہیں اتارے گئے اس کے رب کی طرف سے۔ جواب دے دے سوائے اس کے ہیں نشانات تو اللہ ہی کے اختیار کی بات ہے اور میں تو صرف کھلا ہوا ڈرانے والا ہی ہوں۔

تفسیر۔ اِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۔نشان مانگتے ہیں۔ پہلا نشان تو یہی ہے کہ میں نذیر ہوں۔ میرے مخالفوں پر عذاب آنے والا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۷)

اِنَّمَا الْاٰيٰتُ ۔قہری نشانات۔ معجزاتِ قرآنی کے منکرتین گزرے ہیں۔ سرسید، لیکھرام، حافظ نذیر احمد۔ حالانکہ ایسی آیتوں میں انکار نہیں۔ وہ تو فرماتا ہے۔ اللہ کے پاس نشانات ہیں اور میں انہی سے ڈرانے والا ہوں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۳)

۵۲۔ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ۔ کیا ان کے لئے یہ (نشان) کافی نہیں کہ ہم نے نازل فرمائی تجھ پر کتاب جو ان پر پڑھی جاتی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ اس میں بڑی رحمت ہے اور نصیحت ہے اور یادگار ہے ایماندار لوگوں کے لئے۔

تفسیر۔ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ ۔ یہ رحمت کا نشان فرمایا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۷)

اگر انسان میں ضد نہ ہو اور غور و فکر کرے تو قرآن کافی کتاب ہے۔ قرآن نور ہے، ہدایت ہے، رحمت ہے، شفا ہے۔ اور ہر ایک قسم کے اختلاف مٹانے کے واسطے آیا ہے۔

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۔ اور یہی راہ ایمان کی ہے۔...... (الحکم جلد ۷ نمبر ۲۵ مورخہ ۱۰؍جولائی ۱۹۰۳ء صفحہ ۴)

یہ کتاب (قرآن مجید) ہزار ہا شبہات کے مقابلہ کیلئے کافی ہے۔ کیا ہی پاک روح تھی وہ جس کے منہ سے نکلا حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ اس فقرے پر ایک قوم رنجیدہ ہے۔ اس کے ایک فرد نے مجھ پر بھی اعتراض کیا۔ تو میں نے اس سے پوچھا آپ حَسْبُنَا کے کیا معنے کرتے ہیں اس نے کہا كَافِيْكَ میں نے کہا یہ تو قرآن مجید ہی کا قول ہے۔ وہ فرماتا ہے اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ کیا ان کے لئے یہ کتاب کافی

نہیں جو ہم نے ان پر اتاری۔ یہی حضرت عمرؓ نے کہا۔

(الفضل جلد ۱ نمبر ۷ مورخہ ۳۰؍ جولائی ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵)

میں نے بہت سی کتابیں پڑھی ہیں۔ اور خوب سمجھ کر پڑھی ہیں۔ مجھے قرآن کے برابر پیاری کوئی کتاب نہیں ملی۔ اس سے بڑھ کر کوئی کتاب پسند نہیں ہے۔ قرآن کافی کتاب ہے۔ اَوَ لَمْ یَکْفِھِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور آتے ہیں اور آتے رہیں گے۔ میں نے اپنے زمانہ میں مرزا غلام احمدؑ صاحب کو دیکھا ہے۔ سچا پایا اور بہت ہی راست باز تھا۔ جو بات اس کے دل میں نہیں ہوتی تھی وہ نہیں منواتا تھا۔ اس نے ہی ہم کو یہی حکم دیا کہ قرآن پڑھو اور اس پر عمل کرو۔ (الفضل جلد ۱ نمبر ۲۲ مورخہ ۱۲؍ نومبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۱۵)

۵۳، ۵۴۔ قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ شَھِیْدًا ۚ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَ کَفَرُوْا بِاللّٰہِ ۙ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔ وَ یَسْتَعْجِلُوْنَکَ بِالْعَذَابِ ؕ وَ لَوْ لَآ اَجَلٌ مُّسَمًّی لَّجَآءَھُمُ الْعَذَابُ ؕ وَ لَیَاْتِیَنَّھُمْ بَغْتَۃً وَّ ھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ۔

ترجمہ۔ تم کہہ دو اللہ بس ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ۔ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمان و زمین میں ہے اور جو لوگ الباطل کو مانتے ہیں اور اللہ کے منکر ہیں تو یہی لوگ نقصان پانے والے ہیں۔ تجھ سے یہ عذاب کی جلدی مچاتے ہیں اور اگر ایک وقت مقرر نہ ہوتا تو ضرور ان پر آ نازل ہوتا عذاب اور وہ ضرور ضرور دفعۃً ان پر آ ہی پڑے گا اور وہ جانتے بھی نہ ہوں گے۔

تفسیر۔ اَلْبَاطِلُ۔ جس کی کچھ حقیقت نہ ہو۔

اَجَلٌ مُّسَمًّی۔ کتبِ سابقہ۔

(یسعیاہ نبی باب ۳۰) میں یہ بات مقرر نہ ہوتی کہ عذاب اس وقت آئے گا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے چلے جائیں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍ اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۷)

وَ لَیَاْتِیَنَّھُمْ بَغْتَۃً - لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیٰتٌ کا جواب ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۳)

۵۶۔ یَوْمَ یَغْشٰھُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِھِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِھِمْ وَ یَقُوْلُ ذُوْقُوْامَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔جس دن ان کو چھپالے گا عذاب ان کے اوپر سے اور ان کے نیچے سے اور کہنے والا کہے گا کہ چکھو جیسا تم کیا کرتے تھے۔

تفسیر۔ مِنْ فَوْقِھِمْ ۔ باہر سے لوگ آئیں گے یا آسمان سے مراد ہے۔

مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِھِمْ ۔ (۱)۔نوکروں چاکروں کے ذریعے (۲)۔زلزلہ وغیرہ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۷)

۵۷۔ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَۃٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ۔

ترجمہ۔اے میرے ایمان والے بندو! میری زمین کشادہ ہے۔میری ہی عبادت کرو۔

تفسیر۔ اَرْضِیْ وَاسِعَۃٌ ۔مومن اگر ایمان بچانے کیلئے کسی زمین کو چھوڑے تو اللہ اس کو بہتر سے بہتر بدلہ دے گا۔صحابہ کرامؓ کی مثال موجود ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۷)

اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَۃٌ ۔جس جگہ میں جس مجلس میں جس حالت میں جس خوراک میں غفلت ہوا سے چھوڑ دینا چاہیے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۳)

۶۰،۵۹۔ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّھُمْ مِّنَ الْجَنَّۃِ غُرَفًا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا ؕ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ۔ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَ عَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ۔

ترجمہ۔اور جو لوگ ایمان لائے اور بھلے کام کئے ہم ان کو ضرور جگہ دیں گے جنت کے بالا خانوں میں بہہ رہی ہیں ان میں نہریں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔کیا ہی اچھا بدلہ ہے نیکوکاروں کا۔جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ کیا۔

تفسیر۔ غُرَفًا۔ اونچے مقام۔

صَبَرُوْا۔غضب، شہوت، طمع ، سستی ، کاہلی ، کمزوری سے رکے رہیں اور نیکیوں پر قائم۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۷)

۶۱۔ وَ كَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَ اِيَّاكُمْ ۖ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

ترجمہ۔ بہت سے جانور ہیں کہ وہ لادے نہیں پھرا کرتے اپنا رزق۔اللہ ہی روزی دیتا ہے ان کو اور تم کو اور وہی بڑا سننے والا ہے اور بڑا جاننے والا ہے۔

تفسیر۔ كَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ۔ہجرت کرتے ہوئے یہ فکر کہ خرچ کا کیا حال ہوگا۔اس کے جواب میں فرماتا ہے۔مگر اس سے یہ مراد نہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہو۔دیکھو وہی جانور جو گھونسلے میں کچھ نہیں رکھتے۔ وہ بھی آخر سفر کی مشقت اٹھاتے ہیں۔تلاش کرتے ہیں -محنت سے۔ابتغاءِ فضل کرتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۷)

اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَ اِيَّاكُمْ ۔ مہاجرین کے رزق کا بھی اللہ متکفل ہے۔جانور گھر سے کچھ ساتھ لے کر نہیں چلتے۔مگر محنت ضرور کرتے ہیں پس مہاجر کو ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہنا جائز نہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہِ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۳)

۶۲۔ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔

ترجمہ۔اور اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور قابو میں کر رکھا ہے سورج و چاند کو تو وہ ضرور کہیں گے اللہ ہی نے پھر یہ کدھر بھٹکے چلے جاتے ہیں۔

تفسیر۔ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ۔ یہ مان کر کہ سب کچھ اللہ نے پیدا کیا۔محبت ، عبادت ، تذلل غیر کیلئے کرتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۷)

۶۴۔ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ۔اور اگر تو ان سے پوچھے کس نے اتارا ابر سے پانی پھر زمین کو مرے پیچھے زندہ کر دیا اس سے

تو وہ ضرور کہیں گے اللہ ہی نے کیا۔ کہہ دے الحمدللہ۔ ان میں کے بہت سے بے عقل ہی ہیں۔

تفسیر۔ مِنَ السَّمَآءِ۔ بادلوں سے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۷)

۶۵۔ وَ مَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّ لَعِبٌ ؕ وَ اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ جو چیزیں اللہ سے غافل کر دیں اور بے حقیقت ہوں وہ دنیا کی زندگی ہی ہے اور آخرت کا گھر تو سدا کی زندگی کا گھر ہے کاش وہ لوگ جانتے۔

تفسیر۔ اَلْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ۔ یہ ورلی زندگی

لَهْوٌ۔ جس چیز میں شغل رکھنے سے انسان اللہ سے راست بازوں سے غافل ہو جاوے۔

لَعِبٌ۔ بے حقیقت بات۔ جس کی تہہ میں کوئی سچائی اور پاک نتیجہ نفع رساں بات نہ ہو۔ صوفیاء نے لکھا ہے۔ آدمی کو چاہیے کہ ہر شام کو سونے کے وقت اپنے نفس کا محاسبہ کرے کہ میں نے جو کام کئے وہ لہو ولعب تو نہ تھے۔

اَلْحَيَوَانُ۔ حقیقی زندگی۔ حیات طیبہ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۷)

۶۶، ۶۷۔ فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ۔ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚۙ وَ لِيَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ پھر جب وہ سوار ہوتے ہیں کشتیوں میں تو اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں خالص کرتے ہوئے اسی کی اطاعت کو پھر جب ان کو بچا لاتا ہے اللہ خشکی کی طرف تو پھر وہ شرک کرنے لگتے ہیں۔ تاکہ ہمارے دیئے ہوئے کی ناشکری کریں ہاں فائدہ اٹھالیں تھوڑا سا پھر آگے چل کر معلوم کر لیں گے۔

تفسیر۔ دَعَوُا اللّٰهَ۔ جب انسان اپنے منصوبوں سے عاجز آ جاتا ہے۔ تو پھر ہار کر اللہ سے دعا

مانگتا ہے۔

عرب میں جل دیوتا کوئی نہیں۔البتہ ہندوستان میں مچھ کچھ اوتار ہیں۔اس لئے عرب کشتیوں پر سوار ہوکر صرف اللہ ہی کو یاد کرتے۔مسلمان بھی ان ہندوؤں کے اثر سے متاثر ہو گئے۔یہ ملاح جب کشتی چلاتے ہیں تو خضرؑ کا نام لیتے ہیں۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۷)

۷۰۔ وَ الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ۔

ترجمہ۔اور جن لوگوں نے محنتیں اور کوششیں کیں ہمارے میں ہوکر تو ہم ضرور ضرور دکھائیں گے ان کو اپنے رستے اور کچھ شک نہیں کہ اللہ محسنوں کے ساتھ ہے۔

تفسیر۔ وَ الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا ۔سچا اضطراب۔سچی خواہش ، سچی کوشش ، دعا ، حق سمجھنے کے لئے پاک راہ ہے۔

میں جب پہلے یہاں آیا۔یہی نکتہ حضرت صاحب سے سنا کہ صرف محبت کام نہیں آتی۔بلکہ ہم میں ہوکر جہاد کریں اور اس کوشش کے مطابق اپنا عمل درآمد بھی رکھیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۷)

قرآن شریف کے **حقائق**،قرآن شریف کی **صداقتیں** اس کی اعلیٰ تعلیم اور معرفت کی باتیں کوئی گورکھ دھندا نہیں ہیں۔جو کسی کو معلوم نہ ہوں۔نہیں بلکہ ہر شخص اپنے ظرف اپنے عزم و استقلال اور محنت و مساعی کے موافق اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔خود اللہ تعالیٰ نے اسکا فیصلہ کر دیا ہے۔

وَ الَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا جو لوگ ہم میں ہوکر مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان پر اپنی راہیں یقیناً یقیناً کھول دیتے ہیں۔یہ بالکل سچی بات ہے۔مولیٰ کریم تو اس وقت ہر متنفس کو یہ حقائق اور صداقتیں دکھا دیتا ہے۔جب وہ خدا تعالیٰ میں ہوکر کسی صداقت کے پانے کیلئے اضطراب ظاہر کرتا اور اس کیلئے سچی تلاش کرتا ہے۔بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو مجاہدہ تو کرتے ہیں۔لیکن وہ مجاہدہ خدا میں ہوکر نہیں کرتے۔بلکہ اپنی تجویز اور عقل سے کوئی بات تراش لیتے ہیں اور جب اس میں ناکام رہتے ہیں تو پھر کہہ دیتے ہیں کہ ہم کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔یہ ان کی اپنی غلطی اور کمزوری ہے اور وہ الزام

خدا تعالیٰ اور اس کی پاک کتاب پر رکھتے ہیں۔

میں نے دیکھا ہے کہ قرآن شریف کا علم صرف ونحو کی کتابوں کے رٹنے پر موقوف نہیں ہے۔ بدیع و معانی قرآنی علوم وحقائق کیلئے لازمی طور پر پڑھنے ضرور نہیں ہیں۔ یا دوسرے علوم کے بغیر قرآن شریف کا سمجھ میں آنا ناممکن نہیں ہے۔ یہ خیالی باتیں ہیں۔ اس قدر تو میں بے شک مانتا ہوں کہ جس قدر علومِ حقہ سے انسان واقف ہوگا۔ اور ان علوم میں جو قرآن کریم کے خادم ہیں۔ دسترس رکھتا ہو گا۔ وہ اس کے فہمِ قرآن میں ایک مد و معاون ہوں گے۔ لیکن اسی صورت میں کہ اس کا مجاہدہ مجاہدہ صحیح ہوگا۔ مجاہدہ صحیحہ کی تشریح بہت بڑی ہوسکتی ہے۔ مگر مختصر طور پر یاد رکھو کہ **قرآن شریف پڑھو اس لئے کہ اس پر عمل ہو**۔ ایسی صورت میں اگر تم قرآن شریف کھول کر اس کا عام ترجمہ پڑھتے جاؤ اور شروع سے اخیر تک دیکھتے جاؤ کہ تم کس گروہ میں ہو کیا مُنْعَمْ عَلَیْہِمْ ہو یا مغضوب ہو یا ضآلین ہو اور کیا بننا چاہیے۔ مُنْعَم عَلَیْہِم بننے کے لئے سچی خواہش اپنے اندر پیدا کرو۔ پھر اس کیلئے دعائیں کرو۔ جو طریق اللہ تعالیٰ نے انعام الٰہی کے حصول کے رکھے ہیں۔ ان پر چلو اور محض خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے واسطے چلو۔ اس طریق پر اگر صرف سورہ فاتحہ ہی کو پڑھ لو تو میں یقیناً کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے نزول کی حقیقت کو تم نے سمجھ لیا اور پھر قرآن شریف کے مطالب ومعانی پر تمہیں اطلاع دینا اور اس کے حقائق ومعارف سے بہرہ ور کرنا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے اور یہ ایک صورت ہے مجاہدہ صحیحہ کی۔

(الحکم جلد ۸ نمبر ۱۳ مورخہ ۲۴؍اپریل ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۲)

وَ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ جب اللہ تعالیٰ میں ہو کر انسان مجاہدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی راہیں اس پر کھول دیتا ہے۔ پھر سچے علوم سے معرفت نیکی اور بدی کی پیدا ہوتی ہے اور خدا کی عظمت و جبروت کا علم ہوتا ہے۔ اور اس سے سچی خشیت پیدا ہوتی ہے۔

(الحکم جلد ۶ نمبر ۴ مورخہ ۳۱؍جنوری ۱۹۰۲ء صفحہ ۷)

کتاب اللہ پر ایمان بھی اللہ کے فضل اور ملائکہ ہی کی تحریک سے ہوتا ہے۔ اللہ کی کتاب پر عمل درآمد جو سچے ایمان کا مفہوم اصلی ہے چاہتا ہے محنت اور جہاد۔ چنانچہ فرمایا۔

وَ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔یعنی جولوگ ہم میں ہوکرمجاہدہ اورسعی کرتے ہیں۔ ہم ان پراپنی راہیں کھول دیتے ہیں۔یہ کیسی سچی اورصاف بات ہے۔میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں اختلاف کے وقت انسان مجاہدات سے کام نہیں لیتا۔کیوں ایسے وقت انسان دُبدھااورتردّد میں پڑتا ہے۔اور جب یہ دیکھتا ہے کہ ایک کچھ فتوٰی دیتا ہے اور دوسرا کچھ تو وہ گھبرا جاتا اورکوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔کاش وہ جَاهَدُوْا فِیْنَا کا پابند ہوتا تو اس پرسچائی کی اصل حقیقت کھل جاتی۔مجاہدہ کے ساتھ ایک اورشرط بھی ہے وہ تقوٰی کی شرط ہے۔تقوٰی کلام اللہ کیلئے معلم کا کام دیتا ہے۔

(الحکم جلد ۷ نمبر ۲ مورخہ ۱۷؍جنوری ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵)

وَ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:۷۰) جو لوگ ہم میں ہو کر مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان پراپنی راہیں کھول دیتے ہیں۔

غرض قرآن شریف کے سیکھنے کے لئے تزکیہ،تقوی اللہ اورمجاہدہ ضروری ہے۔اب یہ بات کہ قرآن شریف کی آیت لکھ کرمٹھی میں رکھ کرسورہنے سے اس کا مطلب حل ہوجاتا ہے کیاان امور سے منافی اورمتناقض ہےاورکوئی ایسا آدمی جومتقی نہ ہومحض اسی صورت سے قرآن شریف سیکھ سکتا ہے؟

ایسا سوال کرنے سے پہلے یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ کیا کوئی فاسق ، فاجرقرآن شریف کے مطالب کے سمجھنے کے لئے کوشش کرے گا؟ قرآن شریف کے سمجھنے کا شوق اورمحبت تو اسی کے دل میں پیدا ہوگی جومتقی ہواورمجاہدہ کرنے والا ہو۔ سگ را بہ مسجد چہ کار۔[1] فاسق کوقرآن شریف سے کیا تعلق اورمحبت؟

پس جوشخص متقی اور پاکباز ہوگا وہی سعی کرے گا کہ اس پرقرآن شریف کے اہم امورکھل جائیں اور یہ طریق کہ کاغذ پرآیت لکھ کرمٹھی میں لے کرسو جائیں یہ کوئی شعبدہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک فطرتی اصل ہے جوانسان کے اندرموجود ہےاس سے صرف توجہ کااس طرف مبذول کرنامقصود ہے جو شخص سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے قرآن شریف کا دھیان رکھے گاوہ وَ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا کے نیچے کام کرتا ہےاس لئے اللہ تعالیٰ اس پر کشف حقائق کردیتا ہے۔

(الحکم جلد ۷ نمبر ۱۵ مورخہ ۲۴؍اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ ۴،۵)

---

[1] کتے کا مسجد سے کیا کام؟

سُوْرَۃُ الرُّوْمِ مَکِّیَّۃٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔

ہم سورۂ روم کو اللہ کے باعظمت وجلال نام سے پڑھنا شروع کرتے ہیں جس نے محض فضل سے سب کچھ کردیا اور مالک ورحیم ہونے کے سبب سے سب کچھ کردے گا۔

۲ تا ۶۔ الٓمّٓ ۔غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۔ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۔ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ ؕ وَ يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۔

ترجمہ ۔ میں ہوں اللہ بڑا جاننے والا ۔ مغلوب ہوگئے ہیں روم ۔ اپنی زمین کے قریب اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد قریب ہی غالب ہوجائیں گے ۔ چندسال میں ۔ اللہ ہی کے ہاتھ میں اختیار ہے پہلے اور پیچھے اور اس دن ایماندار خوش ہوجائیں گے ۔ اللہ کی مدد سے وہ مدد فرماتا رہتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہی زبردست رحیم ہے ۔

تفسیر ۔ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۔ بِضْعِ نوسال تک بولا جاتا ہے[1] ۔

فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ ۔ ملک شام ۔

يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ یعنی اس دن مومنوں کو بھی کفار کے مقابلہ میں فتح ہوگی ۔ وہ فتح بدر میں ہوئی ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۸)

۷ ۔ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔

ترجمہ ۔ اللہ نے وعدہ فرمایا ہے ۔ اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا لیکن بہت آدمی جانتے ہی نہیں ۔

تفسیر ۔ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ ۔ یعنی اس وعدہ کا خلاف نہیں ہوگا ۔ اس لئے معلوم ہوا کہ بعض مواعید کسی اور رنگ میں پورے ہوتے ہیں ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۸)

---

[1] ۳ سے ۹ برس کے اندر ۔ دیکھیں تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۳ ۔ مرتّب

۱۰۔ اَوَ لَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ ؕ کَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْھُمْ قُوَّۃً وَّ اَثَارُوا الْاَرْضَ وَ عَمَرُوْھَآ اَکْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْھَا وَ جَآءَتْھُمْ رُسُلُھُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ؕ فَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظْلِمَھُمْ وَ لٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ۔

ترجمہ۔کیا یہ لوگ سیر نہیں کرتے ملک میں کہ دیکھتے کہ ان کے پہلوں کا کیا انجام ہوا وہ ان سے زیادہ طاقتور تھے اور انہوں نے زمین کو درست کیا اور اس کو آباد کیا اس سے بھی زیادہ یعنی جس قدر اے منکرو! تم نے آباد کیا اور ان کے پاس آئے ہمارے رسول کھلے کھلے نشان لے کر پس اللہ ایسا تو نہیں جو اُن پر ظلم کرے لیکن وہ اپنی جانوں پر آپ ہی ظلم کرتے تھے۔

تفسیر۔ وَ اَثَارُوا الْاَرْضَ ۔ان لوگوں نے بڑے بڑے کام کئے۔ پہاڑوں کی چوٹیوں پر عالی شان مکان بنائے۔اور پھر وہاں کنوئیں لگوائے۔

محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں کہ ایک عمارت کے کتبہ سے معلوم ہوا کہ تیس لاکھ سال سے بنائی گئی ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۸)

۱۲۔ اَللّٰہُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ۔

ترجمہ۔اللہ ہی نابود سے بود کرتا ہے۔پہلی بار پیدا فرماتا ہے پھر اسے بار بار بناتا ہے پھر اسی کی طرف لوٹ جاؤ گے۔

تفسیر۔ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ۔نابود کو بود کرتا ہے۔لَمْ یَكُ شَیْـًٔا [۱] (مریم:۶۸) سے ثابت ہوتا ہے کہ مادہ بھی خدا نے پیدا کیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۸)

ثُمَّ یُعِیْدُہٗ۔ ہر وقت آدمی خلق ہوتا رہتا ہے۔ ہر روز ہمارا گوشت پوست خون نیا ہوتا ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۳)

۱۶۔ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَھُمْ فِیْ رَوْضَۃٍ یُّحْبَرُوْنَ۔

ترجمہ۔تو جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے تو وہ باغ میں ہوں گے اور ان کی بڑی خاطر داری

---

[۱] جب وہ کچھ بھی نہ تھا۔

کی جائے گی اور بڑی عزت سے رکھے جائیں گے۔

تفسیر۔ یُحْبَرُوْنَ۔ (۱) خوشی دیئے جاتے ہیں (۲) عزت دیئے جاتے ہیں (۳) نئی نئی نعمت دیئے جاتے ہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۳)

۱۷ تا ۲۳۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ۔ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ عَشِيًّا وَّ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ۔ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ۔ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ۔ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ۔ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ ابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ۔

ترجمہ۔ تو اللہ ہی کی تسبیح کرو شام کو اور صبح کو۔ اور اسی کے لئے حمد ہے آسمانوں اور زمین میں اور تیسرے پہر اور دوپہر جب ہو۔ وہ اللہ زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور زمین کو زندہ کرتا ہے اس کے مرے پیچھے۔ اسی طرح قبروں سے نکالے جاؤ گے۔ اور اس کے نشانات میں سے (ایک) یہ نشان بھی ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اس پیدائش کے نتیجہ میں تم بشر بن جاتے اور تمام زمین میں پھیل جاتے ہو۔ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے پیدا کر دیا تمہارے لئے تمہارے ہی میں سے بیبیوں کو تا کہ تم آرام پاؤ ان کے ساتھ اور تمہارے میں پیار رکھ دیا اور مہربانی۔ کچھ شک نہیں کہ اس میں نشانیاں ہیں ان کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے آسمان وزمین کا پیدا کرنا ہے اور تمہاری بولیوں اور رنگتوں کا مختلف ہونا بھی۔ کچھ شک نہیں کہ اس میں نشانیاں

ہیں سمجھنے والوں کے لئے ۔اوراسی کے نشانیوں میں سے ہے تمہاراسونا رات کے وقت اوردن کو اورطلب کرنا تمہارااس کے مال سے ۔بے شک اس میں نشانیاں ہیں ان کے لئے جو سنتے ہیں ۔

تفسیر ۔ مِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ۔بڑے بڑے مدبر اپنے عندیہ میں تدابیر کے ہر پہلو پر لحاظ کر کے مناسب وقت اورعین موافق لوازم کومہیا کرتے ہیں ۔پھر نتائج سے محروم ہو کر اپنی کم علمی پر افسوس ۔مگر قانونِ قدرت کے مستحکم انتظام کو دیکھ کر ہمہ قدرت ذاتِ پاک کا لابد اقرار کرتے ہیں ۔ سلیم الفطرت دانا جب تمام اپنے اردگرد کی مخلوق کو بے نقص ، کمال ترتیب ،اعلیٰ درجہ کی عمدگی پر پاتے ہیں ۔ضرور بے تابی سے ایک علیم وخبیر قادر کے وجود پر گواہی دیتے ہیں ۔فطرت کی اس زبردست دلیل کوغور کرو ۔قرآن مجید کیسے الفاظ میں بیان فرماتا ہے ۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ [۱] (الروم:۲۱) ۔

ان کلمات میں قرآن ان آیات صانع عالم کی طرف توجہ دلاتا ہے جوانسان کی ذات میں موجود ہیں ۔

ان کلمات طیبات سے پہلے اوراس دلیل سے اوّل اللہ تعالیٰ نے اپنی قدوسیت ہر ایک نقص سے پاک ہر ایک صفتِ کاملہ کے ساتھ متصف ہونے کا اظہار اورعبادت کی تاکید کی ہے اورکہا ہے ۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۔وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ [۲] (الروم:۱۸، ۱۹) ۔

اس دعویٰ کا مدار وجودِ صانع پر تھا ۔اس لئے وجود صانع کی دلیل بیان فرمائی اوردلیل بھی ایسی دی جس سے یہ مطلب بھی ثابت ہوگیا ۔

بیان دلیل یہ ہے کہ آدمی کودو باتیں حاصل ہورہی ہیں ۔اوّل شخص انسانی کا وجود اوراسکی بقا ۔ دوم بقائے نوع جومرد وعورت کے ملنے سے حاصل ہوتا ہے ۔پہلے انعام کی نسبت فرمایا کہ انسان اپنی اصل

---

۱ اوراس کے نشانوں سے ہے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا ۔پھر تم اچانک چلتے پھرتے آدمی ہوگئے ۔

۲ اللہ کی قدّوسیّت بیان کرو ۔جب تم شام کرتے اور جب تم صبح کرتے ہو اوراسی کیلئے حمد ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور تیسرے پہر اور جب تم ظہر کرتے ہو ۔

بناوٹ پر نظر کر کے دیکھے کہ وہ مٹی سرد اور خشک ہے۔ اسی سرد وخشک سے تیری گرم اور تر جسمانی روح کو پیدا کیا اور عیاں ہے کہ مٹی میں تو کوئی ادراک نہیں۔ حرکت ارادیہ نہیں، کوئی حیات نہیں، رنگت میں دیکھے تو میلی گدری، وزن میں ثقیل۔ کثافت میں یکتا۔ سُبْحٰنَ اللّٰهِ وَ لَهُ الْحَمْدُ۔ اسی مٹی کے ذرات سے ایک مدرک متحرک بالارادہ۔ زندہ، نئی زندگی کے قابل انسان کی ایسی جسمانی روح بنا دی۔ جو کدورتوں سے پاک، ہلکا پھلکا، اعلیٰ درجہ کا شفاف صاف نیّر جوہر ہے کس تحتانی حالت سے کس بلند درجے پر پہنچایا! پھر بے ریب وہ زبردست طاقت موجود اور بے تردّد وہ قدوسیت اور حمد کے لائق ہے۔ یہ اسی یدِ قدرت کا نقش ہے جسے اللہ، یہوواہ، یزدان، اُوم، کنجک کہتے ہیں۔ بناءً عَلٰی ھٰذا اس مبارک آیت کو پڑھو اور مانو فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ عَشِيًّا وَّ حِيْنَ تُظْهِرُوْنَ (الروم:۱۸، ۱۹) پھر اسی مٹی غیر مدرک۔ غیر متحرک سے انسان کی بقائے نوع اور اس کے آرام کے لئے اسی کے جنس کی بی بی بنائی۔ اور اپنے اس ارادہ کو جو دونوں کے باہمی تعلق کی نسبت تھا۔ غور کرو۔ کن پیارے پیارے الفاظ میں بیان فرمایا۔

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ۔[1] (الروم:۲۲)

پھر انسانی صفات کی طرف انسانی فطرت کو توجہ دلاتا اور فرماتا ہے۔

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ (الروم:۲۳)۔[2]

مگر یاد رہے۔ انسانی صفات ایک تقسیم میں دو قسم ہوا کرتے ہیں۔ ایک قسم انسان کے

---

[1] اور اس کے نشانوں سے ہے کہ تم ہی میں سے تمہارے واسطے جوڑا بنایا تو کہ تم اس سے آرام پکڑو اور تمہارے درمیان دوستی اور رحمت ڈال دی۔ یقیناً اس میں سوچنے والوں کے واسطے نشانیاں ہیں۔

[2] اور اس کے نشانوں سے ہے پیدا کرنا آسمانوں اور زمین کا اور اختلاف تمہاری بولیوں اور تمہارے رنگوں کا۔ یقیناً اس میں عالموں کیلئے نشانیاں ہیں۔

اعراضِ لازمہ اور دوسری قسم انسان کے اعراضِ مفارقہ۔ انسان کے اعراض لازمہ میں اسکی رنگت، بول چال، اشکال وخطوط ہیں۔ ان ترابی ذرّات سے مختلف انسان اگر ایک ہی رنگت ایک ہی آواز۔ ایک ہی بول چال۔ ایک قسم کی اشکال اور خطوط رکھتے۔ تو کیا ہم دوست کو دشمن سے ممتاز کر لیتے؟ کیا رات میں بلکہ دن میں کچھ اپنے اور پرائے کا تفرقہ کر سکتے؟ ہرگز ہرگز نہیں۔ پس جس غالب طاقت نے یہ تفرقہ کر دیا وہ معدوم نہیں۔ بلکہ وہ موجود اور اس قابل ہے کہ اس کی نسبت کہیں سُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ۔ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (الروم:۱۸،۱۹)۔

اور انسانی شخص کے اعراضِ مفارقہ میں سونا اور جاگنا، حرکت، سکون، کمانا وغیرہ وغیرہ ہیں جن کی طرف اشارہ فرماتا ہے۔

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ ابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ[۱] (الروم:۲۴)۔ (تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۲۸ تا ۱۳۱)

وَ لَهُ الْحَمْدُ۔ جیسے فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ سے سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِكَ پڑھنے کا ارشاد معلوم ہوتا ہے۔ ایسا ہی نماز میں اَلْحَمْدُ پڑھنے کا حکم ہے۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ۔ اچھوں سے برے اور بروں سے اچھے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

مِنْ تُرَابٍ۔ مٹی میں بیج بوتے ہیں۔ کھیتیاں پکتی ہیں۔ وہ کھاتے ہیں۔ خون پیدا ہوتا ہے پھر نطفہ۔ پھر انسان۔

مِنْ اَنْفُسِكُمْ۔ تمہاری جنس میں سے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍ اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۸)

لِتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا۔ یادرکھو بیبیاں اس لئے ہیں کہ ان سے آرام پاؤ۔ بہت بدبخت ہیں وہ جو بی بی کو دکھ سمجھیں۔

---

[۱] اور اس کے نشانوں سے ہے تمہارا رات کو سونا اور دن کو اس کے فضل کی تلاش کرنا۔ یقیناً اس میں نشانیاں ہیں سننے والوں کے لئے۔

مَوَدَّۃً۔ ان کے ذریعے دو مختلف خاندانوں میں باہمی محبت بڑھتی ہے۔

رَحْمَۃً ۔ بی بی پر رحم کرو۔ وہ تمہارے مقابل میں بہت کمزور ہے۔ لطیف پیرائے میں ادب سکھاؤ۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸ /اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۸)

لِتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا۔ بیاہ کے بعد اگر خدا چاہے تو انسان کو آرام ملتا ہے۔ انسان کی آنکھ، کان، ناک وغیرہ بدی کی طرف راغب نہیں ہوتے۔ سکونِ قلب حاصل ہو جاتا ہے۔ نکاح آرام کے لئے ہوتا ہے بے آرامی کے لئے نہیں ہوتا۔

میں نے خود کئی بیاہ کئے۔ ہر بیاہ میں مجھے بڑا آرام ملا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ۔

(بدر کلام امیر حصّہ دوم مورخہ ۵ /دسمبر ۱۹۱۲ء صفحہ ۸۹)

ہندوستان میں لوگ عورتوں کو فرائض شادی و نکاح کے علم نہیں سکھاتے۔ یہاں تک کہ حیض و نفاس تک کے امراض کی عورتوں کو خبر نہیں ہوتی کہ یہ کیا بلا ہے۔ اور کس بلا کا نام ہے۔ تعلیم و تربیت عورتوں کی بہت کم رہ گئی ہے۔ مرد چاہتا ہے کہ جیسے میں نے ہومر و شکسپیر اور اور لوگوں کے ناول پڑھے ہوئے ہیں۔ میری بیوی بھی ایسی ہی ہو۔ اور ایسے ہی ناز و نخرے میری عورت کو بھی آتے ہوں جیسے کہ اکثر ناولوں میں مَیں پڑھ چکا ہوں۔ ہمارے مولیٰ کو چونکہ یہ سب باتیں معلوم تھیں۔ اس لئے اس نے لِتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا فرمایا ہے یعنی شادی سے تم کو بڑا آرام ہوگا اور چونکہ عورتیں بہت نازک ہوتی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان سے ہمیشہ رحم و ترس سے کام لیا جاوے اور ان سے خوش خلقی و حلیمی برتی جاوے مجھے پنجاب و ہند کی عورتوں پر خاص کر ترس آتا ہے کہ یہ بیچاری ہر ایک کام سے ناواقفیت رکھتی ہیں عرب کی عورتیں بڑی آزاد ہوتی ہیں وہ اپنے حقوق کے طلب کرنے میں بڑی ہی ہوشیار ہوتی ہیں۔

(کلام امیر بحوالہ البدر جلد ۱۳ نمبر ۹ مورخہ یکم مئی ۱۹۱۳ء صفحہ ۱)

وَ اَلْوَانِكُمْ ۔ کسی نے ایک بزرگ سے کہا کہ شطرنج بھی ایک عجیب کھیل ہے کہ ہر آدمی نئی کھیل کھیلتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اس سے بڑھ کر عجیب انسان کا چہرہ ہے۔ اتنی سی جگہ ہے اور آدم سے لے کر اب تک مختلف۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸ /اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۸)

۲۵،۲۴۔ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ يُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖۗ مِّنَ الْاَرْضِ ۖۗ اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تم کو دکھاتا ہے بجلی ڈرانے اور امید رکھنے کو اور اتارتا ہے بدلی سے پانی پھر اس سے زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرے پیچھے۔ کچھ شک نہیں کہ اس میں بھی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ قائم ہیں آسمان و زمین اس کے حکم سے تو جب تم کو بلائے گا ایک بار آواز دے کر زمین سے اسی وقت تم نکل پڑوگے۔

تفسیر۔ وَ طَمَعًا۔ ہزاروں قسم کے موذی جرم اس بجلی کی چمک سے مرتے ہیں اور کئی قسم کے فاسد مواد تباہ ہوتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۸)

اور اس کے نشانوں سے ہے کہ بیم و امید کی خاطر تمہیں بجلی دکھاتا ہے اور بادل سے پانی اتارتا ہے۔ پھر اس سے زمین کو مرجانے کے پیچھے زندہ کرتا ہے۔ یقیناً اس میں عقلمندوں کیلئے نشانیاں ہیں۔ اور اس کے نشانوں سے ہے کہ آسمان اور زمین اس کے امر سے قائم ہیں۔ پھر جب تم کو ایک ہی پکار سے پکارے گا۔ اچانک تم زمین سے نکل پڑوگے۔

(تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۳۱ حاشیہ)

۲۸۔ وَ هُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَ هُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ وَ لَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۔

ترجمہ۔ وہی ہے جو خلق کو پیدا کرتا ہے پھر اسے بار بار بناتا ہے اور یہ اس پر بہت آسان ہے اور اعلیٰ درجہ کی مثال اسی کے لئے ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہ بڑا زبردست حکمت والا ہے۔

تفسیر۔ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۔ جب کچھ نہ تھے تو بنایا۔ تو اب جب کچھ ہو چکے ہو۔ پھر بنانا تو اس

ذات پر آسان ہے۔جس نے ’’جب کچھ نہ تھے‘‘ تو تمہیں بنالیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۸)

۲۹۔ ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ۔ایک مثال بیان فرمائی ہے تمہارے لئے تمہارے ہی میں سے جن چیزوں کے تمہارے ہاتھ مالک ہیں کیا ان میں سے کوئی شریک ہے اس چیز میں جو ہم نے تم کو دی تو تم سب اس میں برابر ہو جاؤ بلکہ تم ان سے ڈرو جیسا اپنوں سے ڈرتے ہو۔ہم اسی طرح تفصیل وار بیان کرتے ہیں ان کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔

تفسیر۔ هَلْ لَّكُمْ ۔تم اپنے غلاموں کو اپنے ساتھ برابر کا شریک نہیں قرار دیتے اور نہ تم ان سے ایسا ڈرتے ہو جیسے اپنے غیروں سے۔تو اللہ کے کاموں میں مخلوق برابر کیونکر ہوسکتی ہے۔

لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کئی طرح پر توحید سکھاتا ہے۔بعض وقت اسکی تدابیر کو مفید و بابرکت نہیں ہونے دیتا۔اور جس راستہ سے اس کو رزق ملتا ہے۔اسے بند کر دیتا ہے تا وہ سمجھ لے کہ یہ تمام آمد خدا کے فضل سے ہے۔کسی کی لیاقت قابلیت یا کسی کی امداد کا نتیجہ نہیں یہ نکتہ حضرت صاحب نے مجھے بتایا تھا مومن کو چاہیے کہ ایسے موقعوں میں اللہ کی حکمتوں پر ایمان لائے اور گھبرائے نہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۸)

۳۱۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔تو تُو اپنی توجہ دین ہی پر مضبوط کر سب سے الگ ہو کر اللہ ہی کا طرفدار بن کر۔لوگوں کو اللہ نے جس پر پیدا کیا وہی اصلی فطرت ہے۔اللہ کی بنائی ہوئی خلق کو تبدیل نہیں۔یہی مضبوط اور پائیدار دین ہے لیکن بہت سے آدمی جانتے ہی نہیں۔

تفسیر۔ پس درست رکھ مخاطب اپنے آپ کو سچے دین پر اور وہ یہ ہے کہ انسان سب سے قطع تعلق کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف جھک جاوے اور تمام اقوال و افعال ، حرکات وسکنات اسی کی محبت سے صادر ہوں۔ یہی الٰہی فطرت کے مطابق بات ہے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا۔ الٰہی اندازہ کو بدلانا نہ چاہیے۔ یہی پکا اور ٹھیک دین ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائز ڈ ایڈیشن صفحہ ۲۱۴۔۲۱۵)

فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا۔ اسلام کے تمام احکام فطرت کے مطابق ہیں۔ مصنوع سے صانع کی طرف اعمال کی جزا کا اعتقاد۔ ہر چیز کا ایک اندازہ میں ماننا۔ اندرونی تحریکوں کا متبع ہونا سب مانتے ہیں۔ اور یہی اصولِ اسلام ہیں۔ چور وڈا کو زانی اپنے لئے وہ فعل پسند نہیں کرتا جو دوسروں سے کرتا ہے۔ یہ فطرت کی گواہی ہے اسلام کے احکام پر۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۳)

۳۳۔ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ۔

ترجمہ۔ جنہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کیا اپنے دین کو اور ٹکڑیاں ٹکڑیاں ہو گئیں۔ سب فرقے اپنے پاس والی چیز پر خوش ہیں۔

تفسیر۔ وَ كَانُوْا شِيَعًا۔ خوب یاد رکھو کہ اسلام ایک ہی راہ ہے۔ دو ہر گز نہیں۔ یہ راہِ حق کی تڑپ دلی دعاؤں ، صدقہ وخیرات ، تقویٰ سے ملتی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۸)

۴۲۔ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۔

ترجمہ۔ ظاہر ہو گیا فساد خشکی اور تری میں۔ لوگوں ہی کے کرتوتوں سے تا کہ ان کو کچھ مزہ چکھائے جو یہ کرتوت کر رہے ہیں اس لئے کہ وہ لوٹ آئیں۔

تفسیر۔ ظَهَرَ۔ غالب ہو گیا ہے۔

فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۔ پہاڑوں ملکوں، پانی کے کناروں، جزیروں میں لوگوں کی بدعملیاں بڑھ گئی ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۸)

ایک وہ وقت ہوتا ہے کہ جب دنیا میں اندھیر ہوتا ہے اور ہر قسم کی غلطیاں اور غلط کاریاں پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔خدا کی ذات پر شکوک، اسماء الٰہیہ میں شبہات، افعال اللہ سے بے اعتنائی اور مسابقت فی الخیرات میں غفلت پھیل جاتی ہے۔اور ساری دنیا پر غفلت کی تاریکی چھا جاتی ہے۔اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا کوئی برگزیدہ بندہ اہل دنیا کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے اور اپنے مولیٰ کی عظمت و جبروت دکھانے۔ اسماء الٰہیہ و افعال اللہ سے آگاہی بخشنے کے واسطے آتا ہے۔تو ایک کمزور انسان تو ساری دنیا کو دیکھتا ہے کہ کس رنگ میں رنگین اور کس دھن میں لگی ہوئی ہے۔اور اس مامور کی طرف دیکھتا ہے کہ وہ سب سے الگ اور سب کے خلاف کہتا ہے۔کل دنیا کے چال چلن پر اعتراض کرتا ہے۔نہ کسی کے عقائد کی پروا کرتا ہے نہ اعمال کا لحاظ۔صاف کہتا ہے کہ تم بے ایمان ہو اور نہ صرف تم بلکہ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ سارے دریاؤں جنگلوں، بیابانوں، پہاڑوں اور سمندروں اور جزائر۔غرض ہر حصہ دنیا پر فساد مچا ہوا ہے۔تمہارے عقائد صحیح نہیں۔ اعمال درست نہیں۔علم بودے ہیں۔اعمال ناپسند ہیں۔قویٰ اللہ تعالیٰ سے دور ہو کر کمزور ہو چکے ہیں۔کیوں؟ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ تمہاری اپنی ہی کرتوتوں سے۔پھر کہتا ہے۔دیکھو میں ایک ہی شخص ہوں۔اور اس لئے آیا ہوں کہ لِيُذِيْقَ النَّاسَ وَبَالَ اَمْرِهِمْ ۔لوگوں کو ان کی بدکرتوتوں کا مزہ چکھا دیا جاوے۔بہت سی مخلوق اس وقت ایسی ہوتی ہے کہ ان کے عدم اور وجود کو برابر سمجھتی ہے اور بہت سے ایسے ہوتے ہیں کہ بالکل غفلت ہی میں ہوتے ہیں۔انہیں کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ کیا ہو رہا ہے؟ اور کچھ مقابلہ و انکار پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اپنی عظمت و جبروت دکھانا چاہتا ہے۔ وہ ان لوگوں کے مقابلہ میں جو مال و دولت کنبہ اور دوستوں کے لحاظ سے بہت ہی کمزور اور ضعیف ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے رؤسا اور اہل تدبیر لوگوں کے مقابلہ میں ان کی کچھ ہستی ہی نہیں ہوتی۔ یہ اس مامور کے ساتھ ہو لیتے ہیں۔ایسا کیوں ہوتا ہے؟ یعنی ضعفاء سب سے پہلے ماننے والے کیوں ہوتے ہیں؟ اس لئے کہ اگر وہ اہل دول مان لیں تو ممکن ہے خود ہی کہہ دیں

کہ ہمارے ایمان لانے کا نتیجہ کیا ہوا؟ دولت کو دیکھتے ہیں۔ املاک پر نگاہ کرتے ہیں۔ اپنے اعوان وانصار کو دیکھتے ہیں۔تو ہر بات میں اپنے آپ کو کمال تک پہونچا ہوا دیکھتے ہیں اس لئے خدا کی عظمت و جبروت اور ربوبیت کا ان کو علم نہیں آ سکتا۔لیکن جب ان ضعفاء کو جو دنیوی اور مادی اسباب کے لحاظ سے تباہ ہونے کے قابل ہوں۔عظیم الشان انسان بنا دے اور ان رؤسا اور اہل دول کو ان کے سامنے تباہ اور ہلاک کر دے تو اس کی عظمت وجلال کی چمکار صاف نظر آتی ہے۔غرض یہ سر ہوتا ہے کہ اوّل ضعفاء ہی ایمان لاتے ہیں۔

اس دبدھا کے وقت جبکہ ہر طرف سے شورِ مخالفت بلند ہوتا ہے۔خصوصًا بڑے لوگ سخت مخالفت پر اٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ کچھ آدمی ہوتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے چن لیتا ہے اور وہ اس راستباز کی اطاعت کو نجات کیلئے غنیمت اور مرنے کے بعد قرب الٰہی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔اور بہت سے مخالفت کیلئے اٹھتے ہیں جو اپنی مخالفت کو انتہا تک پہونچاتے ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد آ جاتی ہے۔اور زمین سے آسمان سے دائیں سے بائیں سے غرض ہر طرف سے نصرت آتی ہے اور ایک جماعت طیار ہونے لگتی ہے۔اس وقت وہ لوگ جو بالکل غفلت میں ہوتے ہیں اور وہ بھی جو پہلے عدم وجود مساوی سمجھتے ہیں آ آ کر شامل ہونے لگتے ہیں۔ وہ لوگ جو سب سے پہلے ضعف و ناتوانی اور مخالفت شدیدہ کی حالت میں آ کر شریک ہوتے ہیں ان کا نام سابقین اوّلین، مہاجرین اور انصار رکھا گیا۔مگر ایسے فتوحات اور نصرتوں کے وقت جو آ کر شریک ہوئے ان کا نام ناس رکھا ہے۔

یادرکھو جو پودا اللہ تعالیٰ لگاتا ہے اس کی حفاظت بھی فرماتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ دنیا کو اپنا پھل دینے لگتا ہے لیکن جو پودا احکم الحاکمین کے خلاف اس کے منشاء کے موافق نہ ہو اس کی خواہ کتنی ہی حفاظت کی جاوے وہ آخر خشک ہو کر تباہ ہو جاتا ہے۔اور ایندھن کی جگہ جلایا جاتا ہے۔پس وہ لوگ بہت ہی خوش قسمت ہیں جن کو عاقبت اندیشی کا فضل عطا کیا جاتا ہے۔

(الحکم جلد ۶ نمبر ۵ مورخہ ۷رفروری ۱۹۰۲ء صفحہ ۶)

قرآن مجید عالم جسمانی سے عالم روحانی کی طرف توجہ دلاتا ہے۔

اَیْدِی النَّاسِ۔ یہ ایک محاورہ عرب ہے، اس لئے یہ دھوکہ نہ ہو کہ بعض بدیاں عقائد دل سے تعلق رکھتی ہیں۔ ہاتھ کا خصوصیت سے کیوں ذکر ہے۔

یَدٌ طاقت کو کہتے ہیں۔ ہاتھ کو بھی یَدٌ اس لئے کہتے ہیں کہ اکثر طاقتوں کا اظہار اسی سے ہوتا ہے۔

پس بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ کے معنے ہوئے۔ لوگوں نے اپنی قوتوں کو برا استعمال کیا۔

لِیُذِیْقَھُمْ ۔ یہ ظہور فساد کا نتیجہ بتایا ہے۔ فساد کے معنے بگاڑ خواہ صرف اپنے لئے ہو یا اس کا اثر دوسرے پر بھی پڑے۔

لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ ۔ اس میں یہ بھی سمجھایا ہے کہ دار الجزاء تو اور ہے اور یہاں اعمال کا کچھ کچھ پھل دکھایا جاتا ہے۔ اس لئے کہ وہ بدیوں سے باز آئیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۳ مورخہ ۱۸؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۸)

۴۳۔ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّشْرِکِیْنَ۔

ترجمہ۔ کہہ دو ملک میں سیر کرو (تا کہ ترقی کر جاؤ) پھر دیکھو کیا انجام ہوا ان کا جو پہلے ہو گزرے اور ان میں اکثر مشرک ہی تھے۔

تفسیر۔ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ۔ یہ سمجھایا کہ اپنے نفسوں پر غور نہیں کرتے تو دوسروں کے حالات سے ہی عبرت پکڑ و اور سوچو کہ بعض اگلی قومیں کیوں تنزل میں آئیں۔ ہمارے لئے عبرت پکڑنے کے واسطے بہت صاف راہ ہے۔ کیونکہ تمام ہلاکت وتباہی کی راہوں کے نمونے موجود ہیں۔ اسی واسطے اس آفت کا نام امت مرحومہ رکھا گیا۔

کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّشْرِکِیْنَ۔ یہ ان تباہ شدہ قوموں کے مختلف اسباب میں سے ایک جہت جامع بتائی ہے اور ''شرک'' ہے۔

دنیاں میں جس قدر بدیاں ہیں ان سب کی جڑ شرک ہے۔ مثال کے طور پر سنو ایک شخص چوری کرتا ہے۔ اب اگر یہ شخص خدا کو صفت رازقیت میں واحد باور کرتا تو کبھی چوری نہ کرتا پھر یہی شخص

مشرک فی الحکم بھی بنا کیونکہ اس نے اس ذریعے سے رزق تلاش نہیں کیا جو خدا نے مقرر کیا تھا بلکہ وہ اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـھَہٗ ھَوٰىهُ[1] (الجاثیۃ:۲۴) کا مورد بنا اور اپنی ناجائز تدبیر پر بھروسہ کیا۔

اس آیت میں یہ نکتہ بھی قابلِ یادداشت ہے کہ نہ تو تمام قوم نیک ہو جاتی ہے نہ تمام ہی بری۔ بلکہ اکثر پر حکم ہوتا ہے۔ایک خاص شخص کے معاملہ میں بھی یہی بات ہے کہ جب بدیاں نیکیوں سے بڑھ جائیں تو عذاب نازل ہوتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۹)

۴۴۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ۔

ترجمہ۔ تو تُو اپنی توجہ کو فطرت اللہ ہی پر لگا رکھ اس سے پہلے کہ آ موجود ہو وہ دن جو ٹلتا نہیں اللہ کی طرف سے۔اس دن لوگ الگ الگ ہو جائیں گے۔

تفسیر۔ فَاَقِمْ وَجْهَكَ۔ قرآن شریف میں جب واحد مخاطب ہو تو مفسر عام طور پر اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد لیتے ہیں۔مگر یہ صحیح نہیں بلکہ تمام لوگ فرداً فرداً تاکید کے لئے مخاطب ہیں۔اس کے معنے ہوئے اپنی توجہ کو ٹھیک ٹھیک قائم کر لے۔

يَوْمٌ۔ یوم مطلق وقت کے معنے میں بھی آتا ہے۔

يَصَّدَّعُوْنَ۔ ملاپ والی چیز جب پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے تو اسے صدع کہتے ہیں۔ اس کے معنے ہیں جدا جدا ہو جائیں گے۔یعنی دودھ کا دودھ پانی کا پانی۔نیک الگ بد الگ۔فرماتا ہے اس کامل امتیاز کا دن آنے سے پہلے کچھ کر لو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۹)

۴۵۔ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ۔

ترجمہ۔ جو کافر ہوا تو اس کے کفر کا وبال اُسی پر اور جس نے بھلے کام کئے تو وہ اپنی ہی جانوں کے لئے آرام گاہ تیار کرتے ہیں۔

تفسیر۔ كُفْرُهٗ۔ کفر جیسے انکار اور حق پوشی کو کہتے ہیں۔ایسا ہی ناشکری کو یہ بھی تمام بدیوں کا جامع

---

[1] بھلا تو نے دیکھا اس کو جس نے اپنا معبود بنا لیا اپنی خواہش کو۔

لفظ ہے۔

یَمْھَدُوْنَ۔ تمہید کرتے ہیں یعنی اپنی عاقبت سنوارتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵ راگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۹)

۴۶۔ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ۔

ترجمہ۔ تا کہ جزا دے اللہ ان کو ان کے ایمان لانے کی اور بھلے کام کی اپنے فضل سے۔ کچھ شک نہیں کہ وہ پسند نہیں کرتا کافروں کو۔

تفسیر۔ مِنْ فَضْلِهٖ۔ اس سے ظاہر ہے کہ ابدی ''نجات'' فضل سے ہے اور اس فضل کو کھینچنے والے ہیں ایمان و عمل صالح۔ عمل تو محدود ہے اور نجات غیر محدود۔ اسی وجہ سے نجات ابدی کا مدار فضل پر ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵ راگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۹)

۴۷۔ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّ لِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ بھیجتا ہے ہواؤں کو جو خوشخبری لانے والی ہیں اور نتیجہ یہ کہ تم کو چکھائے مزا اپنی رحمت کا اور کشتیاں چلیں اس کے حکم سے تا کہ تم مال تلاش کرو اللہ کے مال سے اور شکر گزاری اختیار کرو۔

تفسیر۔ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ۔ خدا تعالیٰ اشیاء کے دنیوی فوائد بتاتا ہے تو ساتھ ہی روحانیات کی تعلیم دیتا ہے۔ چنانچہ ان ہواؤں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ روحانی عالم میں بھی مبشرات ہوتے ہیں اور پھر خدا کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ جب کسی نبی یا مجدد نے آنا ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ ایک ہوا چلاتا ہے اور بہت سے قلوب اس تعلیم کے ماننے کے لئے طیار ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض لوگ کسی نبی کی تعلیم سن کر بول اٹھتے ہیں۔ یہ تو ہم پہلے ہی سے مانتے تھے۔ یا ہمارا بھی یہی خیال تھا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵ راگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۹)

۴۸۔ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور بے شک ہم بھیج چکے ہیں تجھ سے پہلے بہت سے رسول ان کی قوموں کی طرف تو وہ ان کے پاس کھلے نشان لے کر آئے پھر ہم نے بدلہ لیا ان لوگوں سے جنہوں نے قطع تعلق کیا اور ہم پر ایمانداروں کی مدد کرنا لازم تھا۔

تفسیر۔ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا۔ وہ لوگ جو يَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ کے مصداق تھے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵ ؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۹)

۴۹۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَ يَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ۔

ترجمہ۔ اللہ وہ پاک ذات ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو اور پھر وہ اگاتی و جماتی ہیں بادلوں کو پھر ان کو پھیلاتا ہے خلا میں جس طرح چاہتا ہے اور اس کو تہہ بہ تہہ کر دیتا ہے پس تو دیکھتا ہے برسات نکلتی ہے ان کے اندر سے پھر جب اس کو پہنچا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے تب ہی وہ لوگ خوشیاں منانے لگتے ہیں۔

تفسیر۔ فِي السَّمَآءِ۔ بلندی میں۔ سماء کے اصل معنے یہی ہیں۔ مگر جب عام طور پر یہ لفظ آسمان پر بولا جانے لگا تو اس کے حقیقی معنے یہی سمجھ لئے گئے حالانکہ یہ تساہل ہے۔ سماء البیت کہتے ہیں چھت کو اور سماء النعل جوتے کے پنجہ کو۔

الْوَدْقَ۔ بوندوں کو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵ ؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۹)

۵۰۔ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ۔

ترجمہ۔ یقیناً لوگ اس سے پہلے کہ ان پر مینہ اتارا جائے ناامید ہو رہے تھے۔

تفسیر۔ لَمُبْلِسِيْنَ۔ یہ سمجھاتا ہے کہ نبی کے آنے سے پہلے بعض لوگ مایوسی کی حد تک پہونچ جاتے

اور وہ یقین کرتے ہیں کہ اب یہ روحانی مردے زندہ نہ ہوسکیں گے اور اب اس بنجر میں کوئی پودہ سرسبز نہ ہوگا۔ مگر خدا تعالیٰ اپنی رحمت کی بارش سے اس زمین کو زندہ کرتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۹)

۵۱۔ اُنْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ۔

ترجمہ۔ پس دیکھو رحمت الٰہی کے آثار کی طرف کہ زمین کو کس طرح زندہ کیا اس کے مرے پیچھے۔ کچھ شک نہیں کہ وہ مردوں کو بھی زندہ کرنے والا ہے اور وہ تو ہر ایک چیز کا بڑا اندازہ کرنے والا ہے۔

تفسیر۔ كُلِّ شَیْءٍ۔ ہر چاہی ہوئی بات پر خدا تعالیٰ نے جہاں اپنی قدرت کی وسعت کا ذکر کیا ہے وہاں ساتھ ہی اس کو ارادہ و مشیت سے مقید کیا ہے۔ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ۔[1] (ھود:۱۰۸)۔ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ۔[2] (اٰل عمران:۴۱)۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۹)

۵۶۔ وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور جس دن الساعۃ قائم ہوگی تو قطع تعلق کرنے والے قسمیں کھائیں گے کہ وہ دنیا میں نہیں رہے بغیر ساعت کے۔ اسی طرح وہ بھٹکتے پھرتے تھے۔

تفسیر۔ اس سے پہلے رکوع میں روحانی مردوں کے زندہ کرنے کا ذکر تھا۔ اب حشر اجساد کے متعلق مشرکوں کو دنیوی زندگی کے مختلف مراتب یاد کرا کے ثبوت دیتا ہے۔ دلائل دو قسم ہیں۔ ایک امکانی (جس سے یہ ثابت ہو کہ ایسا ہونا ممکن ہے) دوسری قسم جس سے کسی چیز کا بالضرور ہونا ثابت ہو۔ زمین مردہ کے زندہ ہونے کا بیان قیامت کی امکانی دلیل ہے۔ اب اور دلیل دیتا ہے کہ تم پہلے کیسے ضعیف ناتواں ہوتے ہو۔ پھر کیسے طاقتور پھر ضعیف و اضعف۔ اس سے ثابت ہوا کہ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْقَدِيْرُ۔[3] (الروم:۵۵) یعنی خدا ہر چیز کے بنانے اور بگاڑنے کا علم اور اس پر قدرت

---

[1] کرسکتا ہے جو چاہتا ہے۔ [2] دیتا ہے... جو چاہتا ہے۔ [3] وہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور وہی بڑا جاننے والا صاحب قدرت ہے۔

رکھتا ہے۔پس وہ مخلوق کو دوبارہ پیدا کرنے کا پورا علم رکھتا ہے اور اس پر قادر ہے۔یہ بھی سمجھایا کہ قوت کے بعد ضعف کم علمی یا عدم قدرت کی وجہ سے نہیں بلکہ وہ حکمت سے ایسا کام کرتا ہے۔

مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ عذاب وثواب کے تین مراتب ہیں۔ایک مرتبہ قبر۔عالم برزخ ودوم جنت ودوزخ میں پہونچنا۔سوم تمام انعامات وعذابِ الٰہی کا کامل ظہور۔

چونکہ دوسرا مرتبہ پہلے سے اعلیٰ ہے اس لئے شرک بوجہ جہالت پہلی حالت میں رہائش کو دوسری کے مقابل میں گھڑی کے برابر سمجھیں گے۔یعنی جب آخری حالت میں تکلیف زیادہ ہوگی۔تو وہ پہلی اس کے مقابل میں ہیچ سمجھیں گے مگر مومن کا یہ حال نہیں۔

غرض مشرک تو کہیں گے کہ بس یہ دن سخت ہے اس سے پہلے کا زمانہ تو قلیل ہی تھا مگر مومن کہیں گے یہ یوم البعث ہے جس کے تم منکر تھے اور اسی انکار کی وجہ سے تم پر سخت ہے۔مگر کتاب اللہ میں یوم البعث تک ٹھہرنے کے معنے نہیں بنتے۔اس لئے مفسرین کو گھبراہٹ ہوئی ہے۔میں کہتا ہوں۔قرآن شریف نے اس کی خود ہی تفسیر کر دی ہے۔ایک مقام پر فرماتا ہے۔لَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ۔[1] (البقرۃ:۲۳۶) یہاں کتاب سے مراد مقرر شدہ زمانہ ہے۔

پس اس آیت کے یہ معنے ہوئے کہ تم ٹھہرے رہے اللہ کے مقرر کردہ زمانہ میں جس کی آخری حد یوم البعث تھی۔یعنی وہ زمانہ جو تمہارے سزا کے لئے مقرر کیا گیا تھا اس کے گذرنے تک ٹھہرے رہے ہو۔

(۲) ساعت۔مصیبت وتباہی کے وقت کو بھی کہتے ہیں۔پس معنے یہ ہوئے جس دن کہ وہ تباہی کا وقت آئے گا۔مجرم قسمیں کھائیں گے اور کہیں گے کہ ہمیں کس قیامت کے قیام کی خبر دیتے ہو۔مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ۔[2] (الروم:۵۶) قیامت تو ہمارے سر پر پہلے ہی آئی ہوئی ہے اور اب تک ہم قیامت کے بغیر نہیں رہے اس پر مومن کہیں گے کہ تم اللہ کی مقرر شدہ میعاد تک ٹھہرے رہے ہو اور یوم البعث تو اب شروع ہوتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۱۹۹، ۲۰۰)

---

[1] نکاح کی گرہ مضبوط نہ کر بیٹھنا جب تک قرآنی میعاد پوری نہ ہوجائے۔ [2] وہ دنیا میں نہیں رہے بغیر ساعت کے۔

۵۸۔ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ۔

ترجمہ۔ تو اس دن فائدہ نہ دیں گی ان ظالموں کو ان کی عذر خواہیاں اور نہ اُن کو ہماری دہلیز نصیب ہوگی۔

تفسیر۔ لَا يَنْفَعُ ۔ دنیا میں تو انسان بہت سے عذر حیلے تراش کر بچ بھی سکتا ہے۔مگر خدا کے حضور اس قسم کے عذر و حیلے نفع نہ دیں گے۔

يُسْتَعْتَبُوْنَ ۔ یہ عتبہ سے ہے پس معنے ہوئے کہ وہ عتبہ دروازہ پر آنے نہ دیئے جاویں گے یعنی وہ چوکھٹ پر پھٹکنے نہ دیئے جائیں گے۔ یہ عمدہ معنے ہیں مگر یہ معنے یہی ہیں کہ ان پر جو عتاب کیا جاتا ہے اس کا وہ شکوہ کریں گے تو وہ شکوہ رفع نہ کیا جاوے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۰)

۵۹۔ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور ہم نے بیان کر دی ہیں اس قرآن میں لوگوں کے لیے ہر قسم کی اعلیٰ درجہ کی باتیں اور اگر تو اُن کے پاس لائے کوئی نشان تو کافر ضرور کہیں گے کہ تم تو جھوٹے ہی ہو۔

تفسیر۔ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۔ مثل مثال کو نہیں کہتے بلکہ اس کے دو معنے ہیں (ا) حالت جیسے فرمایا۔ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۔یعنی ان کی حالت (ب) مثل کسی چیز کی ایسی حالت بیان کرنا کہ اس سے دوسری چیز کی حالت کھل جائے چنانچہ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا کی حالت بیان کر کے منافقوں کی اندرونی حالت کھولی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵/اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۰)



سُوْرَۃُ لُقْمٰنَ مَکِّیَّۃٌ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

ہم سورۂ لقمان کو (اس) اللہ جامع جمیع کمال کے نام سے پڑھنا شروع کرتے ہیں جس نے تمام اسباب مہیا کردیئے اور محنت کرنے والوں کو صلہ دینے کو تیار ہے۔

یہ سورہ قرآن شریف کی پہلی سورہ بقر کے ساتھ مضامین میں بہت ملتی ہے۔ ترتیب عبارت اور الفاظ اکثر ان دونوں سورتوں کے ایک ہی ہیں۔ ناظرین مقابلہ کر کے دیکھیں اور لطف اٹھائیں۔

(بدر جلد ا نمبر ۲۱ مورخہ ۲۴؍اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۲ تا ۴۔ الٓمّٓ۔ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ۔ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ۔

ترجمہ۔ میں اللہ ہوں جو بذریعہ جبرئیل کے محمد پر وحی بھیجتا ہوں۔ کہ یہ آیتیں ہیں حکمت والی کتاب کی۔ ہدایت و رحمت ہے محسنوں کے لئے۔

تفسیر۔ الٓمّٓ۔ اَنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ۔

اَلْحَكِیْمِ۔ حق وحکمت سے بھری ہوئی۔ بڑی مضبوط باتوں والی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۰)

لِلْمُحْسِنِیْنَ۔ جن میں احسان کا مادہ ہے۔ ان کیلئے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احسان کے معنے کئے ہیں۔ اَنْ تَعْبُدَ رَبَّكَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ وَ اِنْ لَّمْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاكَ [1] (الحدیث)

۲۔ دوسرے سے سلوک ونیکی۔ ایک یہودی کسی مسلمان کے پڑوس رہتا اور کوٹھے پر جانوروں کو دانے ڈالتا۔ اس مسلمان نے کہا کہ تیرا عمل بے فائدہ ہے۔ مگر آخر اُسی نے مکہ کا حج کرتے دیکھا اور یہودی نے جتایا کہ یہ اس خیرات کا اجر ہے۔

(۳)۔ ایک صحابی نے اپنی اونٹوں کی قربانی کا ذکر کر کے حضور نبویؐ میں عرض کیا کہ وہ شاید قبول

---

[1] اپنے رب کی اس طرح عبادت کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو (پھر یہ گمان ہو) کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

نہ ہوئی فرمایا۔ اَسْلَمْتَ عَلٰی مَا اَسْلَفْتَ۔[1]

(۴)۔ایک بدکار نے کتے کو دیکھا۔ کیچڑ چاٹ رہا ہے۔ اس نے رحم کر کے موزہ اتارا اور کنویں سے بھر کر اسے پانی پلایا۔ خدا نے نیکی کی راہ پر ایسا ڈالا کہ وہ جنتی ہو گیا (الحدیث) پس احسان کرنے والوں کو قرآن مجید خوب موجبِ ہدایت و رحمت ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵ راگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۰)

۶،۵۔ اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَ ھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ۔ اُولٰٓئِکَ عَلٰی ھُدًی مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

ترجمہ۔ جو نماز کو ٹھیک درست رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کے بتائے ہوئے راستہ پر ہیں اور یہی مظفر و منصور ہوں گے۔

تفسیر۔ سورۂ بقر کے ابتدا میں بھی قریباً یہی آیات ہیں۔ میں نے دیکھا ہے۔(۱)۔ جو لوگ دعاؤں کے قائل نہیں۔ (۲)۔ غیب الغیب رنگ میں کسی مالک خالق کے قائل نہیں۔(۳)۔ داد و دہش کی عادت نہیں رکھتے وہ کبھی کتبِ الٰہیہ سے متمتع نہیں ہوتے۔ اسی واسطے فرمایا۔ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ۔ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ۔[2] (البقرۃ:۲،۳)

سورۂ یوسف میں ہے۔ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّہٗٓ اٰتَیْنٰہُ حُکْمًا وَّ عِلْمًا ؕ وَ کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ۔[3] (یوسف:۲۳) جس سے ظاہر ہے کہ ہر محسن کو حکم و علم بخشا جائے گا۔

بِالْاٰخِرَۃِ۔ جزا و سزا ''غیب'' میں ہے۔

عَلٰی ھُدًی۔ ہدایت پر سوار ہو جاتے ہیں۔ اور منزلِ مقصود پر مظفر و منصور پہونچیں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵ راگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۰)

---

[1] تو نے ان نیکیوں کی وجہ سے اسلام قبول کیا ہے جو تو پہلے کر چکا ہے۔ [2] سیدھی راہ چلانے والی ہے اللہ سے ڈرنے والوں کو۔ جو لوگ اللہ کو مانتے ہیں بے دیکھے یا تنہائی میں اور ٹھیک نماز پڑھا کرتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ دیا کرتے ہیں۔ [3] اور جب یوسف اپنی جوانی کو پہنچا تو ہم نے اس کو جو کچھ سکھایا وہ مضبوط علمی باتیں تھیں اور اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں ہمارے دیکھنے والوں نیکوکاروں کو۔

مُفْلِحُوْنَ ۔مظفر۔ منصور اور کامیاب ۔جس کام میں توجہ کرتے ہیں اسی میں خدا ان کی مدد کرتا ہے۔ (بدر جلد ا نمبر ۲۱ مورخہ ۲۴ /اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۷۔ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۔

ترجمہ ۔ اور آدمیوں میں سے بعض آدمی ایسا بھی ہوتا ہے جو خریدتا ہے کھیل کی باتوں کو تا کہ ہٹاویں اللہ کی راہ سے بے علمی سے اور اس کی ہنسی بناتا ہے (یعنی راہ الٰہی کی ہنسی کرتا ہے) یہی لوگ ہیں جن کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

تفسیر۔ لَهْوَ الْحَدِيْثِ ۔ ایسی باتیں جن سے جناب الٰہی سے غفلت ہو جائے۔ راگ۔ سرود بالخصوص اس کے معنے لینے اپنے اپنے ملک کے حالات کے مطابق ہیں۔

بِغَيْرِ عِلْمٍ ۔ناسمجھی سے۔

هُزُوًا ۔ ہلکا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵ /اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۰)

لَهْوَ الْحَدِيْثِ ۔ایسی بات جو انسان کو خدا سے غافل کر دے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک کافر نضر بن حارث نام تھا۔ جو لوگوں کو کہتا کہ تم قرآن سننے کیا جاتے ہو آ ؤ میں تم کو رستم و اسفندیار کے قصّے سناؤں۔ جو بڑے لمبے اور بہت عجائب ہیں۔اس زمانہ کے اکثر ناول نویس اور قصہ خواں اسی نضر بن حارث کے روحانی شاگرد ہیں جو بیہودہ قصوں میں لوگوں کو مصروف کر کے حکمت کی سنجیدہ باتوں سے دور ڈال دیتے ہیں۔ (بدر جلد ا نمبر ۲۱ مورخہ ۲۴ /اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۸۔ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۔

ترجمہ ۔اور جب ایسے شخص پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے غرور کرتا ہوا ۔ گویا کہ ان آیتوں کو اس نے سنا ہی نہیں جیسا کہ اس کے دونوں کانوں میں بہرا پن ہے تو اس کو خوشخبری سنا دے ٹیس دینے والے عذاب کی۔

تفسیر۔ فَبَشِّرْهُ ۔کھول کر خبر دو۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵ /اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۰)

۱۱۔ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَ اَلْقٰى فِى الْاَرْضِ رَوَاسِىَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَ بَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۔

ترجمہ۔اس نے آسمان کو پیدا کیا بے ستونوں کے تم ان کو دیکھتے ہی ہو اور رکھ دیئے زمین میں بھاری بوجھ کہ وہ تم کو لے کر نہ جھک پڑے اور پھیلا دیئے زمین میں سب طرح کے جاندار اور ابر سے پانی برسایا پھر ہم نے اگائیں زمین میں ہر قسم کی عمدہ چیزیں۔

تفسیر۔بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا۔کوئی شخص نہیں جو کہے کہ اس کے ستون میں نے بھی دیکھے ہیں۔

اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ ۔خوراک دیتے ہیں تم کو کیونکہ بڑی بڑی ندیاں اور دریا پہاڑوں سے نکلتے ہیں۔(۲) جو چکر کھاتے ہیں تمہارے ساتھ۔(۳) بِاَنْ لَّا تَمِيْدَ بِكُمْ۔تا کہ تم ہلاک نہ ہو جاؤ۔ زمین سیال تھی تو متواتر زلزلے آتے تھے۔اب زلزلے کم ہو گئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵ راگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۱)

اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ ۔ مَید چکر کو کہتے ہیں۔پس اس کے معنے ہوئے کہ زمین پر پہاڑ بھی گردشِ روزانہ اور سالیانہ میں تمہارے ساتھ چکّر کھاتے ہیں۔

(۲)۔مید۔غذا کو کہتے ہیں۔جس صورت میں یہ معنے ہوئے ہیں کہ زمین پر پہاڑی علاقے اس واسطے بنائے کہ تم کو غذا پہنچائیں۔ چنانچہ دریا بھی پہاڑوں سے ہی نکلتے ہیں اور پہاڑوں پر اکثر درخت اور میوے ہوتے ہیں۔اور کنوؤں کا پانی بھی انہیں کی فروعات ہیں۔

(۳)۔مَید پیس ڈالنے کو کہتے ہیں جس سے ہندی لفظ میدہ نکلا ہے اس صورت میں یہ معنے ہوئے کہ زمین پر پہاڑ اس واسطے رکھے گئے ہیں کہ جب زمین نافرمانوں سے بھر جائے اور مرسلین الٰہی کا انکار کیا جائے تو پہاڑ اپنی آتش فشانی اور زلازل کے ساتھ بعض باغیوں کو پیس ڈالیں۔ جیسا کہ ہمیشہ ہوتا رہا ہے۔تا کہ دوسروں کو عبرت ہو۔اسی واسطے یہود کی مغضوبیت کو فرمایا۔

نَكَالًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهَا وَ مَا خَلْفَهَا وَ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ۔[1] (البقرۃ:۶۷)

(بدر جلد ا نمبر ۲۱ مورخہ ۲۴ / اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ۔ ایسا ستون نہیں جو تم دیکھ سکو۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۳)

۱۳۔ وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَ مَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۔

ترجمہ ۔ اور ہم نے عطا فرمائی لقمان کو حکمت (یعنی پکی سمجھ) اور حکم دیا کہ اللہ کا شکر کیا کرو اور جو شکر کرتا ہے اس کے سوائے نہیں کہ وہ اپنے ہی لئے کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے (تو وہ اللہ کا کیا بگاڑے گا) کیونکہ اللہ بے پرواسراہا گیا ہے۔

تفسیر ۔ اَلْحِكْمَةَ ۔ نہایت مضبوط بات جس کا انجام بخیر ہو۔ جموں میں ایک شخص تھا جس نے علموں کی تعریفیں یاد کر رکھی تھیں۔ اکثر اہل علم کا اس ذریعہ سے امتحان کر کے ان کو برسرِ محفل نادم کیا کرتا ایک دن مجھ سے بھی سوال کیا کہ حکمت کی جامع مانع تعریف کیا ہے؟ میں نے سورۃ بنی اسرائیل کا رکوع ۴ کا ترجمہ سنا دیا۔ اس کے اخیر میں ہے۔ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰۤى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۔[2] (بنی اسرائیل:۴۰) سُن کر دم بخود رہ گیا۔

اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۔ شکر کرنے سے نعمت بڑھتی ہے۔ فرمایا لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ [3] (ابراھیم:۸) تم شکر کرو گے تو قسم ہے ہمیں اپنی ذات کی کہ ہم ضرور بڑھ چڑھ کر دیں گے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵ / اگست ۱۹۱۰ صفحہ ۲۰۱)

اَلْحِكْمَةَ ۔ یہ لفظ ان الفاظ میں سے ہے جن کے معانی عام استعمال میں ٹھیک نہیں لئے گئے۔ آجکل کے محاورہ میں حکمت طبابت کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے لقمان کو حکمت دی اور

---

[1] پھر ہم نے اس نافرمان جماعت کو موجودہ اور آگے آنے والے لوگوں کے لئے عبرت کا مقام بنا دیا اور اللہ سے ڈرنے والوں کے واسطے بڑی نصیحت کا موجب ہوا۔ [2] یہ اُن باتوں میں سے ہیں جو وحی کی تیرے رب نے تیری طرف حکمت اور مصلحت سے۔ [3] اگر تم شکر کرو گے تو میں (خود) تم کو اور زیادہ کر دوں گا۔

اس حکمت کی ابتدا یہ ہے کہ اَنِ اشْکُرْ لِلّٰہِ۔ اللہ کا شکر گزار رہو۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۲۱ مورخہ ۲۴؍اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

ان آیاتِ کریمہ پر غور فرمائیے اور داد دیجیئے۔ نہ صرف داد بلکہ قبول فرمائیے۔ میں آپ کو حق کی طرف بلاتا ہوں اور بے انصافی کے سخت وبال سے آگاہ کرتا ہوں۔ دیکھو! مرنا ہے اور بھلائی اور برائی کا نتیجہ پانا ہے۔ کیا یہ دور از قیاس ہے؟ انصاف سے کہیئے۔ بلکہ یہ قصہ تمام بھلائیوں کا مجموعی عطر ہے۔ ہاں بت پرست ناشائستہ کج خلق آدمی اس کو دور از قیاس کہے تو ممکن ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۵۶،۵۷)

۱۴۔ وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔

ترجمہ۔ اور جب لقمان نے کہا اپنے بیٹے سے جب وہ اس کو نصیحت کرتا تھا، اے میرے پیارے بیٹے! شریک نہ ٹھہرانا کسی کو اللہ کا۔ کچھ شک نہیں کہ شرک بڑا ہی ظلم ہے۔

تفسیر۔ الشرک۔ شرک کے معنے ساجھی بنانا۔ اللہ کی ذات، صفات، افعال، عبادت میں کسی کو شریک ٹھہرانا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۱)

ہم نے لقمان کو حکمت (اپنی پہچان) دی کہ تو اللہ کا شکر گزار رہو اس لئے کہ جو شکر گزار رہو ا اس میں اسکا اپنا فائدہ ہے۔ اور جس نے کفرانِ نعمت کیا وہ جان لے کہ اللہ غنی ہے تعریف کیا گیا۔ اور جب لقمان نے وعظ کرتے اپنے بیٹے سے کہا۔ اے پیارے بیٹے اللہ سے شرک مت کر کیونکہ شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۵۶ حاشیہ)

حضرت لقمان کی نصیحت بیٹے کیلئے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں درج فرمایا ہے تا کہ لوگ اس پر عمل کریں۔ اس میں دس احکام ہیں۔

(۱)۔ شرک سے مجتنب رہو۔ (۲)۔ والدین سے حسنِ سلوک کرو۔ سوائے حکمِ شرک کے ان کے سب حکم مانو۔ (۳)۔ علمِ الٰہی پر ایمان رکھو کہ وہ تمہاری ہر ایک حرکت سے واقف ہے۔

(۴) ۔ نماز قائم رکھو۔ (۵)۔ بھلی بات کا حکم دو۔ (۶)۔ بری باتوں سے منع کرتے رہو۔ (۷)۔لوگوں کے ساتھ تکبر سے پیش نہ آؤ۔ (۸)۔زمین پر اکڑ کر نہ چلو۔ (۹)۔ ہر ایک معاملہ میں میانہ روی اختیار کرو۔ (۱۰)۔اپنی آواز کو دھیما رکھو۔

اس میں دوسرا حکم والدین کے ساتھ سلوک کرنے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت ہی تاکیدی ہے اور شرک سے اجتناب کے بعد سب سے زیادہ ضروری حکم یہی ہے۔اس واسطے اللہ تعالیٰ نے اس وصیت نامہ میں اس حکم کو خاص اپنی طرف منسوب کیا ہے اور اس کے دلائل بیان کئے اور دوسرے احکام کی نسبت اس کی زیادہ تفصیل کی ہے۔

چونکہ یہ وصیت نامہ حضرت لقمان کا صرف اپنے بیٹے کیلئے تھا اور بیٹا ہی اس وقت مخاطب تھا اس واسطے ممکن ہے کہ حضرت لقمان نے ان حقوق کا ذکر چھوڑ دیا ہو جو خود انہیں کے متعلق تھے۔اور پسند نہ کیا ہو کہ اپنے بیٹے کو یہ کہیں کہ تو میری ایسی اطاعت کر اور ایسی خدمت کر لیکن اللہ تعالیٰ نے جب یہ وصیت تمام دنیا کی ہدایت کے واسطے اپنی پاک کتاب میں درج فرمائی تو یہ ضروری حکم بھی اس کے اندر درج فرمایا۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۔ تحقیق شرک بڑا ظلم ہے کسی ادنیٰ کو اعلیٰ خطاب دینا یا اعلیٰ کو ادنیٰ خطاب دینا۔ پیادے کو بادشاہ کہنا اور بادشاہ کو پیادہ کہنا ایک ظلم ہے باوجودیکہ پیادہ اور بادشاہ ہر دو انسان ہیں اور ایک جیسا جسم رکھتے ہیں اور ممکن ہے کہ کبھی بادشاہ پیادہ بن جائے یا پیادہ بادشاہ بن جائے۔ پھر کس قدر ظلم ہوگا کہ پتھر، مورت، عناصر، اشجار، حیوان یا انسان کو معبود بنایا جاوے۔ حالانکہ ان میں اتنا بڑا فرق ہے کہ کوئی مناسبت ان کے درمیان ممکن نہیں ہے۔

ایک ہندو نے ایک دفعہ شرک کی تردید میں ایک حکمت کا کلمہ بولا۔اس نے کہا کہ چوہڑا اور میرا باپ دونوں انسان ہیں اور ہر دو یکساں آنکھیں، ناک، منہ وغیرہ اعضاء رکھتے ہیں۔اور بہت سی باتوں میں ایک دوسرے کی مانند ہیں۔لیکن پھر بھی اگر کوئی مجھے کہے کہ تیرا باپ چوہڑا ہے تو مجھے اس قدر رنج اور دکھ ہوتا ہے جس کا بیان نہیں ہوسکتا۔ جب ہمارا یہ حال ہے تو کسی پتھر کی مورت یا عاجز

انسان کومعبود کہنا یا معبود بنانا کیسا سخت جرم اور بھاری ظلم ہے۔

(بدر جلد ا نمبر ۲۱ مورخہ ۲۴ راگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۳، ۴)

تین بار مجھ سے یہ سوال پوچھا گیا ہے کہ شرک کیا چیز ہے۔ اس سوال سے مجھے رنج بھی ہوا۔ تعجب بھی افسوس بھی۔

قرآن کریم سارا اسی کے رد سے بھرا ہوا ہے۔ پھر شرک کے سب سے بڑے دشمن رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت سے شرک کا پتہ لگ سکتا ہے۔

شرک وہ بری چیز ہے کہ اس کی نسبت خدا نے فرمادیا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَ يَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ ۔[1] (النساء:۴۹) پھر بھی مسلمان اس کے معنے نہ سمجھیں تو افسوس ہے۔

سب سے پہلا کلام جو انسان کے کان میں بوقت پیدائش و بلوغ ڈالا جاتا ہے وہ شرک کی تردید میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔ یہ ایک بحث ہے کہ کان بہتر ہیں یا آنکھیں۔ مولود کے کان میں اذان کہنے کی سنت سے یہ مسئلہ حل ہوسکتا ہے۔ اگر یہ لغو فعل ہوتا تو کبھی رسولؐ کی سنتِ مؤکدہ نہ بنتا۔ یقظۂ نومی جو بیماری ہے، اس کے عجائبات سے بھی اس کی حکمتیں معلوم ہوسکتی ہیں۔

غرض پہلا حکم کانوں کیلئے نازل ہوا اور انبیاء بھی اسی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی اشاعت کیلئے آئے اور خدا کی آخری کتاب نے بھی اسی کلمہ کی اشاعت کی اور جس کتاب سے میں نے دینی امور کی طرف خصوصیت سے توجہ کی۔ اس میں بھی اسی پر زیادہ تر بحث ہے۔

چونکہ بعض لوگ حکیموں کی بات کو بہت پسند کرتے ہیں۔ اور ان کے کلمہ کا ان کی طبیعت پر خاص اثر ہوتا ہے۔ اس لئے یہاں ایک حکیم کی نصیحت کو بیان کیا ہے۔ اور یہ بھی مسلّم ہے کہ آدمی اپنی اولاد کو وہی بات بتاتا ہے جو بہت مفید ہو اور مضر نہ ہو۔

شرک عربی زبان میں کہتے ہیں۔ سانجھ کرنے کو۔ کسی سے کسی کے ساتھ ملانے کو۔ تو مطلب یہ

---

[1] بے شک اللہ یہ قصور نہیں معاف کرتا کہ کسی کو اس کے برابر سمجھا جائے، اس کا شریک کیا جائے اور معاف کردیتا ہے اس کے سوائے نیچے کے گناہ (سب قصور)

ہوا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو جوڑی نہ بناؤ۔ ایک مقام پر فرمایا ہے۔ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ (الانعام:۲) کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے برابر اس کی ذات میں کسی دوسرے کو بھی مانتا ہو۔ یہ شرک میں نے کسی سے نہیں سنا۔ ثرنوی ایک فرقہ ہے جو کہتے ہیں۔ دنیا کے دو خالق ہیں۔ ایک ظلمت کا، ایک نور کا مگر برابر وہ بھی نہیں کہتے۔

خدا نے فرمایا کہ اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ۔[۱] (النمل:۶۱) تو کفار مکہ جو بڑے مشرک تھے۔ انہوں نے بھی کہا۔ اللہ۔ اسی طرح ان کے جاہلیت کے شعروں میں اللہ کا لفظ کسی اور پر نہیں بولا گیا۔

پھر شرک کیا ہے۔ جس کے واسطے قرآن شریف نازل ہوا سنو! دوسرا مرتبہ صفات کا ہے اللہ تعالیٰ ازلی ابدی ہے۔ سب چیزوں کا خالق ہے۔ وہ غیر مخلوق ہے۔ پس یہ صفات کسی غیر کے لئے بنانا شرک ہے۔

آریہ قوم نے پانچ ازلی مانے ہیں (۱) اللہ قدیم ازلی ہے (۲) روح ازلی ہے (۳) مادہ ازلی ہے۔ (۴) زمانہ ازلی ہے (۵) قضاء ازلی ہے۔ جس میں یہ سب چیزیں رکھی ہیں۔ اس واسطے یہ قوم مشرک ہے۔

عیسائی قوم نے کہا ہے کہ بیٹا ازلی ہے باپ ازلی ہے۔ روح القدس ازلی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ۔[۲] (المائدۃ:۷۴)

ایک قوم ہے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں اور تصرف میں کسی مخلوق کو بھی شریک بناتی ہے۔ بدبختی سے مسلمانوں میں بھی ایسا فرقہ ہے جو کہ پیر پرست ہے حالانکہ رسول کریمؐ سے بڑھ کر کوئی نہیں اور وہ فرماتا ہے۔ لَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ۔[۳] (الانعام:۵۱) اور لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ ۚۛ وَ مَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ۔[۴] (الاعراف:۱۸۹) پس کسی اور ولی کو کبھی یہ قدرت حاصل ہوسکتی ہے کہ اسے جانی جان کہا جاوے اور یہ سمجھا جاوے کہ وہ حاضر و غائب ہماری پکار سنتے ہیں۔

۱۔ بھلا کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو۔ ۲۔ البتہ البتہ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا اللہ تین میں کا تیسرا ہے۔ ۳۔ میں بڑا غیب کا جاننے والا ہوں۔ ۴۔ اگر میں بڑا غیب دان ہوتا تو میں اپنے لئے بہت سی نیکیاں جمع کر لیتا اور مجھے کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچتی۔

یہ جواب جو دیا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو علمِ غیب یا تصرف دے دیا ہے۔ صحیح نہیں کیونکہ شرک کے معنے ہیں۔ ساجھی بنانا۔ خود بن جاوے یا دینے سے بنے۔ یاد رکھو۔ اللہ کا علم ایسا وسیع ہے کہ بشر اس کے مساوی ہو ہی نہیں سکتا۔ جو نشان اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت کیلئے بطور نشان رکھے ہیں۔ وہ کسی اور میں نہیں بنانے چاہئیں۔ بڑا نشان تذلل کا ہے۔ سجدہ اس سے بڑھ کر اور کوئی عاجزی نہیں۔ زمین پر گر پڑے۔ اب آگے اور کہاں کدھر جاویں۔ فرماتا ہے لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ۔[1] (حٰمٓ السجدہ:۳۸) پس جو غیر کو سجدہ کرے وہ مشرک ہے......

قرآن شریف نے ایک اور شرک کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ وہ یہ ہے کہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ[2] (البقرۃ:۱۶۶) یعنی جیسا پیار اللہ سے کرتے ہو۔ یہ کسی اور سے کرنا خدا کا شریک بنانا ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا۔ ند بنانا یوں ہے کہ مثلاً ایک طرف آواز آ رہی ہے حَيَّ عَلَى الْفَلَاح ہے اور دوسری طرف کوئی اپنا مشغلہ۔ جس کو نہ چھوڑا تو یہ بھی شرک ہے۔

اسی سلسلہ میں آخری شرک کا نام لیتا ہوں اور وہ ریا ہے۔ اس سے بچنا چاہیے۔

حضرت صاحب سے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے پوچھا تو آپؑ نے فرمایا۔ جیسا تم لوگوں کو کسی گھوڑی وغیرہ کے سامنے ریا نہیں آ سکتا۔ اسی طرح ماموران الٰہی کو لوگوں کے سامنے ریا نہیں آتا۔ ان تمام شرکوں کا رد اسی کلمہ طیبہ میں ہے۔ جو بہت چھوٹا ہے۔ مگر بہت عظیم۔ اور میرا ایمان ہے کہ اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اس لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ توحید کامل نہ ہوتی اگر اس کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نہ ہوتا کیونکہ دنیا نے ہادیوں کو خدا کہنا بھی شروع کر دیا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰؑ جیسے عاجز اور خاکسار انسان کو خدا بنایا گیا۔ کرشن جیسے خدا کے محبّ کو بھی ایسا ہی سمجھا گیا۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں ہم پر اور احسان کئے وہاں یہ بھی کہا کہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ

---

[1] تم سجدہ کرو سورج کو نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ ہی کو جس نے ان کو پیدا فرمایا۔ [2] اور آدمیوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو اللہ کے جیسا اوروں کو بھی ٹھہراتے ہیں (ان غیروں کو) ایسا چاہتے ہیں جس طرح اللہ سے محبت رکھنی چاہیے اور ایمانداروں کو تو (سب سے بڑھ کر) اللہ ہی کی محبت ہوتی ہے۔

عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رکھ دیا۔تا کہ آپ کی امت کبھی اس ابتلاء میں نہ پڑے اور جب آپؐ بندے تھے تو آپؐ کے خلفاء ونواب پر کب خدائی کا گمان ہوسکتا ہے۔

(بدر جلد ۹ نمبر ۱۲ مورخہ ۱۳؍جنوری ۱۹۱۰ء صفحہ ۲)

۱۵۔ وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّ فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ۔

ترجمہ۔اور ہم نے کہہ رکھا ہے انسان کو اس کے ماں باپ کے ساتھ (نیک سلوک کرنے کا) اس کی ماں نے اس کو پیٹ میں رکھا ضعف پر ضعف سہہ کر اور اس کی دودھ چھڑائی دوسال کی ہے یہ کہ میرا شکر گزار رہنا اور اپنے ماں باپ کا۔میری ہی طرف پلٹ کر آنا ہے۔

تفسیر۔ ہم نے انسان کو والدین سے حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے۔اس کی ماں نے دکھ پر دکھ سہہ کر اسے پیٹ میں رکھا اور دوسال میں اس کا الگ ہونا ہوا۔تو اب میرا اور اپنے والدین کا شکر گزار ہو اور پھر آنا میری طرف ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائز ڈ ایڈیشن صفحہ ۵۶ حاشیہ)

حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ ۔ پہلے ماں باپ ہر دو کی طرف توجہ دلا کر پھر ساتھ ہی ماں کا خصوصیت کے ساتھ ذکر شروع کر دیا ہے کیونکہ عموماً لوگ باپ کی عزت تو کرتے ہیں مگر ماں کی خدمت کا حق ادا نہیں کرتے۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۲۲ مورخہ ۳۱؍اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۱۶۔ وَ اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّ اتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔اور اگر تجھ کو محنت میں ڈالیں تیرے ماں باپ اس بات میں کہ میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو تُو ان کا کہا نہ ماننا۔اور دنیا میں ان کا ساتھ دے (شرعی) دستور کے موافق اور تو اس کی چال چل جس نے میری طرف (پورا پورا) رجوع کرلیا ہے (یعنی محمد مصطفٰی احمد مجتبٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی) تم سب کو میری طرف پلٹ کر آنا ہے تو میں تم کو بتا دوں گا جو تم کرتوت کرتے تھے۔

تفسیر۔ اور اگر تیرے ماں باپ مجھ سے شرک کرنے پر تجھے مجبور کریں جس سے تو بالکل نادان ہے تو ان کا کہا مت مان اور دنیا میں ان کے ساتھ نیک سلوک سے سنگت رکھ اور میری جانب رجوع کرنے والوں کی راہ کے پیچھے چل۔ پھر تم سب کا لوٹنا میری طرف ہے۔ میں تم کو تمہارے عملوں کی خبر دوں گا۔

(تصدیق براہین احمدیہ۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۵۶ حاشیہ)

۱۷۔ يٰبُنَيَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۔

ترجمہ۔ اے میرے پیارے بیٹے! اگر کوئی چیز رائی کے دانہ برابر ہو اور وہ کسی پتھر کے اندر یا آسمانوں میں یا زمین میں ہو تو اسے اللہ لے آئے گا بے شک اللہ بڑا باخبر باریک بین ہے۔

تفسیر۔ اے پیارے بیٹے اگر رائی کے ایک دانے کے برابر کوئی چیز کسی چٹان کے تلے ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں۔ اللہ اسے لے آوے گا۔ یقیناً اللہ لطیف و خبیر ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۵۶ حاشیہ)

اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۔ اللہ تعالیٰ ادنیٰ و اعلیٰ سب باتوں سے باخبر ہے۔ علمِ الٰہی پر ایمان لانے سے نیکی پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان کو یہ یقین ہو کہ کوئی بڑا شخص مجھے دیکھ رہا ہے۔ تو پھر وہ بدی کرنے سے رکتا ہے۔ پھر اپنے بزرگوں، افسروں، حاکموں کے سامنے بدی کرنے سے اور بھی رکتا ہے ایسا ہی جس کو یہ ایمان ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام افعال۔ حرکات۔ سکنات کو دیکھتا ہے۔ اور ہمارے دل کے خیالات اور ارادات سے بھی باخبر ہے۔ وہ شخص کبھی بدی کے نزدیک نہیں جا سکتا۔

(بدر جلد ا نمبر ۲۲ مورخہ ۳۱؍اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۱۸۔ يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ انْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۔

ترجمہ۔ اے میرے پیارے بیٹے! نماز کو ٹھیک درست رکھ اور بھلے کام کا حکم کر اور برے کام سے منع کر اور نیکی پر جما رہ اور بدی سے بچ جو کچھ تجھ پر بیتے۔ کیوں کہ یہ ہیں بڑی ہمت کے کام۔

تفسیر۔ اے بیٹے نماز کی پابندی کر۔نیک باتوں کا امر کر اور بری سے روک اور مصیبتوں پر صبر کر یقیناً یہ بڑے حوصلہ کی بات ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۵۶ حاشیہ)

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ۔ پہلے عقائد کے بارے میں فرمایا۔اب عملی حصہ کے متعلق وعظ سناتا ہے۔ (۱)۔جب عقائد صحیحہ ہو گئے (۲)۔اعمالِ صالح ہو گئے۔پھر تم نے امر بالمعروف شروع کیا تو لوگوں کی مخالفت پر صبر واستقلال سے کام لو۔اس کے بعد جب تمہیں کامیابی حاصل ہو تو دیکھنا متکبر نہ ہو جانا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵ ؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۱)

وَ اصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ ۔ جو مصائب تجھ پر آئیں۔ان میں صبر کر۔حضرت لقمانؑ نے جب اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ لوگوں کو نیکی کا حکم کر اور بدی سے منع کر تو چونکہ اس حکم کی تعمیل کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ نیک نصیحت کرنے والوں اور بدی سے منع کرنے والوں کے لوگ مخالف ہو جایا کرتے ہیں۔ اور ان کو دکھ دیا کرتے ہیں اس واسطے ساتھ ہی ایسے مصائب پر صبر کرنے کی وصیت کی۔آجکل کے صوفیوں میں ایک ملامتی فرقہ کہلاتا ہے جو جان بوجھ کر ایسے کام کرتے ہیں۔جن سے وہ مخلوق کے درمیان قابلِ ملامت ہو جائیں ۔مثلاً رمضان شریف میں بغیر عذر لوگوں کے سامنے روزہ توڑ دیا۔اور کچھ کھانے پینے لگ گئے اور بعد میں خفیہ طور پر اس کا کفارہ ساٹھ روزہ رکھ لیا۔ یہ اس واسطے کرتے ہیں کہ خلقت کے درمیان قابلِ تعریف نہ بنیں بلکہ ملامت کئے جائیں ۔لیکن یہ ملامتی بننے کا طریق انبیاء ورسل کے خلاف ہے۔جو لوگ احکام الٰہی پر عمل کر کے خلقت کے درمیان آمر بالمعروف وناہی عن المنکر بنتے ہیں۔وہ تو خود بخود ملامتی ہو جاتے ہیں۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۲۲ مورخہ ۳۱؍اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۱۹۔وَ لَا تُصَعِّرْ خَدَّکَ لِلنَّاسِ وَ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ کُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۔

ترجمہ۔اور منہ نہ پھیر لیا کر لوگوں سے اور نہ چل زمین پر اکڑ کر بے شک اللہ پسند نہیں کرتا کسی اترانے والے شیخی باز کو۔

تفسیر۔ اورلوگوں پر اپنی گالیں مت چمکا (گھمنڈ مت کر) اورزمین پر اترا کر مت چل۔ یقیناً اللہ مغرور بڑائی جتانے والے کو پیار نہیں کرتا۔ (تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۵۶ حاشیہ)

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ۔ اپنی گالیں مت پھلا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵ ؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۱)

۲۰۔ وَ اقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۔

ترجمہ۔ اپنی تمام چال چلن میں میانہ روی اختیار کرو اور نرم کر اپنی آواز کو۔ کچھ شک نہیں کہ بہت ہی بری آواز گدھوں کی ہے۔

تفسیر۔ اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز دھیمی رکھ (کڑک کر مت بول) کیونکہ بری سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۵۶ حاشیہ)

وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ۔ اپنے تمام اقوال، افعال، خیالات میں میانہ روی اختیار کرلو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵ ؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۱)

۲۱۔ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً ۭ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ لَا هُدًى وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۔

ترجمہ۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے تمہارے کام میں لگا دیں ہیں سب آسمان و زمین کی چیزیں اور پوری کر دیں تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں۔ اور آدمیوں میں سے بعض آدمی ایسا بھی ہوتا ہے جو جھگڑتا ہے اللہ کے مقدمہ میں بے علمی اور جہالت سے اور بلا ہدایت اور بغیر روشن کتاب کے۔

تفسیر۔ کیا تم نہیں دیکھتے اللہ تعالیٰ نے مفت تمہاری خدمت میں لگا دیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ (تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۸ حاشیہ)

سَخَّرَ لَكُمْ ۔مفت میں تمہارے کام میں لگا دیا ہے۔سورج روشنی دیتا ہے۔پھل پکاتا ہے بادل پانی لاتا ہے۔زمین کھانے کی چیزیں اگاتی ہے۔سب چیزیں انسان کے فائدہ کے کاموں میں مصروف ہیں۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۲۲ مورخہ ۳۱ / اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

انسان اس شخص کی فرماں برداری کرتا ہے جو محسن ہو۔حاکم مسلّط ہو۔اللہ جلّ شانہٗ اس فطرت کے لحاظ سے انسان کو سمجھاتا ہے۔

ظَاهِرَةً ۔ حسن وتناسب وصحت اعضاء اس میں شامل ہے۔

بَاطِنَةً ۔ اس میں عقل وتمیز، قابلیت، لیاقت، علم، ولایت۔نبوت شامل ہے۔

بِغَيْرِ عِلْمٍ ۔ وہ علم جو خدا تعالیٰ اپنی جناب سے بخشتا ہے۔اور نور فراست اور پاک کتاب کو نہیں سمجھتے۔مگر جھگڑنے اور ہر دین کی بات میں رائے دینے کو تیار۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵ / اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۱)

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا ہے کہ بحث کرنے کے واسطے تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔بحث صرف وہ شخص کرسکتا ہے جس کو تین باتیں حاصل ہوں۔علم، ہدایت اور روشن کتاب۔ہر ایک شخص کا کام نہیں کہ بحث کے کام میں مصروف ہو جاوے۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۲۲ مورخہ ۳۱ / اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

حضور علیہ السلام نے ایسے وقت جب تمام دنیا پر روحانی، تمدنی اور اخلاقی حالت کی نسبت ظلمت اور تاریکی چھائی ہوئی تھی اور دنیا کے لوگ گم کردہ راہ بھول بھلیّاں میں مبتلا تھے آفتاب کی مانند طلوع فرما کر راہ نمائی کا بیڑا اٹھایا اور لگے نکالنے لوگوں کو ظلمات سے نور کی طرف۔

خدا کے واسطے ذرا غور تو کرو۔اس سراجِ منیر کی نور افشانی کے وقت تمام آباد دنیا کا کیسا حال تھا؟ دنیا کے اشیاء جنہیں انسان کے خادم کہنا چاہیے اور حسب الحکم۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ[1] (لقمان:۲۱)

---

[1] کیا تم نہیں دیکھتے اللہ تعالیٰ نے مفت تمہاری خدمت میں لگا دیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

انسان کے ماتحت ہیں۔ بالعکس انسان کے معبود بنائے گئے۔غور کرو۔ ہندوستان کا ملک ایسا تھا کہ اس میں پتھر اور درخت پوجے جاتے تھے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ آریہ ورت بقول آریوں کے بھی ہندوستان ہو چکا تھا۔

حیرانی ہوتی ہے کہ لِنگ کی مَہما اور اس کی پوجا کا دور دورہ یہاں تھا۔ بھگ اور شکتی کی پرستش یہاں تھی۔ وام مارگ، اگھور، کپال مت کے بانی اور گروہ یہاں ہی تھے۔جین اور ناستکوں کا مبداء اور مولد یہی آریہ ورت تھا۔

آریوں کے یا ہندوؤں کے ہمسایہ یا پہلے استاد بلکہ بھائی بند قدیم ایرانی اگنی ہوتری تھے۔جنہوں نے آسمانی بروج، سیاروں، ستاروں اور خاص کر سورج کو معبود بنا رکھا تھا۔ بلکہ ان کے نہایت ناپاک اثر سے فارسی لٹریچر میں تمام سکھوں اور دکھوں کو آسمانی گردش کی طرف منسوب کیا گیا تھا۔ اسلام کے مدعی لائق منشیوں نے سورج کو حضرت نیرِ اعظم وغیرہ مقدس الفاظ سے یاد کیا۔

یہ لوگ یزدان اور اہرمن دو خداؤں خالقِ خیر اور خالقِ شر کے معتقد تھے۔مغرب اور شمال بلکہ اندرونی حصہ عرب میں یہود اور عیسائی تھے۔

عیسائیوں کا یہ حال کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا ازلی بیٹا بلکہ خدا یقین کرتے اور اس کو اصل ایمان جانتے تھے۔ اور ان کا اعتقاد تھا اور ہے کہ اللہ تعالیٰ **وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ مِنْ کُلِّ الْوُجُوْہِ** ایک ہے اور تین ہے۔ پناہم بخدا!!! عیسائی کہتے ہیں۔ خدا باپ ازلی، خدا بیٹا ازلی، خدا روح القدس ازلی تینوں خدا ہیں۔ پھر خدا ایک ہے......

اس وقت کیتھولک فرقہ کا عروج تھا اور عیسائیوں میں بعض ایسے بھی تھے جو صدیقہ مریم علیہا السلام کو متمّم تثلیث جان کر ان کی تصویر پر گوٹے کناری کے کپڑے ڈالتے تھے۔ ہند میں بھی بعض لوگ بتوں کو گرمی اور سردی کا لباس علیحدہ علیحدہ چڑھاتے ہیں۔ (تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۸ تا ۱۰)

۲۳۔ وَ مَنْ یُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ۔

ترجمہ۔اور جو اپنے کو فدا کر دے اللہ کے لئے اور وہ محسن ہو تو اس نے بے شک مضبوط رسی کو پکڑ لیا

اور اللہ کی طرف سب کاموں کا انجام ہے۔

تفسیر۔ وَ مَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ ۔ اپنی ساری توجہ اللہ کی طرف سونپ دیتے ہیں۔ دنیا بے شک کماؤ مگر اللہ کیلئے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۱)

۲۸۔ وَ لَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّ الْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۔

ترجمہ۔ اور اگر جو کچھ زمین میں ہے درختوں سے قلم بنے اور دریا سیاہی ہو اور اس کے پیچھے سات سمندر مدد کریں جب بھی تمام نہ ہوں گی اللہ کی باتیں۔ بے شک اللہ بڑا زبردست حکمت والا ہے۔

تفسیر۔ مَا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۔ اللہ کی باتیں ختم نہیں ہوتیں صرف اسی بات کو لو۔ ایک قطرے میں کتنے کیڑے ہوتے ہیں۔ اب ان کے اعضاء کی تشریح اور خداوندِ عالم کی قدرتوں کا ذکر شروع ہو تو کب ختم ہو سکتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۱)

مَا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۔ کیونکہ ہر ہر قطرے میں کئی حکمتیں ہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۳)

۲۹۔ مَا خَلْقُكُمْ وَ لَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۔

ترجمہ۔ تمہارا پیدا کرنا اور مرے بعد آخرت میں تمہارا جلانا کیا ہے جیسے ایک تنِ واحد کا حال۔ بے شک اللہ بڑا سننے والا ہے بڑا دیکھنے والا ہے۔

تفسیر۔ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۔ اللہ تعالیٰ دعاؤں کا سننے والا اور تمہارے حالات کو دیکھنے والا ہے۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۲۲ مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۳۲۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۔

ترجمہ۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ کشتیاں چلتی ہیں دریا میں اللہ کے فضل سے تا کہ تم کو دکھائے اپنی

کچھ نشانیاں۔کچھ شک نہیں کہ اس میں نشانیاں ہیں ہر ایک بڑے صابر وشاکر کے لئے۔

تفسیر۔ اللہ تعالیٰ نے مختلف ممالک میں مختلف نعمتیں دی ہیں مثلاً عرب میں کھجور، ہندوستان میں آم، کابل میں انگور۔

ایسا ہی کسی کو کوئی علم بخشا ہے کسی کو کوئی ہنر۔ان تمام ممالک میں تبادلۂ انعام وخیالات کے لئے جہاز ہیں۔

بِنِعْمَتِ اللّٰہِ۔اللہ کے فضل سے مختلف قسم کی نعمتیں لے کر۔

صَبَّارٍ شَکُوْرٍ۔دور کی نعمتیں دیکھ کر انسان شکر بجالائے۔اور اپنے تئیں اعتداء عصیان سے بچائے۔یہ آیت بائیکاٹ کرنے کی تردید کرتی ہے۔تبادلہ اشیاء غیر ممالک سے منع نہیں۔ بلکہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کا ادائے شکر ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۱)

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْکَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰہِ لِیُرِیَکُمْ مِّنْ اٰیٰتِہٖ

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ کشتی سمندر میں چلتی ہے۔ یہ اللہ کی نعمت ہے۔تا کہ تم کو اس کے نشانات دکھائے۔اس میں پیشگوئی ہے کہ مسلمانوں کے فتوحات وہاں تک پہنچیں گے کہ تم کشتیوں اور جہازوں پر سوار ہو کر دوسرے ممالک اور جزائر میں جاوٴ گے اور ان کو فتح کرو گے۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ کے زمانے میں جزائر قبرص وروڈس فتح ہوئے۔اور مسلمان جہازوں پر چڑھ کر ان جزائر کو گئے۔جن میں ایک بیوی امّ ایمنؓ نام بھی شامل تھیں۔جن کے گھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ہوئے ہنس کر جاگے۔تو اس بی بی نے سبب اس خوشی کا دریافت کیا تو اس پر فرمایا۔ میں نے دیکھا ہے کہ مسلمان جہازوں پر اس طرح سوار ہیں جس طرح بادشاہ تختوں پر۔تب اس نے عرض کیا کہ دعا کرو۔ میں ان لوگوں میں ہو جاوٴں۔فرمایا۔تو ان میں سے ہے پھر آپؐ سو رہے اور ہنس کر اٹھے تو اس بی بی کے سبب دریافت کرنے پر وہی بات فرمائی اور اس عورت نے وہی پہلی دعا چاہی۔تو آپؐ نے فرمایا کہ تو پہلے لوگوں سے ہے۔آنحضرت نے اسی وقت فرمایا تھا کہ تو ان میں سے ہوگی۔ جو پہلے جہاز پر سوار ہو کر جائیں گے۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۲۲ مورخہ ۳۱؍اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۳۳۔ وَ اِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَ مَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ۔

ترجمہ۔ اور جب ان کو چھپا لیتی ہے موج چھتریوں کی طرح وہ پکارتے ہیں اللہ ہی کا دین سمجھ کر مخلص بن کر، پھر جب وہ ان کو بچا لاتا ہے خشکی کی طرف تو بعض تو ان میں سے اپنی چال و چلن میں میانہ روی اختیار کرتے ہیں اور ہماری آیتوں کا تو وہی انکار کرتے ہیں جو قول کے بڑے جھوٹے اور بڑے ناشکرے ہوتے ہیں۔

تفسیر۔ خَتَّارٍ ۔ بدعہد (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۱)

كَفُوْرٍ ۔ منکر (بدر جلد ۱ نمبر ۲۲ مورخہ ۳۱؍اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۳۴۔ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَ اخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ٚ وَ لَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٙ وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۔

ترجمہ۔ اے لوگو! سپر بناؤ تمہارے رب کو اور اس دن سے ڈرو جس دن باپ اپنے بیٹے کے کام نہ آوے گا اور کوئی ایسا بیٹا بھی نہیں کچھ جو کام آوے اپنے باپ کے۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ کا وعدہ بالکل سچا ہے تو تم کو دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی اور اللہ کے مقدمہ میں تم کو فریب نہ دے شیطان۔

تفسیر۔ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۔ سمجھاتا ہے کہ یہ تمام نعمتیں تقوٰی سے مل سکتی ہیں۔

الْغَرُوْرُ ۔ ایک غرور مصدر ہے۔ اس کے معنے ہیں۔ تکبّر۔ یہ غَرور ہے اس کے معنے دھوکہ دینے والا۔ یہ شیطان کا نام ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۱)

۳۵۔ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ؕ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَ مَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ ہی کو قیامت کا علم ہے اور وہی برساتا ہے بارش۔ وہ جانتا ہے جو ماں کے

پیٹ میں ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا کام کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا۔ بے شک اللہ ہی بڑا جاننے والا بڑا خبردار ہے۔

تفسیر۔ وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ۔ واقعی یہ نہیں معلوم ہوسکتا کہ بارش اس کیلئے مفید ہوگی یا مضر اس سے جو پھل نکلے گا وہ خدا جانے اس کے نصیب ہوگا یا نہیں۔

مَا فِی الْاَرْحَامِ۔ شقی ہوگا یا سعید۔

مَا ذَا تَکْسِبُ غَدًا۔ سعیدوں والے کام کرے گا یا شقیوں والے۔ بعض لوگ ایسے ہیں کہ یُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَ یُصْبِحُ کَافِرًا[۱] ہمیشہ ایمان پر ثابت رہنے کی دعا کرتے رہنا چاہیے۔

ایک بزرگ اپنے حالات میں لکھتے ہیں کہ مجھے مباحثات میں یہ زبردست دلیل سوجھی کہ محسوسات سے غیر محسوس اشیاء پر دلیل پکڑنی چاہیے۔ اور اس طرح کئی مباحثے جیتے۔ ایک دن چھت پر لیٹے تھے ستاروں پر نظر جا پڑی۔ خیال میں آیا یہ ستارے جس قدر مجھے چھوٹے محسوس ہوتے ہیں کیا واقعہ میں بھی اتنے ہی ہیں۔ عقل نے جواب دیا نہیں۔ جب یہ امر حسّی خلافِ واقعہ نکلا تو میں بہت گھبرایا یہاں تک کہ بارہ سال اسی مخمصے میں رہا۔ آخر اللہ کی طرف رجوع کیا تو اس نے انشراحِ صدر بخشا۔

میں تم سب کو نصیحت کرتا ہوں کہ حق پہچاننے کا یہی ایک معیار ہے کہ خدا تعالیٰ سے تڑپ تڑپ کر دعا مانگے اور متشابہات (جن کے معنے اس پر نہیں کھلے) محکمات (جو اس کیلئے صاف ہیں) کی تابع کرے۔ اگر پھر بھی سمجھ میں نہ آئے تو حوالہ بخدا کرے اور دعا کرے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَ ھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً ۚ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ۔[۲] (آل عمران:۹) اللہ تعالیٰ ضرور تسلی کی راہ نکال دے گا۔

بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ۔ یہ کسی کو معلوم نہیں کہ یہ زمین اس کیلئے رَوْضَۃٌ مِّنْ رِّیَاضِ الْجَنَّۃِ[۳] ہوگی یا حُفْرَۃٌ مِّنَ النَّارِ۔[۴]

۱۔ شام کو مومن ہوگا اور صبح کافر۔ ۲۔ اے ہمارے ربّ تو ہمارے دلوں کو کجی اور بدسمجھی سے بچا اس کے بعد کہ تو ہم کو سمجھ دے چکا اور عطا فرما ہم کو خاص اپنے پاس کی رحمت تو ہی بڑا دینے والا ہے۔ ۳۔ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ۔ ۴۔ آگ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔

یوں تو ایک بادشاہ کہہ سکتا ہے۔ میں یہیں مروں گا۔ اور بعض لوگوں نے اپنی قبریں زندگی میں کھدوائیں اور وہیں مرے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۱، ۲۰۲)

اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ ۚ وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ ۔ اس گھڑی کا علم اللہ ہی کو ہے اور وہی بادل اتارتا ہے۔ آجکل کے علم آب و ہوا والے اس کے متعلق تو کچھ نہ کچھ خبریں اڑا ہی لیتے ہیں (گو وہ بھی اکثر بے اعتبار ثابت ہوتی ہیں) کہ مینہ کب برسے گا۔ مگر کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ یہ بارش مفید ہو گی یا الٹی ضرر رساں ۔ جیسا کہ آجکل اکثر مقامات پر ہو رہا ہے۔ اور بابرکت ہو گی یا خائب و خاسر کرے گی۔

وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ۔ وہی جانتا ہے کہ رحموں میں کیا ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی دعویٰ کرے کہ بعض علامات سے رحم کے اندر لڑکا یا لڑکی کی شناخت ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ دعویٰ کون کر سکتا ہے کہ وہ بچہ نیک ہو گا یا بد ہو گا زندہ رہے گا یا مر جائے گا۔

وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَکْسِبُ غَدًا ۔ اور کیا جانتا ہے کوئی شخص کہ کل کیا کمائے گا۔ انسان کے دل کی مخفی حالت کو اور اس کے گزشتہ گناہوں یا نیکیوں کی طیاری کو خود انسان بھی نہیں جانتا کہ وہ آئندہ اس کے واسطے کیا نتائج پیدا کرنے والے ہیں۔

وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۔ اور کیا جانتا ہے کوئی شخص کہ کس زمین میں مرے گا۔

اس میں ایک پیشگوئی ہے کہ عرب کے مسلمان دور دور کے ملکوں کے فاتح ہو کر وہاں حکومت کریں گے اور آخر انہیں ممالک میں فوت ہو کر دفن ہوں گے۔ چنانچہ حضرت عباسؓ کا ایک بیٹا تاتار میں دفن ہوا۔ ایک یورپ میں۔ ایک افریقہ میں اور ایک عرب میں۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۲۲ مورخہ ۳۱؍اگست ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)



سُوْرَةُ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔

ہم سورۂ سجدہ کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اللہ کے اسم شریف سے جو رحمٰن ورحیم ہے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن نمازِ فجر کی پہلی رکعت میں یہ سورۂ شریف ہمیشہ نہیں تو اکثر ضرور پڑھا کرتے تھے۔اس سورۂ شریف میں اللہ تعالیٰ کی عظمت، نبوت کی صداقت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک عادات اور دنیا کے تغیرات کا بیان ہے۔

(بدر جلد ا نمبر ۲۳ مورخہ ۷ رستمبر ۱۹۰۵ صفحہ ۳)

۲، ۳۔ الٓمّٓ ۔ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔

ترجمہ۔ الٓمّٓ ۔ یہ ایک کتاب ہے جس میں کچھ شک نہیں کہ اس کتاب کا اتارنا رب العالمین کی طرف سے ہے۔

تفسیر۔الٓمّٓ ۔ انا اللّٰہ اعلم میں اللہ جاننے والا ہوں۔جن سورتوں کے شروع میں یہ الفاظ آئے ہیں۔وہاں ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی کتاب کا خصوصیت کے ساتھ ذکر آیا ہے۔مثلاً الٓمّٓ ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۔[۱] (البقرہ:۲، ۳) الٓمّٓ ۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۔[۲] (لقمان:۲، ۳) الٓمّٓ ۔ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ [۳] (السّجدة:۲، ۳)

حروفِ مقطعات۔قرآنِ شریف میں کئی سورتوں کے شروع میں اس قسم کے حروف ہیں جیسے کہ اس سورہ کے ابتدا میں حروف الٓمّٓ ہیں۔ان کو حروفِ مقطعات کہتے ہیں۔بعض لوگوں کا خیال

۱۔ یہ ایک کتاب ہے۔اس میں کچھ شک نہیں۔ ۲۔ میں اللہ ہوں جو بذریعہ جبرئیل کے محمد پر وحی بھیجتا ہوں کہ یہ آیتیں ہیں حکمت والی کتاب کی۔ ۳۔ یہ ایک کتاب ہے جس میں کچھ شک نہیں کہ اس کتاب کا اتارنا (رب العالمین کی طرف سے ہے)۔

ہے کہ حروفِ مقطعات کے معانی تلاش کرنا گناہ ہے اور یہ کسی کو معلوم نہیں۔مگر ایسا کہنا قرآن شریف کی بے ادبی کرنا ہے۔قرآن شریف میں تدبر کرنا فرض ہے۔صحابہ کرامؓ میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان حروف کو اجزاء اسمائے الٰہی مانا ہے۔میں نے بہت محنت کے ساتھ ایسی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے جس میں ان کا ذکر ہے۔اور صحابہ کرامؓ کے مقدس گروہ کا اجماع مجھے اسی پر دکھائی دیا ہے کہ حروف اجزائے اسماء الٰہی ہیں اور اسی واسطے سورتوں کے نام ہیں۔

آجکل کے جنٹلمین تو اس طریق پر اعتراض کر ہی نہیں سکتے۔کیونکہ ان میں عموماً قابلِ عزت وہی ہے جس کے نام کے ساتھ کوئی بی۔اے یا ایم۔اے یا ایم بی یا ایل ایل بی غرض دو یا تین حروف لگے ہوئے ہیں اور بعض بڑے معززین کے ناموں کے ساتھ اس قدر حروف ہوتے ہیں کہ ساری حروف تہجی وہاں ختم ہوتی نظر آتی ہے۔

ویدوں میں بھی سب سے پہلے اوم ہی آتا ہے۔مگر افسوس ہے کہ باوجود اس کو حروفِ مقطعات ماننے کے وہ لوگ اس کے معنے کے واسطے کوئی سند نہیں رکھتے۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۲۳ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

الٓمّٓ۔ مقطعاتِ قرآنی کے معنے اس زمانہ میں خوب کھلے ہیں۔انگریزی میں تو آجکل ایسے حروف بہت آتے ہیں۔بعض لوگوں کے ساتھ تو تقریباً تمام حروفِ تہجی ہوتے ہیں۔

لَا رَيْبَ فِيْهِ۔ریب کے معنے ہلاکت کے بھی ہیں جیسے نَتَرَبَّصُ بِهٖ رَيْبَ الْمَنُوْنِ۔[۱] (طور:۳۱) میں اور شک کے بھی۔

قرآن شریف میں جو راہیں بتائی گئی ہیں۔وہ نہ تو ہلاکت کی ہیں۔نہ ان میں کسی قسم کا شک ہے۔پس شک مت کرو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵ راگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۲)

۴۔ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ۔

ترجمہ۔کیا یہ کہتے ہیں کہ محمدؐ اس کو بنا لایا ہے۔نہیں وہ سچ تیرے رب کی طرف سے ہے تاکہ تو

---

[۱] ہم اس کے حق میں انتظار کرتے ہیں زمانہ کی گردشات اور ہلاکت کا۔

ڈراوے ان لوگوں کو جن کے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تجھ سے پہلے تاکہ وہ راہِ راست پر آجائیں۔

تفسیر۔ مَآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ ۔ نہیں آیا ان کے پاس کوئی ڈرانے والا۔عرب کے لوگ مامور من اللہ اور مکالمہ الٰہی سے بالکل ناواقف تھے۔جیسا کہ ہمارے زمانہ کے لوگ ناواقف ہیں جو قوم اس وقت عرب میں موجود تھی ان میں یا ان سے پہلے قریب دنوں میں ان کے درمیان کوئی ایسا نبی نہ گزرا تھا۔جس سے ان کو معلوم ہوتا کہ نذیر کس طرح ہوا کرتے ہیں۔ یہ پہلا موقع تھا کہ ان کو ایک نذیر نظر آیا۔ (بدر جلد ا نمبر ۲۳ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

بَلْ هُوَ الْحَقُّ ۔ تمام دواوین، کتبِ ادبیہ، حدیث فقہاء کے کلام سے قرآن کی شان الگ ہے جس سے ظاہر ہے کہ وہ انسان کا کلام نہیں ہوسکتا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۴)

۵۔ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا شَفِيْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۔

ترجمہ۔ اللہ وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے اندر ہے چھ وقتوں میں پھر وہ حاکم ہوا سب پر۔اس کے سوا کوئی ولی وحمایتی اور دلی دوست تمہارا نہیں۔تو کیا تم نصیحت نہیں پکڑتے۔

تفسیر۔ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۔ چھ وقتوں میں ہر چیز کا کمال چھ مرتبے طے کر کے ہوتا ہے۔ایک شخص نے مجھے کہا خدا آناً فاناً نہیں بنا سکتا۔ پاس ایک مکّی کا کھیت تھا میں نے کہا اس کا ایک بھٹّہ لاؤ۔اس نے کہا وہ تو کئی ماہ بعد ہوگا۔تب میں نے کہا۔ایک بھٹّے کیلئے اتنے مہینے بھی خدا ہی لگاتا ہے۔

ثُمَّ ۔ پھر ہم تم کو اور بات سنائیں۔ ثُمَّ سے یہی مراد ہے نہ یہ کہ آسمان زمین بنا کے پھر عرش پر جا چڑھا۔اس کی مثالیں قرآن شریف میں کئی ہیں۔ چنانچہ الانعام ع ۶ پ ۸ میں ہے کہ

وَ اَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ۔[1] (الانعام:۱۵۴) پھر آگے چل کر فرماتا ہے۔ ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ۔[2] (الانعام:۱۵۵) قرآن شریف کے بعد موسیٰؑ کو کتاب دینے کا ذکر ''ثُمَّ'' سے فرمایا۔ حالانکہ تورات کا نزول قرآن شریف سے پہلے ہوا۔

اِسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ۔ وہ اپنے تختِ حکومت پر بے عیب ہے۔ ٹھیک ٹھاک۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۲)

فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ۔ چھ دوروں میں۔ یوم ایک وقت اور ایک دورہ کو کہتے ہیں۔ یوم کا لفظ ایک دن پر، ایک برس پر، ایک ہزار برس پر، پچاس ہزار برس پر یا کسی کام کے پورا ہونے کی ایک منزل کی میعاد کو کہتے ہیں۔ آجکل کے جیالوجسٹ یعنی علم الارض کے ماہروں نے یہ ثابت کیا ہے کہ زمین کو اس موجودہ صورت تک پہنچنے تک چھ ۶ خاص حالتوں میں سے گزرنا پڑا ہے۔ جن پر چھ ۶ زمانے گزرے تھے......

انسان کا بچہ جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو اس پر بھی چھ ۶ ایام آتے ہیں۔ ۱۔ سُلٰلَۃٌ مِّنْ طِیْنٍ ۲۔ نُطْفَہ ۳۔ عَلَقَہ ۴۔ مُضْغَہ ۵۔ عِظَام ۶۔ کَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا۔

اس کے بعد پھر انسانی بچہ پر چھ ایام آتے ہیں۔ ۱۔ جنین ۲۔ رضیع ۳۔ غلام ۴۔ شابّ ۵۔ کَھل ۶۔ شیخ۔ ایسا ہی زمیندار ۱۔ ہل چلا کر ۲۔ ڈھیلے توڑتا ۳۔ پانی دیتا ۴۔ بیج ڈالتا ۵۔ لو نکلتی ۶۔ فصل پکتا۔

ایسا ہی آجکل تعلیم چھ درجوں پر کامل ہوتی ہے۔ ۱۔ پرائمری ۲۔ مڈل ۳۔ انٹرنس ۴۔ ایف اے ۵۔ بی اے ۶۔ ایم اے۔

ایک دفعہ ایک شخص نے اعتراض کیا کہ کیا خدا تعالیٰ زمین و آسمان کو ایک دن میں نہیں بنا سکتا تھا چھ یوم کیوں لگا دیئے۔ مکّی کا ایک کھیت سامنے تھا۔ میں نے اس کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کتنے عرصہ میں پکے گا۔ وہ شرمندہ ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مقتضا ہے کہ ہر ایک شئے بتدریج نشوونما اور ترقی پائے۔

---

[1] اور یہ کہ یہی میری سیدھی راہ ہے تو اس پر چلو۔ [2] پھر دی ہم نے موسیٰ کو کتاب پوری۔

ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ ۔ اللہ تعالیٰ اپنے تخت پر ٹھیک ٹھاک حکمران ہے۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۲۳ مورخہ ۷ رستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۶۔ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔

ترجمہ۔ وہ انتظام کرتا ہے کام کا آسمان سے زمین تک پھر وہ کام اسی کی طرف چڑھ جاتا ہے ایک دن میں جس کی مقدار ایک ہزار برس ہے اس گنتی سے جو تم شمار کرتے ہو۔

تفسیر۔ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ ۔ کل احکام اوپر سے آتے ہیں۔ ہم آنکھیں رکھتے ہیں۔ مگر آسمانی روشنی کے سوائے کچھ دیکھ نہیں سکتے اگر اوپر سے بارش نہ آئے تو کنویں بھی خشک ہو جاتے ہیں۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۲۳ مورخہ ۷ رستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۷۔ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۔

ترجمہ۔ وہی اللہ ہے جو چھپے اور کھلے کا جاننے والا العزیز الرحیم ہے۔

تفسیر۔ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۔ گزشتہ اور آئندہ لوگ۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۴)

۱۰۔ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ۔

ترجمہ۔ پھر اس کو ٹھیک ٹھاک بنایا پھر اس میں اپنا کلام داخل کیا اور پیدا کر دیئے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور مرکز قویٰ۔ بہت ہی کم ہیں جو شکر کرتے ہیں۔

تفسیر۔ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ ۔ اپنا پاک کلام اس میں پہونچاتا ہے۔ ہزار برس کے بعد ایسا انسان ضرور ہوتا ہے جسے اللہ اپنے کلام سے ممتاز فرماتا ہے۔

جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ ۔ سَمْعَ کو اس لئے مقدم فرمایا کہ خدائی معاملات میں سب سے پہلے کان ہی کام کرتے ہیں۔ کیونکہ ۱۸ برس تک تو عموماً غفلت میں گزرتے ہیں۔ پھر کانوں میں خدائی آواز پڑتی ہے اور وہ متنبہ ہوتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵ راگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۲)

رُوح۔ قرآن شریف میں روح کا لفظ جان کے واسطے کہیں استعمال نہیں ہوا بلکہ روح کے معنے کلامِ الٰہی میں ہر جگہ وحی الٰہی لئے گئے ہیں۔مثال وَ كَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا[1] (الشوریٰ:۵۳) (بدر جلد ۱ نمبر ۲۳ مورخہ ۷ رستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۱۱۔ وَ قَالُوْۤا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ١ؕ۬ بَلْ هُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ۔

ترجمہ۔اور وہ کہتے ہیں کہ جب ہم مل جائیں گے زمین میں تو کیا پھر ہم نئی پیدائش میں آئیں گے۔ہاں وہ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہی ہیں۔

تفسیر۔ اضلال کے معنے ابطال اور اہلاک کے ہیں۔ جیسے قرآن مجید کی اس آیت کریمہ سے ظاہر ہے۔وَ قَالُوْۤا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ (السجدۃ:۱۱) اور وہ کہتے ہیں کیا جب ہم زمین میں نابود ہو جاویں گے۔کیا ہمیں نئی پیدائش ملے گی۔

(نورالدین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۰۰)

۱۲۔ قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ۔

ترجمہ۔ کہہ دو تمہاری روح قبض کرے گا ملک الموت جو تم پر تعینات ہے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

تفسیر۔ يَتَوَفّٰىكُمْ ۔ تمہاری روح کو قبض کرتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵ راگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۲)

۱۳۔ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ١ؕ رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَ سَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور اگر جب دیکھے تو قطع تعلق کرنے والے سر جھکائے کھڑے ہوں گے ان کے رب کے سامنے (اور عرض کرتے ہوں گے) اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا جو تیرے رسولوں نے

[1] بھیجا ہم نے تیری طرف ہمارے حکم سے ہمارا کلام قرآن مجید۔

کہا تھا تو اب ہم کو پھر بھیج دے کہ ہم نیک کام کریں گے۔ کچھ شک نہیں کہ ہم کو یقین آ چکا ہے۔

تفسیر۔ نَاکِسُوْا رُءُوْسِهِمْ ۔سر نیچے کئے ہوں گے۔اس لئے کہ اپنی بداعمالیاں یاد آ کر شرمسار ہوں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵ ؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۲)

وَ لَوْ تَرٰۤی اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۔اور اگر تو دیکھے وہ لوگ جنہوں نے قطع تعلق کیا ہے۔ جنابِ الٰہی سے اس وقت وہ سر جھکائے ہوئے ہوں گے۔ عذاب الٰہی سے ڈر کے مارے اور کہیں گے اے رب ہمارے۔ اب تو ہم نے دیکھ لیا اور خوب سمجھ لیا۔ ہمیں دنیا میں لوٹا دے۔ اب ہم دنیا میں چل کے اچھے عمل کریں گے۔ یہ ان کا جھوٹا عذر ہوگا۔ یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک چیز کے بالمقابل ایک دوسری چیز بنائی ہے اگر انسان میں بدی کرنے کی طاقت ہے تو اس کے بالمقابل اس بدی کے روکنے کی طاقت بھی موجود ہے۔ اس واسطے بدی کرنے والی کسی طاقت کا جو کسی انسان میں ہے عذر کرنا قابلِ قبول نہیں۔ کیونکہ اس کے بالمقابل فطرتاً دوسری طاقت اس بدی کے روکنے والی بھی تو انسان میں موجود ہے۔ ایک دفعہ کسی افسر نے ایک اپنے ملازم کو گالی دی۔ اس نے بھی جوش میں آ کر اپنے افسر کو گالی دے دی۔ تب اس افسر نے اپنے افسرِ بالا کو رپورٹ کر دی۔ اس نے اس ملازم کو بلوا بھیجا۔ سامنے آتے ہی اس نے ایک سخت گالی دے کر اس سے پوچھا کہ تو نے کیوں اپنے افسر کو گالی دی۔ اس نے عرض کی کہ جب مجھے میرے افسر نے گالی دی تو میں بے ہوش سا ہو گیا۔ بالا افسر نے کہا کہ تو جھوٹ بولتا ہے۔ اسی لئے تو میں نے تجھے پہلے گالی دی اب غصہ اور جوش اور بیہوشی کیوں نہیں آئی؟ (بدر جلد ا نمبر ۲۴ مورخہ ۱۴؍ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۱۴۔ وَ لَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَ لٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔

ترجمہ۔ اور اگر ہم چاہتے تو عطا کر دیتے ہر شخص کو اس کی کامیابی کی راہ ٹھیک مگر میرا قول پکا ہے یہ کہ میں ضرور بھر دوں گا جہنم کو جنّ اور آدمی سب سے ایک جا اکٹھا کر کے۔

تفسیر۔ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ اس آیت پر احمق لوگوں نے اعتراض

کیا ہے کہ جب خدا نے خود ہی آدمیوں اور جنّوں سے دوزخ بھرنا ہے تو کسی کا کیا قصور۔ قرآن کریم نے اس آیت کا حل ایک دوسری آیت سے کردیا ہے۔

وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَ لَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ۔[1] (الاعراف:۱۸۰)

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ۔ وہ انسان انسان نہ رہے۔ بلکہ حیوان بن گئے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بدکرداریوں کا نتیجہ جہنم ہے۔ لوگوں کی شرارت کے سبب فردِ جرم لگنے کے بعد یہ سزا جہنم ملی ہے۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۴؍ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۱۵۔ فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور حکم ہوگا کہ اب چکھو مزہ اس کا جو آج کے دن کے دیکھنے کو تم نے فراموش کردیا تھا بے شک ہم نے تم کو محروم کردیا اور چھوڑ دیا (اب) اور ہمیشہ کا عذاب چکھو اس کا بدلہ جو تم کرتے تھے۔

تفسیر۔ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ ۔ ہم ترک کرتے ہیں تم کو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۲)

فَذُوْقُوْا ۔ پس چکھو مزہ اس بات کا جو بھلا دیا تم نے احکامِ الٰہی کو۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۴؍ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۱۶۔ اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ۔

ترجمہ۔ اس کے سوا نہیں کہ ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب ان کو نصیحت کی جاتی ہے اور

[1] اور ہم نے پیدا کیا جہنم کے لئے بہت سے بڑے آدمی اور جن اور غریب عام آدمی، ان کے دل تو ہیں پر ان سے سمجھتے نہیں اور آنکھیں ہیں ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان تو ہیں ان سے سنتے نہیں۔ یہی لوگ چوپایوں کے جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے۔ اور یہی لوگ غافل ہیں۔

یاد دلایا جاتا ہے اس کے ذریعہ سے تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور وہ اپنے رب کی پاک ذات کو یاد کرتے ہیں تعریف کے ساتھ اور وہ تکبر نہیں کرتے۔

تفسیر۔ اِنَّمَا یُؤْمِنُ ۔ ایمان لاتے ہیں وہ لوگ جو ہماری آیتیں سنتے ہیں اور فرماں بردار بن جاتے ہیں اور سُبْحَانَ اللّٰہِ بِحَمْدِہٖ کہہ اٹھتے ہیں۔ (بدر جلد ا نمبر ۲۴ مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۱۷۔ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ؗ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۔

ترجمہ۔ الگ رہتے ہیں ان کے پہلو بچھونوں سے وہ پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈر ڈر کر اور امیدیں رکھ رکھ کر اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے وہ کچھ خرچ کرتے ہیں۔

تفسیر۔ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ ۔ الگ ہو جاتی ہیں ان کی پسلیاں اپنے بستر ے سے رب رب کہتے ہیں۔ خوف بھی لگا ہوا ہے اور امیدوار بھی رہتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے سے خرچ کرتے ہیں۔

نکتہ۔ کنجوس، متکبّر، بدعہد، حاسد، تنہائی میں خدا سے نہ مانگنے والے کبھی ہدایت نہیں پاتے۔ (بدر جلد ا نمبر ۲۴ مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۱۸۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ تو کوئی بھی نہیں جانتا جو ان کے لئے چھپا رکھی گئی ہے آنکھوں کی ٹھنڈک۔ ان کے کاموں کا بدلہ ہے جو وہ کرتے تھے۔

تفسیر۔ انسان کو کیا معلوم ہے کہ ظاہری تکالیف میں اس کے واسطے کیا کچھ آرام و راحت مقدر ہے۔ خدا تعالیٰ کے علم پر قیاس نہیں چل سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے کسی فعل پر ناراض ہونے کے کیا معنی؟ ایک ڈاکٹر کے چیر کاٹ پر کوئی ناراض نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ جو علیم و حکیم ہے اس کے فعل پر ناراضگی کیوں؟ ممکن ہے کہ اس کے بدلہ میں اس کیلئے بھلائی ہو۔ اِنَّ الصَّفَا وَ الْمَرْوَةَ......الخ (البقرۃ:۱۵۹)

حضرت ہاجرہ ایک شاہزادی تھی۔ شاہانہ طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مال بھی دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک بچہ بھی دیا۔ وہ وَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ میں رکھی گئی۔ اس جگہ اس نے کہا کہ کیا تو مجھے اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہاں چھوڑتا ہے؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا۔ ہاں۔ تب ہاجرہؓ نے کہا کہ جا۔ اب ہم ضائع نہیں کئے جاویں گے۔ اب جا کر صفا مروہ کا نظارہ دیکھو ریت کے دانوں کی مانند ان کی اولاد بھی گنی نہیں جاسکتی۔ ہاجرہ کو کیا خبر تھی کہ ایسا ہوگا۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۴؍ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۱۹۔ اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ۔

ترجمہ۔ تو کیا مومن اس کے برابر ہوسکتا ہے جو فاسق بدکار رہے۔ نہیں کبھی نہیں۔

تفسیر۔ فَاسِقًا۔ نافرمان۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۲)

ہمیشہ حق کے مخالف اور متکبر، انبیاء اور ان کے غریب جان نثاروں کو ستاتے اور ان کے مقابلہ میں ظالمانہ صف آراء ہوتے ہیں۔ پر مآل کار وہی کمزور اور مومن غالب ہوتے ہیں۔ سچ ہے۔

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ۔[۱] (السجدة:۱۹)

یاد رکھو یہی ایک راحت بخش قانون ہے۔ جو سچائی کا معیار رہا اور رہے گا۔ اور یہی تسلی دِہ معجزہ ہے جس سے بھلائی اور برائی کو عام نظر کا آدمی بھی امتیاز کرسکتا ہے۔ ہاں فتح مندی اور کامیابی کا تاج لینے کے واسطے، استقامت، حسن ظن، وفاداری، راستی اور کوشش شرط ہے۔

(تصدیق براہین احمدیہ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۱۵)

۲۰۔ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۫ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ تو جو لوگ ایمان لائے اور بھلے کام کئے تو ان کے لئے امن سے رہنے کے باغ ہیں مہمانی کے طور پر بسبب اس کے جو وہ کرتے تھے۔

تفسیر۔ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ یہ جنت الماوٰی تو ان کے واسطے مہمانی ہے۔ ورنہ انعامات تو اس کے علاوہ ہوں گے۔ جیسے رضوان اللہ تعالیٰ۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۴؍ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

---

[۱] کیا جو مومن ہے وہ فاسق کا سا ہوسکتا ہے۔ نہیں وہ برابر نہیں۔

۲۲۔ وَ لَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۔

ترجمہ ۔ اور ضرور ہم ان کو چکھائیں گے بڑے عذاب کے سوا دنیا کے عذاب سے (ہی) تاکہ وہ رجوع کریں۔

تفسیر۔ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۔ دنیا میں اس لئے عذاب آتے ہیں تا لوگ ان بداعمالیوں سے باز آویں جن میں وہ گرفتار ہیں دوسرے مقام پر لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ [1] (الانعام:۴۳) فرمایا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵ ؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۲)

۲۳۔ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ۔

ترجمہ ۔ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جس کو نصیحت کی گئی اس کے رب کی آیتوں سے پھر اس نے منہ پھیر لیا اس سے۔ بے شک ہم قطع تعلق کرنے والوں سے بدلہ لینے والے ہیں۔

تفسیر۔ وَ مَنْ اَظْلَمُ ۔ انبیاء اور ان کے نشانوں کے منکر اور ان سے اعراض کرنے والے سب سے بڑے ظالم ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے قطع تعلق کرنے والوں کو ضرور سزا دے گا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۴ مورخہ ۲۵ ؍اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۲)

۲۴، ۲۵۔ وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔ وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ وَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ۔

ترجمہ ۔ بے شک ہم نے موسیٰ کو عنایت فرمائی کتاب تو تُو شک میں نہ رہ اس کتاب کے دیدار سے اور ہم نے اس کو بنایا ہدایت بنی اسرائیل کے لئے۔ اور بنی اسرائیل میں سے بنائے ہم نے پیشوا کہ وہ راہنمائی کرتے تھے ہمارے حکم کی جب کہ انہوں نے صبر کیا اور ہماری آیتوں کا یقین رکھتے تھے۔

---

[1] تاکہ وہ عاجزی کریں اور گڑگڑائیں۔

تفسیر۔ وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو یقیناً موسیٰ علیہ السلام کا مثیل بنایا گیا ہے۔ چنانچہ ان آیات سے بھی تصدیق ہوتی ہے۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَیْکُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۔[1] (المزمل:۱۶)

(۲)۔ وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَ اسْتَكْبَرْتُمْ ۔[2] (الاحقاف:۱۱)

شاہد انبیاء کی ذات ہوتی ہے۔

(۳)۔ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ یُّؤْتٰۤى اَحَدٌ مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ ۔[3] (آل عمران:۷۴)

تورات کے استثناء باب ۵۔۱۔آیت۔اعمال کے تین باب میں اسی مثلیت کا ذکر ہے۔

فَلَا تَكُنْ فِیْ مِرْیَةٍ ۔اس کے معنے کئے گئے ہیں کہ موسیٰؑ تجھے ملیں گے چنانچہ معراج میں ملاقات ہوئی۔مگر میرے نزدیک یہ معنے نہیں نکلتے۔مطلب یہی ہے کہ تم موسیٰؑ کے مثیل ہو۔تمام پیشگوئی کے واقعات اپنے اپنے وقت پر پورے ہوں گے۔

جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً ۔امام بننے کیلئے تین شرائط فرمائی ہیں۔

(۱)۔ یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا ۔ ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کریں (۲)۔ لَمَّا صَبَرُوْا اپنے آپ کو بدیوں سے بچانے کیلئے باہمت طعن وتشنیع سننے پر دلیر اور خدا کی بتائی ہوئی بات پر مستقل رہتے ہیں۔

(۳)۔ وَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ ۔اللہ تعالیٰ کی آیات پر کامل یقین رکھتے ہیں۔

(۴)۔ چوتھی بات اس سے نکلتی ہے وہ یہ کہ وہ امام بننے کی خواہش نہیں رکھتے۔ نہ اس کے منصوبوں میں رہتے ہیں۔

جَعَلْنَا مِنْهُمْ ۔ سے ظاہر ہے کہ امتِ محمدیؐ میں بھی ایسے لوگ ہوں گے جو خدا سے الہام پا

---

[1] ہم نے تمہاری طرف ویسا ہی رسول بھیجا ہے۔ جو تم پر نگران ہے جیسا کہ فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا۔

[2] بنی اسرائیل کا ایک حکمران شہادت دے چکا اپنے مثیل کی تو وہ ایمان لا چکا اور تم نے اپنے کو بڑا سمجھا اور دوسرے کو حقیر۔ [3] ہدایت اللہ کی ہدایت یوں ہے کہ کسی کو وہ ملے جو تمہیں ملا۔

کرلوگوں کے ہادی وامام بنیں۔

ایسے لوگوں کی شناخت کیلئے ہمارے واسطےکوئی اتنی مشکل نہیں کیونکہ پہلے اولیاء وانبیاء کے نمونے موجود ہیں۔ان کے حالات ہم تک پہونچے ہیں۔اسی منہاج پران کو پرکھ لیا جائے کہ کس طرح غریب آدمی ان کے سلسلے میں شامل ہوتے ہیں۔اوراخیر وہ ائمۃ الکفر پر غالب آتے ہیں۔اوران کی تعلیم اصولی طور پر تمام اولیاء سابقین سے ملتی ہے۔جس طریق پر ایک راست باز کو مانا۔اسی طریق پر دوسرے کو مان لیں۔آخر انسان اپنی ماں کو بھی ولادت کے معاملہ میں صرف اسی کی شہادت پر راست باز یقین کرتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۵ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۳)

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ ۔توریت کے دیکھنے۔قرآن کریم کے پڑھنے اورخدا تعالیٰ کے بار بار احسانات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔کہ انبیاء علیھم السلام کی تعلیم کیا پاک تعلیم تھی۔یرمیاہ نبی اپنی قوم کو ملامت کرتا ہے۔عرب کے لوگ ایسے ہیں کہ وہ اپنے جھوٹے خداؤں کو نہیں چھوڑتے تم سچے خدا کو چھوڑ بیٹھے ہو۔اس سے سبق ملتا ہے کہ عربوں کی یہ حالت تھی۔پررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے کس طرح سچے خدا کو ماننا آپ کی ختمِ نبوت کی صداقت پر دلیل ہے۔آپؐ کی کیا پاک زبان تھی۔عرب فتح کیا۔ایران بھی فتح کیا۔عرب بھی ایسا جو کبھی نہ فاتح نہ مفتوح تھا۔

مِنْ لِّقَآئِهٖ۔اس کتاب کلامِ مجید کے ملنے سے شک میں نہ ہو۔

امام کس طرح بن سکتا ہے۔وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا......الخ

امام۔ بادشاہ کو ہادی کو۔قوم کے بڑے آدمی کو۔مسجد کے ملانوں کو بھی امام کہتے ہی۔امام بننے کے لئے تین طریق فرمائے۔

(اوّل) يَهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا۔ہمارے حکم سناتے ہیں۔

(دوم) لَمَّا صَبَرُوْا۔لوگوں کے ایذاء پر صبر کرتے ہیں۔

(سوم) بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ۔یعنی اپنی کامیابی پر اور مخالف کے ہلاکت پر کامل یقین رکھتے ہیں۔

دنیا کے لوگ تین اقسام ہیں۔ا۔بڑے عظیم الشان لوگ جن کو تبلیغ کرنا ہر ایک کا کام نہیں۔

۲۔ادنیٰ درجہ کے لوگ۔ ان کو وعظ کی ضرورت نہیں۔وہ تو تابع حکمِ ملاں ہوتے ہیں۔

۳۔اوسط درجہ کے لوگ جن کو گاہے گاہے وعظ سننے کا موقع مل جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر ایک آدمی کے اندر اور اس کے ساتھ ایک واعظ رکھا ہوا ہے۔عظیم الشان لوگوں کے واسطے اللہ تعالیٰ نے خاص قسم کا واعظ رکھا ہے جو خطرناک واعظ ہوتا ہے۔کیونکہ ان کے واسطے ہمسایہ کی تباہی کا نظارہ عبرتناک واعظ ہے۔

؎ مجلس وعظ رفتنت ہوس است مرگِ ہمسایہ واعظِ تُو بس است [1]

وَ سَکَنْتُمْ فِیْ مَسٰکِنِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ۔[2] (ابراھیم:۴۶)

(بدر جلد ۱ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۴ر ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۲۷۔اَوَ لَمْ یَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ یَمْشُوْنَ فِیْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ ؕ اَفَلَا یَسْمَعُوْنَ۔

ترجمہ۔ کیوں نہیں ہدایت کرتی ان کو یہ بات کس قدر ہم نے ہلاک کر دیں ان سے پہلی امتیں جن کے گھروں میں یہ لوگ چلتے پھرتے ہیں۔البتہ اس میں بہت سی نشانیاں ہیں پھر وہ کیوں نہیں سنتے۔

تفسیر۔ كَمْ اَهْلَكْنَا۔ہدایت کا ذریعہ ایک یہ بھی ہے کہ پچھلی قوموں کی حالت پر غور کیا جاوے۔راست باز اپنے مخالفوں کے مقابل میں کامیاب ہوتا ہے اور شریر و مفسد تباہ و ہلاک ہوتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۵ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۳)

۲۸۔ اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَ اَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ۔

ترجمہ۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم پانی کو لے جاتے ہیں صاف زمین کی طرف پھر اس سے

[1] تیرا وعظ کی مجلس میں جانا صرف ایک ہوس کی وجہ سے ہے ورنہ تیرا ہمسایہ جب مر جاتا ہے تو تیرے لئے سب سے بڑی نصیحت یہی ہے۔ [2] اور تم رہتے تھے انہیں کے مکانوں میں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا۔

پیدا کرتے ہیں کھیتی کو جس میں سے کھاتے ہیں ان کے چوپائے اور وہ خود۔ تو کیا وہ دیکھتے ہی نہیں۔

تفسیر۔ اَلْجُرُزِ۔ چٹیل میدان جس میں بوٹے لگائے جاتے ہیں۔ ویران میدان۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۴؍ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

فَنُخْرِجُ بِہٖ زَرْعًا۔ جس طرح پانی برسنے کے بعد کوئی روئیدگی کو اگنے سے روک نہیں سکتا۔ اسی طرح اب جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر فضل الٰہی کی بارش ہوئی ہے۔ اس کا نتیجہ ضرور نکلے گا۔ یعنی ان کی جماعت بڑھے گی اور پھولے پھلے گی۔ یہاں تک کہ دوسرے لوگ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۵ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۳)

۲۹۔ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْفَتْحُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔

ترجمہ۔ اور ان کا کہنا کہ یہ فتح کب ہوگی جب تم سچے ہو۔

تفسیر۔ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰی ھٰذَا الْفَتْحُ۔ کفار اپنی زبان خوب سمجھتے تھے وہ فَنُخْرِجُ بِہٖ زَرْعًا کی پیشگوئی کو خوب سمجھ گئے۔ اسی لئے سوال کیا کہ یہ فتح جس کی پیشگوئی کرتے ہو۔ کب ہوگی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۵ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۳)



سُوْرَۃُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّۃٌ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔

ہم سورۃ احزاب کو اللہ جلّ شانہٗ کے اسم شریف سے پڑھنا شروع کرتے ہیں جو بے محنت انعام دینے والا محنت کا صلہ عطا فرمانے والا ہے۔

۲۔ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰہَ وَ لَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا۔

ترجمہ۔اے نبی! اللہ ہی کو سپر بنا۔منکروں کا کہا نہ مان اور نہ منافقوں کا۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ بڑا جاننے والا بڑا حکمت والا ہے۔

تفسیر۔ اَلْمُنٰفِقِیْنَ ۔ منافق کے نشان حدیث میں آئے ہیں۔اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ ۔وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ۔وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔[۱]

کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا۔ کفر و نفاق سے بچنے اور تقویٰ کے حصول کیلئے علاج بتاتا ہے کہ اللہ کو علیم یقین کرے۔

ایک کہانی ہے کہ زلیخا نے یوسف سے ناجائز درخواست کرتے ہوئے اپنے ''بت'' پر کپڑا ڈال دیا اور پوچھنے پر بتایا کہ اس سے شرم آتی ہے۔ جب ایک پتھر سے شرم آنی ممکن ہے تو کیا اس یقین سے کہ خدا علیم ہے کسی بدی کا ارتکاب کرتے ہوئے خدا سے شرم نہ آوے گی۔

حکیم کا کام ہے کہ خلافِ پرہیز کام کرنے سے روکتا ہے۔ پس جب اللہ کو حکیم مانے گا تو ایسے کام نہیں کرے گا جو حصولِ تقویٰ میں مانع ہوں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۵ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴)

۱۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور جھگڑنے میں فحش گالیاں دے۔

یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ۔اے نبی۔اس میں مخاطب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اوراس خطاب کے ذریعہ سے تمام جہان کوآ گاہی دی گئی ہے۔

اتَّقِ اللّٰہَ۔ دُمْ عَلَی التَّقْوٰی۔تقویٰ پر ہمیشہ قائم رہو۔

لَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ۔کافروں اورمنافقوں کی فرماں برداری مت کرنا۔کافر وہ ہے جو حق بات پر کچھ غور نہ کرے اوراس کا انکار کردے اور پھرایسا بن جاوے کہ اس کے واسطے انذار اور عدم انذار برابر ہو۔منافق کے جو علامات نبی کریمؐ نے بیان فرمائے ہیں وہ یہ ہیں۔(۱)۔جب بات کرے جھوٹھ بولے(۲)۔وعدہ کرے تواس کے برخلاف کرے(۳)۔امانت میں خیانت کرے (۴)۔جھگڑنے میں فحش گالیاں دے (۵)۔خود بخل کرتا ہے(۶)۔دوسرے صدقہ دینے والے کو بخل کی ترغیب دیتا ہے(۷)۔صبح اورشام کی نماز میں سست ہوتا ہے(۸)۔اس میں قوتِ فیصلہ نہیں ہوتی اورنہ تاب مقابلہ۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۲ر ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۳۔ وَ اتَّبِعْ مَا یُوْحٰۤی اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا۔

ترجمہ۔اوروحی کی پیروی کر جو تیرے رب کی طرف سے تجھ پر آتی ہے۔کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہارے اعمالوں سے بے خبرنہیں۔

تفسیر۔ وَ اتَّبِعْ مَا یُوْحٰۤی اِلَیْکَ۔لَا تُطِعْ میں ترکِ شر کا وعظ تھا۔اب نیکیوں کے اختیار کرنے کیلئے فرماتا ہے کہ اتَّبِعْ مَا یُوْحٰۤی کیونکہ انسان اپنے علم سے نہیں جانتا کہ کون کون سی چیز میرے لئے بلحاظ انجام کے مضر یا مفید ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۵ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۴)

مَا یُوْحٰۤی اِلَیْکَ۔جوخدا کی طرف سے تجھ پروحی کیا گیا ہے۔اس میں اوّل قرآن شریف ہے اور پھرحدیث صحیح۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۲ر ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۴۔ وَ تَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ ؕ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا۔

ترجمہ۔ اوراللہ پر بھروسہ رکھ اوراللہ ہی کارساز ہے کافی۔

تفسیر۔ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا۔ کَفٰی بِاللّٰہِ ہی کیوں کہا؟ ائمہ نے لکھا ہے کہ یہ دو جملے ہیں۔اصل

یوں ہے۔ کَفٰی بِاللّٰہِ ۔اِکْتَفِ بِاللّٰہِ ۔ایک جملہ کا اللہ اور دوسرے کا اِکْتَفِ حذف کیا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۵ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۴)

۵۔ مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَ مَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَ مَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَ هُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ۔

ترجمہ۔اللہ نے نہیں پیدا کئے کسی شخص کے لئے دو دل اس کے اندر اور نہیں بنایا تمہاری بیبیوں کو جن سے تم ظہار کر بیٹھتے ہو واقعی تمہاری ماں اور متبنّاؤں کو تمہارا بیٹا نہیں بنایا۔ یہ تو تمہارے منہ کی بات ہے اور اللہ تو حق ہی بات فرماتا ہے اور وہی سیدھا راستہ بتاتا ہے۔

تفسیر۔ نہیں بنائے اللہ نے دو دل کسی شخص کے اندر اور نہ بنایا ہے تمہاری ان بیویوں کو جن کو تم نے مائیں کہا۔تمہاری مائیں۔ اور نہ بنایا ہے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارے بیٹے۔ یہ سب تمہارے منہ کی باتیں ہیں۔اور اللہ تعالیٰ حق فرماتا ہے۔اور وہی راہ دکھاتا ہے۔

یہ ایک مثال ہے کہ جیسا یہ ناممکن ہے کہ کسی کے اندر دو دل ہوں۔ایسا ہی یہ بھی ناممکن ہے کہ اس ماں کے سوائے جس کے پیٹ سے آدمی نکلتا ہے کوئی اور عورت اس کی حقیقی ماں بن جاوے اور ایسا ہی یہ بھی ناممکن ہے کہ اس باپ کے سوائے جس کا نطفہ انسان ہو کوئی دوسرا اس کا باپ بن جاوے۔ یہ سب منہ کے کہنے کی بات ہے کہ کوئی کسی عورت کو ماں کہہ دے یا کسی مرد کو اپنا باپ کہہ دے ورنہ حقیقت میں ماں صرف وہی ہے جو ایک ماں ہے۔اور باپ صرف وہی ہے جو ایک باپ ہے۔نہ کسی کے اندر دو دل ہو سکتے ہیں اور نہ ایک بچّہ دو پیٹوں سے نکلتا ہے۔اور نہ ایک بیٹا دو مختلف مردوں کے نطفوں کا نتیجہ ہوسکتا ہے۔کسی شاعر نے اس مثال کو شعر میں خوب بیان کیا ہے۔ ؎

ہم معتقد دعوٰی باطل نہیں ہوتے سینہ میں کسی شخص کے دو دل نہیں ہوتے

(بدر جلد ۱ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۲ ؍ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۷۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤی اَوْلِیٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا۔

ترجمہ ۔ نبی تو بہت ہی پیارا ہے ایمانداروں کو اپنی جانوں سے بھی اور نبی کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں اور رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حق دار ہیں اللہ کی کتاب میں تمام ایمانداروں اور ہجرت کرنے والوں سے مگر یہ کہ اپنے دوستوں کے ساتھ کچھ احسان کرنا چاہو۔ یہ کتاب میں لکھا ہوا ہے۔

تفسیر ۔ اُمَّهٰتُهُمْ ۔ ابھی فرما چکا ہے کہ حقیقی ماں نہیں بنتی۔ پس یہ اعزاز واکرام کے رنگ میں ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۵ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۴)

اَوْلٰی ۔ اَقْرَب[۱] (بدر جلد ۱ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۸۔ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰی وَ عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ۪ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا۔

ترجمہ ۔ اور جب ہم نے لیا نبیوں سے ان کا اقرار اور خاص کر تجھ سے اور ابراہیم اور موسیٰ وعیسیٰ ابن مریم سے اور ان سے لیا ہم نے پکا اقرار۔

تفسیر ۔ وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ ۔ سب نبیوں سے محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت کی خبر دینے اور ان کے ظہور کی پیشگوئی کرنے کا عہد لیا حتّٰی خود نبی کریمؐ سے بھی کہ اپنی نبوت کا اندازہ کریں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۴)

۹۔ لِیَسْـَٔلَ الصّٰدِقِیْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا۔

ترجمہ ۔ نتیجہ یہ کہ اللہ پوچھے سچوں سے ان کا سچ اور تیار کیا ہے منکروں کے لئے ٹیس دینے والا عذاب۔

تفسیر ۔ لِیَسْـَٔلَ ۔ تا کہ اظہار کئے جائیں۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

---

[۱] سب سے زیادہ قریب۔

۱۰۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا۔

ترجمہ۔اے ایماندارو! اللہ کا احسان یاد کرو جو تم پر ہے جب چڑھ آئے تم پر لشکر تو ہم نے بھیجی ان پر ہوا اور وہ فوجیں جن کو تم نے نہیں دیکھا اور تم جو کرتے ہو اللہ اسے خوب دیکھ رہا ہے۔

تفسیر۔ نِعْمَةَ اللّٰهِ۔ جنگ احزاب میں فتح۔

قصہ جنگ احزاب

مدینہ میں جو یہود رہتے تھے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ امن کا اور بیرونی مخالف کا مقابلہ کرنے کا وعدہ کر چکے ہوئے تھے۔ ان کی خفیہ سازش کے ساتھ دس ہزار عرب مسلمانوں کے برخلاف لڑائی کرنے کے واسطے مدینہ منورہ پر چڑھ آئے۔ اندر سے یہود دشمن ہو گئے۔ باہر سے اس قدر لشکر آیا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑے سے مسلمانوں کے ساتھ جن کی تعداد اس وقت چھ سو تھی۔ اس لشکر کے مقابلہ کے واسطے نکلے۔ ایک پہاڑی کے پہلو میں رات گزارنے کے واسطے ڈیرہ لگایا۔ ایک طرف پہاڑ تھا۔ اور ایک طرف بہ نظر اسباب ظاہری ایک خندق کھودی گئی۔ اتنے بڑے لشکر کے مقابلہ میں مسلمانوں کی کیا تعداد تھی۔ آپؐ دعاؤں میں لگے رہے۔ ایک رات کو آدھی رات کے قریب آپؐ نے آواز دی کہ کوئی ہے جو جا کر دیکھے کہ کافروں کا لشکر کہاں ہے۔ تیز ہوا سردی اور دشمنوں کا ڈر۔ جس نے آپؐ کا آواز سنا وہ بھی مارے خوف کے خاموش ہو رہا۔ لیکن ایک صحابی اٹھا اور باہر گیا۔ اور واپس آ کر خبر دی کہ کفار کا نام ونشان نہیں۔ معلوم نہیں دس کا دس ہزار کہاں چلا گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ سب کے سب وہاں سے اس طرح بھاگ گئے تھے جس طرح ایک چھوٹا سا لشکر کسی بڑے عظیم الشان لشکر کے ڈر سے ہراساں و ترساں بھاگ جاتا ہے۔ اور اس کی وجہ اس طرح سے خداوند تعالیٰ نے قائم کی کہ رات کو جب تیز ہوا چلنی شروع ہوئی تو ایک کافر سردار کے ڈیرے کی آگ بجھ گئی۔ آگ سے وہ لوگ جنگ کی تعبیر لیا کرتے تھے۔ اور میدانِ جنگ میں آگ کا بجھنا ایک بڑی بدشگونی سمجھی جاتی تھی۔ کافر نے سوچا کہ یہاں خیر نہیں۔

آگ بجھ گئی ہے انجام برا معلوم ہوتا ہے۔ بہتر ہے کہ چپکے چپکے نکل جاؤں۔ چنانچہ اس نے اپنا خیمہ ڈنڈا اکھیڑا اور وہاں سے چل کھڑا ہوا۔ پاس والوں نے جو دیکھا کہ وہ اس طرح سے نکل گیا ہے تو انہوں نے سمجھا کوئی بہت ہی خرابی کی بات واقع ہوئی ہے جو وہ راتوں رات بھاگا ہے۔ انہوں نے بھی اپنا بستر ا بوریا لپیٹا اور بھاگ نکلے۔ ان کو دیکھ کر پھر اور بھاگے غرض اس طرح خدا کے فرشتوں نے ان سب کو سراسیمہ اور ہراساں کر کے بھگا دیا۔ یہاں تک کہ کفار کے لشکر کا کمانڈر اپنے اونٹ کی پچھاڑی کا ٹنا بھی بھول گیا اور جلدی سے اونٹ پر سوار ہو کر اس کو ایڑی لگائی کہ چل پر وہ چلے کہاں۔ اس وقت جو نعمتِ الٰہی مسلمانوں پر ہوئی۔ اس کا ذکر اس جگہ ان آیات میں ہے۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۲۵ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۳)

۱۱ تا ۱۳۔ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا۔ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا۔ وَ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا۔

ترجمہ۔ اور جب وہ تم پر آ چڑھے تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے کی جانب سے اور آنکھیں پھر گئیں اور دل گلوں تک پہنچ گئے اور اللہ پر تم طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ جہاں پر انعام دینے کے لئے ایمانداروں کی آزمائش کی گئی اور خوب زور سے ہلائے گئے۔ اور جب منافق کہتے تھے (منافق کون) جن کے دلوں میں کمزوری ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا وعدہ تو دھوکا ہی دھوکا تھا۔

تفسیر۔ مِّنْ فَوْقِكُمْ ۔ شمالی جانب۔

مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ۔ جنوب۔

الْحَنَاجِرَ ۔ تمہارے دل دھڑکتے تھے اور اب معلوم ہوتا تھا کہ گلے تک آ گئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۵ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۴)

جُنُوْدٌ ۔ لشکرِ کفار۔ دس ہزار آدمی باہر سے حملہ آور ہوئے اور اندر سے یہود دشمن ہو گئے۔

مِّنْ فَوْقِكُمْ ۔ باہر سے آئے۔

مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ۔ مدینہ کے دشمن یہود جو برخلاف معاہدہ بیرونی دشمنوں کے ساتھ مل گئے تھے۔

بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ ۔ دل دھڑکتے ہوئے حنجرے پر معلوم ہوئے۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۲۶ مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

غزوۂ خندق جسے غزوۂ احزاب بھی کہتے ہیں (وجہ تسمیہ اسکی یہ ہے کہ آپؐ نے سلمانؓ کے کہنے پر اپنی فوج کے گرداگرد خندق کھدوالی تھی جیسا اس زمانے میں اہلِ فارس کا دستور تھا)

اس موقع پر عرب کے بہت سے قبائل اہلِ اسلام کے استیصال کو اکٹھے ہوئے۔ یہود کی ایک جماعت سلام بن حقیق نضری وحیی ابن اخطب نضری وکنانہ بن ربیع بن ابی حقیق نضری وہوذہ بن قیس وائلی وابوعمار وائلی بنی نضیر اور بنی وائل قبیلے بہت سے لوگوں کو ساتھ لے کر خیبر سے چل کر قریش مکہ کے پاس آئے اور انہیں اپنی کمک و رفاقت کے قوی وعدے دے کر آنحضرتؐ سے لڑنے کو کہا اور سخت ترغیب دی کہ ایک دفعہ مل کر مسلمانوں کا استیصال کر ہی ڈالیں۔ قریش نے انہیں کہا۔ اے گروہ یہود تم لوگ پہلے اہل کتاب ہو اور تم ہمارے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے درمیان اختلاف کی وجہ کو جانتے ہو یہ تو بتاؤ کہ ہمارا دین اچھا ہے یا دینِ محمدؐ۔ انہوں نے (یہود، بنی اسرائیل، اہلِ کتاب، موحد، بت پرستی کے دشمن) کہا۔ تمہارا دین اس سے کہیں بہتر ہے۔ اور تم اس سے زیادہ حق پر ہو۔ انہیں کے حق میں یہ آیت اُتری۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ وَ يَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَاۤءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ۔[1] (النساء:۵۲)

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَ

۱؎ تو نے نہ دیکھے وہ لوگ جن کو ملا ہے کچھ حصہ کتاب کا، مانتے ہیں بتوں کو اور شیطانوں کو اور کہتے ہیں کافروں کو یہ زیادہ پاتے ہیں مسلمان سے راہ۔

الْحِكْمَةَ وَ اٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا۔[1] (النساء:۵۵)

قریش اس بات سے نہایت خوش ہوئے اور اجتماع عظیم کیا۔ پھر وہ یہود غطفان قیس کے پاس آئے اور وہی مضمون پیش کیا اور کہا کہ قریش سب اس امر میں ہم سے متفق ہیں۔ وہ بھی جمع ہوئے قریش اور غطفان نکل کھڑے ہوئے۔ قریش کا سپہ سالار ابوسفیان تھا اور غطفان کا عیینہ بن حصین فزاری۔ غرض دس ہزار فوج جرّار بڑے بڑے منصوبے باندھ کر خدائی لشکر کے مقابلے کو روانہ ہوئی قریش تو مدینے کے اس طرف اترے جہاں بارشی ندیاں بہتی تھیں۔ بنی کنانہ، اہل تہامہ، بنو قریظہ، بنونضر، غطفان، اہل نجد وغیرہ احد کی طرف اترے۔ اور مسلمان وہاں اترے جہاں سلع نام پہاڑ ان کے عقب میں تھا۔ اور تعداد میں فقط تین ہزار تھے۔

حیی بن اخطب خیبر کا ایک یہودی کعب بن اسد قرظی رئیس بنی قریظہ کے پاس آیا اور کعب قبل اس کے اپنی قوم کی جانب سے آنحضرتؐ کے ساتھ مسالمت کا معاہدہ کر چکا تھا۔ کعب قرظی نے یہ کہہ کر دروازہ بند کر لیا کہ میں نے آنحضرتؐ سے معاہدہ کر لیا ہے اور میں نے اس شخص کو سوائے وفا وصدق کے نہیں دیکھا۔ اس لئے میں نقضِ عہد نہیں کرنے کا۔ ابنِ اخطب نے بڑے زور سے اس سے کہا کہ او کمبخت میں تو لشکرِ کرّار اور فوج جرّار تیرے پاس لایا ہوں۔ دیکھ وہ مجتمع الاسیال (ندیاں بہنے کی جگہ) میں اترے پڑے ہیں۔ اور غطفان ان کے مقدمۃ الجیش ہیں۔ وہ احد کے پاس ٹھہرے ہیں اور مجھ سے ان سب جماعتوں نے مضبوط عہد باندھا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے استیصال کئے بغیر یہاں سے ٹلیں گے نہیں۔ غرض بڑے الحاح واصرار سے کعب راضی ہو گیا۔ اور نقضِ عہد کی شامت سے نہ ڈرا۔

جب یہ خبر آنحضرتؐ کو ہوئی۔ آپؐ نے سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ اور ابن رواحہ اور خوات کو اس لئے بھیجا کہ یہود کی خبر لاویں۔ کہیں کفار مکہ سے مل تو نہیں گئے۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچے۔ دیکھا

---

[1] یا حسد کرتے ہیں لوگوں کا اس پر جو دیا ان کو اللہ نے اپنے فضل سے سو ہم نے تو دی ابراہیمؑ کے گھر میں کتاب اور علم اور ان کو دی ہم نے بڑی سلطنت۔

یہود سخت بگڑے ہوئے ہیں اور مخالف ہو گئے۔ یہ لوگ واپس چلے آئے اور اس واقعہ کو نبی عرب ؐ پر ظاہر کیا۔ عضل اور قارہ نے جیسے اصحاب الرجیع کے ساتھ غدر اور مکّاری کی ہے ایسی ہی اس تکلیف کے وقت یہود نے عہد شکنی کی۔ اسی واسطے اس غزوۂ احزاب اور خندق کے واقعہ میں قرآن فرماتا ہے۔

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا۔ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا۔ وَ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا۔[1] (الاحزاب:۱۱ تا ۱۳)

اِس لڑائی میں نوفل بن عبداللہ کفار کی طرف سے حملہ آور ہوا۔ اور خندق میں گر کر مر گیا۔ دشمنوں نے خون بہا دے کر اس کی لاش لینی چاہی۔ مگر نبی اللہ نے مفت دے دی۔

اس شدت کی حالت میں مختلف اقوامِ عرب اور نواحی مدینہ کے یہود کی حملہ آوری اور اسلام کی کمزوری کو منافق اور کمزور لوگ دیکھ کر چل نکلے اور کل تین سو آدمی آپؐ کے پاس رہ گیا۔ اس قلیل جمعیت میں خدائی لشکر اسلام کی امداد کو آیا۔ ہوا کی تیزی اور سردی نے دشمن کے ڈیرے خیمے اکھیڑ دشمن کو راتوں رات بھگا دیا اور كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ۔[2] (الاحزاب:۲۶) کی تصدیق ظاہر ہوئی۔

اس لڑائی میں غطفان اور بنوقریظہ اور بنونضیر اور اہل خیبر کا سلوک ہرگز ہرگز ہرگز فراموش کرنے کے قابل نہیں۔ ان بدعہد۔ عہد شکن قوموں کی لڑائی کی جڑھ یہی واقعات ہیں۔ اس لڑائی میں پانچ نمازیں ایک وقت میں پڑھی گئیں اور اس مکّی آیت کی جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ۔[3] (صٓ:۱۲) اسی لڑائی میں تصدیق ہوئی۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اول صفحہ ۱۰۵ تا ۱۰۸)

---

[1] جب آئے تم پر اوپر کی طرف سے اور نیچے سے اور جب ڈگنے لگیں آنکھیں اور پہنچے دل گلوں تک اور اٹکل کرنے لگے تم اللہ پر کئی اٹکلیں وہاں جانچے گئے ایمان والے اور ہلائے گئے سخت ہلانا اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ ہے جو وعدہ دیا تھا ہم کو اللہ نے اور اس کے رسولؐ نے سب فریب تھا۔ [2] اور کافی ہو گیا اللہ ایمانداروں کو لڑائی کے بارہ میں۔ مومنوں کی طرف سے۔ [3] یہ تو ان لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جو وہاں شکست دے کر بھگایا جائے گا۔

غزوۂ قریظہ خندق اور احزاب کی لڑائی میں ...... مشرکوں کے مختلف گروہ اور یہودی اور غطفانی خاص مدینے میں اسلامیوں پر چڑھ آئے۔ حیی ابن اخطب یہودی بنونضیر کی جلاوطنی کے بعد قریش کوتحریص دیتا۔ اور کنانہ ابوالحقیق کا پوتا غطفانیوں کو اکسالایا۔ اور ان سے وعدہ کیا۔ خیبر کی آمدنی سے نصف آمدنی میں دوں گا۔ اگر مسلمانوں پر حملہ آوری کرو۔ سلام بن مشکم اور ابن ابوالحقیق اور حیی اور کنانہ یہ سب بنونضیر مکّے میں پہنچے اور کہا ہم تمہارے ساتھ ہیں اگر تم اسلام پر حملہ آوری کرو۔

ان یہودوں کی کارستانی اور جادو بیانی قریش کے غیظ وغضب سے مل کر تمام عرب کو مدینے پر چڑھا لائی۔ جب یہ مختلفہ اقوام بغرض استیصال اسلام مدینے میں پہنچے حیی ابن اخطب یہودی۔ خیبری۔ نضری کعب بن اسد قرظی (یہ شخص بنوقریظہ کا ہم عہد تھا) کے پاس پہنچا۔ پہلے تو کعب نے حیی کو گھر میں گھسنے نہ دیا۔ اور کہا۔ ہمارا اور اسلامیوں کا باہم معاہدہ اور اتحاد ہے۔ اور بنوقینقاع اور بنو نضیر پر جو کچھ بدعہدی کا وبال آیا۔ اسے یاد کیا۔ مگر حیی نے کہا۔ میں تمام قریش اور عرب کے مختلف قبائل کو مدینے پر چڑھا لایا ہوں۔ اور ان تمام اقوامِ عرب نے عہد کرلیا ہے کہ جب تک اسلام کا استیصال نہ کرلیں گے مدینے سے واپس نہ جائیں گے۔ کعب نے پہلے پہل بہت ٹالم ٹالا کیا اور کہا۔ محمدؐ بڑا راستگو۔ راستی پسند انسان ہے اور عہد کا بڑا پکا ہے۔ ہم کو مناسب نہیں اس کے ساتھ بدعہد بنیں۔ مگر آخر دشمنوں کی کثرت اور ان کے استقلال کو دیکھ اور حیی کے پھسلانے اور عداوتِ اسلام کی قدیم بدعہدی میں آکر باغی بن گیا اور تمام عہدوں کو بالائے طاق رکھ کر اس عبرت بخش عاقبت اندیش عقل کو کھو بیٹھا۔ جو معاملات بنوقینقاع اور بنونضیر میں تجربہ کار ہو چکی تھی۔ اور عین جنگ کے وقت آنحضرتؐ کو ان یہودوں کی بدعہدی کی خبر پہنچی۔ آپؐ نے بہت سے آدمی تحقیقِ خبر کے لئے روانہ فرمائے اور کہا۔ ان لوگوں کو فہمائش کرو۔ عہد پر قائم رہیں مگر یہود نے درشت جواب دیا اور کہا۔ رسولؐ اللہ کیا ہیں۔ جو ہم ان کی اطاعت کریں۔ ہمارا ان کا کوئی عہد نہیں ان تمام آدمیوں نے جو یہود کے مقابلے کی خبر لینے گئے تھے آکر عرض کیا۔ یہود دشمن کے ساتھ ہو گئے۔ قرآن بھی اس کی خبر دیتا

ہے۔اوراحزاب کے قصہ میں کہتا ہے۔

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا۔ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ......[1] (الاحزاب:۱۱،۱۲)

جہاں یہود کی سزا کا قرآن نے تذکرہ کیا ہے وہاں صاف وجہ سزا کو بیان فرمایا ہے اور اسی سورۃ میں کہا ہے۔

وَ اَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَ تَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا۔[2] (الاحزاب:۲۷)

آپؐ کے ساتھی گھبرا گئے۔ادھر تھوڑے سے معدود گروہ پر سارے عرب کی چڑھائی۔ادھر گھر میں یہود کی بدعہدی۔ پھر یہود مدینے کے طُرق اور راستوں کی کیفیت سے واقف محاصرین کفار کو غیر محفوظ مقام بتا سکتے تھے۔اس لئے بڑا خوف ہوا۔علاوہ برآں منافقوں کا نکل بھاگنا اور کمزور دلوں کا عذر بلاؤں پر بلائیں لایا۔قربان جایئے الٰہی عاجز نوازی کے اسی کے جنود نے ان سب اعداء کو بھگوڑا بنایا اور تخمیناً ایک مہینے کے محاصرے پر کفار عرب الٰہی اسبابوں سے بھاگ گئے۔کیونکہ دس ہزار کی بھیڑ کے ساتھ تین ہزار اسلامیوں میں سے صرف تین سو باقی رہ گئے تھے (وہی جو سچے مسلمان تھے) جب دشمن خود بخود بھاگ گئے اور آپؐ کو ان کی طرف سے امن ہوا۔ اور یہ اندیشہ مٹ گیا تو اہلِ اسلام کو ایک نیا کھٹکا ہوا کہ بنو قریظہ عہد شکنی کر چکے ہیں۔اگر انہوں نے مدینے پر شب خون مارا تو ہر ایک اسلام والا قتل ہو جائے گا۔

---

[1] جب آئے وہ لوگ اوپر تمہارے اور نیچے تمہارے سے اور جب کج ہوئیں آنکھیں اور پہنچ گئے دل گلوں تک اور تم گمان کرتے تھے اللہ کے ساتھ طرح طرح کے۔اس جگہ ایمان والے آزمائے گئے اور ہلائے گئے ہلانا سخت۔

[2] اور اتارا اللہ نے ان لوگوں کو جنہوں نے اہل کتاب سے ان کی مدد کی ان کے قلعوں سے اور ڈالا ان کے دلوں میں خوف کو۔ایک گروہ کو تم ہلاک کرتے ہو اور ایک گروہ کو تم قید کرتے ہو۔

لہٰذا مقتضٰی عاقبت اندیشی نے بتایا تو آپ مقام جنگ سے جہاں خود حفاظتی کیلئے آپ نے کھائی کھود لی تھی۔ مدینے میں تشریف لائے اور قلعہ جات بنوقریظہ کا محاصرہ کیا۔ دس پندرہ روز محاصرے میں لگ گئے۔ اب قلعہ بند لوگ گھبرائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈالا[1] (وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ) تب یہودان بنوقریظہ کا رئیس کعب بن اسد قوم میں کھڑا ہوا اور وہ اسپیچ دی جس میں کہا۔ اے قوم تم کو مناسب ہے۔ تین باتوں میں سے ایک بات مان لو۔ یا تو اس شخص (محمدؐ) پر ایمان لاؤ۔ تم کو صاف عیاں ہو چکا ہے یہ شخص بے شک نبی ہے۔ اور یہ وہی ہے جس کی بابت توریت میں پشین گوئی اور بشارت ہو چکی ہے۔ تم اور تمہارا مال و اسباب اور تمہاری جانیں بچ رہیں گی قوم نے اس پر انکار کیا تب اس نے کہا۔ آؤ عورتوں اور بچوں کو قتل کر ڈالیں (اس کی سزا پائی) اور تلواریں لے مسلمانوں پر گر پڑیں یہاں تک کہ شہید ہو جاویں۔ قوم نے کہا اگر ہم جیت گئے تو بال بچوں اور عورتوں کے بغیر ہماری زندگی کیونکر ہو گی؟ تب کعب نے کہا۔ آج سبت کی رات ہے۔ محمدؐ جانتے ہیں آج ہم غافل ہیں لڑ نہیں سکتے اس لئے مسلمان بھی غافل اور سست ہیں۔ آؤ غفلت میں مسلمانوں پر حملہ آوری کریں۔ تب قوم نے کہا۔ تجھ کو خبر نہیں سبت کی بے حرمتی سے ہمارے بڑوں پر کیسے وبال آئے۔ وہ سؤر اور بندر بن گئے۔

آخر قوم کے اتفاقات سے یہود نے ایک سفیر جناب رسالت مآبؐ کے حضور روانہ کیا۔ اور کہا ابولبابہ بن منذر کو ہمارے پاس بھیجئے۔ ہم اس سے صلاح لیں گے۔ جب ابولبابہ انکی درخواست سے وہاں آئے۔ عورتیں اور بچے چلّائے۔ اور یہود نے کہا۔ کیا تیری صلاح ہے۔ ہم لوگ محمدؐ کے فیصلہ پر دروازہ کھول دیں؟ اس نے کہا۔ بیشک۔ مگر اشارہ کیا۔ وہ تم کو ذبح کا فتویٰ دیں گے۔ پھر ابولبابہ پچھتایا اور اپنے آپ کو مسجد میں جا باندھا۔ جب محاصرے پر مدت گزری اور وہ یہود تنگ ہوئے تو ان کم بخت لوگوں نے کہلا بھیجا ہماری نسبت جو سعد بن معاذ فیصلہ کرے۔ وہ فیصلہ ہم کو منظور ہے۔ بدقسمتوں نے رحمۃ للعالمین کو حاکم نہ بنایا۔ بلکہ سعد کے فتوے پر راضی ہو گئے۔ اور قلعہ سے نکل آئے۔

---

[1] اور ڈالا ان کے دلوں میں خوف کو۔

رسولؐ خدا نے سعد بن معاذ کو بلایا اور کہا۔ یہ لوگ تیرے فیصلے پر ہمارے پاس آئے ہیں اس سپاہی کو اس قوم کی بدچلنی اور بدعہدی اور ناعاقبت اندیشی اور بنوقینقاع اور بنونضیر سے عبرت نہ پکڑنے پر یہی سوجھی کہ اس بدذات قوم کا قصہ تمام کرو۔ اس نے کہا ان کے قابلِ جنگ لوگ مارے جاویں اور باقی قید کئے جاویں۔ غرض کئی سو آدمی قریظی مدینہ میں لاکر قتل کیا گیا۔

مانا انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ چاہے کوئی کیسے جرائم اور معاصی کا مرتکب ہو جب اس سے کوئی ایسا سلوک کیا جاوے جو ہمارے نزدیک سختی اور بے رحمی ہے تو اس وقت ہمیں خواہ مخواہ ایک نفرت اور کراہت معلوم ہوتی ہے اور ہمارے دل میں رحم عدل کی جگہ کو چھین لیتا ہے۔ مگر رحم کے باعث عدل چھوڑنا اور جرائم کی سزا سے درگزر نہ چاہیے۔ یہود نے دغادی، بدعہدی کی، عین شہر کا امن کھو دیا۔ مسلمانوں کی توحید اور موسیٰؑ و توریت کی تعظیم کو بت پرست قوم کے مقابلہ میں بھلا دیا۔ بہر حال مسلمانوں کا حکم قریظہ کی نسبت کرامول کے حکم سے بہت کم تھا۔ جس کے بموجب آئرلینڈ میں شہر ورڈہیڈا کے سب باشندے بلافرق تہ تیغ بے دریغ کئے گئے۔ کارلائل لکھتا ہے۔ سچ ہے شریر کا سو مرتبہ قتل ہونا بہتر ہے کہ وہ بے گناہوں کو اغوا کرے۔ یہ اسلام کا فعل اس وقت کے مارشل لاء سے بہت نرم تھا۔ اور حضرت داؤدؑ کی سزا سے جس میں انہوں نے جیتے آدمی جلتے پزاووں میں جلائے اور پھر ہمیشہ خدا کے مطیع کہلائے۔ نہایت نرم ہے۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اول صفحہ ۱۱۶ تا ۱۱۹)

سورۂ احزاب میں۔ تمام عرب کے مختلف فرقے مدینے پر چڑھ آئے اور مدینے کے یہود اور کل منافق لوگ ان حملہ آوروں کے ساتھ شریک ہو گئے۔..........

اور اس واقعہ کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی سے مکے میں دے دی تھی کہ عرب کے احزاب اور ان کی سنگتیں ہم پر چڑھ آئیں گی۔ (جیسا عنقریب آتا ہے) اِلَّا وہ سب بھاگ کر ناکامیاب چلے جائیں گے اور ایسا ہوا کہ جب مسلمانوں نے اس فوجِ کثیر کو دیکھا باایں ہمہ قلت تعداد بول اٹھے۔

وَ لَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ۫ وَ

مَا زَادَهُمۡ اِلَّاۤ اِيۡمَانًا وَّ تَسۡلِيۡمًا۔[1] (الاحزاب: ۲۳)

اس آیت سے صاف واضح ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حملے کی بابت پہلے ہی خبر دے دی تھی اور یہ خبر علی العموم موافق ومخالف میں پھیلی ہوئی تھی۔ چنانچہ

وَ اِذۡ يَقُوۡلُ الۡمُنٰفِقُوۡنَ وَ الَّذِيۡنَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمۡ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوۡلُهٗۤ اِلَّا غُرُوۡرًا......[2] (الاحزاب: ۱۳)

اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ منافق وغیرہ مخالفین بھی پہلے ہی سے اس وعدے کو خوب جانتے تھے گو اب بے ایمانی اور بزدلی نے انہیں قائم نہ رہنے دیا۔

نکتہ۔ لفظ وَعَدَنَا جو مسلمانوں کے منہ سے نکلا صاف بتلاتا ہے کہ وہ شروع ہی سے اپنی کامیابی پر وثوق کلی رکھتے تھے۔ کیونکہ وَعَدَ کے معنی ہیں۔ کسی کو اس کے مفید مطلب وعدہ دینا بخلاف اِیْعَادْ کے کہ اس کے معنے دھمکی دینا اور ڈرانا ہے۔

اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ اس وعدے کا ذکر خود قرآن کی ایسی سورۃ میں موجود ہے جو مکے میں اتری وہ آیت یہ ہے۔

جُنۡدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهۡزُوۡمٌ مِّنَ الۡاَحۡزَابِ۔[3] (ص: ۱۲)

اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ نَحۡنُ جَمِيۡعٌ مُّنۡتَصِرٌ۔ سَيُهۡزَمُ الۡجَمۡعُ وَ يُوَلُّوۡنَ الدُّبُرَ۔[4] (القمر: ۴۵۔۴۶)

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم صفحہ ۲۵۵ تا ۲۵۷)

---

[1] اور جب مسلمانوں نے ان جماعتوں کو دیکھا بول اٹھے یہ تو وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا اور سچ کہا اللہ اور اس کے رسول نے اور ان میں ایمان اور تسلیم اور بھی بڑھ گیا۔ ۱۲۔ [2] اور جس وقت منافق اور بیمار دل لوگ کہنے لگے کہ اللہ اور اس کے رسول نے تو ہم سے دھوکا کھیلا۔ ۱۲۔ [3] احزاب (جماعتیں) احزاب کے بڑے بڑے لشکر اس جگہ شکست کھا جائیں گے۔ [4] کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم بدلہ لینے والی جماعتیں ہیں۔ عنقریب یہ سب لوگ شکست دیئے جائیں گے اور بھاگ نکلیں گے۔ ۱۲

۱۴۔ وَ اِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَ يَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ وَ مَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا۔

ترجمہ۔ اور جب کہنے لگی ان میں سے ایک جماعت اے یثرب کے لوگو! تم کو ٹھہرنے کی کوئی جگہ نہیں۔ بس لوٹ چلو اور اجازت مانگنے لگے ان میں سے کچھ لوگ نبی سے کہنے لگے کہ ہمارے گھر خالی ہیں۔ (یعنی غیر محفوظ) حالانکہ وہ خالی نہیں (یعنی غیر محفوظ نہیں) ان کا ارادہ تو صرف بھاگنے ہی کا ہے۔

تفسیر۔ يٰۤاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ ۔ اے مسلمان مدینے والو۔ تمہارے ٹھہرنے کی جگہ نہیں۔ ۱۲

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۲۵۶)

فَارْجِعُوْا ۔ اپنے اپنے مذہبوں میں لوٹ جاؤ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۵ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۴)

اور ایک فریق ان میں سے نبی سے اجازت مانگتا کہ ہمارے گھر خالی ہیں حالانکہ وہ خالی نہ تھے منشا ان کا فقط بھاگ جانا تھا۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم صفحہ ۲۵۶ حاشیہ)

مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو سلسلۂ بیعت میں داخل ہیں۔ مگر یہاں نہیں آتے اور اگر آتے ہیں تو اس قدر جلدی کرتے ہیں کہ ایک دن رہنا بھی ان کیلئے ہزاروں موتوں کا سامنا ہو جاتا ہے۔ ان کے جتنے کام بگڑتے ہیں وہ یہاں ہی رہ کر بگڑتے ہیں۔ جتنے مریض ہوتے ہیں وہ یہاں ہی رہ کر ہوتے ہیں ہزاروں ہزار عذر کرتے ہیں۔ یہ بات مجھے بہت ہی ناپسند ہے۔ مجھے ایسے عذر سن کر ڈر لگتا ہے کہ ایسے لوگ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ کے الزام کے نیچے نہ آ جائیں۔ پس جب یہاں آؤ تو امام کی صحبت میں رہ کر ایک اچھے وقت تک فائدہ اٹھاؤ۔ کسل اور بعد اچھا نہیں ہے۔ خدا کرے۔ ہمارے احباب میں وہ مزہ دار طبیعت پیدا ہو جو وہ اس ذوق اور لطف کو محسوس کر سکیں جو ہم کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ستار ہے اور جب تک کسی کی بدیاں انتہا تک نہ پہونچ جاویں اور اَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓـَٔتُهٗ۔[1] (البقرۃ:۸۲) نہ ہو جاوے اور حد سے تجاوز نہ کر جاوے۔ خدا تعالیٰ کی ستاری کام کرتی ہے۔ بعد اس کے پھر سزا کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس سے پہلے کہ تمہاری بدیاں اور کمزوریاں اپنا اثر کر چکیں اور یہ زہر تمہیں ہلاک کر دے۔ اس کی تریاق توبہ کا فکر کرو۔

(الحکم جلد ۸ نمبر ۱۸ مورخہ ۳۱؍مئی ۱۹۰۴ء صفحہ ۸)

۱۵۔ وَ لَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَ مَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا۔

ترجمہ۔ اور اگر ان پر آ گھسیں مدینہ کے اطراف سے (فوجیں) پھر ان سے خانہ جنگی طلب کی جائے تو ضرور اس کو دے دیں گے یہ اور اس میں ٹھہریں گے نہیں مگر تھوڑا سا۔

تفسیر۔ اَلْفِتْنَةُ۔ کفر، شرک، خانہ جنگی، مسلمانوں کا قتل۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۵ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۴)

۲۰۔ اَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۚ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَيْتَهُمْ يَنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ تَدُوْرُ اَعْيُنُهُمْ كَالَّذِيْ يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا۔

ترجمہ۔ تم پر بخل کرتے ہیں پھر جب ڈر کا موقع آتا ہے تو تُو ان کو دیکھتا ہے کہ وہ تکتے ہیں تیری طرف۔ چکر کھاتی ہیں ان کی آنکھیں جیسے کسی کو موت نے ڈھانپ لیا ہو پھر جب خوف جاتا رہتا ہے تو تم پر زبان درازیاں کرتے ہیں تیز زبانوں سے بخل کرتے ہوئے مال پر۔ یہی لوگ ہیں جو ایمان نہیں لاتے تو اللہ نے اکارت کر دیئے ان کے اعمال۔ اور یہ بات اللہ پر بڑی آسان ہے۔

---

[1] اس کی بدیوں نے اس کو ہر طرف سے گھیر لیا۔

تفسیر۔ اَشِحَّةً عَلَیْکُمْ۔ تم پر جان قربان کرنے میں بخیل ہیں۔

اَشِحَّةً عَلَى الْخَیْرِ۔ مال دینے میں بخیل ہیں۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۲۶ مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۲۲۔ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا۔

ترجمہ۔تمہارے لئے موجود ہے اللہ کے رسول میں نیک چلنی کا نمونہ اس شخص کے لئے جو امید رکھتا ہے اللہ (کے ثواب) اور آخرت کے دن کے (حساب سے نجات کی) اور اللہ کو بکثرت وہ یاد کرتا رہتا ہے۔

تفسیر۔ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ کئی لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب انہیں بتایا جائے۔ یہ کام یوں کرنا چاہیے۔تو وہ کہتے ہیں۔کیا ہم بھی کوئی نبی ہیں۔ یہ بالکل غلط راہ ہے۔ نبی کا نمونہ نہ اختیار کیا جاوے تو کسی فرعون یا ہامان کی پیروی کرنی چاہیے۔(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۵ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۴)

تمہارے لئے اللہ کے رسول کا عمدہ نمونہ ہے۔اس نمونہ کی بموجب اپنے اعمال بناؤ۔اس لئے مسلمانوں کو رسول کریمؐ کے افعال۔اعمال اور ہر قسم کے نمونہ کے علم کی ضرورت ہے۔اسی لئے صحابہؓ نے حضرت رسول کریمؐ کے پوشیدہ سے پوشیدہ امور کو دریافت کیا اور بعد والوں نے جہاں تک ان کی طاقت تھی حضرت رسولِ کریمؐ کے دیکھنے والے یا دیکھنے والوں کے دیکھنے والوں سے اسی طرح سلسلہ سے حضرت رسولِ کریمؐ کے قول اور فعل کو اکٹھا کیا تا کہ حضرت رسول کریمؐ کا نمونہ ہاتھ آئے۔ ہمیشہ سے قاعدہ ہے کہ کوئی کاریگر جب کوئی چیز نمونہ کے بموجب بناتا ہے۔تو نمونہ آگے رکھ لیتا ہے۔ اس لئے صحابہ کے لئے حضرت رسول کریمؐ نمونہ تھے۔اور وہ حضرت رسول کریمؐ کو دیکھ کر ان کے قدم بقدم چل کر کامیاب ہوئے۔ (الحکم جلد ۷ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۰ راگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۰)

۲۳۔ وَ لَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِیْمَانًا وَّ تَسْلِیْمًا۔

ترجمہ۔ اور جب دیکھا ایمانداروں نے لشکروں کو کہنے لگے کہ یہ وہی ہے جس کا ہم سے وعدہ کیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچ فرمایا تھا اللہ اور اس کے رسول نے اور اس واقعہ نے ان کے ایمان اور فرمانبرداری ہی کو زیادہ کیا۔

تفسیر - هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ۔ یہ وعدہ پ ۲۳ سورۃ ص رکوع ۱ میں ہے۔ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ[1] جو بطور پیشگوئی مکہ میں فرمایا گیا کہ مدینہ میں مختلف قومیں چڑھ کر آئیں گی اور شکست کھائیں گی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۵ مؤرخہ یکم ستمبر ۱۹۱۰ صفحہ ۲۰۴)

۲۴۔ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۔

ترجمہ۔ ایماندار آدمی ایسے ہیں جنہوں نے اس عہد کو سچ کر دکھلایا جو اللہ سے انہوں نے عہد کیا تھا کوئی تو ان میں سے ایسا ہے جو پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی منتظر ہے اور ردّ و بدل نہیں کیا کسی نے ذرا سا بھی۔

تفسیر۔ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ۔ اپنی بات کو پورا کر چکے ہیں۔ خدا کے راہ میں اپنی جانیں بھی دے چکے۔

مَنْ يَّنْتَظِرُ ۔ جو اس انتظار میں ہیں کہ اگر ضرورت ہو تو وہ بھی اپنی جانیں قربان کر دیں۔

(بدر جلد ا نمبر ۲۶ مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۲۵۔ لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَ يُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۔

ترجمہ۔ نتیجہ یہ کہ اللہ جزا دے گا سچوں کو ان کے سچ کی اور منافقوں کو سزا دے گا (ان کے دغا کی) اور چاہے تو ان کو توفیق نصیب کر دے۔ بے شک اللہ بڑا عیبوں کا ڈھانپنے والا سچی محنت کا بدلہ دینے والا ہے۔

تفسیر۔ الْمُنٰفِقِيْنَ ۔ عہد کی خلاف ورزی کرنے والے۔ عہد توڑنے کا نتیجہ نفاق ہے۔ دوسرے مقام پر فرمایا۔ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ[2] (التوبۃ:۷۷) وَ رَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا[3] (الاحزاب:۲۶) ہوا تیز چلی۔ کفار کے رئیس کے خیمے کی آگ بجھ گئی۔ جسے اس نے منحوس قرار دیا۔ وہ ایسا گھبرایا کہ اونٹ پر چڑھ کر دوڑا۔ وحشت کا یہ عالم تھا کہ اونٹ کا گھٹنا کھولنا یاد نہ رہا۔ ایک دوسرے کو دیکھ کر کافر بھاگتے گئے۔ یہ خدا کی طرف سے نصرت تھی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۵ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۴)

---

[1] یہ تو ان لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جو وہاں شکست دے کر بھگایا جائے گا۔ [2] تو اس کے نتیجہ میں اللہ نفاق ان کے دلوں میں رکھ دیتا ہے۔ [3] اور اللہ نے پلٹا دیا ہے ان کافروں کو۔

۲۷۔ وَ اَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَیَاصِیْهِمْ وَ قَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ وَ تَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا۔

ترجمہ۔اور نیچے اتار لایا ان لوگوں کو جو ان فوجوں کے مددگار ہوتے تھے اہل کتاب میں سے اپنی گڑھیوں اور قلعوں میں سے اور ان کے دلوں میں خوف ڈال دیا۔ایک جماعت کو تو تم قتل کرنے لگے اور ایک کو قید۔

تفسیر۔ اور اتارا اللہ نے ان لوگوں کو جنہوں نے اہلِ کتاب سے ان کی مدد کی ان کے قلعوں سے اور ڈالا ان کے دلوں میں خوف کو۔ایک گروہ کو تم ہلاک کرتے ہو اور ایک گروہ کو تم قید کرتے ہو۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اول صفحہ ۱۱۸ حاشیہ)

صَیَاصِیْهِمْ ۔ ان کے قلعے۔ (بدر جلد ا نمبر ۲۶ مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ ۔اصل بانی فساد قریظہ ۔انہوں نے نبی کریمؐ کو حکم بنانا منظور نہ کیا۔ بلکہ ایک اور شخص کو منصف ٹھہرایا۔ اس نے حکم دیا کہ جو لڑائی کے قابل ہیں وہ سب قتل کر دیئے جاویں ان مقتولوں کی تعداد اڑھائی سو سے نو سو تک بیان کی جاتی ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۵ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۴)

۲۸۔ وَ اَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ دِیَارَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرًا۔

ترجمہ۔اور تم کو وارث بنا دیا ان کی زمین اور ان کے گھروں اور مال کا اور ایک ایسی زمین کا بھی کہ جس میں تم نے قدم تک نہیں رکھا تھا۔(یعنی خیبر کا) اور اللہ ہر ایک چیز کا بڑا اندازہ کرنے والا ہے۔

تفسیر۔ وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا۔ اور ملکوں کا بھی وارث کرے گا۔جن پر ابھی تمہارے قدم نہیں پہونچے۔

پہلے رکوع میں خدا نے ذکر فرمایا ہے کہ بنو قریظہ نے قریشِ مکہ و دیگر فرقوں کو اکسایا۔اور نبی کریمؐ پر چڑھا لائے۔ یہ بنو نضیر کی تحریک تھی جو جلا وطن کئے گئے۔اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے مالوں

اور گھروں کے وارث نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ قرار پائے اور اس قسم کی کئی اور فتوحات ہوئیں۔

ان تمام اموال کے قبضہ میں آنے کا نتیجہ یہ بھی ہوسکتا تھا کہ ازواج النبیؐ کے دل میں خیال آ جاوے کہ اب ہماری حیثیت شاہی بیبیوں سی ہونی چاہیے۔ اور اتنی مدت ہم نے فقر و فاقہ سے گزاری۔ اب تو فراخی ہونی ضروری ہے۔ اس لئے ان کو اس رکوع میں سمجھایا گیا ہے کہ اسی طرح فقر و فاقہ میں گزارہ کرنا ہوگا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۵ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۴)

اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا۔ جس زمین پر تم نہیں چلے۔ ارضِ شام۔ اس میں پیشگوئی ہے کہ شام کا ملک بھی تم فتح کرو گے۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۲۶ مورخہ ۲۹؍ستمبر ۱۹۰۵ صفحہ ۶)

۲۹۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا۔

ترجمہ۔ اے نبی! تو اپنی بیبیوں سے کہہ دے کہ اگر تم دنیا چاہتی ہو اور اس کی آرائش تو آؤ میں تم کو کچھ فائدہ پہنچاؤں اور رخصت کر دوں تم کو نیک سلوک کر کے۔

تفسیر۔ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ۔ اوپر جنگ اور ان میں فتوحات کا ذکر ہے۔ اس کے ساتھ ہی دفعتہً یہ ذکر بھی شروع ہوگیا کہ اے نبی اپنی بیویوں کو کہہ دے کہ اگر تم دنیوی زیب و زینت اور مال اسباب کی خواہشمند ہو تو آؤ۔ میں تمہیں رخصت کر دوں۔ ان دونوں آیات کا باہم ربط یہ ہے کہ جب فتوحات کے متعلق پیشگوئیوں کی آیات نازل ہوئیں۔ تو طبعاً آنحضرتؐ کے اہلِ بیت کے دل میں یہ خیال آ سکتا تھا کہ جب اس قدر فتوحات ہوں گے اور بے شمار مالِ غنیمت آئے گا اور قیصر کسریٰ کے خزانے یہاں مدینہ میں آ جاویں گے تو ہم کو بڑا مال و دولت ہاتھ آئے گا اور بڑے عیش و آرام سے زندگی بسر ہو گی۔ برخلاف اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اپنے واسطے کچھ جمع کرنا اور مال و دولت سے دل لگانا گناہ سمجھتے تھے۔ اس واسطے ازواج کا دل بھی پہلے سے ہی اس قسم کے خیالات سے پاک کر دیا گیا اور صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کی خاطر وہاں رہنا انہوں نے منظور کیا۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۲۶ مورخہ ۲۹؍ستمبر ۱۹۰۵ صفحہ ۶)

قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ۔ اس سے پہلے مال ومنال دینے کا ذکر کیا ہے۔تو ساتھ نبی کی بیویوں کو سنا دیا کہ یہ دنیا کے ساز وسامان تمہارے لئے نہیں۔اس بات کا خیال بھی نہ کرنا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ماہ ستمبر ۱۹۱۳ءصفحہ ۴۷۴)

یہ آیتیں قرآن شریف کے ۲۱ پارہ کے اخیر اور ۲۲ کے ابتدا کی ہیں۔ان میں خدا نے ایک گھر والیوں کو وعظ فرمایا ہے۔اس گھر اور اس واعظ کا وعظ اور جن بیبیوں سے اس واعظ کا تعلق ہے اس کا ذکر فرمایا ہے۔اس سے میری غرض یہ ہے کہ واعظ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور وہ وہ گرامی ذات ہے جس کیلئے دنیا کو یہ حکم ہوا کہ

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران:۳۲) کہ اگر تم کو یہ منظور ہے کہ خدا کے محبوب بنو تو اس کی اتباع کرو۔

جب انسان کسی کا پیارا بنتا ہے تو پیار کرنے والا اپنے پیارے کی تکلیف کو پسند نہیں کرتا۔ اگر کسی غلطی کی وجہ سے وہ کسی تکلیف میں ہو تو اس کی تکالیف کو دور کرتا ہے مگر کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ محبوب کی تکلیف دیکھتے اور اس کو دور نہیں کر سکتے۔اس لئے کہ ان میں طاقت دور کرنے کی نہیں ہوتی۔مگر خدا تو کامل قدرت اور کامل علم والا ہے۔پس خدا نے فرمایا کہ اگر تم کو مجھ سے تعلق ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو۔پھر تم میرے محبوب بن جاؤ گے۔جب تم اس کے محبوب بن جاؤ گے تو ہر ایک قسم کے سامان تمہارے لئے اللہ تعالیٰ مہیا کرے گا۔پس اللہ تعالیٰ نے اس پاک بندے سے گھر میں وعظ کروایا۔اس لئے کہ ہم اس پر عمل کر کے فضل اور ابدی آرام حاصل کریں۔محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ کیا اور اپنی بیبیوں کو سنایا۔وہ بیبیاں کیسی تھیں۔

اَلطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ۔[1] (النور:۲۷)

پس ان بیبیوں کو وعظ سنایا۔

ہم کو اتباع کا حکم ہے اس لئے یہ وعظ مجھ کو دو طرح پر سنانے کیلئے مامور کیا جاتا ہے۔پہلے

---

[1] پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں۔

رسول اللہ کی اتباع کا حکم ۔ دوسرے اس سچے اور حقیقی نائب اور خدا کے پاک بندے نے حکم دیا ہے کہ میں تم کو وعظ سناؤں ۔

اب بتا تا ہوں کہ رسول اللہ صلعم نے کیا وعظ کیا اور کیا وہ وعظ خود کیا یا خدا کے ارادہ سے کیا اس میں خدا کا ارشاد بھی تھا کہ وعظ سناؤ ۔ اس سے ہم کیا فائدہ اٹھائیں ۔ سنیں اور سنائیں اور اس کے اغراض پر غور کر کے عمل کریں ۔

آجکل دنیا میں ایک بیماری ہے نہ صرف عورتوں میں بلکہ مردوں میں بھی کہ جب ہم کسی راست باز کے اعمال ۔ احکام اور چال چلن بیان کرتے ہیں ۔ تو اس وقت بہت لوگ شیطانی اغوا سے کہہ دیتے ہیں کہ یہ کام ہم سے نہیں ہوسکتا ۔ نہ ہم رسول اور نہ رسول کی بی بی ۔ میرے نزدیک یہ کہنا کفر ہے اور خدا پر بھی الزام آتا ہے ۔ اس لئے کہ اگر ہم سے ان احکام کا نباہ نہیں ہوسکتا ۔ تو کیا خدا نے کوئی لغو حکم دیا ہے ۔ پھر جب خدا نے نبی کی اتباع کا حکم دیا ہے ۔ جبکہ ہم وہ کام کر ہی نہیں سکتے ۔ تو ہمیں ان کی اتباع کا حکم کیوں ملا ؟

میرا ایمان ہے کہ جن احکام کا متبع خدا نے ہم کو بنایا ہے ۔ ہم ضرور کر سکتے ہیں اور جن سے روکا ہے ان سے ہم رک سکتے ہیں ۔ پس میں یقین کرتا ہوں کہ خدا نے جو حکم دیئے ہیں ان کو ہم کر سکتے اور اس کے موانعات سے ہم رک سکتے ہیں ۔

رسول صلعم اور آپؐ کی بیبیاں جب مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ میں کوئی مکان ، باغ ، زراعت یا تجارت کا سامان نہ تھا اور سب کو ایک گونہ تکلیف تھی اور وہ اس قسم کی تکلیف نہ تھی جیسے آج کل لوگوں کو لنگر سے کھانا ملتا اور مہمان خانہ میں چارپائی ملتی بلکہ اس وقت ان چیزوں میں سے کچھ بھی نہ ملتا تھا ۔

پھر ایک شریر قوم یہود نے آنحضرتؐ سے سخت چھیڑ کی یعنی دس ہزار آدمی کو باہر سے چڑھا کر لائے اور اندر سے خود تباہ کرنا چاہا ۔ مگر خدا نے ان باہر والوں کو بھگا دیا ۔ اور یہود کو اس پاداش میں ہلاک کیا ۔ اور ان کے کل اموال آنحضرتؐ کے سپرد کئے ۔ اس پر کمزور طبائع کی عورتوں کو خیال آیا کہ

اب ہمیں آسائش ہو جاوے گی۔ اس پر یہ حکم آیا کہ اے نبی! اپنے گھر والوں سے کہہ دو کہ اگر تمہارا اصل منشاء دنیا والی زندگی اور اس کی زیب و زینت کا خیال ہے تو آؤ ہم تمہیں کچھ دے کر علیحدہ کر دیتے ہیں۔ اور اگر یہ منشاء ہے کہ خدا راضی ہو۔ اس کا رسولؐ راضی ہو۔ آئندہ سکھ پاؤ تو یاد رکھو کہ خدا کسی کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ اے نبی کی بیبیو! اگر تم میں سے کوئی بدی کا ارتکاب کرے گی تو اس کو دوہرا عذاب ملے گا اور یہ بات خدا پر آسان ہے اور جو کوئی تم میں سے خدا اور رسول کی اطاعت کرے گی اور عملِ صالح کرے گی۔ دوگنا اجر دیں گے۔ اے نبی کی بیبیو! کیا تم عام عورتوں کی طرح تو ہو نہیں۔ جبکہ تم نے متقی بننے کا ارادہ کیا ہے تو کوئی ایسی بات نہ کرنا کہ جس میں کسی شریر کا لحاظ پایا جاوے۔ اور ایسی بات کہو جو بھلی اور پسندیدہ ہو۔ اور اپنے گھروں میں بیٹھی رہو۔ اور جاہلوں کی طرح باہر نہ نکلا کرو۔ اور درست رکھو نماز کو اور ادائے کرو زکوٰۃ کو اور اطاعت کرو خدا اور رسول کی۔ تحقیق ارادہ کر لیا ہے۔ خدا نے یہ کہ دور کر دے تم سے ہر قسم کی ناپاکی۔ اے گھر والو۔ اور تمہیں پاک کرے۔

اب غور کرو یہ نبی کی بیبیوں کا حکم ہے۔ تم میں اگر ہماری امّ المومنین ہیں تو حکم پہلے ان کے لئے ہے کہ تمہارے لئے دنیا اور اس کی زینت کا ارادہ کرنا۔ خدا کا منشاء نہیں۔ جب وہ خدا اور رسول اور یومِ آخرت کا ارادہ کریں گی۔ تو خداوند ضائع نہ کرے گا۔ اور اگر تم سے کوئی غلطی ہو گی تو دوہرا عذاب ہو گا کیونکہ ان کے چال چلن کا اثر دوسری عورتوں پر پڑے گا۔ اگر وہ اپنے خاوند کے حالات پر غور نہ کریں گی اپنا نیک نمونہ دوسری عورتوں کو نہ دکھاویں گی تو بہت بڑا جواب دہ ہونا پڑے گا۔ خدا کا منشاء ان کے لئے بھی وہی ہے جو رسولؐ اللہ کی بیبیوں کیلئے تھا۔

اب جس قدر بیبیاں ان کے ماتحت ہیں۔ لازمی ہے کہ وہ ان کا نمونہ اختیار کریں گی۔ ہماری ایک چھوٹی سی بچی ہے وہ عقل نہیں رکھتی۔ پر ہمیں دیکھ کر کاغذ، قلم، دوات سے لکیریں ڈالتی رہتی ہے پس جبکہ انسان کی جبلت اس طرح پر واقع ہوئی ہے تو عورتیں بھی نمونہ کی محتاج ہیں۔ بہت سی عورتیں باہر سے آئیں۔ اگر وہ وہی نمونہ یہاں آ کر بھی دیکھیں جو ان کے اپنے دنیاوی گھروں میں ہے تو پھر وہ سست اور کاہل ہو جاویں گی۔ پھر اگر یہاں چستی اور نیکی اور دینداری کا نمونہ دیکھیں گی تو خود بخود نمونہ

بنیں گی۔

پھر آپ کا چال چلن ایسا ہو کہ دوسری عورتیں اسے دیکھ کر نیکی کا نمونہ بنیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا ایک نمونہ صرف ایک نمونہ سناتا ہوں۔ وہ ایک ایسی بی بی کا ذکر ہے کہ حقیقت میں ہماری امّ المومنین کی ماں تھیں۔ سچا تقویٰ انسان حاصل کر ہی نہیں سکتا۔ جب تک نکاح سے لباس حاصل نہ کرے۔ کیونکہ بہت سے تعلقات اور نرمیاں اور اغماص اس رشتہ سے کرنے پڑتے ہیں۔ میں نے ایک حدیث میں پڑھا ہے کہ یہ بطال لوگ جن کا کوئی رشتہ بی بی۔ بچہ نہیں بڑے ناقابلِ اعتبار ہیں۔

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے وقت پہلے پہل جس پر اپنا دعویٰ اظہار کیا وہ آپؐ کی بی بی خدیجہؓ تھیں۔ ساتھ ہی اس بی بی کو یہ بھی کہا کہ میں مامور ہوا ہوں۔ اس لئے اپنی جان کا بھی مجھے ڈر ہے۔ یہ نمونہ تعجب انگیز نہیں۔ اس وقت ہمارے مرشد و مولیٰ بھی تن تنہا ہیں۔ ہندو، سکھ، آریہ، عیسائی، شیعہ وغیرہ وغیرہ کل قومیں دشمن، رشتہ دار دشمن، سر پر باپ موجود نہیں غرض اندرونی بیرونی دنیا دشمن ہو رہی ہے۔ پر خدا کے بغیر کون اس کی حفاظت کر سکتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ میں خود ابھی تک اس حد تک نہیں پہونچا جسے میں چاہتا ہوں۔ میں نے اس کی پاک زبان سے سنا ہے کہ میں ایک ایسے جنگل میں جانا چاہتا ہوں جس کی راہ میں لوہے کے کانٹے ہیں۔ پھر ہم بظاہر دیکھتے ہیں کہ ہمیں کوئی دشواری نظر نہیں آتی۔ مجھ کو جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلیٰ محبت ہے۔ وہاں اس بی بی سے بھی اسی طرح کی محبت ہے۔

اس بی بی نے اس وقت آنحضرتؐ کو کیا جواب دیا اور کیسا پاک اور پیارا جواب دیا جو بخاری میں درج ہے کہ میری روح اس پر قربان ہوتی ہے۔ فرمایا کَلَّا وَ اللّٰہِ۔ نہیں حضور۔ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خدا کی قسم خدا آپ کو کبھی ذلیل نہیں کرے گا۔ آپؐ تو رحم کا بڑا بھاری لحاظ کرتے ہیں پس رحم کے لحاظ سے بیوی کے رشتہ داروں سے محبت کی جاتی ہے۔ جو شخص ایسا لحاظ کرتا ہے۔ پیارے خاوند وہ ذلیل نہیں ہوتا۔

پس تم بھی رشتہ داروں سے خاص خاص پیار اور محبت کرو کہ خدا ذلت سے بچاوے۔

آپؐ تو دکھیاروں کے دکھ اٹھاتے ہو اور دکھیوں اور تھکے ماندوں کی مدد کرنے والا خدا کے حضور ذلیل نہیں ہوتا۔

پھر آپؐ کے حضور جو لوگ آتے ہیں وہ وہ چیز پاتے ہیں جو جہان میں ان کو میسّر نہیں آسکتی یعنی خدا کے قرب کی راہیں آپؐ سے ملتی ہیں۔ اور آپؐ سچ بولتے ہیں اور ضرورتوں کے وقت آپؐ ہمیشہ لوگوں کے شریک ہوتے ہیں۔ اسی طرح کے لوگ کبھی ذلیل نہیں ہوتے۔

پس یہ ایسی باتیں ہیں کہ جو سچ طور پر رسول کی رسالت کو ثابت کرتی ہیں۔ یہ کلمہ اس بی بی کے منہ سے نکلا ہوا ہزاروں ہزار لوگوں کے واسطے راہِ ہدایت ہوا۔ جب لوگ دیکھتے کہ پندرہ برس کی تجربہ کار بی بی ایسے الفاظ کہتی ہے تو سوائے ماننے کے اور کیا کہہ سکتے۔

اسی قسم کا پاک نمونہ ہونے کے لئے خدا نے ان آیات میں آگاہ کیا ہے کہ جو عورتیں رسولؐ کے گھر میں رہتی ہیں۔ خدمتگار ہوں یا اصیل ہوں۔ خدا تمہارے لئے چاہتا کہ تمہارا اصل ارادہ زینتِ دنیا نہ ہو بلکہ خدا اور رسولؐ کی اتباع اور آخرت کی بھلائی ہو۔

تمہاری غلطی دوہری غلطی نہ ہو کیونکہ غلط کار اپنی غلطی کا آپ ہی پھل اٹھاتا۔ پس جس کی غلطی دیکھ کر دوسروں نے اثر پذیر ہونا ہے۔ اس کو دو غلطیوں کا پھل ملے گا۔ اسی طرح تمہارے لئے نیکی کے عوض میں اجر بھی دوہرا ہے۔ مثلاً اگر ہمارا چال چلن برا ہے تو ہم اوّل تو خدا کا گناہ کرتے ہیں۔ دوسرا اپنے امام پر الزام لگاتے ہیں کہ اس کے ہم نشینوں کے اعمال کیسے ہیں۔ تو خود اس کے کیسے ہوں گے۔

پس تم بھی دوہری جواب دہ ہو گی۔ اوّل اپنی ذات میں دوسرے وہ نقص بھی تمہارے ذمہ ہے جو تم کو دیکھ کر دوسری عورتوں نے تمہاری اتباع کا نمونہ گھڑا۔

خدا کی اتباع کرو تا کہ خدا تمہارے کل دلدہر دور کرے اور تم پر اپنی مہربانی کرے۔

(الحکم جلد ۸ نمبر ۲۵و۲۶ مورخہ ۳۱؍جولائی، ۱۰؍اگست ۱۹۰۴ء صفحہ ۸)

۳۱۔ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا۔

ترجمہ۔اے نبی کی بی بیو! جوکوئی تم میں سے آئے گی صریح بدکاری کوتو اس کو بڑھ بڑھ کر عذاب دیا جائے گا۔دہرا دہرا تہرا تہرا اور یہ بات اللہ پر بہت آسان ہے۔

تفسیر۔ بِفَاحِشَةٍ ۔ ناشائستہ حرکت۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۲۶ مورخہ ۲۹ رستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۳۲۔ وَ مَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا۔

ترجمہ۔اور جو تم میں سے اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور بھلے کام کرے گی تو ہم اس کو عطا فرمائیں گے اس کا اجر کئی کئی بار۔اور ہم نے تیار کر رکھی ہے اس کے لئے عزت کی روزی۔

تفسیر۔ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ۔ اس میں معرفت کا نکتہ ہے کہ جو بی بی فرماں بردار ہوگی۔ اسے رزقِ کریم دیا جائے گا۔حضرت عائشہ صدیقہؓ کو اس رزق سے بہرۂ وافی ملا۔جس سے ثابت ہوا کہ وہ بہت فرماں بردار تھیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۵)

۳۳۔ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۔

ترجمہ۔اے نبی کی بیبیو! تم عام عورتوں کی طرح تو ہو ہی نہیں۔جب تم متقی ہو تو ملمع سازی کی باتیں نہ کرو (دب کر) نرم آواز سے بات نہ کہا کرو پھر طمع کرنے لگے گا وہ شخص جس کے دل میں کمزوری ہے (منافق بے ایمان) اور دستور کی بات کہہ دیا کرو۔

تفسیر۔ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ ۔حضرت عائشہؓ کھل کر بات کہہ لیتی تھیں۔یہ اس ارشاد کی تعمیل ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۵)

لَا تَخْضَعْنَ ۔ دبی زبان سے مت کہو۔ (بدر جلد ۱ نمبر ۲۶ مورخہ ۲۹ رستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۳۴۔ وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ وَ اَطِعْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ ؕ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا۔

ترجمہ۔ اور جمی بیٹھی رہو اپنے گھروں میں اور بناؤ سنگھار دکھاتی نہ پھرو زمانہ جاہلیت کے بناؤ سنگھار کی طرح اور نمازوں کو ٹھیک درست رکھو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتی رہو۔ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ دور کر دے تم سے گندگی کو اے گھر والیو! اور تم کو خوب پاک صاف بنائے۔

تفسیر۔ وَ لَا تَبَرَّجْنَ ۔ حضرت عائشہؓ کو ایک جنگ بھی پیش آ گیا مگر اس میں جاہلیت الاولیٰ کی صورت نہیں۔

لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بی بی ماریہؓ پہلے عیسائی تھی اور صفیہؓ یہودی۔ اس قسم کے تمام عقیدوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت میں پاک ہوئیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۵)

وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ ۔ جاہلوں کی طرح اکھاڑوں میں نہ نکلو۔

اٰتِیْنَ الزَّکٰوۃَ ۔ عورتوں کو لازم ہے کہ اپنے مال میں سے علیحدہ خود زکوٰۃ دیں۔

(بدر جلد ۱ نمبر ۲۶ مورخہ ۲۹/ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

اَهْلَ الْبَیْتِ ۔ تین دفعہ قرآن میں یہ لفظ آیا ہے۔ تینوں جگہ بیبیاں ہیں۔ شیعہ پر حجّت جو بیبیوں کو اس میں گنتے نہیں۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۴)

قرآن شریف نے دلائل قیامت بیان کرتے ہوئے ایک لطیف دلیل دی اور وہ یہ ہے۔ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ کہہ دو کہ ان ملکوں کی سیر کرو جہاں انبیاء علیہم السلام جو مصدق قیامت تھے آئے تھے۔ فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِیْنَ (النمل: ۷۰) پس تم دیکھو کہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسولوں سے قطع کرنے والوں کا انجام کیا ہوا یعنی جو لوگ مکذب ومنکر قیامت تھے ان

کے انجام پر نظر کرو۔ قیامت کا منکر جب قیامت کے قائل کے سامنے بشکل مخالف کھڑا ہوتا ہے اور مقابلہ کرتا ہے تو منکر ہلاک ہوجاتا ہے جس سے مصدق قیامت کے ساتھ تائید الٰہی ثابت ہوتی ہے اور یہی قیامت کی بین دلیل ہے۔ (الحکم جلد ۷ نمبر ۲۳ مورخہ ۲۴؍جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۵)

۳۶۔ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْقٰنِتِيْنَ وَ الْقٰنِتٰتِ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَ الصّٰدِقٰتِ وَ الصّٰبِرِيْنَ وَ الصّٰبِرٰتِ وَ الْخٰشِعِيْنَ وَ الْخٰشِعٰتِ وَ الْمُتَصَدِّقِيْنَ وَ الْمُتَصَدِّقٰتِ وَ الصَّآئِمِيْنَ وَ الصّٰٓئِمٰتِ وَ الْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ ۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا۔

ترجمہ۔ کچھ شک نہیں کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور دل سے ڈرنے والے مرد اور دل سے ڈرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتوں ہی کے لئے اللہ نے تیار کر رکھا ہے مغفرت اور اجر عظیم۔

تفسیر۔ اَلْمُسْلِمِيْنَ ۔ فرماں بردار۔

اَلْقٰنِتِيْنَ ۔ قرآن پڑھنے والے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۵)

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ ۔ ایک دفعہ ایک نواب نے مجھے (حضرت مولوی نور الدین صاحب کو) اپنے مکان پر وعظ کے واسطے کہا۔ جب وعظ کے واسطے میں وہاں گیا۔ تو اس نے بتلایا کہ ایک طرف بیگمات پردہ کر کے بیٹھی ہیں اور ایک طرف مرد بیٹھے تھے۔ اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی جس میں متواتر ایک لفظ مردوں کے واسطے اور ایک لفظ عورتوں کے واسطے آتا ہے۔ سب لوگ

حیران ہوئے کہ قرآن شریف کیسی جامع کتاب ہے۔ گویا خاص اس وقت اور موقع کے واسطے ایک خاص آیت پہلے سے قرآن شریف میں رکھ دی ہوئی تھی۔ (بدر جلد ا نمبر ۲۶ مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۶)

۳۸۔ وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰهَ وَ تُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَ تَخْشَى النَّاسَ ۚ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآىِٕهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا۔

ترجمہ۔ اور جب تو کہنے لگا اس شخص سے جس پر اللہ نے انعام فرمایا اور تو نے بھی اس پر احسان کیا کہ رہنے دے اپنے پاس اپنی بی بی کو اور اللہ کو سپر بنا اور اسی کا خوف رکھ اور تو چھپا تا تھا اپنے جی میں اس بات کو جسے اللہ ظاہر فرمانے والا ہے۔ تو لحاظ کرتا تھا لوگوں سے حالانکہ اللہ زیادہ لحاظ کے قابل ہے۔ پھر جب زید پوری کر چکا اپنی حاجت اس سے ہم نے وہ عورت تیرے نکاح میں دے دی تا کہ مسلمانوں پر کسی طرح کی تکلیف نہ رہے ان کے متبنّٰی لڑکوں کی بیبیوں سے نکاح کر لینے میں جب وہ یعنی متبنّٰی اپنی بیبیوں کو طلاق دے دیں اور اللہ کے کام تو واقع شدہ ہی ہیں۔

تفسیر۔ اور جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا۔ رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو۔ اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک چیز کو جو اللہ اس کو کھولا چاہتا ہے اور تو ڈرتا تھا لوگوں سے اور اللہ سے زیادہ چاہیے ڈرنا تجھ کو۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اول صفحہ ۱۲۶ حاشیہ)

اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰهَ ۔ رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو اور ڈر اللہ سے۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اول صفحہ ۷۴ حاشیہ)

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔ ''زید'' یہ شخص ایک لڑائی میں قید ہو کر خدیجہؓ کی بہن کے حصہ میں آیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کیا گیا۔ آپؐ نے اسے آزاد کر دیا اور اپنے پاس رکھا۔ آپؐ نے اس کی شادی پھوپھی زاد بہن سے کر دی۔ چونکہ وہ تیز تھی۔ اس لئے وہ ان (زید) کو حقارت

سے دیکھتی جس کا انجام یہ ہوا کہ زید نے طلاق دے دیا۔

تُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ ۔ دلداری کا ایک پہلو یہ سوجھتا کہ میں نکاح کرلوں۔

تَخْشَى النَّاسَ ۔ نبیؐ پر بے جا اعتراض کر کے قابلِ عذاب نہ ہوں۔ یہ ڈر تھا۔ حضرت موسیٰؑ کی نسبت بھی ارشاد ہوا کہ لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى (طٰهٰ:۶۹) یہ شکست کا ڈر نہ تھا بلکہ اس کا کہ لوگ مرتد ہوکر ہلاک نہ ہوجاویں۔

زَوَّجْنٰكَهَا ۔ یہ مراد نہیں کہ اللہ ہی نے نکاح پڑھا دیا۔ ظاہر میں کوئی بات نہیں ہوئی با ایں وجوہات کہ نَا سے حسب محاورہ قرآنی وسائط کا پتہ ملتا ہے۔

(ب) آپ نے ولیمہ کیا۔ (ج) جب یہ ایک رسم کے مٹانے کیلئے تزویج ہوئی تو پھر نکاح ظاہر میں **عَلٰی رؤوس الاشهاد** کیوں نہ ہوتا۔ (ضمیمہ اخبار بدر جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۵)

وَ تُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ ۔ لوگوں کے مبتلائے معاصی ہونے کا ڈر تھا کہ نافہمی سے ابتلاء میں نہ آ جائیں وہ کہیں گے۔ نبی نے ان کی شادی کی۔ اب ان کی بن نہیں آتی۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۴)

ایک عیسائی کے اعتراض ''محمدؐ صاحب نے اپنے لے پالک کی جورو سے عشق کیا پھر لوگوں سے ڈرے تو ایک آیت اتار لی'' جواب میں تحریر فرمایا۔

معترض نے عشق کا ثبوت تو کوئی نہ دیا۔ لوگوں سے ڈرنا مقتضائے بشریت ہے۔ حضرت مسیحؑ بقول آپ کے باوجود الوہیت کے لوگوں (یہود) سے ڈرتے رہے۔ اور حاکم کے سامنے حضرت سے کچھ بن نہ پڑا۔ صُمٌّ وَ بُكْمٌ سے رہ گئے۔ بھلا صاحبان جس صبح کو پکڑے گئے اس رات مسیحؑ کی کیا حالت تھی۔ (متی ۲۶ باب ۳۸)

اگر لے پالک کی جورو سے شادی منع ہے۔ تو اسکا ثبوت توریت یا انجیل یا شرعِ محمدیؐ (قرآن) سے یا دلائل عقلیہ سے دیا ہوتا۔ بلکہ میں کہتا ہوں سارے عیسائی لے پالک بیٹے ہیں (نامۂ رومیاں ۸ باب ۱۵) تو اب کیا وہ باہمی عقد میں بہنوں سے نکاح کرتے ہیں، توریت میں بھی بہن سے نکاح حرام ہے۔

اگر کہو۔ وہاں حقیقی بہن مراد ہے تو کیا دینی بہن سے نکاح جائز ہے۔ پولوس صاحب فرماتے ہیں ’’کیا ہمیں اختیار ہے کہ دینی بہن سے نکاح کرلیں‘‘ (قرنتی ۹ باب ۵)

ہم کہتے ہیں۔ اسی طرح حقیقی بیٹے کی جورو سے نکاح منع ہے نہ لے پالک کی جورو سے۔ مجھے اسوقت مولوی لطف اللہ لکھنوی یاد آ گئے ان سے بھی ایک پادری صاحب نے مجمع عام میں یہی سوال کیا تھا۔ آپ نے کیا خوب جواب دیا۔

’’سارے راستباز خدا کے فرزند ہیں۔ تو یوسف نجار بھی فرزند تھا۔ پھر اس کی جورو سے خدا نے فرزند لیا۔ پس اگر اس کے رسول نے لے پالک کی بی بی مطلقہ سے نکاح کیا۔ تو کیا عیب کیا۔ اگر جماع عیب ہے۔ تو ایک عضو کی نسبت سارے سموچے خدا کا رحم میں از راہ...... چلا جانا اور پھر مجسم بن کر نکل کھڑا ہونا تو شاید اور بھی معیوب ہوگا۔ زید نے تو طلاق بھی دے ڈالی تھی۔ یوسف سے تو کسی نے براءت نامہ بھی نہ لیا ہاں شاید الوہیت اور رسالت میں یہی فرق ہوگا کہ اس میں طلاق کی ضرورت نہیں رہتی‘‘

کتبِ مقدسہ کے محاورات تمہیں تعجب انگیز معلوم نہیں ہوتے۔ اے میری زوجہ۔ اے میری بہن۔ تیرا عشق کیا خوب ہے۔ تیری محبت مے سے کتنی زیادہ لذیذ ہے۔

(غزل الغزلات ۴ باب ۱۰ و ۵ باب ۱)

حقیقی جواب۔ اصل قصہ یوں ہے کہ زینب رضی اللہ عنہا ایک بڑے خاندان کی عورت تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خادم زید کے لئے اس کے وارثوں کو ناطے کا پیغام دیا۔ وہ اپنی عظمت اور شرافت شان کے خیال سے اوّل تو ناراض ہوئے پھر آخر کار راضی ہو گئے۔ کچھ مدت تو جوں توں کر کے بسر ہوئی۔ آخر زید نے اس کی تعلّی اور طنز و تعریض سے تنگ آ کر اس کے چھوڑ دینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ چونکہ آپ بذاتِ مبارک اس شادی کے انصرام کے متکفل ہوئے تھے۔ اس لئے اس طلاق کے انجام اور اس کے مفاسد پر قومی دستوروں اور حالات معاشرت ملکی کے لحاظ سے آپ کے دل میں کھٹکا پیدا ہوا۔ اس میں شک نہیں کہ رخنہ جُو کفار اور حیلہ طلب معاندین کو رسماً و عرفاً ایسے موقع پر بہت ملامت وطنز کا

قابو مل سکتا تھا۔ اور آپ گوارا نہیں کر سکتے تھے کہ اس مفارقت اور معاشرتی ناچاقی کا حال مخالفین منکرین پر کھلنے پائے جوان کی زبان درازی اور تعریض کا باعث ہو۔ اور نیز زینب کے وارثوں کا خیال ایک رسمی اور قومی خیال تھا۔ جو آنحضرتؐ کے دل کو اور بھی مضطرب کرنے کا موجب ہوسکتا تھا۔ بنا بر آں آپؐ نے زید کو بہت روکا۔ اور تلخیٔ معاشرت پر صبر کرنے کی بہت نصیحت و ہدایت کی اور سخت الحاح واصرار کیا کہ وہ اس ارادے سے باز آ جاوے۔ مگر خدا کو ایک عظیم الشان کام پورا کرنا اور ایک خلافِ قدرت مضر معاشرت رسم کا توڑنا منظور تھا۔ اس موقع پر قرآن کے الفاظ جن میں آنحضرتؐ کی دلی حالت کی تصویر کھینچی گئی ہے۔ الہامی حقیقت پہچاننے والے منصف کے نزدیک قابلِ غور ہیں۔........

خصوصًا آیت اَمۡسِلۡکۡ۔ الخ ''اپنی بی بی کو نگاہ رکھ اور اللہ سے ڈر'' بہت غور کے قابل ہے ''خدا سے ڈر'' یہ ایسے الفاظ ہیں کہ بازداشت اور زجر کیلئے اس سے زیادہ اور نہیں کہا جا سکتا۔ عیسائیوں کی شوخی اور جرأت سخت قابلِ افسوس ہے کہ ''آنحضرتؐ نے اوپرے دل سے زید کو منع کیا'' (لائف آف محمدؐ از سر ولیم میور صفحہ ۲۲۸) معلوم نہیں صادق دل کے اظہار مافی الضمیر کا اور کیا طریق ہوسکتا ہے۔

کسی سوسائٹی کے رسوم وآئین کی اصلاح میں اگر کسی مصلح کو تکالیف وزحمات اٹھانی پڑتی ہیں تو آنحضرتؐ کو چند در چند صعوبات اٹھانی پڑتیں اور پڑنے والی تھیں جن کے در پیش عرب جیسی غیر مہذب اکھڑّ سوسائٹی کے خلافِ قدرت اور مضرِ معاشرت رسوم کا اصلاح کرنا تھا۔ عرب میں (ہندوؤں کی طرح) متبنّٰی (منہ بولا بیٹا) صلبی بیٹے کے مانند سمجھا جاتا تھا۔ اس رسمِ قبیح سے جو نتائج فاسدہ دنیا میں ہوئے اور ہوتے ہیں عیاں ہیں اور حقیقۃً قدرت کہاں اجازت دیتی ہے کہ پسرِ حقیقی اور متبنّٰی دونوں مساوات کا درجہ رکھیں۔ قرآن نے اس مضر اصل کی بیخ کنی کر دی کہ ''منہ بولے بیٹے تمہارے بیٹے نہیں ہیں۔ تمہارے بیٹے وہی ہیں جو تمہارے نطفے سے ہیں'' اب یہاں قوم وملک کے رسوم کے مخالف دو عظیم مشکلوں کا سامنا آپؐ کو کرنا پڑا۔

ایک تو خدا کے قول وفعل کے مطابق رسمِ تبنّیت کا (کہ وہ حقیقی بیٹے کے مانند ہے) توڑنا اور

دوسرا ایک مطلقہ عورت سے (جس سے شادی کرنا عرب جاہلیت میں سخت قابلِ ملامت ونفرت اور ذلت تصور کرتے تھے) نکاح کرنا۔مگر چونکہ عقلاً ورسماً وشرعاً یہ افعال معیوب نہ تھے۔اور ضرور تھا کہ مصلح و ہادی خود نظیر بنے تا کہ تابعین کو تحریک و ترغیب ہو۔آپ پہلے بے شک بمقتضائے بشریت گھبرائے اور بالآخران مشکلات پر غالب آ کر ایک عجیب نظیر قائم کر دکھلائی۔

پادری صاحب کی عقل پر تعجب آتا ہے جو کہتے ہیں ''محمدؐ نے لوگوں سے ڈر کر آیت اتارلی'' کون سی آیت اتارلی اور ڈر ہی کیا تھا۔آنحضرتؐ کو اس بات کا ڈر تھا اور لوگوں کی طرف سے خوف تھا کہ دشمن اس بات کا طعنہ دیں گے کہ ان کا اپنے ہاتھ سے کیا ہوا کام انجام کو نہ پہنچا۔کیونکہ آنحضرتؐ خود اس مزاوجت کے متکفل اور منصرم ہوئے تھے اور بڑے اصرار سے زینبؓ کے وارثوں سے اس کو زید کیلئے مانگا تھا۔اور اب اس مفارقت پر دشمن طعنہ دے سکتے تھے۔بیشک اس بات کا آپؐ کو خوف تھا۔اور ان کی اس ناچاکی کو وہ اخفا کرنا چاہتے تھے۔جو بالآخر پھوٹ نکلی۔اسی خوف واخفا کی نسبت قرآن کریم فرماتا ہے کہ تو لوگوں سے ڈرتا تھا حالانکہ ڈرنا تو مجھ سے چاہیے۔یہ ایک عجیب محاورۂ قرآنی ہے۔مطلب ایسے جملے کا یہ ہوتا ہے کہ جو امر حسبِ مقتضائے قانونِ الٰہی ہو اس کے اجراوتعمیل میں انسان سے ڈرنا یعنی اس کا عمل میں نہ لانا عبث ہے۔

ناقص العقل پادری اتنا بھی خیال نہیں کر سکتے کہ اگر اس عقد میں کوئی امر معیوب اور قادح نبوت ہوتا تو یقیناً اوّل منکر زید ہوتا۔حالانکہ بعد ازاں بہت دنوں تک اسلام اور سچے ہادی کی خاطر بڑے بڑے معرکوں اور مہلکوں میں جاں نثاری کرتا رہا۔اور بڑے بڑے غیّور جری صحابہ (جو یقیناً مچھوؤں اور باج گیروں سے بہت بڑھ کر وقعت وغیرت میں تھے) جو اسلام کے رکن رکین تھے۔بہت جلد ہاں اسی دم آپ کے پاس سے ٹوٹ پھوٹ جاتے اور یہ تانا بانا درہم برہم ہو جاتا۔میں سچے دل سے کہتا ہوں کہ اس قصّے کا ہونا قرآن کے کلام اللہ ہونے کا بڑا بھاری ثبوت ہے اور یہ نبی عرب کی ترکیب وآورد کا (جیسے منکرین سمجھتے ہیں) کلام نہیں۔کیا امانت کا حق ادا کیا ہے۔کیا صادق امین ہے کہ تمام الٰہی واردات اور ربانی الہامات و واقعات بلاکم وکاست دنیا کے آگے رکھ دیئے۔بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اول صفحہ ۱۲۵ تا ۱۲۸)

لے پالک بنانا شرع اسلام میں جائز نہیں۔تو آپ کا اعتراض کیونکر چسپاں ہوگا۔لے پالک بیٹا حقیقۃً بیٹا ہی نہیں اور اس کو بیٹا کہنا سچ نہیں اسی واسطے قرآن نے جو حقیقت کا کاشف ہے اسکو بیٹا کہنا جائز قرار نہیں دیا۔کیونکہ بیٹا باپ کی جزو ہوتا ہے۔اور لے پالک غیر اور غیر کی نسل سے ہے۔ مجھے ہمیشہ خیال آتا ہے کہ حقیقی علوم کا معلم نیوگ کو کیونکر جائز کر سکتا ہے۔کیونکہ نیوگی بیٹا نیوگ کنندہ کا نطفہ اور اسکا جزو ہوتا ہے۔ نیوگ کنندہ اولاد کا لالچ دے کر لذت ومزہ بھی اٹھا لے اور پھر اپنے بیرج کی اولاد کو دوسرے کے مال ودولت کا مالک بھی بنالے اور آہستہ آہستہ جوڑ توڑ کر کے آخر عورت بھی اڑا لے۔اور اپنا ہی بیٹا جائیداد کا مالک کر دے اور پھر عذر کر دے کہ یہ وید کا ارشاد ہے۔ آہ۔کوئی سمجھنے والا ہو!!۔

پھر اسلام میں لے پالک کی بیوی کیونکر جائز ہوگی۔جبکہ لے پالک بنانا ہی جائز نہیں۔پھر کسی دوسرے کی بی بی بدوں طلاق کے اور اس کی عدّت گزرنے سے پہلے جائز نہیں پھر بدوں نکاح اور گواہوں بلکہ بلا رضامندی ان والیوں کے جو عورت کے مہتمم ہوں۔ ہمارے مذہب میں کسی عورت کا بیاہنا جائز نہیں ہاں نیوگ میں یہ سب کچھ ہوسکتا ہے۔سو وہ ہمارے یہاں ممنوع اور آپ کے یہاں ضروری ہے۔سوچو اور غور کرو کہ اس خبیث الزام کا نشانہ آریہ سماج کے مطابق وید کا مذہب ہے یا کوئی اور! خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اسکا کلام قرآن کریم ہر قسم کے ناپاک الزاموں سے پاک اور اس کے غیر ہر طرح کی نجاستوں میں آلودہ ہیں۔کوئی رشید ہے جو غور کرے!!!

(نورالدّین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۳۰۰،۳۰۱)

۴۰۔ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ يَخْشَوْنَهٗ وَ لَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا۔

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ کے پیغام پہنچاتے رہتے ہیں اور کسی سے نہیں ڈرتے اللہ کے سوائے۔اور اللہ کافی ہے حساب لینے والا۔

تفسیر۔ وَ لَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ۔وتخشی الناس کے معنے اس آیت سے حل ہوتے ہیں

اور جو معنے مخالف کرتے ہیں وہ غلط ثابت ہوئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۵)

وَ لَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰہَ ۔اس محکم آیت نے تَخْشَی النَّاسَ متشابہہ کے معنے کھول دیئے ہیں کہ وہ لوگوں کے ابتلاء میں پڑنے کا ڈر تھا۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۴)

۴۱۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۔

ترجمہ ۔محمدؐ تو کسی کا باپ نہیں تمہارے مردوں میں سے ولیکن اللہ کا رسول ہے اور سب نبیوں کی مہر اور مصدق اور سرتاج ہے اور اللہ سب ہی چیزوں کا بخوبی جاننے والا ہے۔

تفسیر ۔وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۔نبیوں کی مہر۔آپؐ کی مہر بغیر اب کوئی حکم شرعی نافذ نہیں سمجھنا چاہیے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۵)

خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۔تمام کمالاتِ نبوت کی آپؐ پر حد ہوگئی۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۴)

دنیا میں انبیاء کی پاک تعلیم نے خدائے تعالیٰ کی عظمت اور بڑائی اور اس کے عدل اور قدوسیت اور رحم اور قدرتِ کاملہ اور ربوبیت عامہ کا وعظ پھیلایا۔ اور بعض مصلحانِ قوم نے بھی جن کی فطرتِ سلیم اور قوتِ ایمانیہ مستقیم تھی۔ توحید کو عمدگی سے بیان فرمایا۔ مگر ان کے اتباع نے آخر اپنے ہادی ہی کو معبود بنا لیا۔ حضرت مسیحؑ نے خداوند کریم کی بزرگی اور عظمت کو بیان تو کیا مگر آخر عیسائیوں نے مسیحؑ کو خدائے مجسم کہہ دیا۔ بلکہ خوش اعتقادوں نے انکی والدہ مریمؑ صدیقہ کو بھی مُتَمِّم ماہیت تثلیث تجویز کیا۔ آریہ ورت حکماء اور عوام سری کرشن جی اور سری رام چندر جی کو خدا کا اوتار کہہ اٹھے۔ گرونانک صاحب کے تارک الدنیا اخلاق مجسم چیلے گرو صاحب کو اوتار بنا گئے۔

پس ایسے واعظوں کے تعلیم یافتہ پیروؤں کی یہ حالت کیوں ہوئی۔ صرف اس لئے کہ مریدوں کی

اپنے ہادی سے دلی محبت سابقہ بت پرستی کی عادت سے مل کر نورِ ایمان اور عقلِ صحیح پر غالب آ گئی۔ اور کوئی ایسی قومی روک ان کے ہادیوں نے نہیں رکھی تھی جس کے ذریعے توحیدِ خالص ان کے مشرکانہ طبائع کو فتح کر لیتی۔ میں جب عیسائیوں اور ہندیوں اور سکھوں کے مقدّس لوگوں کو شرک کرتے دیکھتا اور ان کی زبان سے سنتا ہوں کہ وہ کہتے ہیں ہمارے ہادی خدائے مجسّم اور اوتار تھے تو مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ بے شک یہ سچا سچے خدا کا کلام ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ[1] .... (الاحزاب:۴۱)

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً اور ان کی امت نے حسبِ تعلیم اپنے ہادی کے اصولاً اقرارِ توحید کے ساتھ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ کے اقرار کو لازمی کیا ہے۔

اس کلمے کے ایزاد نے جو کچھ اثر دنیا پر دکھلایا۔ وہ بالکل ظاہر ہے اور یہی اس کے منجانب اللہ ہونے کی بڑی زبردست شہادت ہے۔ ہندوستان کے ہادیوں نے ملک سے سکتے کی خطرناک پوجا اور گنگ کی خلاف تہذیب پرستش کو کم نہ کیا۔ اور یہود نے طرافیم کی پوجا اس وقت تک نہ چھوڑی جب تک

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ۔[2] (النساء:۵۲)

کی صدا عرب سے نہ سنی۔

نبی ناصری کی بڑی کوششوں اور محنتوں اور تکالیف بلکہ جانفشانیوں کو میں کس کامیابی کا عنوان بناؤں۔ جبکہ وہ آپ اور اس کی ماں دونوں معبود قرار دیئے گئے۔ مسیحؑ تو عموماً تمام عیسائیوں کے معبود ہیں اور ان کی والدہ خصوصاً رومن کیتھولک کے یہاں پوجی جاتی ہیں۔

بیشک انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اس تکمیل کی محتاج تھی کہ وہ اپنی خالص عبودیت کو دینی تعلیم کا ضروری جزو قرار دیتے۔ اس ضرورت کو صرف قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی تعلیم نے پورا کیا۔

اسی فقرے کے اثر نے عرب جیسے خالص بت پرست ملک سے بت پرستی کا استیصال ہی نہیں

---

[1] محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) باپ نہیں کسی کا مردوں میں لیکن رسول ہے اللہ کا اور مہر سب نبیوں پر۔

[2] تو نے نہ دیکھے جن کو ملا ہے کچھ حصہ کتاب کا مانتے ہیں بتوں اور شیطانوں کو۔

کیا۔ بلکہ یہود بھی چونک اٹھے با ایں کہ ہمیشہ مرتد ہوجاتے اور بت پرستی کرتے تھے جیسے قاضیوں کی کتاب اوران کے بچھڑوں کی پرستش کرنے وغیرہ امور سے ظاہر ہے۔اور آریہ کے معزز باشندے دعوے کرنے لگے کہ ہمارے مقدس وید بت پرستی کے دشمن اور توحید خالص کے حامی ہیں۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۲۶۶ تا ۲۶۸)

۴۲ ، ۴۳۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا۔ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا۔

ترجمہ۔ اے ایماندارو یاد کرو اللہ کو بہت کچھ۔اور صبح وشام اس کے نام کی تسبیح کرو۔

تفسیر۔ اذْكُرُوا اللّٰهَ ۔ کھڑے، بیٹھے، لیٹے۔ برّو بحر میں، لیل ونہار، ظاہر و باطن، دکھ سکھ لڑائی ، سفر، حضر، صحت وسقم میں اللہ ہی یاد ہو۔ ان سب مقامات وحالات واوقات کا ذکر قرآن مجید کی آیات میں ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۵)

۴۴۔ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا۔

ترجمہ۔ وہی اللہ ہے جو رحمت و درود بھیجتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے۔نتیجہ یہ کہ تم کو نکالیں اندھیروں سے اجالے کی طرف اور وہ ایمانداروں پر بڑا رحیم ہے۔

تفسیر۔ وَ مَلٰٓئِكَتُهٗ۔ اللہ کے ذکر سے ملائکہ کے تعلقات بڑھتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۵)

۴۶ ، ۴۷۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا۔ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا۔

ترجمہ۔ اے نبی ہم نے تجھ کو بھیجا ہے بادشاہ گواہ بنا کر مطیعوں کو خوش خبری سنانے والا نافرمانوں کو ڈرانے والا۔اور اللہ کی طرف بلانے والا اسی کے حکم سے اور چمکتا ہوا چراغ بنایا تجھ کو۔

تفسیر۔ شَاهِدًا۔ گواہی دینے والا کہ یہ احکام اللہ تعالیٰ کے ہیں۔

نَذِيْرًا ۔نافرمانوں کیلئے۔

سِرَاجًا مُّنِيْرًا۔روشنی دینے والا سورج۔

(ضمیمہ اخبار بدرقادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۵)

۵۱۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫ وَ امْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔

ترجمہ۔اے نبی ہم نے حلال کر دیں ہیں تیرے لئے تیری بیبیاں جن کو تو مہر دے چکا ہے اور جو تیرے ہاتھ کا مال ہو جو اللہ نے پہنچائی تجھ پر اور تیرے چچا کی بیٹیاں اور تیری پھوپھی کی بیٹیاں اور تیرے ماموں کی بیٹیاں اور تیری خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی اور ایماندار عورت اپنی ذات کو بخش دے نبی کے لئے جبکہ نبی بھی چاہے کہ اس کو نکاح میں لے آئے۔ یہ خاص تیرے ہی لئے ہے سوائے مومنوں کے۔ ہم کو معلوم ہے جو ہم نے فرض کر دیا ہے ان پر ان کی بیبیوں کے معاملہ اور لونڈیوں کے بارہ میں تا کہ نہ رہے تجھ پر تنگی۔ اور اللہ بڑا غفور الرحیم ہے۔

تفسیر۔ اَحْلَلْنَا لَكَ ۔حلال کی ہوئی تھیں۔ تیرے لئے بیبیاں۔ ماضی کا صیغہ ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۴۔۴۷۵)

لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ۔ جیسے بیبیوں کو پیچھے اجازت دی ہے کہ چاہو الگ ہو جاؤ۔ چاہو بیبیاں بنی رہو۔ ایسے ہی نبی کو بھی اجازت دی کہ جسے چاہو رکھو۔

(ضمیمہ اخبار بدرقادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۵)

۵۲۔ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُـْٔوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَ مَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ وَ لَا یَحْزَنَّ وَ یَرْضَیْنَ بِمَاۤ اٰتَیْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَلِیْمًا۔

ترجمہ۔ موقوف رکھے، الگ کرے ان میں سے جسے چاہے اور جگہ دے اپنی طرف جسے چاہے اور جس پر تیرا جی چاہے۔ ان عورتوں میں سے جن سے تو الگ ہو گیا تھا تو کچھ گناہ نہیں (اگر جگہ دے) یہ انتظام اور اجازت ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا موجب معلوم ہوتی ہے اور رنجیدہ نہ ہوں اور وہ راضی رہیں اس پر جو تو نے ان کو دیا سب کی سب یعنی کوئی بی بی ناراضی ظاہر نہ کرے اپنے حصہ پر راضی رہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اور اللہ بڑا جاننے والا ہے گزشتہ انتظام کی خوبی اور بڑا حلیم ہے۔

تفسیر۔ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ۔ یہ اس وقت کا ذکر ہے کہ جب طرفین کو علیحدگی کا اختیار ہو تو اب رضا مندی سے جو چاہے رہے اور جسے چاہو رکھو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ کیونکہ وہ اپنی مرضی سے دین کیلئے رہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۵)

۵۳۔ لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَ لَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ رَّقِیْبًا۔

ترجمہ۔ تجھ کو حلال نہیں اس کے بعد اور عورتیں اور یہ بھی جائز نہیں کہ ان کو بدل کر اور بیبیاں کر لے اگرچہ ان کا حسن کتنا ہی بھلا لگے مگر اپنے ہاتھ کا مال (یعنی لونڈیاں جائز ہیں) اور اللہ ہر ایک شے کا نگہبان ہے۔

تفسیر۔ لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ۔ جو اوپر کا معاملہ ہو چکا۔ تو پھر یہ حکم نازل ہوا۔ عام مومنوں کو تو آزادی ہے کہ چار چھوڑ کر اور کر لیں مگر نبی کو یہ بھی اجازت نہیں۔

حُسْنُهُنَّ۔ ان کی خوبیاں

اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ۔ جو تیرے نکاح میں آ چکیں وہ آ چکیں اب اور نہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۵)

۵۴۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَ اللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ لَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا۔

ترجمہ۔ اے ایماندارو! نبی کے گھروں میں نہ داخل ہو مگر جب تم کو اجازت دی جائے کھانے کے لئے نہ انتظار کرنے والے اس کے پکنے کا لیکن جب تم بلائے جاؤ تو اندر چلے جاؤ پھر جب کھا چکو تو واپس چلے جاؤ اور باتوں میں جی لگائے نہ بیٹھے رہو۔ کچھ شک نہیں کہ یہ بات نبی کو ایذا پہنچاتی ہے تو وہ تم سے شرماتا ہے اور اللہ تو حق بات کہنے سے نہیں رکتا۔ اور جب نبی کی بیبیوں سے کچھ چیز مانگنا چاہو تو پردے کے پیچھے سے وہ چیز مانگ لو۔ یہ بڑی پاکیزہ بات ہے تمہارے دلوں کے لئے اور عورتوں کے دلوں کے لئے اور تم کو نہ چاہیے کہ ایذا دو اللہ کے رسول کو اور نہ یہ کہ نکاح کر لو اس کی بیبیوں سے اس کے بعد کبھی بھی۔ کچھ شک نہیں کہ یہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا کام ہے۔

تفسیر۔ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ۔ ایسے وقت میں جانا کہ کھانا ابھی پک رہا ہو۔ منع ہے۔ اس میں کئی خرابیاں ہیں (۱)۔ شدتِ حرص (۲)۔ میزبان کھانا پکوائے یا تمہاری خاطر داری میں مشغول ہو۔

يُؤْذِي النَّبِيَّ۔ جب نبی ایسے وسیع دل با حوصلہ کو تکلیف ہوتی ہے۔ تو دوسرے کا کیا ٹھکانہ۔

امیر خسرو نے اپنے مرشد کے ارشاد پر بہت خوب شعر پڑھا تھا۔ ؎

نان کہ خوردی خانہ برو نہ کہ کردم بدستِ تو خانہ گرِو [1]

---

[1] کھانا کھالیا ہے تو اپنے گھر جاؤ۔ میں نے اپنا گھر تمہارے پاس گروی نہیں رکھا۔

ایک اور بزرگ نے مکان کا قبالا پیش کر دیا تھا کہ یہ تم لے لو۔ ہم کوئی اور مکان ڈھونڈ لیں گے۔ یہ سب قرآن مجید کی اطاعت تھی کہ یہ بزرگ لطیف طرز میں سمجھاتے جس سے برا بھی نہ لگے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۵،۲۰۶)

لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ ۔ جب نبی کی بیبیاں جو مائیں ہیں۔ ان کے گھر میں بلا اجازت جانا جائز نہیں تو دوسرے گھروں میں زیادہ احتیاط چاہیے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۵)

۵۷۔ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۔

ترجمہ۔ بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ اے ایماندارو! تم بھی درود اور سلام بھیجو اس پر بخوبی و بکثرت۔

تفسیر۔ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۔ صلوٰۃ کے معنے حمد و ثناء۔ (۲)۔ دعا (۳)۔ اعلیٰ مرتبہ کی وہ دعا مانگنا جس سے گناہ کا تصرف انسان پر باقی نہ رہے (۴)۔ رحمتِ خاصہ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۶)

ایک دوست نے کل پوچھا تھا کہ صلوٰۃ اور برکات تو سمجھے مگر یہ جو قرآن شریف میں آیا ہے کہ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (الاحزاب: ۵۷) سلام اور تسلیم کیا ہوا؟

اس کے واسطے یاد رکھنا چاہیے کہ آنحضرتؐ ایک دین لائے تھے جس کا نام اسلام ہے اور وہ حقیقی خوشی، راحت اور خوشحالی کی جڑ اور سرچشمہ ہے۔ اس کی تعلیم پر چلنے سے انسان ہر دکھ سے نجات پاتا اور ہر سکھ اسے میسر ہوتا ہے۔ دیکھو میں بہت بڑی عمر پا چکا ہوں اور اب بڈھا ہو گیا ہوں اس لئے میری شہادت اس امر میں کافی ہے۔

قاعدہ ہے کہ ہر انسان کو ضرورتیں ہوتی ہیں اور کچھ اس کے ارادے اور خواہشات ہوتی ہیں۔ کبھی کبھی انسان کو ان کے پورا کرنے کی کوششوں میں غلط کارروائی کی وجہ سے تکالیف اٹھانی

پڑتی ہیں اور بجائے نفع کے نقصان بھگتنا پڑتا ہے۔ جتنی جتنی کوئی چیز نازک اور عظیم الشان ہوتی ہے اتنا ہی اسے نقصان کا زیادہ اندیشہ ہوتا ہے۔ **دیکھو اسلام بڑا نازک اور عظیم الشان مذہب ہے** اس لئے اسے نقصان کا اندیشہ بھی زیادہ ہے۔ خود قوم کی حالت اور نمونے کا اس پر اثر ہوتا ہے۔ افراد کی حالت سے قیاس کر لیا جاتا ہے۔ مسلمان کیسے ذلیل، مفلس اور محتاج ہیں۔ پھر بایں کیسے کیسے منصوبے کرتے ہیں۔ ان میں حد درجے کی کمزوریاں اور سستیاں اور کاہلی موجود ہے۔ فاسق فاجر اور بدمعاش اچکے ان میں بھرے پڑے ہیں۔ جیل ان سے بھرے ہوئے ہیں۔ پھر بھی جھوٹا فخر، تکبر، بڑائی اور شیخی ایسی کی جاتی ہے کہ گویا **تیس مار خان** یہی ہیں۔ ذرا سی بات میں وحشی بن جاتے ہیں اور جھوٹے فخر کرتے ہیں کہ تمام دنیا نے جو کچھ سیکھا ہے اسلام سے سیکھا ہے۔ اچھا اگر دنیا نے اسلام سے سیکھا ہے تو تم نے اسلام سے کیا سیکھا اوروں نے سیکھ لیا تو تم نے کیوں نہ سیکھا؟

غرض ان بداخلاقیوں اور افراد کے رذائل اور ردّی حالت سے خود اسلام پر اعتراض اور دھبہ آتا ہے اور دشمنوں کے حملے ہوتے ہیں اور اور قوموں کو ایسے برے نمونے سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اسی واسطے مسلمان کو حکم ہے کہ آپ کے واسطے تسلیم مانگے کہ آپ کا دین آپ کے ارادے اور آپ کی تمام آرزوئیں ہر طرح سے محفوظ و مصئون رہیں اور کبھی کسی میں کوئی نقص یا کمزوری اور دھبہ نہ آوے۔ آمین۔

(الحکم جلد ۱۲ نمبر ۲۹ مورخہ ۲۲ /اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۷)

۵۹۔ وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا۔

ترجمہ۔ اور جو لوگ ایذا دیتے ہیں ایماندار مرد اور عورتوں کو بغیر اس کے کہ انہوں نے کچھ قصور کیا ہو تو کچھ شک نہیں کہ انہوں نے بوجھ اٹھایا بہتان اور صریح گناہ کا۔

تفسیر۔ یعنی مومن مردوں اور عورتوں کو بیجا اور ناحق دکھ دینے والے بہتان اور بھاری گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ (نور الدّین بجواب ترکِ اسلام۔ کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۸۷)

۶۰، ۶۱۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا۔

ترجمہ۔ اے نبی! کہہ دے اپنی بیبیوں اور بیٹیوں کو اور ایمانداروں کی بیبیوں کو کہ وہ نیچے لٹکا لیں اپنے اوپر اپنی چادریں یہ زیادہ قریب ہے اس کے کہ پہچانی جائیں، ممیز ہوں تو ایذا نہ دی جائیں اور اللہ بڑا غفور الرحیم ہے۔ اور اگر باز نہ آئے منافق وہ جن کے دلوں میں کمزوری ہے اور بری خبر پھیلانے والے مدینہ میں تو ہم تجھ کو ان کے پیچھے لگا دیں گے تو وہ مدینہ میں تیرے پڑوسی نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے ہی دن۔

تفسیر۔ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ۔ لٹکا دیں اپنے اوپر اپنی چادروں کو یعنی گھونگٹ کو چہرہ پر بڑھا کر رکھیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۶)

ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَا ۔ قریب تیرے نہ پھٹکنے پائیں گے۔

یہ آیت کریمہ شیعوں کیلئے قوی حربہ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ مدینہ سے نہیں نکالے گئے۔ بلکہ بعد الموت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حجرے میں دفن کئے گئے۔ گویا حیات و ممات میں آپؐ کی معیت کا شرف حاصل رہا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۶)

وَ الْمُرْجِفُوْنَ ۔ کسی کے متعلقین کی نسبت کوئی بدخبر اڑا دینے والے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۵)

(ایک آریہ کا اعتراض ''عورتیں پردہ کریں مرد کیوں نہ کریں'' کے جواب میں تحریر فرمایا:)

اوّل۔ تو مرد و عورت میں مساوات کہاں کہ مساوی حقوق دیئے جاویں۔

دوم۔ عورت کیلئے جو حمل، بچہ جننے، دودھ پلانے کی تکلیف ہوتی ہے اس میں مرد کو کس طرح

عورت کے ساتھ مساوات کا حصہ ہے؟

سوم۔ عورت کیلئے یہ تکالیف باسباب پنر جنم خیال کی جاویں تو بقیہ عدم مساوات کا عذر وسیع کیوں نہ کیا جاوے۔

چہارم ۔ یہ آیت جس کا حوالہ سوال میں دیا گیا یہ ہے ۔ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا۔(الاحزاب:۶۰) ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ کہ بڑی چادریں اوڑھ لیا کریں۔ اور اس کے ماقبل یوں ہے وَ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا (الاحزاب:۵۹) اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ وہ پہچانی جائیں گی ۔ اور ستائی نہ جائیں گی ۔ اور اللہ غفور ورحیم ہے ۔ اور جولوگ مومن مردوں اور عورتوں کو خواہ نخواہ بغیران کے اکتساب کے ایذا دیتے ہیں وہ بہتان اور بڑی بدکاری کا ارتکاب کرتے ہیں ۔ اور اس کے بعد یہ آیت ہے ۔ لَئِنْ لَّمْ یَنْتَہِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ لَنُغْرِیَنَّكَ بِھِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَكَ فِیْھَاۤ اِلَّا قَلِیْلًا (الاحزاب:۶۱) یعنی اگر یہ منافق اور دل کے بیمار اور مدینہ میں بری خبریں اڑانے والے باز نہیں آئیں گے تو ہم تجھے ان کی سزادہی پر آمادہ کریں گے۔ پھر یہ مدینہ میں تیرے قرب وجوار میں رہنے نہیں پائیں گے۔

ان آیات کا مطلب اور قصہ یہ ہے کہ مدینہ کے بعض بدمعاش مسلمان عورتوں کو چھیڑتے تھے اور عورتوں کو دکھ دے کر ان کے متعلق لوگوں کو تکلیف پہنچاتے تھے۔ چونکہ بظاہر مومن ہونے کے مدّعی تھے اس لئے جب پکڑے جاتے تو عذر کر دیتے کہ اس کو ہم نے پہچانا نہیں۔ اس واسطے یہ نشان لگایا گیا۔ غور کرو۔ یہ کلمہ قرآن کریم کا اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ اور ماقبل کی آیت کس قدر صفائی سے بتاتی ہے کہ بڑی چادر ایک نشان تھا اور ان سے واضح ہوتا ہے کہ ایک شرارت کی بندش اسلام نے کی ہے۔ اس لئے اس نشان کے بعد فرمایا کہ اب بھی اگر شریر شرارت سے باز نہ آئے تو ہم ان کو خوفناک سزادیں

گے۔افسوس ایسے نشانوں اور سچی باتوں پر اعتراض کیا جاتا ہے۔

سنو! اس قسم کے نشان کیسے ہر جگہ موجود ہیں۔غور کرو۔منو۔ادھیا ۲ کے شلوک ۲۱۵۔ماں بہن لڑکی ان سب کے ساتھ اکیلے مکان میں نہ رہے۔کیونکہ اندری بہت بلوان ہیں۔پنڈتوں کو بھی بری راہ پر کھینچ لاتی ہیں اور ۲۱۴ میں ہے کام کرودھ۔سہت پنڈت ہو یا مورکھ ہو۔اس کو بری راہ میں لے جانے کے واسطے استری لوگ سامرتھ رکھتی ہیں۔ستیارتھ کے تیسرے سملاس فقرہ ۴ صفحہ ۴۲: لڑکوں اور لڑکیوں کی پاٹھ شالا ایک دوسرے سے دو کوس دور ہونی چاہیے۔جو معلمہ یا معلم یا نوکر چاکر ہوں۔لڑکیوں کے مدرسہ میں سب عورتیں اور مردانہ مدرسہ میں مرد ہوں۔زنانہ مدرسہ میں پانچ برس کا لڑکا اور مردانہ پاٹھ شالا میں پانچ برس کی لڑکی بھی نہ جانے پاوے۔

مطلب یہ کہ جب تک وہ برہم چاری یا برہم چارنی رہیں۔تب تک عورت و مرد کے باہمی دیدار، مس، اکیلا رہنے، بات چیت کرنے، شہوتی کھانے، باہم کھیلنے، شہوت کا خیال اور شہوتی صحبت۔ان آٹھ قسم کی زنا کاری سے الگ رہیں۔

سوچو اگر پردہ کی رسم جو اسلام نے قائم کی ہے۔نہ رہے۔تو ان آٹھ قسم کے زنا میں دیدار اور شہوت کے خیال کا کیا حال ہوگا؟ (نورالدّین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۹۸ تا ۳۰۰)

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ ...... اِلٰی ...... اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا۔یعنی اگر یہ منافق اور دل کے بیمار اور مدینہ میں بری خبریں اڑانے والے اب بھی باز نہ آئیں تو ہم تجھے اے پیغمبر انکی سزا دہی پر متوجہ کریں گے۔پھر یہ لوگ تیرے پڑوس میں نہیں رہنے پائیں گے۔ہر طرف سے دھکے دیئے جائیں گے جہاں کہیں پائے جائیں گے۔پکڑے جائیں گے اور قتل کئے جائیں گے۔

...... یہ قتل کے احکام ان بدمعاشوں کے متعلق ہیں۔جنہوں نے مومن ایماندار مردوں کو اور مومنہ ایماندار عورتوں کو بے وجہ دکھ دینا اپنا پیشہ بنا رکھا تھا اور پھر باوجود اینکہ ان کو سمجھایا گیا۔جب بھی فساد اور بغاوت پر تلے رہے۔ (نورالدّین بجواب ترکِ اسلام۔کمپیوٹرائزڈ ایڈیشن صفحہ ۲۸۷، ۲۸۸)

۶۲۔ مَلْعُوْنِيْنَ ۚۛ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا۔

ترجمہ۔ (قتل کئے گئے) لعنتی جہاں پائے جائیں پکڑے جائیں اور خوب قتل کئے جائیں۔

تفسیر۔ جب مامور من اللہ آتا ہے تو لوگوں کو اس کی مخالفت کا ایک جوش ہوتا ہے اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کے اعزاز کیلئے تل جائے اس کو کوئی ذلیل نہیں کرسکتا۔ مدینہ طیبہ میں ایک رأس المنافقین کا ارادہ ہوا لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ (المنافقون:۹) ہم اگر لوٹ کر مدینہ پہونچیں گے تو ایک ذلیل گروہ کو معزز گروہ نکال دے گا۔ جناب الٰہی نے فرمایا وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ (المنافقون:۹) معزز تو اللہ ہے اور اس کا رسول اور اس کی جماعت۔ منافقوں کو یہ کبھی سمجھ نہیں آتی۔ آخر ایام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک بھی منافق نہ رہا بلکہ یہ فرمایا مَلْعُوْنِيْنَ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا اللہ تعالیٰ نے ارادہ کرلیا تھا کہ وہ تیری مجاورت میں بھی نہ رہیں گے۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۵ مورخہ ۱۰؍فروری ۱۹۰۱ء صفحہ ۶)

۶۴۔ يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ مَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا۔

ترجمہ۔ تجھ سے لوگ پوچھتے ہیں قیامت کی بات تو کہہ دے کہ اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے۔ اور تو کیا جانے شاید قیامت قریب ہی ہو۔

تفسیر۔ عَنِ السَّاعَةِ۔ وہ گھڑی جس میں منافق نکال دیئے جائیں گے۔

لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا۔ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے اس وقت وحی ہوئی اور آپؐ نے نام بہ نام منافقین کو نکال دیا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۶)

۶۸۔ وَ قَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا۔

ترجمہ۔ اور بولیں گے اے ہمارے رب! ہم نے کہا مانا ہمارے سیدوں اور مشائخوں اور

بزرگوں کا اور بڑے بوڑھوں کا تو انہوں نے ہم کو گمراہ کر دیا راہِ راست سے۔

تفسیر۔ اَطَعْنَا سَادَتَنَا۔ کسی جگہ ان سرداروں کو جنّ کہا ہے۔ اس محکم آیت سے جنّ کے معنی حل ہو گئے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۵)

۷۰۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا۔

ترجمہ۔ اے ایماندارو! ان کے جیسے نہ بنو جنھوں نے موسیٰ کو ایذا دی پھر اللہ نے اسے بے عیب ثابت کیا، اس عیب سے جو وہ بکتے تھے اور موسیٰ تو اللہ کے نزدیک بڑا اعزت و آبرو والا تھا۔

تفسیر۔ اٰذَوْا مُوْسٰى۔ فرعون نے دکھ دیا۔ وہ ہلاک ہوا۔ قارون نے دکھ دیا۔ وہ ہلاک ہوا۔ تورات میں لکھا ہے کہ آپ کو عورتوں کے متعلق تہمت دی گئی۔ حقیقی بہن بھی اس الزام دینے میں شامل تھی۔ اس کو جذام ہو گیا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۶)

۷۱، ۷۲۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۔ یُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا۔

ترجمہ۔ اے ایماندارو! اللہ کو سپر بناؤ اور سیدھی سادی تحقیقی بات کہو۔ اللہ تمہارے اعمال اچھے کر دے گا اور تمہارے قصوروں کو ڈھانپ دے گا کمزوریوں کو معاف کر دے گا۔ اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کا کہنا مانا تو بے شک اس نے بڑی مراد حاصل کر لی۔

تفسیر۔ (یہ آیت) حضرت نبی کریم صلعم اکثر اوقات نکاحوں کے وقت پڑھا کرتے تھے......

نکاحوں کے معاملات میں بعض لوگ پہلے بڑے لمبے چوڑے وعدے دیا کرتے ہیں کہ ہم ایسا کریں گے اور تم کو اس طور پر خوش کرنے کی کوشش کریں گے اور یہ کریں گے وہ کریں گے مگر جب یہ نیا معاملہ پیش آ جاتا ہے تو پھر بہت مشکلات پیش آ جاتی ہیں۔ اور بدعہدی کرنی پڑتی ہے۔ اسی

واسطے اللہ کریم نے فرمایا ہے کہ پہلے ہر ایک بات کو اچھی طرح سے سوچ لو اور بڑا سوچ سمجھ کر نکاح کا معاملہ کیا کرو۔ اور اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال میں تبدیلی اور اصلاح کرے گا۔ اور جو شخص اللہ کی اطاعت کر کے رسول اللہ صلعم کا کہا مانتا ہے اصل میں وہی اچھی طرح سے بامراد اور کامیاب ہوتا ہے۔ (الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۵ مورخہ ۳۰؍ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۶)

اللہ تعالیٰ تقویٰ کی ہدایت فرماتا ہے اور ساتھ ہی حکم دیتا ہے کہ پکی باتیں کہو۔ انسان کی زبان بھی ایک عجیب چیز ہے جو گاہے مومن اور گاہے کافر بنا دیتی ہے۔ معتبر بھی بنا دیتی ہے اور بے اعتبار بھی کر دیتی ہے اس لئے حکم ہوتا ہے کہ اپنے قول کو مضبوطی سے نکالو۔ خصوصًا نکاحوں کے معاملہ میں۔ اس معاملہ میں پوری سوچ بچار اور استخاروں سے کام لو اور پھر مضبوطی سے اسے عمل میں لاؤ۔ جب تم پوری کوشش کرو گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ تمہارے سارے کام اصلاح پذیر ہو جائیں گے۔ تمہاری غلطی کو جنابِ الٰہی معاف کر دیں گے کیونکہ جب تقویٰ ہو تو اعمال کی اصلاح کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہو جاتا ہے اور اگر نافرمانی ہو تو وہ معاف کر دیتا ہے۔ ان معاملاتِ نکاح میں عجیب در عجیب کہانیاں سنائی جاتی ہیں اور دھوکہ دیا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ ہی کا فضل ہو تو کچھ آرام ملتا ہے۔ ورنہ چالاکی سے کام کیا ہو اور دنیا میں بہشت نہ ہو۔ پھر فرمایا ہے۔ بہت لوگ پاس ہونے کیلئے تڑپتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ اصل بات تو یہ ہے کہ جو اللہ اور رسولؐ کا مطیع ہوتا ہے وہ ہی حقیقی بامراد ہوتا اور یہی حقیقی پاس ہے۔

(بدر جلد ۷ نمبر ۹ مورخہ ۵؍مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۶ نیز الحکم جلد ۱۲ نمبر ۱۵ مورخہ ۲۶؍فروری ۱۹۰۸ء صفحہ ۴)

یہ ایک دوسری آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ ایسے تعلقات اور عقد کے وقت یہ نصیحت فرماتا ہے۔ تقویٰ اللہ اختیار کرو اور پکی باتیں کہو۔ پکی باتیں حاصل ہوتی ہیں کتاب اللہ کو غور کے ساتھ پڑھنے سے سنن اور تعامل کے مطالعہ سے۔ احادیثِ صحیحہ کے یاد رکھنے سے۔ یہ باتیں ہیں علومِ حقہ کے حاصل کرنے کی۔ مجھے اس موقع پر یہ بھی کہنا ہے کہ بعض لوگ تم میں سے اپنی غلط فہمی سے احادیث کو طالمود کہتے ہیں یہ ان کی سخت غلطی ہے۔ انہوں نے ہرگز ہرگز امام کے مطلب کو نہیں سمجھا۔ کیا ان کو

معلوم نہیں کہ حضرت امام اپنی عظیم الشان پیشگوئیاں احادیث سے لیتے ہیں اور اپنے دعاوی پر احادیث سے تمسک کرتے ہیں؟ آپ کا مطلب یہ ہے کہ جو حدیث قرآن شریف کے معارض ہو وہ قابلِ اعتبار نہیں۔ کیونکہ یہ قاعدہ مسلّم ہے کہ راجح کا مقابلہ مرجوح نہیں لے سکتے۔ اس کو آگے بڑھانا اور یہاں تک پہنچانا جہالت ہے اگر میری بات پر توجہ نہ ہو تو تم خود دریافت کر سکتے ہو۔ احادیث سے انکار کرنا بڑی بدقسمتی ہے۔

حضرت امام علیہ السلام نے بارہا فرمایا ہے کہ ہمارے لئے تین چیزیں ہیں۔ قرآن، سنت اور حدیث۔ قرآن اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھ کر سنایا تو سنّت کے ذریعہ اس پر عمل کر کے دکھا دیا اور پھر حدیث نے اس تعامل کو محفوظ رکھا ہے۔ غرض حدیث کو کبھی نہیں چھوڑنا چاہیے جب تک وہ صریح قرآن شریف کے معارض اور مخالف واقع نہ ہوئی ہو بھلا دیکھو تو اسی نکاح کے متعلق غور کرو کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جب آدمی نکاح کرتا ہے تو کیا کیا امور مدنظر رکھتا ہے۔ اور گاہے عورت بیاہی جاتی ہے تو یہ سمجھتا ہے کہ وہ مالدار ہے اور گاہے یہ کہ حسین ہے یا کسی عالی خاندان کی ہے۔ اور بعض اوقات مقابلہ مدّنظر ہوتا ہے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ عَلَيْكَ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ تا کہ تقویٰ بڑھے۔ ایک سے زیادہ نکاح بھی اگر کرو تو اس لئے کہ تقویٰ بڑھے۔ جب تقویٰ مدنظر نہ ہو تو وہ نکاح مفید اور مبارک نہیں ہوتا۔

غرض خدا تعالیٰ فرماتا ہے اور مومنوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا۔ انسان کی زبان بھی ایک عجیب چیز ہے جو گاہے مومن اور گاہے کافر بنا دیتی ہے معتبر بھی بنا دیتی ہے۔ اور بے اعتبار بھی کر دیتی ہے۔ اس لئے مولیٰ کریم فرماتا ہے کہ اپنے قول کو مضبوطی سے نکالو۔ خصوصًا نکاحوں کے معاملہ میں اس کا فائدہ ہوتا ہے۔ يُصْلِحْ لَكُمْ تا کہ تمہارے سارے کام اصلاح پذیر ہو جاویں۔

صدہا لوگ ان معاملاتِ نکاح میں تقویٰ اور خدا ترسی سے کام نہیں لیتے اور الٰہی حکم کی قدر اور عظمت ان کو مدنظر نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ اس تراش خراش میں رہتے ہیں کہ یہ مقابلہ ہو یا شہوات کو

مقدم کرتے ہیں۔لیکن جب تقویٰ ہوتو اعمال کی اصلاح کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ ہو جاتا ہے اور اگر نافرمانی ہو تو وہ معاف کر دیتا ہے۔

بات یہ ہے جو اللہ رسولؐ کا مطیع ہوتا ہے وہ بڑا کامیاب ہو جاتا ہے اس لئے یہ بات ہر ایک کو مدنظر رکھنی چاہیے۔ (الحکم جلد ۶ نمبر ۴۱ مورخہ ۱۷/نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۳)

ایک بار وزیر آباد کے ریلوے سٹیشن پر ایک شخص نے مجھ سے پوچھا کہ قرآن کیونکر پڑھیں۔ صرف ونحو تو آتی نہیں۔ میں نے کہا صرف ونحو کی ضرورت نہیں ہے۔قرآن شریف میں قَالَ پہلے سے موجود ہے بنانا نہیں پڑتا پھر صرف کی کیا ضرورت ہے رہی نحو۔قرآن شریف میں زیریں زبریں پہلے سے موجود ہیں۔ پھر اس نے گھبرا کر کہا کہ اچھا معانی بدیع کی ضرورت ہے۔ میں نے کہا کہ وہ امر زائد ہے۔ جب وہ اس سے بھی رکا تو کہنے لگا کہ کم از کم لغت کی تو ضرورت ہے۔ میں نے کہا کہ اگر تم اپنی ہی بولی پر ذرا غور کر کے قرآن شریف پڑھو تو لغت کی بھی بڑی ضرورت نہیں ہے تم کوئی آیت قرآن شریف کی پڑھو۔ میں تمہیں ترجمہ کر کے دکھا دیتا ہوں۔خدا کی قدرت ہے اس نے یہ آیت پڑھی قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا۔ مَیں نے کہا۔کیسی صاف بات ہے گلا اوگل سدّھی۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۴ مورخہ ۳۱/جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۷)

۷۳۔ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا۔

ترجمہ۔ہم نے پیش کیا امانت کو آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر تو انہوں نے انکار کیا خیانت کرنے سے اور ڈر گئے اس سے (یعنی خیانت سے) اور خیانت کی اس کی انسان نے اس لئے کہ وہ بڑا بے جا کام کرنے والا بڑا نادان تھا۔

تفسیر۔ اَلْاَمَانَةَ۔ احکام

فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا۔ انکار کیا اس سے کہ خیانت کریں۔

حَمَلَ الْاَمَانَةَ۔ عربی زبان میں خیانت کو کہتے ہیں۔

حَمَلَهَا۔ انسان نے ان میں بہت خیانت کی کیونکہ وہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے۔اور بہت جاہل۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۱۰ءصفحہ ۲۰۶)



سُوْرَۃُ سَبَاٍ مَکِّیَّۃٌ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔

ہم سورۂ سبا کو پڑھنا شروع کرتے ہیں اس اللہ کے نام سے جو جلال و جمال کا مالک اور رحمٰن و رحیم کی صفت سے موصوف ہے۔

سورہ احزاب میں جس حالت کا ذکر ہوا وہ مسلمانوں کی مشکلات کے متعلق ہے۔

(۱)۔ تَظُنُّوۡنَ بِاللّٰہِ الظُّنُوۡنَا ۔[۱] (الاحزاب:۱۱) (۲)۔ بَلَغَتِ الۡقُلُوۡبُ الۡحَنَاجِرَ ۔[۲] (الاحزاب:۱۱)

(۳)۔ ہُنَالِکَ ابۡتُلِیَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ۔[۳] (الاحزاب:۱۲)

مگر ساتھ ہی پیشگوئی ہے کہ احزاب شکست یاب ہوں گے۔ غزوۂ احزاب کے بعد مسلمانوں پر فتح مندی کا زمانہ آتا ہے۔ لیکن چونکہ راحت و آسائش میں خدا بھول جاتا ہے۔ اس لئے ایسے لوگوں کے واقعات مسلمانوں کی عبرت کے واسطے بیان کئے جن کو ہر طرح آسائش دی گئی۔ اور وہ خدا کی عبادت سے غافل ہو گئے تو سزا یاب ہوئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۶)

۳۔ یَعۡلَمُ مَا یَلِجُ فِی الۡاَرۡضِ وَ مَا یَخۡرُجُ مِنۡہَا وَ مَا یَنۡزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا یَعۡرُجُ فِیۡہَا ؕ وَ ہُوَ الرَّحِیۡمُ الۡغَفُوۡرُ ۔

ترجمہ۔ وہ جانتا ہے جو کچھ گھستا ہے زمین میں اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے۔ اور اس میں چڑھتا ہے اور وہی سچی کوشش کا بدلہ دینے والا قصوروں کا ڈھانپنے والا ہے۔

تفسیر۔ مَا یَلِجُ فِی الۡاَرۡضِ ۔ یہ آیات سمجھاتی ہیں کہ جیسے کرو گے ویسا پاؤ گے۔ جو بیجو گے وہی نکلے

۱؎ اور اللہ پر تم طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ ۲؎ اور دل گلوں تک پہنچ گئے۔

۳؎ جہاں پر انعام دینے کے لئے ایمانداروں کی آزمائش کی گئی۔

گا۔نیک اعمال کا نتیجہ نیک اور بد کا بد انجام۔

مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ ۔اس میں احکام بھی شامل ہیں۔

مَا يَعْرُجُ فِيْهَا۔نیک اعمال خدا کے حضور چڑھتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۶)

۴۔ وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰى وَ رَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ وَ لَاۤ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَاۤ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔

ترجمہ۔اور کہہ دیا کافروں نے ہمیں ساعت پیش نہ آئے گی۔تم کہہ دو ہاں ہاں (کیوں نہیں) قسم ہے میرے رب کی جو عالم الغیب ہے۔وہ گھڑی ضرور ضرور تم پر آ کر رہے گی۔عالم الغیب سے تو پوشیدہ نہیں ہوسکتا ذرہ برابر نہ آسمان میں نہ زمین میں نہ اس سے چھوٹا نہ اس سے بڑا مگر صریح کتاب میں موجود ہے۔

تفسیر۔اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔کتاب کے معنے۔حفاظت۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۶)

۷۔ وَ يَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَ يَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ۔

ترجمہ۔اور دیکھتے ہیں جن کو علم دیا گیا ہے کہ جو تیری طرف نازل ہوا ہے تیرے ربّ کی جانب سے وہ حق و حکمت سے بھرا ہوا ہے اور عزیز وحمید کی سیدھی راہ بتاتا ہے۔

تفسیر۔ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۔پس وہ راستہ موجبِ ذلت و مذمت نہیں کیونکہ وہ عزیز وحمید کا رستہ ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۶)

۱۰۔ اَفَلَمْ یَرَوْا اِلٰی مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَیْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ۔

ترجمہ۔تم نہیں دیکھتے اپنے سامنے اور اپنے پیچھے آسمان وزمین میں۔تو ہم چاہیں گے تو ان کو زمین میں ذلیل کردیں گے یا ان پر ڈال دیں گے تہہ بہ تہہ مصیبت آسمان سے۔کچھ شک نہیں کہ اس میں نشان ہے ہر ایک رجوع بحق رکھنے والے بندہ کے لئے۔

تفسیر۔ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ ۔ اگر ہم چاہیں گے تو اسی زمین میں ذلیل کر دیں گے۔

كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ۔ ایک وقت آسمان کے بادلوں کے ذریعے نشان ظاہر ہوگا۔ چنانچہ ایک جنگ میں مینہ کے ذریعہ مومنوں کے قدم ثابت ہوئے اور کفار بھاگے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۶)

۱۱۔ وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَ الطَّیْرَ ۚ وَ اَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ۔

ترجمہ۔اور بے شک ہم نے داؤد کو عطا فرمائی ہماری طرف سے بزرگی۔اے پہاڑ والے بڑے آدمیو! اے سوارو! اے پرندو! تم بھی داؤد کے ساتھ تسبیح کرو اور ہم نے نرم تر کر دیا اس کے لئے لوہے کو۔

تفسیر۔ اس رکوع میں دو گواہیاں پیش کی ہیں۔آلِ داؤد، آل سبا ، داؤد وسلیمان کو سب مسلمان جانتے ہیں۔مگر سلیمان کے پوتے کا نام کوئی نہیں جانتا۔

یٰجِبَالُ ۔اے پہاڑی لوگو اور پہاڑو۔

وَالطَّیْرَ ۔اور پرندے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۶)

وَالطَّیْرَ ۔ پرندے ساتھ فوجوں کے جائیں تاکہ دشمن کی لاشیں کھائیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۵)

۱۲۔ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّ قَدِّرْ فِی السَّرْدِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ۔

ترجمہ۔ کہ بنا کشادہ زرہیں اورا ندازے کالحاظ رکھ کڑیوں کے جوڑنے میں اوراے لوگو! نیک کام کرو۔ جو کچھ تم کررہے ہو میں بخوبی دیکھ رہا ہوں۔

تفسیر۔ قَدِّرْ فِی السَّرْدِ۔ زرہ جو بناؤ۔ایک اندازہ رکھو۔ حلقے چھوٹے چھوٹے ہوں (ب) میخیں اندازہ کی ہوں۔(۲)۔ دنیا کے کاموں کوایک اندازہ سے کرو۔یعنی ایک وقت مقرر کرو پھر دین کیلئے بھی کچھ کرو۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۶)

۱۳۔ وَ لِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَ اَسَلْنَا لَهٗ عَیْنَ الْقِطْرِ ؕ وَ مِنَ الْجِنِّ مَنْ یَّعْمَلُ بَیْنَ یَدَیْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَ مَنْ یَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِیْرِ۔

ترجمہ۔ اور سلیمان کے لئے اقبال یا ہوا کو تابع کر دیا اس کی صبح کی منزل ایک مہینہ کی اور رات کی منزل ایک مہینہ کی اور پگھلے ہوئے تانبے اور ڈانبر اور گندھک و گیاس کا چشمہ ہم نے اس کو دیا تھا۔ اور جن اس کے نوکر تھے (قوم عمالقہ) جو کام کرتے تھے سلیمان کے سامنے سلیمان کے ربّ کے حکم سے۔ اور ان میں سے جو پھرے ہمارے حکم سے تو ہم ان کو چکھائیں گے بھڑکتی ہوئی آگ کا عذاب (خلاف ورزی کرنے والے کو آگ میں جلا دیں گے)۔

تفسیر۔ اَلرِّیْح۔ طاقت،نفاذِ امر،حکومت۔

غُدُوُّهَا۔مشرق و مغرب کی حدود میں آپکی سلطنت کی مسافت ایک مہینہ کی راہ تھی۔

دوم۔ یہ کہ آپ کے جہاز چلتے جو ایک مہینہ کی مسافت صبح سے دوپہر تک طے کرلیتے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۶)

بنی اسرائیل میں پہلے پہل حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا سے ایک خاص کام لیا جس کا ذکر انعام کے طور پر باری تعالیٰ اس آیت میں کرتا ہے۔ وہ بات یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے جہازوں

کے دو بیڑے بنائے تھے۔ایک خلیج فارس اور بحرِ ہند میں۔دوسرا بحرِ روم میں چلتا تھا۔اس امر کا ثبوت معتبر یہودی تاریخ سے سن لیجئے سلاطین اول ۹ باب ۲۶ پھر سلیمان بادشاہ نے عصیوں جبر میں جو ایلوت کے نزدیک ہے دریائے قلزم کے کنارے پر جو ادوم کی سرزمین میں ہے۔جہازوں کے بحر بنائے اور حیرام نے اس بحر میں اپنے چاکر ملاح جو سمندر کے حال سے آگاہ تھے سلیمانؑ کے چاکروں کے ساتھ کر کے بھجوائے اور وے اوفیر کو گئے۔ (اور دیکھو اخبار الایام ۲ باب ۲۔۱۶)

اخبار الایام دوم ۲ باب ۱۶۔بادشاہ کے جہاز حیرام کے نوکروں کے ساتھ ترسیس کو جاتے اور وہاں سے ان پر تین برس میں ایک بار سونا اور روپا اور ہاتھی دانت اور بندر اور مورا سکے لئے بھیجتے تھے۔

چونکہ زمانہ سابق میں جہاز کا چلنا صرف ہوا کی موافقت اور سازگاری ہی پر موقوف تھا اور حضرت سلیمانؑ کے جہاز بتوفیقِ الٰہی ہوا کی سازگاری سے حسب المرام چلتے اور کام دیتے تھے۔ بنابراں باری تعالیٰ اس جگہ امتناناً ریح یعنی ہوا کا ذکر کرتا ہے کہ ہم نے ہوا اس کے کام میں لگا دی اور اس لئے کہ ہوا ہی محرک اور منشائے جہاز رانی کی متممِ اعظم تھی۔ ہوا ہی کے ذکر پر اکتفا کیا اور کنایۃً جہاز رانی مراد رکھی۔اس آیت کے آگے فرمایا ہے۔

غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ (سبا:۱۳)

اس میں ان جہازوں کے سفر اور طے مسافت کا بیان ہے کہ صبح وشام میں اتنی مسافت طے کر جاتے تھے جو اس زمانے میں بلحاظ سفر برّی کے ایک مہینے کی راہ ہوتی تھی بیشک اس کے ابتدائی زمانے میں سفر برّی کی دشواریوں اور صعوبتوں اور راہوں کے محفوظ و مامون نہ ہونے پر اگر نظر کی جاوے تو جہاز رانی کے ذریعے سے خشکی کی کوسوں کی راہ چند گھنٹوں میں طے ہو جاتی تھی خدا کے فضل اور قدرت کی ایک عظیم الشان آیت (نشانی) تھی اور بنی اسرائیل کے لئے خصوصاً جنہیں اوّل اوّل خدا نے یہ فن عطا کیا۔خدا کے احسانات کے تذکّر کی بڑی بھاری نشانی تھی۔

قرآن مجید کا یہ عجیب اور مخصوص طرز ہے کہ اس میں باری تعالیٰ انسان کو وہ منافع اور فوائد جو

انسان قویٰ قدرت کے استعمال سے یا اللہ تعالیٰ کے محض فیض سے ان اشیاء سے حاصل کرتا ہے یاد دلا کر اور اپنا علت العلل ہونا ان کے ذہن نشین کرا کر اُس کو اپنی طرف بلاتا ہے۔ اور یہ عجیب طریقہ انسانی قویٰ پر تاثیر کرنے کا ہے۔ جو حقیقۃً قرآن کریم ہی سے مخصوص ہے اور اس بیان قوانینِ قدرت سے تمام قرآن لبریز ہے۔ ایسا ہی اس آیت میں بھی اس عادتِ جاریہ کے موافق حضرت سلیمانؑ پر انعام وفضل کا ذکر کیا ہے اس سے آگے والی آیت یہ ہے۔ تَجْرِیْ بِاَمْرِہٖٓ اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ بٰرَکْنَا فِیْهَا (الانبیاء: ۸۲)۔ چلتے تھے وہ جہاز اس کے (سلیمان) حکم سے اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت دی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جہاز حضرت سلیمانؑ کے حکم سے بلادِ افریقہ یا ہند سے ہوکر ارضِ شام کو آتے تھے۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اول صفحہ ۱۵۷ تا ۱۵۹)

۱۵۔ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ۔

ترجمہ۔ پھر جب ہم نے سلیمان پر موت جاری کی (یعنی سلیمان علیہ السلام مر گئے) تو ان کی موت سے واقف نہ کیا قوم نار کو مگر زمین کے ایک کیڑے نے جو سلیمان کے عصائے (سلطنت) کو کھاتا رہا تو جب وہ گر پڑا تو جنات اور شریروں نے جان لیا۔ اُمرا نے معلوم کر لیا۔ اگر وہ غیب جانتے تو ذلت کی تکلیف میں نہ رہتے۔

تفسیر۔ دَآبَّةُ الْاَرْضِ۔ عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا (ص: ۳۵) سے اسکے معنے حل ہوتے ہیں یعنی سلیمانؑ کے تخت پر جو بیٹھا وہ جسد ہی جسد تھا۔ روحانیت سے بے بہرہ تھا۔ پس سلیمانؑ کی موت پر آپ کے بیٹے نے دلالت کی۔ نالائق ہوا۔ سب برکات (حکومت ونبوت) جاتی رہیں۔

اَلْجِنُّ۔ اس ملک کے شریر لوگ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۶۔۲۰۷)

اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ۔ سلطنت کا قائم مقام ہوشیار ہو تو شاہ کی موت معلوم نہیں ہوتی۔ مگر ایک بیٹا

ایسا تخت پر بیٹھا جس کا آسمان سے تعلق نہ تھا۔ زمینی آدمی تھا۔ عصا سلطنت کھایا گیا۔ (تَاْکُلُ مِنْسَاَتَہٗ)

لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ الْغَیْبَ۔ ہمیں معلوم ہوتا کہ سلطنت کا انجام یہ ہونے والا ہے۔ تو کیوں خواہ مخواہ ان کا کام کرتے رہتے۔ پہاڑی لوگوں نے یہ کہا۔ حضرت سلیمانؑ کے بیٹے کے صحبتی لوگ بہت خراب تھے۔ امراء بیرون جات نے ایڈریس پیش کیا۔ اس کو جواب سکھلایا کہ میں تم پر لوہے کی لاٹھ سے حکومت کروں گا۔ وہ بگڑ گئے اور بادشاہ اور بنالیا۔ میں نے دیکھا ہے ریاستوں کی باگ کسی ادنیٰ آدمی کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ جو چاہے رئیس سے کرا لیتے ہیں۔ اگر نہ مانے تو رئیس کی جان پر بن جائے۔ کیونکہ اس کے رشتہ دار تمام خاندان رئیس میں مختلف طور سے پھیلے ہوتے ہیں۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۵، ۴۷۶)

۱۶، ۱۷۔ لَقَدْ کَانَ لِسَبَاٍ فِیْ مَسْکَنِھِمْ اٰیَۃٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّ شِمَالٍ ۬ؕ کُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّکُمْ وَ اشْکُرُوْا لَہٗ ؕ بَلْدَۃٌ طَیِّبَۃٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ۔ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمْ سَیْلَ الْعَرِمِ وَ بَدَّلْنٰھُمْ بِجَنَّتَیْھِمْ جَنَّتَیْنِ ذَوَاتَیْ اُکُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ وَّ شَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ۔

ترجمہ۔ قوم سبا کے لئے ان کے مکانات میں ایک نشانی تھی۔ دو باغ تھے سیدھے اور بائیں۔ حکم ہو گیا کہ کھاؤ اپنے رب کا رزق اور اس کا شکر کرو۔ یہ پاکیزہ شہر ہے اور رب غفور ہے۔ تو انہوں نے ہمارے حکم سے روگردانی کی تو ہم نے ان پر بھیج دیا بڑے زور کا سیلاب اور ان کو دو باغوں کے بدلے ایسے دو باغ دیئے جن کے پھل بدمزہ پیلو اور جھاؤ کے اور کچھ بیری کے تھے۔

تفسیر۔ کَانَ لِسَبَاٍ۔ سبا ایک شخص کا نام تھا۔ اسکے دس بیٹے تھے۔ اسی کے نام پر ایک شہر تھا۔ یمن میں۔

سَیْلَ الْعَرِمِ۔ طغیانی جو بڑی تیز ہو۔

اَثْلٍ۔ پنجابی (پھرواں)۔ عرب میں ایک مثل ہے تَفَرَّقَتْ بِاَیْدِیْ سَبَاٍ یعنی فلاں ایسا تباہ ہوا۔ جیسے سبا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲/ اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۷)

اَلْعَرِمِ ۔جو پانی بند کو توڑ دے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۶)

۱۸۔ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَ هَلْ نُجٰزِيْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۔

ترجمہ۔ یہ ہم نے جزا دی ان کو ان کی ناشکری اور انکار کی اور ہم تو اسی کو سزا دیتے ہیں جو ناشکرا منکر ہو۔

تفسیر۔ یہ بدلہ دیا ہم نے ان کو اس پر کہ ناشکری کی اور ہم بدلہ اسی کو دیتے ہیں جو ناشکر ہو۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم صفحہ ۱۳۳ حاشیہ)

اِلَّا الْكَفُوْرَ ۔ کافر سے مراد کافر باللہ نہیں بلکہ کافرِ نعمت ۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۷)

۱۹۔ وَ جَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّ قَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ؕ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَ اَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ۔

ترجمہ۔ اور ہم نے کر رکھی تھی سبا والوں اور ان کے پاس بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکتیں رکھی تھیں بہت سی آمنے سامنے بستیاں اور اس میں ٹھہرا دی تھیں منزلیں۔ چلو پھرو راتوں دنوں امن وامان سے۔

تفسیر۔ قُرًى ظَاهِرَةً ۔ایک گاؤں سے دوسرا گاؤں نظر آتا اور دوسرے سے تیسرے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۷)

قُرًى ظَاهِرَةً ۔ ایک بستی سے نکلتے تو دوسری نظر آنے لگتی۔ آجکل تو ہر شہر سبا بنا ہوا ہے۔ سفر کیا آرام کا سفر ہے۔ (تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۶)

۲۰۔ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَ ظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَ مَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۔

ترجمہ۔ تو انہوں نے اپنے کرتوتوں سے بتلا دیا کہ وہ دور دراز سفر کے طالب ہیں اور اپنے پر انہوں نے آپ ظلم کیا تو ہم نے ان کو کر ڈالا کہانیئیں اور ان کو ہم نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا چیر کر۔ بے شک اس میں بڑی بڑی نشانیاں ہیں ہر ایک بڑے صابر وشاکر کے لئے۔

تفسیر۔ بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا۔ اپنے اعمال اور زبانِ حال سے یہ آرزو کی۔

صَبَّارٍ ۔ جو اپنے آپ کو بدیوں سے روکتے ہیں۔

شَکُوْرٍ ۔ اور پھر خدا کی نعمتوں کی قدر کرتے اور اس کی دی ہوئی طاقتوں کو اس کے حکم کے مطابق خرچ کرتے ہیں۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۷)

۲۳۔ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِی الْاَرْضِ وَ مَا لَهُمْ فِیْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّ مَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِیْرٍ ۔

ترجمہ۔ کہہ دو کہ تم پکارو ان کو جنہیں تم خیال کرتے ہو اللہ کے سوا (کسی کام کا) وہ تو اختیار نہیں رکھتے ذرہ برابر نہ آسمانوں میں نہ زمین میں اور نہ ان کا آسمانوں اور زمین میں کچھ حصہ ہے اور نہ اللہ کا ان میں سے کوئی مددگار رہے۔

تفسیر۔ قُلِ ادْعُوا۔ یہ مشرکانِ مکہ کو خطاب ہے کہ بت تمہارے کام نہیں آئیں گے اور نہ ان کی سفارش مفید ہوگی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۷)

۲۷۔ قُلْ یَجْمَعُ بَیْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ یَفْتَحُ بَیْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَ هُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِیْمُ ۔

ترجمہ۔ کہہ دو ہمارا رب جمع فرمائے گا ہم سب کو پھر ہم میں حق حق فیصلہ کرے گا اور وہ بڑی فتوحات دینے والا اور بڑا ہی جاننے والا ہے۔

تفسیر۔ یَجْمَعُ بَیْنَنَا۔ ایک مٹھ بھیڑ کرے گا (بدر کی پیشگوئی)

ثُمَّ یَفْتَحُ۔ وہ مٹھ بھیڑ کھلا کھلا فیصلہ کرنے والی ہوگی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۷)

۳۰۔ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۔

ترجمہ۔ اور منکر کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب پورا ہوگا جب تم سچے ہو۔

تفسیر۔ اور کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ اگر تم سچے ہو۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصّہ دوم صفحہ ۲۰۳ حاشیہ)

مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ۔ اس سے ثابت ہوا کہ مکہ والے یَجْمَعُ بَیْنَنَا کی پیشگوئی کو سمجھ گئے جبھی پوچھا

کہ ایسا کب ہوگا؟

ایک اور مقام پر بھی اس کا ذکر ہے۔ وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ (یس:۴۹) کے جواب میں فرمایا۔ قُلْ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ (النمل:۷۳) یعنی میں جب یہاں سے چلا جاؤں گا تو وہ واقعہ میرا ردیف ہوگا یعنی میرے بعد آئے گا۔ وَ يَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔[۱] (السجدۃ:۲۹) یہاں وعدے کی بجائے فتح کا لفظ صریح ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا۔ قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِيْمَانُهُمْ۔[۲] (السجدۃ:۳۰)

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۷)

۳۱۔ قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّ لَا تَسْتَقْدِمُوْنَ۔

ترجمہ۔ کہہ دو تمہارے لئے ایک سال کا وعدہ ہے تو تم اس سے ایک گھڑی پیچھے رہ سکو گے نہ آگے بڑھ سکو گے۔

تفسیر۔ مِيْعَادُ يَوْمٍ ۔ میرے بعد ہوگا اور ایک سال بعد۔ یوم سے مراد الہامی زبان میں سال بھی ہوتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۷)

لَكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ ۔ ایک سال پھر۔ يَجْمَعُ بَيْنَنَا کی بات پوری ہوئی۔ جنگ بدر۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۶)

تو کہہ تمہارے واسطے ایک سال کی میعاد ہے اس سے ایک ساعت ادھر ادھر نہ کر سکو گے۔

یوم کا لفظ اگر بدوں صبح اور مسا کے ہو تو نبوت میں ایک برس کا بھی ہوتا ہے۔ اندرونہ بائیبل صفحہ ۵۹، ۱۳۳

کتبِ سابقہ میں اس کا ذکر یسعیا نبی۔ رسالت مآبؐ کی ہجرت اور دشمنوں کے تعاقب کا ذکر کر کے عرب کی بابت الہامی کلام میں کہتا ہے۔

۱؎ اور ان کا کہنا کہ یہ فتح کب ہوگی جب تم سچے ہو۔

۲؎ تو کہہ دے کہ فتح کے دن نہ کام آئے گا کافروں کو ایمان لانا۔

خداوند نے مجھ کو یوں فرمایا۔ ’’ہنوز ایک برس ہاں مزدور کے سے ٹھیک ایک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی۔ اور تیر اندازوں کے جو باقی رہے۔ قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائیں گے‘‘ (یسعیا ۲۱ باب ۱۶، ۱۷) میں نے زیادہ تفصیل پیشین گوئیوں میں کی ہے۔ غور کرو۔ جنگِ بدر کیسی آیت اور کیسا معجزہ ہے۔ قیدار عرب میں کون ہیں؟ کیا قریش ہی نہیں؟ کیا بدر میں ان کے بہادر لوگ گھٹ نہ گئے؟ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اول صفحہ ۶۸، ۶۹)

تو کہہ تم کو وعدہ ہے ایک دن کا۔ نہ دیر کرو گے اس سے ایک گھڑی۔ نہ شتابی۔

نبوت کا دن ایک برس کا ہوتا ہے۔ جیسے دن جو ساتھ صبح اور شام کے نبوت میں لکھا ہو یا شام یا صبح سے شروع کرے تو چوبیس گھنٹے کا شمار ہوتا ہے ورنہ ایک سال کا۔ (دیکھو اندرونہ بائیبل صفحہ ۳۱۳)

پادری صاحبان غور کرو۔ قرآن نے کیسا معجزہ دکھلایا کہ ان کے زوال کا وقت بھی بتا دیا اور یہ وعدہ جنگ بدر میں پورا ہوا۔ کیونکہ بدر کی لڑائی ٹھیک ایک برس بعد ہجرت کے واقع ہوئی یعنی ۱۵/جولائی ۶۲۲ء کو آنحضرتؐ مکے سے ہجرت کر کے مدینے تشریف لے گئے اور ۶۲۳ء میں قریش سے جنگ بدر ہوئی اور اس بدر کی لڑائی کو قرآن نے آیت یعنی بڑا نشان ٹھہرایا جو کامیابیٔ اسلام کا گویا آغاز ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ اُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَ اللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ۔[1] (آل عمران:۱۴)

وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔[2] (آل عمران:۱۲۴)

۱۔ ابھی ہو چکا ہے تم کو ایک نمونہ دو فوجوں میں جو بھڑی تھیں ایک فوج ہے کہ لڑتی ہے اللہ کی راہ میں اور دوسری منکر ہے یہ ان کو دیکھتی ہے اپنے دو برابر صریح آنکھوں سے اور اللہ زور دیتا ہے اپنی مدد کا جس کو چاہے اسی میں خبردار ہو جاویں جن کو آنکھ ہے۔ ۲۔ اور تمہاری مدد کر چکا ہے اللہ بدر کی لڑائی میں اور تم بے مقدور تھے سو ڈرتے رہو اللہ سے شاید تم احسان مانو۔

یہاں وہ پیشین گوئی جو یسعیا باب ۲۱ آیت ۱۳ سے شروع ہوتی ہے۔ پوری ہوئی۔ ’’عرب کی بابت الہامی کلام۔ عرب کے صحرا میں تم رات کو کاٹو گے۔ اے ددانیوں کے قافلو! پانی لے کے پیاسے کا استقبال کرتے آؤ۔ اے تیما کی سرزمین کے باشندو! روٹی لے کے بھاگنے والے کے ملنے کو نکلو۔ کیونکہ وے تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھنچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں۔ کیونکہ خداوند نے مجھ کو یوں فرمایا۔ ہنوز ایک برس ہاں مزدور کے سے ٹھیک ایک برس قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی۔ اور تیراندازوں کی جو باقی رہی۔ قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائیں گے کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے یوں فرمایا‘‘۔

اس لڑائی میں قیدار کے اکثر سردار مارے گئے اور وہ کامیابی جو سچائی کا معیار ہوتی ہے ظاہر ہوگئی اور یہ بدر کی فتح اسلام کے حق میں ایسی ہی اکسیر اعظم ہوئی جیسی جنگ ملوین[۱] برج کی فتح دین عیسوی کے حق میں۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴)

۳۲۔ وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ لَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ﰳالْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْ لَاۤ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ۔

ترجمہ۔ کافر کہنے لگے کہ ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے اس قرآن پر اور نہ اس کتاب پر جو اس کے آگے ہے (یعنی توریت شریف پر) اور تو دیکھے تو عجب کرے ظالموں کو جب کھڑے کئے جائیں گے اپنے رب کے حضور تو وہ ایک دوسرے کی طرف بات کو لوٹائیں گے۔ اور کمزور لوگ کہیں گے زورآور متکبروں سے تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایماندار ہوتے۔

تفسیر۔ لَنْ نُّؤْمِنَ۔ کافر شوخی کی راہ سے یہ کہتے ہیں۔ برہمو انہی میں سے ہیں کیونکہ تمام کتب الٰہیہ کا اجماعی مسئلہ یہ ہے کہ خدا کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔ مگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ دروغ مصلحت آمیز

---

[۱] یہ لڑائی ۳۱۲ء میں قسطنطین اعظم اور میگزیشن قیصر میں ہوئی تھی اور قیصر مذکور کو جو اس میں شکست ہوئی اس کو عیسائی فتح مبین اپنے دین کی سمجھتے ہیں۔

ہے۔ یہ مذہب نیا نہیں۔ تفسیر کبیر میں ہے کہ براہمہ اَنْکَرُ لِلنُّبُوَّۃ ہیں۔

اَلظّٰلِمُوْنَ۔ سب سے بڑھ کر ظالم دو شخص ہیں۔ ایک مفتری علی اللہ۔ دوم جو نبیوں کا انکار کرے فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَ كَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ[1] (الزمر: ۳۳) (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۷)

۳۴۔ وَ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَاۤ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ نَجْعَلَ لَهٗۤ اَنْدَادًا وَ اَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ وَ جَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْۤ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور کمزور بولیں گے متکبروں سے نہیں بلکہ تمہارے رات دن کے منصوبوں نے (ہمیں روکا) جب کہ تم ہم کو حکم کرتے تھے اس بات کا کہ ہم اللہ کو نہ مانیں اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرائیں۔ اور پوشیدہ پوشیدہ (دل ہی دل میں) پچھتائیں گے جب دیکھیں گے عذاب کو اور ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈالیں گے ان کو تو اسی کی سزا دی جائے گی جو وہ کرتوت کرتے تھے۔

تفسیر۔ مَكْرُ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ۔ جو تدبیریں تم نے دن رات ہمارے لئے کیں اور اپنی باتوں سے ہمیں راہِ حق سے روکا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۷)

مَكْرُ الَّيْلِ۔ وہ تدبیریں جو رات دن تم کرتے تھے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۶)

۳۷۔ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

ترجمہ۔ تم جواب دو بے شک میرا رب ہی کشادہ کرتا ہے روزی جس کی چاہتا ہے اور اندازے سے دیتا ہے جسے چاہتا ہے لیکن بہت سے آدمی تو جانتے ہی نہیں۔

---

[1] اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہے جس نے اللہ پر جھوٹ بولا اور عمدہ بات کو جھٹلایا جب کبھی وہ اس کے پاس آئی۔ کیا کافروں کا ٹھکانا جہنم نہیں ہے؟

تفسیر۔ یَبْسُطُ الرِّزْقَ ۔ یہ پیشگوئی فرمائی ہے کہ عنقریب اس کھلے رزق کے وارث مسلمان ہوں گے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۷)

۳۸۔ وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۫ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور تمہارے مال اور اولاد تو ایسے نہیں کہ تمہیں ہمارا مقرب بنا دیں قرب کے مرتبہ میں مگر ہاں جس نے سچے دل سے اللہ کو مانا اور بھلے کام کئے تو ایسے ہی لوگوں کے لئے بڑھ بڑھ کر جزا ان کے اعمال کے سبب سے ہے اور وہ بلند بالا خانوں میں امن چین سے بیٹھے ہوں گے۔

تفسیر۔ ہر چیز کے قرب کا کچھ نہ کچھ سامان ہوتا ہے۔ مثلاً ریل کے جس درجے میں بیٹھنا ہو۔ اسی درجہ کا ٹکٹ خریدنا پڑے گا۔ اسی طرح خدا کے تقرب کے جو سامان ہیں وہ یہاں بیان فرماتا ہے۔ مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا سچے علوم پر کامل یقین (۲)۔ پھر انکے مطابق عمل ہو پس یہ تقرب الی اللہ کے سامان ہیں۔

لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ ۔ جزاء بڑھ بڑھ کر ملے گی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۷)

۴۰۔ قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔

ترجمہ۔ کہہ دو میرا رب ہی کشادہ کرتا ہے روزی جس کے لئے چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے اور تم کچھ بھی خرچ کرو (کسی چیز میں سے) تو وہ اس کا عوض دیتا ہے یا دے گا اور وہی بہترین رزاق ہے۔

تفسیر۔ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۔ دیکھو حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ نے اگر ایک مکان اللہ کیلئے چھوڑا۔ تو اسکے عوض میں ان کو کتنے وسیع علاقہ کی سلطنت ملی۔

ابوجہل کا بیٹا مسلمان ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اسے ایک سپاہ کا جرنیل بنا کر بھیج دیا اور فرمایا فلاں قوم پر تا صدور حکم حملہ نہ کرنا۔ اس نے مخفی اسباب سے حملہ کر دیا اور شکست کھائی۔ جو کچھ ہوتا ہے خدا کے فضل سے ہوتا ہے۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۷)

۴۱۔ وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ۔

ترجمہ۔ اور جس وقت وہ سب کو جمع فرمائے گا تو فرشتوں سے کہے گا کیا یہی لوگ پرستش کیا کرتے تھے تمہاری۔

تفسیر۔ لِلْمَلٰٓئِكَةِ ۔ ملائکہ سے یہاں مقدس لوگ مراد ہیں۔ اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۔[1] (یوسف:۳۲) سے ثابت ہے کہ پاک لوگوں کو بھی عربی زبان میں ملائکہ کہہ لیتے ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۷)

۴۲۔ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ۔

ترجمہ۔ فرشتے عرض کریں گے آپ کی ذات تو پاک ہے آپ ہی ہمارے والی اور صاحب ہیں یہ تو کچھ بھی نہیں۔ ہاں وہ پوجا کرتے تھے جنوں اور بھوتوں کی اور اکثر انہیں کا اعتقاد رکھتے تھے۔

تفسیر۔ يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۔ یہاں جن کو جنّ فرمایا ان کو اس سے پہلے رکوع میں الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا ۔[2] (سبا:۳۴) فرمایا۔ اس سے پہلے اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا[3] (الاحزاب:۶۹) فرمایا۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۷)

يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۔ ان ہی جنوں کو پہلے اسْتَكْبَرُوْا کہہ چکا ہے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۸ نمبر ۹۔ ماہ ستمبر ۱۹۱۳ء صفحہ ۴۷۶)

جنّ اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے اور اس کی پیدائش نار السموم سے ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ

---

[1] یہ تو کوئی بڑا ہی بزرگ فرشتہ ہے۔ [2] متکبروں سے۔ [3] ہم نے کہا مانا ہمارے سیدوں اور مشائخوں اور بزرگوں کا اور بڑے بوڑھوں کا تو انہوں نے ہم کو گمراہ کر دیا راہِ راست سے۔

السُّمُوْمِ[1] (الحجر: ۲۸،۲۷)۔ پس اللہ تعالیٰ کی کسی ایسی مخلوق کا جسے ہم دیکھ نہ سکتے ہوں۔محض اس بنا پر انکار کرنا کہ وہ اگر ہے تو ہمیں نظر کیوں نہیں آتی۔ دانشمندی سے بعید ہے۔خود جنّ کے لفظ میں یہ اشارہ موجود ہے کہ وہ ایک انسانی نظروں سے پوشیدہ مخلوق ہے اس مادہ سے جس قدر الفاظ نکلے ہیں ان میں یہی معنے پائے جاتے ہیں۔مثلاً جنت۔ جنۃ جو انسان کو چھپا کر تلوار کے حملے سے محفوظ رکھتی ہے۔جنین وہ بچہ جو ماں کے پیٹ میں پوشیدہ ہو۔جنون۔عقل کو چھپانے والا مرض۔جنّ کا اطلاق حدیث میں سانپ، کالے کتے، مکھی، چیونٹی، وبائی جرمز، بجلی، کبوتر باز، زقوم، بائیں ہاتھ سے کھانیوالا بال پراگندہ رکھنے والا، غراب، ناک یا کان کٹا، شیر بر سردار وغیرہ پر بولا گیا ہے۔جنّ لغت میں بڑے آدمیوں پر بھی بولا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے **جنّ الناس معظمھم**۔شاید بڑے پیسے والے ساہوکاروں کو بھی اسی لئے مہاجن کہتے ہیں۔قرآن مجید میں بھی یہ لفظ غریب لوگوں کے مقابل ایک گروہ پر بولا گیا ہے۔

پہلے فرمایا: وَ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَاۤ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ نَجْعَلَ لَهٗۤ اَنْدَادًا۔[2] (سبا:۳۴)

اس سے آگے فرمایا: بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ۔[3] (سبا:۴۲)

سورۃ احقاف رکوع ۴ میں ایک گروہ کا ذکر ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن سننے آئے۔ اور پھر اپنی قوم کی طرف واپس پھرے اور کہا۔ يٰقَوْمَنَاۤ اِنَّا سَمِعْنَا كِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰى مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ وَ اِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔[4] (الاحقاف:۳۱) اسی طرح سورہ جنّ میں جس گروہ کا ذکر ہے مفسرین نے لکھا ہے کہ وہ نصیبین کے یہودی تھے۔

(تشحیذ الاذہان جلد ۷ نمبر ۵۔ ماہ مئی ۱۹۱۲ء صفحہ ۲۲۹، ۲۳۰)

---

[1] بے شک ہم نے آدمی کو بنایا کھنکھناتی ہوئی مٹی سے جس پر کئی برس گزرے ہوں سیاہ کیچڑ بُودار سے۔اور جن کو انسان سے پہلے ہم نے پیدا کیا لُو کی آگ سے۔ [2] اور کمزور بولیں گے متکبروں سے نہیں بلکہ تمہارے رات دن کے منصوبوں نے (ہمیں روکا) جب کہ تم ہم کو حکم کرتے تھے اس بات کا کہ ہم اللہ کو نہ مانیں اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرائیں۔ [3] ہاں وہ پوجا کرتے تھے جنّوں اور بھوتوں کی اور اکثر انہیں کا اعتقاد رکھتے تھے۔

[4] اے ہماری قوم! ہم نے ایک کتاب سنی جو نازل ہوئی ہے موسیٰ کے بعد تصدیق کرتی ہے سب اچھی باتوں کی جو سامنے پیش ہوئی ہیں اور ایک سچی بات کی رہنمائی کرتی ہے سیدھی راہ کی طرف۔

۴۴۔ وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ۭ وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔

ترجمہ۔اور جب ان پر پڑھی جاتی ہیں ہماری کھلی کھلی آیتیں تو پھر وہ آپس میں کیا کہتے ہیں کہ یہ تو ایک آدمی ہی ہے، چاہتا ہے کہ تم کو اس سے روک دے کہ جس کی پوجا کرتے تھے ہمارے باپ دادا۔اور کہتے ہیں کافر یہ قرآن بھی تو ایک بنایا ہوا جھوٹ دِکھتا ہے اور حق چھپانے والے کہتے ہیں حق بات کے مقدمہ میں جب وہ ان کے پاس آئی کہ یہ تو صاف قوم سے قطع تعلق کرانے والی ہی بات ہے۔

تفسیر۔ سِحْرٌ مُّبِيْنٌ۔ دلربا باتیں کرتا ہے۔جو ہمیں اپنی قوم سے کٹوانے والی ہیں۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۷)

۴۷۔ قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَ فُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ۔

ترجمہ۔تو کہہ دے میں تو صرف ایک ہی بات کی نصیحت کرتا ہوں تم کو یہ کہ تم اٹھ کھڑے ہو اللہ کے لئے دو دو اور ایک ایک پھر تم خوب غور کرو کہ تمہارے صاحب کو کچھ بھی جنون نہیں وہ تو تم کو بس ڈرسنانے والا ہے ایک سخت عذاب کے آنے سے پہلے۔

تفسیر۔ منصف آدمی کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات اور عادات پر غور کرنے سے اچھی طرح معلوم ہوسکتا ہے کہ آپؐ کا دلی ارادہ کیا تھا۔مقصود بالذات کیا امر تھا۔آپؐ کے افعال اور اقوال سے بقدر مشترک اتنا تو ثابت ہے کہ آپؐ دیوانے اور کم عقل نہ تھے۔بھلا اتنا بڑا کام (عرب جیسے ملک سے بت پرستی کا استیصال) کیا ایک کم عقل کا کام ہے۔خدا کیلئے ذرا یرمیاہ ۲ باب ۱۰ کو پڑھ لو۔کیا کہتا ہے۔قیدار میں جا کر خوب سوچو اور دیکھو۔ایسی بات کہیں ہوئی جیسی یہ بات ہے۔کیا کسی قوم نے اپنے الٰہوں کو جو حقیقت میں خدا نہیں بدل ڈالا؟ معلوم ہوتا ہے یرمیاہ کے زمانے تک یہودی تعلیم کا اثر

عرب پر نہیں پڑا اور کچھ نہیں پڑا۔ پادریو! نبی کی ضرورت تھی یا نہ تھی؟

جانتے ہو قیدار کون ہیں۔ قیدار اسماعیل بن ابراہیم کا بیٹا ہے۔ یہاں اس کی قوم کی نسبت فرماتا ہے بتاؤ عرب کی ایسی بت پرست قوم کو کس نے خدا پرست بنایا؟ کیا کسی مرگی زدہ مجنون نے؟ سبحان اللہ کس طرح فطرت کا خالق فطرت کی طرف متوجہ کرتا ہے اور کہتا ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَ فُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ [1] (سبا:۴۷)

جنگل اور بیابان سے نکل کر بدوں سامان واسباب اپنے دیکھتے دیکھتے ایک شخص صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کو اپنا ہم خیال بنا گیا۔ ہزاروں ہزار مخلوق کو اپنے اوپر جان و مال سے فدا کر گیا۔ نہ کسی نے تیس روپے پر پکڑوایا۔ نہ کسی نے اسے ملعون کہہ کر انکار کیا۔ سوچو۔ متی ۲۶ باب ۱۶ و ۴۷

پادری صاحبان! اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرگی کے مبتلا اور دیوانے تھے اور پھر اتنی دنیا پر ایسا قابو پا گئے تو سچ سمجھو بڑا معجزہ کر دکھایا۔

معجزے کے کیا معنی؟ دوسرے کو عاجز کر دینے والا۔ اتنی دنیا کے رسوم و عادات کو بدل دینا اور عرب کی متفرق جماعت کو ایک اسلام کے رشتے میں منسلک کر دینا اور سب کو اس کا مصدق بنا دینا ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اول صفحہ ۸۔۹)

بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ: یہودی مسیحؑ کے وقت اتنا زور رکھتے تھے کہ پلاطوس کو ان کے ماتحت کام کرنا پڑتا۔ مگر ایک وقت آیا کہ یہودی انہی عیسائیوں کے ہاتھ سے مذموم و مدحور ہو گئے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲ر اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۸)

---

[1] تو کہہ دے میں تو صرف ایک ہی بات کی نصیحت کرتا ہوں تم کو یہ کہ تم اُٹھ کھڑے ہو اللہ کے لئے دو دو اور ایک ایک پھر تم خوب غور کرو تمہارے صاحب کو کچھ بھی جنون نہیں۔

۴۸۔ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ ۚ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ۔

ترجمہ۔ اور کہہ دے کہ جو کچھ میں نے تم سے مزدوری مانگی ہو وہ تم ہی لے لو (یعنی مجھے نہ دو) کیونکہ میری مزدوری تو اللہ ہی کے ذمہ ہے اور وہ ہر ایک شے کے سامنے موجود ہے۔

تفسیر۔ جو میں نے تم سے مانگا کچھ نیگ۔ سو تمہیں کو پہنچے۔ میرا نیگ ہے اسی اللہ پر۔

(فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ اول صفحہ ۱۵ حاشیہ)

۴۹، ۵۰۔ قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ مَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَ مَا یُعِیْدُ۔

ترجمہ۔ کہہ دے میرا رب سچا دین اتارتا جاتا ہے اور پھیلاتا جاتا ہے۔ وہ بڑا غیبوں کا جاننے والا ہے۔ کہہ دو حق آ چکا اور باطل کا نہ تو پہلا وار چلا اور نہ بار بار چلے گا۔

تفسیر۔ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ۔ حق کے ذریعے اس باطل کا سر توڑ دے گا۔ یہ پیشگوئی ہے۔ اسی لئے عَلَّامُ الْغُیُوْبِ صفت کا ذکر ساتھ ہی کر دیا۔

مذہبوں میں اختلاف ہے مگر حق کا پانا کوئی ایسا مشکل امر نہیں۔ مثلاً بت پرست ہیں۔ صرف اتنا غور کافی ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر جس کی پرستش کرتے ہیں۔ وہ خود اپنے ہاتھ سے گھڑتے ہیں۔ پھر نبیوں کے منکر ہیں۔ وہ دیکھیں کہ نبی پہلے اکیلا ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ بھی غریب لوگ شامل ہوتے ہیں۔ مگر ہر نبی ضرور اپنے بڑے بڑے مخالفوں کے مقابل میں کامیاب ہوتا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ راست بازوں کی جماعت حق پر ہے۔

نبیؐ پر جنون کا شبہ بہت ہی کمزور بات ہے۔ کیا مجنون ایسی اعلیٰ تعلیم لا سکتا ہے اور ایسے قوانین وضع کر سکتا ہے۔ اور اپنے کاموں کے نتیجے اپنی آنکھوں کے سامنے بارآور دیکھ سکتا ہے۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۷۔۲۰۸)

نجات کے طالبو! دینِ حق کے خواستگارو! خیالات ایں و آں سے تھوڑی دیر سر کو خالی کر کے ادھر متوجہ ہو جاؤ۔ سوچو۔ کیا یہ زبردست پیشینگوئی پوری نہیں ہوئی۔ کیا ایک دنیا پر اس کی صداقت ظاہر نہیں ہو گئی۔ تیرہ سو برس ہوئے۔ دین کامل، توحید، صداقت کے آفتاب نے سرزمینِ عرب میں طلوع کیا۔ جس کی روشنی نہ صرف عرب میں بلکہ کل اقطارِ عالم میں پھیلی اور پھیل رہی ہے۔ اور جب سے کبھی شرک، کفر، بدعت، بت پرستی، بطلان کی کالی بدلی اس کے پر جلال نورانی چہرے کو محجوب نہ کر سکی۔

اسی پر کیا بس ہے۔ آپ نے بڑے اطمینان، الٰہی الہام سے، پُر جلال آواز سے، بڑے بڑے جلسوں اور محفلوں میں تاکیدی الفاظ میں زور سے کہہ دیا۔

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۔[1] (بنیٓ اسرآئیل:۸۲)

پڑھنے والے دیکھ کیا یہ کلام قادر مطلق علام الغیوب کا نہیں؟ کیا انسان کی کمزور زبان اپنے ناقص اور محدود علم سے ایسی پوری ہونے والی سچ اور بالکل سچ خبر دے سکتی ہے؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ یقیناً یقیناً یہ اسی ہمہ قدرت کا کلام ہے جس کا علم کامل غیر محدود ہے جس کے دستِ قدرت میں قلب انسان کے انقلاب و تقلیب کی باگ ہے۔ اور زمانوں اور قوموں کی تبدیل و تغییر اسی کے بس میں ہے۔ اسی پاک عالم الغیب خدا نے اپنے برگزیدہ عبد مگر رسول کے منہ میں اپنا کلام دیا۔ جو اسی کے بلائے سے بولا اور اسی کے بتائے سے بتایا۔ کیا ہی سچ بولا۔ اور کیا ہی ٹھیک بتایا۔ فداہ امی و ابی صلی اللہ علیہ وسلم۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۲۴۹، ۲۵۰)

وَمَا يُعِيْدُ۔ یہ ایک پیشگوئی ہے کہ مکہ میں پھر کبھی ایسی بت پرستی نہ ہوگی۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲/اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۸)

---

[1] تو کہہ دے (اے محمدؐ) اسلام آیا اور شرک بھاگا بیشک شرک بھاگنے والا ہے۔

۵۱۔ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِىْ ۚ وَ اِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِىْٓ اِلَىَّ رَبِّىْ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ۔

ترجمہ۔ کہہ دے اگر میں گمراہ ہوں تو میری گمراہی میرے ہی نفس کے لئے ہے اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو یہ اس وجہ سے ہے کہ وحی بھیجتا ہے میرا رب میری طرف۔ کچھ شک نہیں کہ وہ بڑا سننے والا تمہارے اعتراضوں کو اور بڑا نزدیک ہے سمجھانے کے یا عذاب دینے کے۔

تفسیر۔ وَ اِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِىْٓ ۔ اور اگر میں سوجھا ہوں تو اس سبب سے کہ وحی بھیجتا ہے مجھ کو۔ (فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب حصہ دوم صفحہ ۳۱۲ حاشیہ)

۵۲۔ وَ لَوْ تَرٰۤى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَ اُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ۔

ترجمہ۔ اور اگر تم دیکھتے تو تعجب کرتے جب یہ لوگ گھبرا اٹھیں گے پھر بھاگ کر بچ نہ سکیں گے (عذاب سے) اور پکڑے جائیں گے قریب ہی۔

تفسیر۔ وَ اُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ۔ پکڑے جاؤ گے ایک مکان میں جو قریب ہے۔ چنانچہ بدر میں ایسا ہوا۔ پھر مکہ میں۔ چنانچہ وہاں انہی منکروں نے اٰمَنَّا کہا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۸)

۵۴۔ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَ يَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ۔

ترجمہ۔ حالانکہ حق چھپاتے رہے یا قرآن کو نہ مانتے رہے پہلے سے اور بے دیکھے بہت دور سے ہٹ کر غیب کے (تیر) مارتے رہے۔

تفسیر۔ وَ يَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ۔ یہ بکواس کرتے ہیں کہ یہ نبی کبھی کامیاب نہ ہوگا۔ اس کی اولاد کوئی نہیں۔ تم غیب کی باتوں سے بہت دور کے مکان میں ہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۸)

۵۵۔ وَ حِيۡلَ بَيۡنَهُمۡ وَ بَيۡنَ مَا يَشۡتَهُوۡنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشۡيَاعِهِمۡ مِّنۡ قَبۡلُ ؕ اِنَّهُمۡ كَانُوۡا فِيۡ شَكٍّ مُّرِيۡبٍ۔

ترجمہ۔اور آڑ کردی گئی ان کے اوران کی خواہشوں کی چیزوں کے بیچ میں جیسا کہ ان کے پہلوں کے ساتھ کیا گیا جو اُن ہی کے طرح تھے۔ کچھ شک نہیں کہ وہ لوگ بڑے ہی شک و ہلاکت میں پڑے ہوئے تھے۔

تفسیر۔ مُرِيۡبٍ۔ ہلاک کرنیوالا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان جلد ۹ نمبر ۴۸ مورخہ ۱۲؍اکتوبر ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۰۸)



اِنڈیکس

مضامین ۱

اسماء ۲۷

مقامات ۴۸

کتابیات ۵۵

انڈیکس مضامین

(حقائق الفرقان جلد چہارم)

آ

آریہ دھرم ۳۹۸

عقائد

خدا کے ساتھ پانچ امور کو شریک اور غیر مخلوق مانتے ہیں ۳۹۱

نیوگ ۴۵۲

آریہ عقائد کی تردید ۲۳۷

توحید کی تعلیم میں اسلام سے متاثر ہوئے ۴۵۵

تقدیر کے مسئلہ میں آریہ اسلام کے مخالف نہیں ہوسکتے ۲۳۵

بُت پرستی کے عقائد کو چھوڑ چکے ہیں ۱۲۴

ان کو ماننا پڑتا ہے کہ مادہ اور روح کا خالق اللہ تعالیٰ ہے ۲۳۳

حروف مقطعات کا استعمال ۲۷۹

اسلام کی مخالفت

اسلام پر ظلم ۲۷۸

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات ۱۶۹

آریوں کے اسلامی پردہ پر اعتراضات کا جواب ۴۶۱

لیکھرام کے واقعہ پر مخالفت کی آگ بھڑکانا ۹۵

آسمان آسمان کے سات درجے ۱۵۷

ا

ابتلاء

ابتلاؤں اور آزمائشوں کا آنا ضروری ہے ۳۴۲

اجازت

کسی کے گھر میں داخل ہونے کیلئے اجازت طلب کی جائے ۲۰۰

احسان احسان کی تعریف ۳۸۳

وہ درجہ احسان جسے تصوف کہتے ہیں ۲۰۹

احسان کرنے والوں کے لئے قرآن مجید موجب ہدایت و رحمت ہے ۳۸۳

محبت احسان سے پیدا ہوتی ہے ۳۸۴

اختلاف اختلاف ایک فطری امر ہے ۲۵۵

بنیادی وجہ اور دور کرنیوالے امور ۳۳۲

اخلاص اخلاص کی حقیقت ۱۷۶

اخوت خدا تعالیٰ کے بعض فیضان جماعت و اخوت کے ساتھ خاص ہیں کہ بغیر اس اخوت کے وہ نازل ہی نہیں ہوسکتے ۲۱

ادب حفظِ مراتب کی تعلیم ۴۳

ماتحتوں سے کلام کا طریق ۲۶۳

فرعون کے جادوگروں کا ادب ان کے کام آیا ۵۰

اہل نملہ کی طرف سے حضرت سلیمان کا ادب ۲۹۲

ارتداد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد

عرب میں ارتداد کی لہر ۲۱۵، ۲۲۵

استغفار مغلق ابواب الشّر ہے ۱۰۰

استقامت کامیابی کی شرط ہے ۴۱۳

اسلام

سب سے بڑی نعمت اور عزت وشرافت کا موجب ۲۲۶

اسلام کو سانپ سے تشبیہ دی گئی ہے ۴۱

اسلام کے غلبہ کے دو طریق ۱۲۴

دوسرے ادیان پر اسلام کا ایک عظیم احسان ۱۲۶

مخلوق اسلام کے مقدس مذہب کی طرف آ رہی ہے ۱۲۴

اسلام کی راہ اور اس کے حصول کے طریق ۳۷۳

اسلام کی کامیابی کا آغاز۔ جنگ بدر ۴۸۰

غزوۂ احزاب کے موقعہ پر مسلمانوں کی نازک حالت ۴۲۸

فضائل

سوائے اسلام کے کسی مذہب کا نام اس کی الہامی کتاب نے نہیں رکھا ۱۴۰

خصوصی فضیلت ۲۲۴

مامورین مجددین کی مسلسل بعثت کی خصوصیت ۷۶،۷۷، ۲۲۳

صداقت کے دلائل ۲۸۰، ۳۳۸

تعلیم

اسلام کے تمام احکام فطرت کے مطابق ہیں ۳۷۳

اسلام کا دوسرا رکن ۱۱۸

توحید کی حفاظت ۴۵۴

غیر مذاہب سے رواداری ۱۲۷

اسلام میں دفاع کے لئے جنگ کی اجازت دی گئی ہے ۱۲۴

دوسرے مذاہب کے معابد کی حفاظت ۱۲۶

بزورِ شمشیر پھیلنے کا ردّ ۱۲۵

اسلام میں دنیا کو بالکل ترک کرنا منع ہے ۳۳۷

اللہ نے اسلامی عبادات کو ساز و بربط سے اور مساجد کو رقص وسرود سے پاک رکھا ہے ۳۵۳

تقدیر کے مسئلے پر یقین دلاتا ہے ۲۳۶

اسلام میں لے پالک بنانا جائز نہیں ہے ۴۵۲

مخالفت

اسلام پر عیسائیوں، برہموؤں اور آریوں کی طرف سے ظلم ۲۷۸

اسلامی پردہ پر آریوں کے اعتراض کا جواب ۴۶۱

اسلام سے ہار کر بت پرست اقوام کی صلح جوئی ۱۲۴

اطاعت

انسانی فطرت میں ہے کہ وہ احسان کرنے والے کی فرمانبرداری کرتا ہے ۳۹۷

اطاعت رسول جاذب رحم ہے ۲۲۷

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت واقع میں تلوار کی دھار ہے ۱۳۳

ماں باپ کی فرمانبرداری کی تاکید ۳۴۵

حاکم وقت کی اطاعت ۱۱۶
اتباع حق سے محروم رکھنے والی سوچ ۱۷۲

افتراء

ایک بھی مفتری ایسا نہیں جو تَقَوَّل عَلَی اللہ کر کے بچ گیا ہو ۱۶۹

اِفک

واقعہ اِفک کی تفصیلات ۱۹۲، ۱۹۴

الہام

نیز دیکھئے عنوان وحی

الہامات کا موسم ۸۴
الہامی عبارت کو سمجھنے کیلئے ایک فہم سلیم دیا جاتا ہے ۳۱۹
الہام بلند آواز سے بھی ہوتا ہے ۲۶۰
نبی کے وحی والہام میں شیطان دراندازی نہیں کر سکتا ۱۳۲
بنی اسرائیل کا عقیدہ تھا کہ نبوت اور الہام صرف ان تک محدود ہے ۳۱۱

اللہ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ کی شناخت میں لغو سے کام لیا گیا ہے ۱۵۴
عربی کے سوا کسی زبان میں خدا تعالیٰ کیلئے اللہ کی طرح کوئی نام مخصوص نہیں ۶۶
زمانۂ جاہلیت کے اشعار میں بھی اللہ کا لفظ کسی اور پر نہیں بولا گیا ۳۰۶
ہستی باری تعالیٰ کے دلائل ۲۳۱، ۳۶۷
معبود ہونے کا ثبوت ۵۹
اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال ۲۰۸
اللہ تعالیٰ کے کلمات ختم نہیں ہو سکتے ۳۹۹
اللہ تعالیٰ کا نِدّ بنانے کی اعتقادی اور عملی صورتیں ۱۶۰

صفاتِ باری تعالیٰ

قرآن میں اللہ کیلئے صفات کا لفظ کہیں نہیں آیا اَسْمَاء آیا ہے ۳۵
ایک گروہ اللہ تعالیٰ کو صرف علت العلل سمجھتا ہے ۲۶۲
لاشریک اور خالق ہونے کی دلیل ۲۳۳
غیر مخلوق سے عبادت کروانے کا حق نہیں رکھتا ۲۳۸
مادہ اور روح کا خالق ہونے کی دلیل ۲۳۳، ۳۶۵
صفت ِربوبیت ۲۸۸
حقیقی غنی اللہ کی ذات ہے ۱۸۰
اللہ تعالیٰ کو لطیف وخبیر یقین کرنے سے انسان بدی سے رُک جاتا ہے ۳۹۴
ستاری ۴۳۴
عاجز نوازی ۴۲۶
نکتہ نواز اور نکتہ گیر ۱۷۷
قدرت نمائی ۳۱۸
غزوہ احزاب کے موقعہ پر خدائی نصرت کا نظارہ ۴۳۶

تقرّب الی اللہ

اللہ کو مقدم کرنے کی تلقین ۳۴۵
تقرب الی اللہ کے سامان ۴۸۳
اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کی شرط محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے ۴۳۹

اللہ کے ذکر سے ملائکہ سے تعلقات بڑھتے ہیں ۴۵۵

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا آخری مرحلہ ۱۶۱

اگر والدین خدا کے مقابلہ میں آئیں تو خدا کو
مقدم کرو ۳۴۵

امامت امامت کی ضروری صفات ۳۱۸

امام کی تین شرائط ۴۱۵

امام بننے کے تین طریقے ۳۱۸، ۴۱۶

امانت

امانت اپنے ماتحت اور رعایا کو بھی کہتے ہیں ۱۵۵

امتحان امتحان کے معنی محنت کا لینا ۲۳۴

امّت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میری
امت پانچ سو برس بھی نہ رہے گی؟ ۱۵۷

امت محمدیہ میں ہمیشہ ایک گروہ سچی تعلیم کا متبع
رہے گا ۲۲۴

اس میں ایسے بھی لوگ ہوں گے جو خدا سے الہام
پاکر ہادی و امام بنیں گے ۴۱۵

اُمہات المومنین رضی اللہ عنہن نیز دیکھئے اہل بیت

اَلطَّیِّبَات ۴۳۹

ان کا دل دنیوی مال و دولت کی خواہش کرنے سے
پاک کر دیا گیا ۴۳۸

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقویٰ کی زندگی اختیار
کرنے کے خصوصی احکام ۴۴۰

مدینہ آنے پر کھانے پینے اور رہائش کی تکالیف ۴۴۰

بی بی ماریہ پہلے عیسائی تھیں اور صفیہ یہودی
اس قسم کے عقیدوں سے نبی کریم کی صحبت میں
پاک ہوئیں ۴۴۵

انجیل نیز دیکھئے عنوان عیسائیت

موجودہ اناجیل نے بھی عیسائی عقائد کو ردّ کیا ہے ۲۳۸

انشراحِ صدر

حاصل کرنے کا طریق صرف دعا ہے ۴۰۲

اہل بیت

قرآن کریم میں تین دفعہ آیا ہے اور تینوں جگہ اس
سے مراد بیویاں ہیں ۴۴۵

ایمان

صاحبِ ایمان بننے کے بعد جرأت آتی ہے ۵۳

ایمان کیلئے امتحان ضروری ہے ۳۴۲

مومن وہ ہے جو خوشحالی اور تنگ حالی میں خدا کی
قضاء پر راضی رہے ۱۰۹

مومن اور کافر کا فرق ۵۳

ب

بائیکاٹ

بائیکاٹ کی تردید ۴۰۰

بت پرستی

بت پرستی کی جڑھ ۳۴۸

بدظنی بدظنی کے معایب ۱۶۵
بدظنی کرنے کا انجام ۱۹۶
سوءظن کرنے والا ہرگز نہیں مرے گا جبتک خود
اس بدی میں گرفتار نہ ہو ۱۶۴
سوءظن کرنیوالے کا اثر اس کی اولاد پر بھی ہوتا ہے ۱۶۵
فرعون کی بدظنی نے اسے ہلاک کیا ۴۸

بدی
بدیوں کو دور کرنے کی تدابیر ۱۸۱

برہمو سماج
بت پرستی کے عقائد سے باز آنا ۱۲۴
منکرین نبوت ہیں ۴۸۱
اسلام پر ظلم ۲۷۸
لیکھرام کے واقعہ پر فتنہ کی آگ بھڑکانا ۹۵

پ

پردہ
بہت سی لباس پہننے والیاں ہیں پر خدا کے نزدیک
ننگیاں ہیں ۲۲۹
بہت سی عورتوں سے بھی پردہ لازم ہے ۲۰۴
پردہ اور برقع ۲۰۲

پُل صراط پل صراط کی حقیقت ۱۳۳

پیشگوئی
انبیاء قیاس سے پیشگوئیاں نہیں کرتے بلکہ
اعلام الٰہی سے کرتے ہیں ۸۹
قرآن مجید کی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے ہوئے
دیکھنے کی جلدی نہیں کرنی چاہیے ۶۷
بادلوں کے ذریعہ نشان ظاہر ہونے کی پیشگوئی ۴۷۲
پیشگوئیوں کی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر بعض اعتراضات ۲۳۹

بائبل کی پیشگوئیاں
حضرت موسیٰ کی طرف سے اپنے مثیل کی پیشگوئی ۲۲۷
موسیٰ کے واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
ہجرت کی پیشگوئی ۵۴، ۵۵
موسیٰ کی قوم کی طرح مسلمانوں کی بادشاہت
کی پیشگوئی ۲۲۰
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت جنگ بدر اور
قریش کی ہلاکت کے متعلق یسعیاہ نبی کی پیشگوئی ۴۷۹
اہل مکہ پر ایک سال بعد عذاب آنے کے متعلق
یسعیاہ کی پیشگوئی ۶، ۷۳
یسعیاہ کی پیشگوئی تھی کہ مکہ پر عذاب آنحضرت
کے وہاں سے جانے کے بعد آئے گا ۳۵۷
یسعیاہ نبی کی پیشگوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی ہجرت سے ایک سال بعد قریش کے بہادر
مارے جائیں گے ۳۱۰
یرمیاہ کی پیشگوئی کہ عرب قوم بت پرستی کو چھوڑ
دے گی ۴۸۶

قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئیاں
متکبر حکومتوں کی تباہی کی پیشگوئی ۶۵

قیصر وکسریٰ کی سلطنتوں کی تباہی کی پیشگوئی ۳۱۴
توحید کے قیام اور دشمنوں کی تباہی کی پیشگوئی ۱۳۱
بتوں کے بے مددگار ثابت ہونے کی پیشگوئی ۸۸
کفار کی لاشیں پرندے نوچیں گے ۲۱۱
کسی جنگ میں بادل برسنے اور فرشتوں کے
اترنے کی پیشگوئی ۲۴۴
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مکہ سے نکلنے کے بعد اہل مکہ
پر عذاب آنے کی پیشگوئی ۱۸۰، ۳۱۰
اہل مکہ یُجْمَعُ بَیْنَنَا کی پیشگوئی کو سمجھ گئے تھے ۴۷۹
آنحضرتؐ کا اہل مکہ کو فرمانا کہ یہ واقعہ (جنگ بدر)
میرے ہجرت کے واقعہ کا ردیف ہوگا ۴۷۹
جنگ بدر کی پیشگوئی ۴۷۸
احزاب کے شکست یاب ہونے کی پیشگوئی ۴۷۰
غزوۂ احزاب میں مکی سورت ص کی پیشگوئی کا
پورا ہونا ۴۲۷
فتح مکہ کے متعلق پیشگوئی ۴۹
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مکہ واپس لائے جانے
کی بشارت ۳۴۰
مکہ میں دوبارہ بت پرستی نہ ہونے کی پیشگوئی ۴۸۹
حدیث۔ ”کیا میری امت پانچ سو برس بھی نہ
رہے گی“ میں ایک پیشگوئی ہے ۱۵۷
مسلمانوں کے رزق میں کشائش کے متعلق
پیشگوئی ۴۸۳
مسلمانوں کی فتوحات کے ذریعہ پیشگوئیوں کا
پورا ہونا ۲۴۰
صحابہ کے حق میں پیشگوئی کا پورا ہونا ۲۱۹
ارضِ شام کی فتح کی پیشگوئی ۴۳۸
مسلمانوں کے ارضِ مقدس کا مالک ہونے
کی پیشگوئی ۲۴
فتح مکہ وفتح عراق کی پیشگوئی ۱۱۳
حضرت امّ ایمن کے متعلق بشارت کہ وہ مسلمان
فاتحین کے ساتھ سمندری سفر کریں گی ۴۰۰
مسلمانوں کی سمندر پار فتوحات کی پیشگوئی ۴۰۰
عرب کے مسلمانوں کے دور دور کے ممالک کے
فاتح ہونے کی پیشگوئی ۴۰۳
حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان اور علی رضی اللہ عنہم کی
خلافت کی پیشگوئی ۲۱۵
مشرک اور ابن اللہ کہنے والوں کے مفتوح ہونے
کی پیشگوئی ۲۳۳
یسوع پرستوں کے جزائر پر زلازل آنے کی پیشگوئی ۳۰
ایک خاص قوم کے ایک ہزار سال تک رہنے کے
متعلق پیشگوئی ۶۳

ت

تدبیر تقدیر کے مطابق تہیہ اسباب کیا جائے ۲۳۴
تسخیر تسخیر کی حقیقت ۱۳۵
تصوف تصوف کی حقیقی تعریف ۲۰۹
صوفی کی تعریف ۲۰۹
صوفیاء کا ملامتی فرقہ ۳۹۵

ہر شام اپنا محاسبہ کرنے کی نصیحت ۳۶۰
حضرت موسیٰ کے بارہ میں صوفیاء کا ایک نکتہ ۳۲۶
دعا کے متعلق صوفیاء کا ایک نکتہ ۱۵۲
نَعْلَیْن سے مراد بیوی بچے ۳۸
صوفیاء کے نکات ۵۰
ایک صوفیانہ نکتہ ۲۶۶
صوفیاء کا ایک ذوقی لطیفہ ۱۲
غلط طریقِ تفسیر ۲۵

تقدیر

اسلام تقدیر کے مسئلے پر یقین دلاتا ہے ۲۳۶
مسئلہ تقدیر بڑی ہمت بڑھانے والا اور اعلیٰ
مراتب پر پہنچانے والا ہے ۲۳۷
اس سوال کا جواب کہ جب اللہ نے انسان کے نیک و بد
اعمال لکھ چھوڑے ہیں تو پھر انسان مجبور ہے ۲۳۷
قرآن کریم کی رو سے تقدیر کی حقیقت ۲۳۵
تقدیر کی حقیقت اور حقانیت ۲۳۳

تقرّب الی اللہ

سچے علوم پر کامل یقین اور ان کے مطابق عمل
تقرب الی اللہ کے سامان ہیں ۴۸۳

تقویٰ

سچا تقویٰ انسان حاصل نہیں کر سکتا جب تک
نکاح سے لباس حاصل نہ کرے ۴۴۲
تقویٰ کی حقیقت ۱۶۱
تقویٰ کی اہمیت ۱۱۹
تقویٰ کی حد بندی ۱۰۵
متقی کے خصائص ۱۶۱
کلام اللہ کے لئے معلم کا کام دیتا ہے ۳۶۳

تکبر

دولتمندی پر ناز و تکبر کرنے والے راستبازوں کا
ساتھ نہیں دیتے ۳۳۶
مسلمانوں کے زوال کا ایک سبب ۳۱۷

تناسخ تناسخ کا ردّ ۳۳۵،۲۵۴
تناسخ کے ردّ میں ایک دلیل ۳۵۱

توحید فاتح ابوابِ خیر ہے ۱۰۰
اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو توحید سکھانے
کے طریق ۳۷۲
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت کا مقصد اور قرآن کریم
کی تعلیم کا خاص منشاء توحید کا قیام ہے ۱۶۷
اگر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے
الفاظ نہ ہوتے تو توحید کامل نہ ہوتی ۳۹۲
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے عرب کے بعض
موحد لوگ ۲۴۸
بت پرست اقوام کے عقائد میں رونما ہونے
والی تبدیلی ۱۲۴

تہمت (اتہام)

اتہام کے نتائج ۱۹۸

ج

جبر وقدر نیز دیکھئے عنوان تقدیر ۲۳۷

جماعت احمدیہ

خدا پرست اور پابند کتاب وسنت جماعت ۲۴۸

یہ خدا ہی کا فضل ہے کہ تم ایک وحدت کے نیچے آگئے ہو ۲۵۵

تم میں سے ہر فرد بشر اس کی قدرت نمائی کا ایک نمونہ ہے ۱۲۰

ہر فرد مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان ہے ۱۳۱

در باغ لالہ روید ۔ درشورہ بوم وخس ۸۶

جماعت کے لئے خصوصی نصائح

ہمارے لئے تین چیزیں ہیں ۔قرآن، سنت اور حدیث'' (مسیح موعود) ۴۶۷

اگر ہمارا چال چلن برا ہے تو ہم اوّل تو خدا کا گناہ کرتے ہیں ۔دوسرا اپنے امام پر الزام لگاتے ہیں کہ اس کے ہم نشینوں کے اعمال کیسے ہیں تو خود اس کے کیسے ہوں گے ۴۴۳

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی متابعت میں عصر کے بعد جماعت کو نصائح ۲۷۷

سورۃ نور کے مضامین پر عمل کرنے کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ۱۸۵

صرف محبت کام نہیں آتی بلکہ ہم میں ہو کر جہاد کریں اور اس کوشش کے مطابق اپنا عمل درآمد بھی رکھیں (مسیح موعود) ۳۶۱

ہماری اور ہمارے امام کی کامیابی ایک تبدیلی چاہتی ہے کہ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل بناؤ ۳۴۲

تم بھی رشتہ داروں سے خاص پیار اور محبت کرو کہ خدا ذلت سے بچائے ۴۴۳

جماعت کو ایک نصیحت ۱۵۴

نیک گمانی سے کام لینے کی نصیحت ۱۹۵

کانگڑہ کا زلزلہ احمدیوں کو بھی اپنی حالت کی اصلاح کی طرف توجہ دلاتا ہے ۲۳۲

تفرقہ بازیوں سے بچنے کی نصیحت ۱۳

انگریزی پڑھنے والوں کی عادت چھوڑ دو کہ دو بجے سوئے آٹھ بجے اُٹھے ۲۵۱

جماعت کو نصیحت کہ وہ تفاسیر میں بیان شدہ قصوں میں مت پڑیں ۱۵۳

جب ظلم حد سے بڑھ جاتا ہے تو خدا تعالیٰ پکڑ لیتا ہے اس میں کسی فرعون کی خصوصیت نہیں بلکہ اگر کوئی مرزائی بھی ایسا ہوگا تو وہ بھی پکڑا جائے گا ۵۶

مرکز کی خواتین کو دینداری کا نمونہ بننے کی تلقین ۴۴۱

حضرت اماں جان کیلئے دوسری عورتوں کے لئے نمونہ بننے کی تلقین ۴۴۱

مرکز میں آکر تسلی سے امام کی صحبت سے فائدہ اٹھانا چاہیے ۴۳۳

خلافت کی قدر کرنے کی نصیحت ۱۵

جنّ جنات کی حقیقت ۲۹۱

جنات سے مراد ۴۸۴

جنت

جنت کا پاکیزہ ماحول ۲۰۰
جس جنت میں آدم رہے وہ زمین پر تھی ۲۴۹
آدم کی جنت سے مراد آرمینیا ۶۹
جنت سے مراد ارض مقدس ۲۴
جنت شام نبی آخرالزمان کے قبضہ میں آنے کی پیشگوئی تھی ۲۳۹
جنت کی بشارت سے مراد فتح عراق ۱۱۳

جہاد

جہاد کی اجازت کا پس منظر ۱۲۵
ماموزِ زمانہ سے صرف محبت کافی نہیں بلکہ اس میں ہوکر جہاد ضروری ہے ۳۶۱

جین مت ۳۹۸

ح

حج

حج کے منافع ۱۱۵

حدیث

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر میں حدیث کا مقام ۴۶۷
جو حدیث قرآن کے معارض ہو وہ قابل اعتبار نہیں ۴۶۷

اس جلد میں مذکور احادیث

(الحسنة) اَفْضَلُھَا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَدْنَاھَا اِمَاطَۃُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ ۳۱۵
اَلْاِحْسَانُ۔ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ وَاِنْ لَمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ ۳۸۳
اِذَا حَدَّثَ کَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اُؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ ۴۱۹
اَسْلَمْتَ عَلٰی مَا اَسْلَفْتَ ۳۸۴
اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ اَنْ نُنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَھُمْ ۴۴
اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ وَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ ۱۶۴
اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَہٗ ۱۸۸
حُسْبَانٌ کَحُسْبَانِ الرَّحٰی فَلْکَتُہٗ کَفَلْکَۃِ الْمِغْزَلَۃِ ۸۷
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانِیْ بَعْدَ مَا اَمَاتَنِیْ ۳۳۶
عَبِیْدُکُمْ اِخْوَانُکُمْ ۲۰۶
اَلْقَاتِلُ وَ الْمَقْتُوْلُ کِلَاھُمَا فِی النَّارِ ۳۱۶
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ ۳۳۶
لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کُفَّارًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ اَعْنَاقَ بَعْضٍ ۳۱۶
مَنْ اَدَّبَھَا وَ اَحْسَنَ تَأْدِیْبَھَا ۲۰۶
مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ ۶۴
مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَ اسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَکَلَ ذَبِیْحَتَنَا فَذٰلِکَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَہٗ ذِمَّۃُ اللّٰہِ وَذِمَّۃُ رَسُوْلِہٖ ۱۲۸
مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَتُہٗ ۱۵۷
مَنْ یَضْمَنُ لِیْ مَا بَیْنَ لَحْیَیْہِ وَ مَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ اَضْمَنُ لَہُ الْجَنَّۃَ ۲۷۴
اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ کہنا چاہیے ۲۳۰
اے ابن آدم! اگر تو میری طرف چل کر آئے تو میں دوڑ کر آؤں گا ۲۱
بیوی بچے نہ رکھنے والے لوگ قابلِ اعتبار نہیں ہوتے ۴۴۲

ایک بدکار کا پیاسے کتے کو پانی پلانے پر مغفرت پانا ۳۸۴

بدیاں کرتے ہوئے نہیں بلکہ نیکیاں کرتے ہوئے

خوف کیا کرو ۱۷۷

حروفِ مقطعات

حروفِ مقطعات کو سمجھنے کا گُر ۲۷۹

دوسرے علوم میں مقطعات کا استعمال ۲۸۰

حسن ظن کامیابی کی شرط ہے ۴۱۳

حق حق پہچاننے کا معیار ۴۰۲

حکمت لقمان کو دی گئی حکمت ۳۸۷

حکومت

ہر شخص خود بدلہ لینے کا مجاز نہیں یہ حکام کے سپرد ہے ۱۳۴

حمد و شکر حصولِ علم کا ذریعہ ہے ۲۸۸

خ

خاتم النبیین معانی اور حقیقت ۴۵۳

خشیت

خوفِ الٰہی کے دو اصل ۱۷۶

خلافت

خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے ۲۲۰

خلیفہ دلائل اور آدمیوں کے انتخاب سے نہیں بلکہ

خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت سے بنیں گے ۲۲۶

جو خلیفہ بناتا ہے اللہ ہی بناتا ہے ۱۴

میں اس امر میں خود گواہ ہوں کہ خلافت خدا کے

فضل سے ملتی ہے ۲۱۹

خلافت کا سلسلہ تا یوم قیامت ہے ۱۸۶

دین اسلام کی حفاظت کیلئے خلافت کا وعدہ ۱۱۹

سلسلہ خلفائے محمدیہ سلسلہ خلفائے موسویہ کے

مثیل ہیں ۲۲۷

اس اُمت میں خلیفہ ہونا قرآن شریف سے

ثابت ہے ۲۲۲

خلفائے راشدین کی خلافت کی پیشگوئی ۲۱۵

تجارت کرنیوالوں میں سے خلفاء راشدین

ہونے کا اشارہ ۲۱۵

خلفاء راشدین میں سے حضرت ابوبکر کے لئے

بہت مشکلات تھے ۲۱۵

انصار میں خلافت نہ آنے اور مہاجرین میں

خلافت کی پیشگوئی ۲۱۵

اس زمانہ میں وعدہٗ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کا پورا ہونا ۲۲۰

چودھویں صدی کا خلیفہ خاتم الخلفاء ہوگا ۲۲۷

سچے خلیفہ کی صداقت کے نشان ۲۱۹

خلفاء کے گھر میں نور ۲۰۸

انبیاء و خلفاء کو ریاست و حکومت کی تمنا نہیں ہوتی ۴۸

منکرین خلافت کی علامات ۲۲۳

خلافت کا منکر بھی کفر کا ارتکاب کرتا ہے ۲۲۴

حضرت ابوبکرؓ کے خلیفہ برحق ہونے کی دلیل ۲۲۵
خلفاء اور ان کے متبعین کی عیب چینی جائز نہیں ۲۰۱
سچے خلفاء پر اعتراض ۱۶۲
تقیہ کرنے والے مخالفین خلفاء ۲۱۳
خلفائے راشدین کا فریق ۱۸۲
خوارج متضاد عقائد ۷۰
ان کے نزدیک پچاس سال بعد مجدد آتا ہے ۷۷

د۔ذ۔ر۔ز

دابۃ الارض طاعون کے جراثیم ۳۱۲
دجال دجال کی نشاندہی ۴۷۵
دعا
انبیاء کی کامیابی کا سر دعا ہے ۱۸۰
دعا کا ہتھیار ۳۱۹
انبیاء کا ہتھیار ۱۷۳
صلوٰۃ کے معنی ۴۵۹
امام کی معرفت سے جو لوگ محروم ہیں وہ دراصل
دعاؤں سے بے خبر ہیں ۳۰۷
دعاؤں سے ہی انشراح صدر حاصل ہوتا ہے ۴۰۲
ہمیشہ ایمان پر ثابت رہنے کی دعا کرتے رہنا چاہیے ۴۰۲
دکھ سے نجات پا کر بھی دعا سے غافل نہیں ہونا چاہیے ۱۷۱
بدیوں کو دور کرنے کی تدبیر ۱۸۱
قرآن کریم میں دعا یا رب سے شروع ہوتی ہے
یا اللھم سے ۲۶۰

اجابتِ دعا
صوفیا کا ایک نکتہ
ہم دعا از تُو اجابت ہم ز تُو ۱۵۲
لاکھوں آدمی جب مل کر دعا کرتے ہیں تو ضرور
مقبول ہوتی ہے ۱۱۵

مخصوص دعائیں
نوح علیہ السلام کی دعا ۲۵۷
بناء کعبہ کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی
سات دعائیں ۱۱۴
حضرت موسیٰ کی دعا کے نتیجہ میں بنی اسرائیل
چالیس سال جنگل میں سرگرداں رہے ۲۶۵
حضرت یونس کی دعا کے اسرار ۱۰۰
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک دعا ۱۰۴
کسی گاؤں یا شہر میں داخل ہونے کی
مسنون دعا ۳۲۴
کفر اور اس کے بدنتائج سے بچنے کی دعا ۱۸۴
فائز المرام بننے کے واسطے دعا ۱۸۲
ہر خطبہ میں پڑھی جانے والی دعا ۲۷۲
ترقی علم کیلئے دعا ۲۸۹
نیند سے اٹھنے اور کروٹ بدلنے کی دعا ۳۳۶
امام ابن حزم نماز میں اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِکَ مِنَ
الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ پڑھنا فرض سمجھتے تھے ۲۷۵
وضو کے بعد کی دعا اور اس کا فلسفہ ۲۸۱

دہریت

فرقان کی دلیل دہریوں پر بھی حجت ہے ۲۳۲

ایک دہریہ سے گفتگو ۳۵۱

دین دین کی تکمیل کے چھ مدارج ۱۵۷

دین کے پہاڑ ۸۶

راستباز

راستباز کی پہچان ۱۷۱

راستبازوں کا نام زندہ رہتا ہے اور مخالف نابود ہو جاتے ہیں ۳۳۸

راستبازوں کی عداوت کبھی نیک نتیجہ نہیں لاتی یہاں تک کہ ان کی اولاد میں بھی نیک نتیجہ نہیں نکلتا ۲۶۴

رحم جاذبِ رحم امور ۲۲۷

رزق رزقِ حلال عملِ صالح کی کلید ہے ۱۷۳

رعب رُعب بھی ایک الٰہی فضل ہوتا ہے ۶۰

رُوح

جسم کی طرح روح بھی تغیر پذیر ہے ۵۴

ریاء ریاء بھی شرک ہے ۳۹۲

زکوٰۃ زکوٰۃ کی حقیقت ۱۵۵

عورتوں کیلئے لازم ہے کہ وہ اپنے مال میں سے خود زکوٰۃ دیں ۴۴۵

س۔ش

سکھ سکھوں کے عہد کا اثر ۵۹

لیکھرام کے واقعہ پر مخالفت کی آگ بھڑکانا ۹۵

ہندوستان میں کروفر سے آئے اور پھر کچھ بھی نہ رہے ۸۳

سورۃ

سورۃ الانبیاء کے مضامین ۷۸

سورۃ الحج کے مضامین کا خلاصہ ۱۴۱

سورۃ الحج میں مکہ مدینہ اور عراق کی فتوحات کی طرف اشارہ ہے ۱۱۳

سورۃ الحج میں تمام اقوام کو زلزلۃ الساعۃ کا انذار ۱۰۵، ۱۳۰

سورۃ الحج کا منشاء ۱۳۳

سورۃ المومنون کے مضامین کا خلاصہ ۱۴۱

سورۃ المومنون میں عام مومنوں کو بشارت دی گئی ہے ۲۳۱

سورۃ نور کے مضامین ۱۸۵

سورۃ النور میں خلفاء کی خصوصیات بیان ہوئی ہیں ۲۳۱

سورۃ نور کے احکام پر عمل کرنے کی خاص تاکید ۱۸۵

سورۃ الفرقان میں صحابہ کی تاریخ اور ان کے سچے حالات درج ہیں ۲۳۱

سورۃ الفرقان میں تمام مذاہب باطلہ کی تردید کی گئی ہے ۲۳۲

سورۃ الشعراء کے مضامین کا خلاصہ ۲۵۷

سورۃ لقمان کے مضامین سورۃ بقرہ سے ملتے ہیں ۳۸۳

سورۃ السجدہ کے مضامین ۴۰۴

سورۃ احزاب کے مضامین ۴۷۰

شرح صدر حقیقت ۴۲

شرک شرک کی حقیقت اور تردید ۳۹۰

شرک کی اقسام ۳۳۶

آریہ، عیسائی اور مسلمانوں کا شرک ۳۹۱

شرک ظلم عظیم ہے ۳۱۹

مدینہ میں مشرکوں کے دو گروہ اسلام کے دشمن تھے ۱۰۹

مشرکین کی حیلہ سازیاں ۲۶۸

ریاء بھی شرک ہے ۳۹۲

شریعت

جہاں پولیس ناکام ہوئی ہے وہاں شریعت گناہوں سے روکتی ہے ۲۰۲

شریعت کے ہر حکم میں سہولت رکھی گئی ہے ۱۴۰

شعائر اللہ

جس سے اللہ کا شعور پیدا ہو ۱۱۷

شُکر

شکر کرنے سے نعمت بڑھتی ہے ۲۸۹، ۳۸۷

شہوت شہوت کے نقصانات ۲۷۴

شیطان

نبی کے الہامات میں شیطان درانداز ی نہیں کرسکتا ۱۳۲

جنت الخلد میں شیاطین کو دخل نہیں ۲۴۲

شیطان کا ایک نام غرور ہے ۴۰۱

شیعہ

روافض ۲۱۹

اَعۡلَمُ اَهۡلِ الۡاَرۡضِ کی موجودگی کے قائل ہیں ۷۷

ان کے نزدیک امام صغیرہ کبیرہ عمداً اور سہو سے معصوم ہوتا ہے ۷۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تربیت یافتہ صحابہ کو ظالم و غاصب قرار دینے کی بے ادبی ۲۹۳

حضرت ابوبکرؓ کی خلافتِ برحق کی گواہی ۲۲۵

تقیہ ۷۰

تقیہ کرنے والے مخالفین خلفاء ۲۱۳

شیعہ کے عقائد کے خلاف ایک قوی دلیل ۴۶۱

شیعوں پر حجت کہ قرآن کریم میں تین دفعہ اہل بیت آیا ہے اور تینوں دفعہ اس سے مراد بیویاں ہیں ۴۴۵

شیعوں کی کتاب تشیید المطاعن کے جواب میں ایک آیت ۲۰۰

مولا علی کہنے کا مفہوم ۷۴

متعہ کا استیصال ۲۰۵

فسق و فجور بڑھنے کا باعث ۱۹۸

ص۔ض

صابی

صابی عقائد اور مسلمانوں پر انکا اثر ۱۱۱

صبر

صبر کی حقیقت ۳۳۳، ۳۵۹

صبر امامت کی شرط ہے ۳۱۸

صحابہ رضی اللہ عنہم
صحابہ کے تین گروہ ۲۱۰
سورۃ الفرقان میں صحابہ کی تاریخ اور ان کے سچے حالات بیان ہوئے ہیں ۲۳۱
خلافت ۱۴
انصار میں خلافت نہ ہونے کی پیشگوئی ۲۱۵
اصحاب الصفہ ۲۱۰
احزاب کے حملہ آور ہونے پر صحابہ کے ایمان میں اضافہ ۴۳۱
کوئی صحابی عمداً تارک الصلوٰۃ نہیں ملتا ۱۲۷
بے مثال اطاعت ۳۲۶
اسلام کی خاطر مظالم کا نشانہ بنے ۱۲۴، ۱۲۵
صحابہ کے حق میں ایک پیشگوئی کا پورا ہونا ۲۱۹
حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حالات بتا کر صحابہ کو تسلی دیا جانا ۳۳
بنو قریظہ اور بنو نضیر کی جائیدادوں کے وارث بنا دئے گئے ۴۳۷
آنحضرتؐ کے پوشیدہ سے پوشیدہ حالات کو بھی دریافت کیا تا کہ اسے اُسوہ بنا سکیں ۴۳۵
دابۃ الارض کے بارہ میں صحابہ کا قول ۳۱۲
حروفِ مقطعات کے معانی کے بارہ میں صحابہ کا اجماع ۴۰۵
حروفِ مقطعات کے متعلق صحابہ کی تفسیر ۲۷۹

صحبت صحبت کا اثر ۱۲۱
صحبت کا خیالات پر اثر ۳۳۳
خلیفۃ اللہ کی پاک صحبت کے اثرات ۲۲۲
قرآنی علوم تقویٰ اور مامور من اللہ کی پاک صحبت میں رہ کر حاصل ہوتے ہیں ۶۷
صادقوں کی صحبت اور محبت سے تقویٰ حاصل ہوتا ہے ۱۶۲
جس مقام یا جس صحبت سے غفلت پیدا ہو اس کو فوراً چھوڑ دینا چاہیے ۱۳۳

صداقت
صداقت کے انکار کی وجہ ۳۱۲

صدق مومن کے صدق کی علامت ۲۸۱

صواب
صواب کیا ہے ۱۷۶

ط ـ ظ

طاعون ۷۸، ۷۹
طاعون کا کیڑا دابۃ الارض ہے ۳۱۲

طب ۷۸، ۱۲۲
بوعلی سینا کی تشخیص کا ایک واقعہ ۳۴۹

طواف
حج کے موقعہ پر کعبہ کے گرد سات دفعہ طواف کی وجہ ۱۱۴

ظلم

سب سے بڑکر ظالم دو شخص ہیں ۔(۱) مفتری اور (۲) نبی کا منکر ۴۸۲

ع ۔ غ

عباد الرحمٰن علامات وخصائص ۲۵۵

عبادت

اللہ تعالیٰ نے اسلامی عبادات کو ساز و بربط سے پاک رکھا ہے ۳۵۲

جن انسانوں کی عبادت کی جاتی ہے وہ ضرور دُکھیارے ہیں ۱۳۷

عبرانی عربی کے قریب ہے ۸۵

عبرت

وہی اہل نظر عبرت حاصل کرتے ہیں جن میں تذکرہ کا مادہ اور فہم وفراست ہو ۱۵۹

پاگل خانہ میں جا کر دل کی صحت کا تماشہ دیکھو ۱۷۸

عدل رحم کے باعث عدل اور جرائم کی سزا سے درگزر نہیں کرنا چاہیے ۴۳۱

عذاب اس دنیا میں اللہ کفر پر نہیں پکڑتا بلکہ شوخی پر پکڑتا ہے ۲۸۷

دنیا میں عذاب آنے کی وجہ ۴۱۴

عذاب کیلئے ایک وقت مقرر ہوتا ہے ۷۳

عرب عربوں کو زبان کی شستگی بخشی گئی تھی ۱۱۳

عربوں میں ہزار سے بڑھ کر گنتی نہیں ۲۷۱

دوستی کی ایک رسم ۲۰

عرب میں ناک کیلئے کوئی زیور نہیں ۲۰۴

ہندوؤں کی طرح متبنّٰی کو حقیقی بیٹے کی طرح سمجھتے تھے ۴۵۰

غیر مہذب اور اکھڑ سوسائٹی ۴۵۰

اردگرد کے علاقوں میں مشرکانہ مذاہب ۳۹۸

جہالت اور بت پرستی کی انتہاء ۴۱۶

جو کبھی نہ فاتح تھا نہ مفتوح ۱۱۳

اپنے مرکز کے لحاظ سے کبھی مفتوح نہیں ہوئے ۱۱۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے انقلاب ۴۱۶

کلمہ طیبہ سے ملک سے بت پرستی کا استیصال ۴۵۴

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ارتداد کی لہر ۲۱۵، ۲۲۵

عرب کے مسلمانوں کے دور دور کے ممالک فتح کرنے کی پیشگوئی ۴۰۳

عربی عربی زبان کے خصائص ۶۶

عربی اور عبری (عبرانی) دونوں زبانیں قریب قریب ہیں ۸۵

ضمیر مثل کی مثال ۲۶۵

عصمت عصمتِ انبیاء وائمہ کے بارہ میں مسلمانوں کے مختلف عقائد ۷۰

ائمہ کی عصمت کے بارہ میں شیعہ عقیدہ ۷۰

عفو چار باتیں جن کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ معاف کردیتا ہے ۵۷

علم

اہمیت

علم کی اہمیت ۶۷

ایک بے نظیر عزت بڑھانے والی نعمت الٰہی ہے ۲۸۹

ملائکہ میں بھی علم کے مدارج سے ہی ترقی ہے ۲۸۹

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا کی دعا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کرنے کا حکم ۲۸۹

ذرائع حصول

وحی اور علوم ایک وقت دنیا میں رائج ہوتے ہیں دوسرے وقت اٹھائے جاتے ہیں ۱۵۷

حواسِ خمسہ کے علاوہ علم کے حصول کے ذرائع ۲۸

علم حصول خرچ، صحت، دماغ، استاد فرصت اور سب سے بڑھ کر فضل الٰہی پر موقوف ہے ۲۸۸

حصولِ علم کا دوسرا ذریعہ حمد وشکر ہے ۲۸۸

سچے علوم

سچے علوم کا مخزن قرآن مجید ہے ۶۷

سچے علوم کے پھل ۳۶۳

مختلف علوم

علم کی دو اقسام ۳۴۵

علم منطق الطیر ۲۸۹

عمل مسابقت فی الخیرات کے اصول ۱۷۶

میرا ایمان ہے کہ جن احکام کا متبع خدا نے ہم کو بنایا ہے۔ ہم ضرور کر سکتے ہیں اور جن سے روکا ہے ان سے ہم رک سکتے ہیں ۴۴۰

عملِ صالح نصیب ہونے کی کلید ۱۷۳

شیطان بد اعمال کو خوبصورت کر کے دکھاتا ہے اور نیک اعمال کو اللہ خوبصورت کر کے دکھاتا ہے ۲۸۲

(مرنے کے بعد) اعمال کے مطابق جسم ومکان ہوگا ۴۶

عورت پنجاب اور ہندوستان کی عورتوں کو شادی نکاح کے فرائض کا علم نہیں سکھایا جاتا ۳۷۰

عورتوں کیلئے نمونہ کی ضرورت ۴۴۱

عورتوں کیلئے لازم ہے کہ اپنے مال میں سے خود زکوٰۃ دیں ۴۴۵

اسلامی پردہ پر آریوں کے اعتراض کا جواب ۴۶۱

عیسائیت

تاریخ

گرجے اور عبادات ۳۵۳

عیسائیوں اور ان کے مشنریوں کی بداخلاقی ۳۰

قدیم مذاہب کے معابد کو ڈھانا ۱۲۶

یروشلم کی بے حرمتی ۱۲۶

مدینہ میں عیسائیوں کا ایک گروہ اسلام کا دشمن تھا ۱۰۹

اسلام پر ظلم ۲۷۸
لیکھرام کے واقعہ پر فتنہ کی آگ بھڑکانا ۹۵
مفتوح ہونے کی پیشگوئی ۲۳۳
یسوع پرستوں کے جزائر پر زلازل آنے کی پیشگوئی ۳۰

عقائد۔اندرونی اختلافات

عقائد ۳۹۸
عیسائیوں کا شرک ۳۹۱
مسیح کی الوہیت کے ردّ میں ایک دلیل ۲۳۸
شریعت کو لعنت قرار دینا ۳۱
تمام انبیاء کے غیر معصوم ہونے کا عقیدہ ۳۰
کیتھولک فرقہ حضرت مریم کو تثلیث کا متمم سمجھتا تھا ۴۵۴،۳۹۸
یونی ٹیرین اور فری تھنکر زالوہیتِ مسیح کے عقیدہ سے بیزار ہیں ۱۲۴

اعتراضات کا جواب

حضرت مریم کے اُختِ ہارون ہونے پر اعتراض کا جواب ۱۰
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اعتراضات ۱۶۹
عیسائیوں کو الزامی جواب ۴۴۹

غرور غرور اور تکبر کی مناہی ۳۹۶

غزوہ غزوۂ بدر اسلام کی کامیابی کا آغاز ہے ۴۸۰
غزوۂ خندق یا غزوۂ احزاب کے حالات ۴۲۳ تا ۴۳۲

غضِ بصر میں تو اسی لئے برقع کا دشمن ہوں کیونکہ برقع والی آنکھ نیچی نہیں ہوتی ۲۰۲

غضب غضب کے پانچ علاج ۲۷۴

غفلت جزاء وسزا کا انکار بڑی غفلت کا موجب ہے ۳۰۹

غلامی

غلاموں اور لونڈیوں کی تربیت اور تعلیم کے احکام ۲۰۶
غلاموں اور لونڈیوں کے نکاح کرنے کی ہدایت ۲۰۵
لونڈیوں سے خود بیاہ کرنا علی العموم شریعت کو پسند نہیں ۲۰۶

ف

فتح اللہ تعالیٰ کا فضل شاملِ حال نہ ہو تو فتح کا حاصل ہونا ممکن نہیں ۱۵۹

فرقان فرقان کی حقیقت ۲۳۱

فطرت اسلام کے تمام احکام فطرت کے مطابق ہیں ۳۷۳
انسان کی فطرت ہے کہ وہ محسن کی فرمانبرداری کرتا ہے ۳۹۷
انسانی فطرت میں کمپی ٹیشن ۱۷۵
کامیابی میں تکبر اور ناکامی میں تنزل انسانی فطرت کا خاصہ ہے ۱۰۵

فقہ نابینا کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے ۲۲۹
زانی اور زانیہ کی سزا ۱۸۷
تہمت لگانے والے کی سزا ۱۸۹
لعان اور مسائل ۱۹۱

ق۔ک۔گ

قبر قبر اس مکان کا نام ہے جہاں پر نفس
بعد الحیات اپنے اعمال کے مطابق رہتا ہے ۴۷

قرآن کریم

ان کے لئے ہے جن میں احسان کا مادہ ہے ۳۸۳
تعلیم کا خاص منشاء ۱۶۷
تاریخ کی کتاب نہیں کہ واقعات کا مسلسل ذکر کرے ۹
قرآنی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھنے میں جلدی نہیں
کرنی چاہیے ۲۶
قرآن کریم میں ہر نبی کا قصہ آنحضرتؐ کی صداقت
کے ثبوت کیلئے بیان ہوا ہے ۹۳
قرآن کریم کی تفاسیر میں یہودیوں، عیسائیوں اور
مجوسیوں نے قصے ڈال دیئے ہیں ۱۵۳
نبی کے لئے تین باتوں کا حکم ۲۶

فضائل

جامع کتاب ۴۴۷
کتاب مبین ۳۱۶
شعائر اللہ میں سے اعظم ہے ۱۱۷
نور، ہدایت، رحمت اور شفاء ہے اور ہر قسم کے
اختلافات مٹانے آیا ہے ۳۵۶
فرقان ہونے کی حقیقت ۲۳۱
قرآن کریم کا اعجاز ۲۶
ہر دفعہ نئی شان میں ۲۶
کلام اللہ ہونے کا ایک بھاری ثبوت ۴۵۱
دنیا کی تمام صداقتیں قرآن مجید میں ہیں ۷۶
داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو جو علم دیا گیا تھا وہ
قرآن کریم میں آ گیا ہے ۲۸۸
سچے علوم کا مخزن قرآن شریف ہے ۶۷
قرآن کے ذریعہ روحانی تعلیم دودھ کی مانند الگ
نکل آئی اور یہ کام دنیا کی کوئی طاقت نہیں کر سکتی ۱۵۸
ہزار ہا شبہات کے مقابلہ کیلئے کافی ہے ۳۵۶
قرآن کو ساری دنیا کا فلسفہ باطل نہیں کر سکتا ۳۴۱
کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور کوئی شخص
اس کتاب کے فہم والے کا مقابلہ نہیں کر سکتا ۹۸
دنیا کی تمام کتب سے اس کی شان الگ ہے ۴۰۶
ہر قسم کے ناپاک الزاموں سے پاک ہے ۴۵۲
انبیاء پر لگنے والے مطاعن کی تردید کرتا ہے ۲۹۹
الٰہی کتاب ہے کہ شریر اس کے سننے کو بھی برداشت
نہیں کر سکتا ۲۷۶
جس کے پڑھنے اور جس پر عمل کرنے سے دنیا و آخرت
میں سکھ اور آرام کی زندگی ملتی ہے ۲۴۶

اس کتاب کا ایک رکوع انسان کو بادشاہ سے بڑھ کر
خوش قسمت بنادیتا ہے ۲۶

اعجازِ قرآن

اعجازِ قرآنی ۲۶
قرآن کریم کا معجزہ ۴۸۰
قرآن مجید بھی یدِ بیضاء ہے ۳۲۸
خاص طرزِ بیان ۴۷۴

علمی نکات

اِخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ کے ایک خوبصورت معنی ۱۷۹
زمین کی حرکت ۳۱۴
قرآن کو نہ ماننے والوں کی معیشت تنگ ہونے
کی حقیقت ۷۲
حروفِ مقطعات کی حقیقت ۴۰۴
حروفِ مقطعات کو سمجھنے کا گُر ۴۰۴
رَبِّ ارْجِعُوْن میں علم معانی کا نکتہ ۱۸۲
سورۃ الحج آیت ۱۹ پر سجدہ تلاوت کی فرضیت ۱۱۱
خط لکھنے کا نمونہ ۲۹۸،۲۹۹

قرآن کریم پر عمل اور اس کے علم کا حصول

حَسْبُنَا كِتَابُ اللهِ (عمرؓ) ۳۵۶
ہماری اور ہمارے امام کی کامیابی ایک تبدیلی چاہتی
ہے کہ قرآن شریف کو اپنا دستور العمل بناؤ ۳۲۹
حضرت مرزا غلام احمد ہی نے ہم کو حکم دیا کہ قرآن
پڑھو اور اس پر عمل کرو ۳۵۷

وعظ میں سب سے مقدم قرآن مجید ہے ۶۷
قرآن شریف کے پڑھنے اور سمجھ کر پڑھنے اور عمل
کے واسطے پڑھنے کی بہت ضرورت ہے ۶۷
قرآنی علوم حاصل کرنے کے ذرائع ۳۶۲
قرآنی علوم تقویٰ اور مامور من اللہ کی صحبت میں
رہ کر حاصل ہوتے ہیں ۶۷
اس کی صداقتیں اور تعلیم حاصل کرنے کے لئے
محنت و مساعی کی ضرورت ہے ۳۶۳
قرآن کریم کو سمجھنے کا آسان طریق ۴۶۸
قرآن شریف کا علم صرف ونحو کے رٹنے پر
موقوف نہیں ۳۶۳
تین صفات کے حامل لوگ کتبِ الٰہیہ سے متمتع
نہیں ہوتے ۳۸۴

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا قرآن سے عشق

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا قرآن سے عشق ۲۴۶
قرآن مجید پڑھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ
کا بعض دعائیں پڑھنے کا التزام ۶۷
میں قرآن کو مخلوق نہیں مانتا (نورالدین) ۷۹

قرآن کریم سے بے توجہگی

قرآن کریم کو مہجور چھوڑنا مسلمانوں کے تنزل کی
بنیادی وجہ ہے ۲۴۵،۳۱۵
معجزاتِ قرآنی کے منکر سرسید۔ لیکھرام اور
حافظ نذیر احمد ۳۵۶
حروفِ مقطعات پر اعتراض کا جواب ۲۷۹

قربانی

قربانی کی حقیقت وفلسفہ ۱۱۷، ۱۲۱، ۱۲۲

اصل الاصول ہے تمام ترقیات کا ۱۱۷

انشراح سے قربانی کرنیوالے کا اجر ضائع نہیں ہوتا ۱۱۹

مسیح موعود علیہ السلام کو جو مقام ملا وہ ان قربانیوں کا
نتیجہ ہے جو آپ نے خدا تعالیٰ کے حضور گزاریں ۱۲۰

قیامت قیامت کے مختلف معانی ۱۵۷

قیامت پر کامل یقین کی علامت ۲۵

کامیابی کامیابی کے حصول کی شرائط ۴۱۳

کائنات اس کی کوئی حرکت اور سکون عبث
اور بے نتیجہ نہیں ۲۳۴

کشف موسیٰ کے عصاء کا سانپ نظر آنے کا
واقعہ کشفی ہے ۴۰، ۳۲۸

کعبہ بناءِ کعبہ کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام
کی سات دعائیں ۱۱۴

سات دفعہ طواف کی وجہ ۱۱۴

قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونا تعظیمِ قبلہ کے
خلاف ہے ۱۱۷

کفارہ نیز دیکھئے عیسائیت

تردید ۳۴۶

گناہ جن گناہوں کو پولیس نہیں روک سکتی انہیں
شریعت روکتی ہے ۲۰۲

ہر ایک تنزل اور مصیبت گناہ کا نتیجہ ہے ۲۳۹

ل۔م

لغو لغو کی حقیقت اور اس سے بچنے کی تلقین ۱۵۳

مامور

ہر مامور کی بستی اُم ہوتی ہے ۳۳۴

ہزار برس کے بعد ایسا انسان ضرور ہوتا ہے جسے
اللہ تعالیٰ اپنے کلام سے ممتاز فرماتا ہے ۴۰۸

مامور کی بعثت سے پہلے زمانہ کی حالت ۳۷۴

مامور کی جماعت کی تشکیل ۳۷۶

مامورین و مرسلین کے ساتھ ابتداء میں معمولی اور
غریب لوگ ہوا کرتے ہیں ۳۱۸

مامورانِ الٰہی کو لوگوں کے سامنے ریاء نہیں ہوتا ۳۹۲

مامور من اللہ نہ تھکتا ہے نہ درماندہ ہوتا ہے ۱۶۸

شناخت کا طریق ۴۱۶

حق طلبی کی نیت اور تقویٰ سے اگر دعائیں کی
جائیں کہ الٰہی اس زمانہ میں تیرا کون مامور ہے
تو اللہ تعالیٰ ضرور رہنمائی کرے گا ۳۰۷

شناخت کے نشان ۱۷۱، ۲۲۶

مامور کیلئے اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائی ۲۲۵

اللہ تعالیٰ کے مامورین و مرسلین ہمیشہ کامیاب
ہوتے ہیں ۹۷

مباحثہ مباحثہ کا اصول ۳۵۴

مباحثہ کے لئے تین ضروری امور ۳۹۷
مباحثہ میں ایک رنگ پر نہ رہنے والا جھوٹے
مذہب کا پیرو ہوتا ہے ۳۵۱
ایک دہریہ اور ایک آریہ سے مباحثہ ۳۵۱
مجاہدہ قرآنی حقائق حاصل کرنے کیلئے مجاہدہ
کی ضرورت ہے ۳۶۲
مجدد ۸۳ سال ۴ ماہ بعد مجدد آتا ہے ۷۷
مجوسی مجوسی حضرت ابراہیم کی عظمت کے قائل ہیں ۱۶
حضرت ابراہیم کی عزت کرتے ہیں ۲۶
محاسبہ ہر رات سوتے وقت اپنا محاسبہ کرنا
چاہیے ۳۶۰
مذہب سچا مذہب وہ ہے جس کا صرف وعدہ
نہیں نقد ثبوت موجود ہو ۲۸۰
سچے مذہب کو تلاش کرنا مشکل نہیں ۴۸۸
کسی مذہب کا نام اس کی الہامی کتاب نے نہیں
رکھا سوائے اسلام کے ۱۴۰
دنیا کے تمام مذاہب سے اسلام کی رواداری ۱۲۶، ۱۲۷
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذہب ہی ابقائے مذہب تھا ۱۲۷
بدمذہب کی مثال ۳۵۰، ۳۵۱
اس زمانہ میں تشکیک کی وجہ سے مذہب سے
دستبرداری پیدا ہوگئی ہے ۲۹۱
مسجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجران کے
عیسائیوں کو مسجد میں گرجا کرنے کی اجازت دی ۴۸

مسلمان مسلمان کی تعریف ۱۲۸
جنگِ احزاب کے موقعہ پر مسلمانوں اور کفار
کی تعداد ۴۲۳
قربانی کے سلسلہ میں دیگر قوموں سے مابہ الامتیاز ۱۱۷
انصار کی بجائے مہاجرین میں خلافت ہونے
کی پیشگوئی ۲۱۵
موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی طرح مسلمانوں کی
سرفرازی کی پیشگوئی ۲۲۰
فتح مندی کے طریق اور شرائط ۱۴۱
جیحون اور سیحون۔ گنگا و جمنا کی انہار اور قیصر و کسریٰ
کے ممالک پر فتح حاصل ہونے سے پیشگوئیوں کا
پورا ہونا ۲۴۰
مسلمانوں کو سورنور کے احکام پر عمل کرنے کی
خاص تاکید ۱۸۶
مسلمانوں کو (حصول علم کیلئے) زیادہ حمد کرنی چاہیے ۲۸۸
اہل اسلام کو کس حد تک عصیان الٰہی سے بچنے کی
کوشش کرنی چاہیے ۲۳۶
عصمتِ ائمہ کے بارہ میں مختلف نظریات ۷۰
حضرت ابراہیم کی عزت ۲۶
باوجود شدید فرقہ بندیوں کے صلوٰۃ کے معنوں
پر اتفاق ۷۵

تنزل اور ادبار

تنزل وادبار کے اسباب ۱۳۶، ۲۴۵
مسلمانوں پر صابی عقائد کا اثر ۱۱۱

ہندوستان کے مسلمانوں پر ہندوؤں کا
معاشرتی اثر ۳۲۶، ۳۶۱
شاہانِ اسلام کے گھر میں لونڈیوں کی اولاد سے
ہی سلطنتیں تباہ ہوئیں ۲۰۶
تنزل کی جڑ قرآن شریف پڑھنا پڑھانا چھوڑ دینا ہے ۳۱۵
مسلمانوں کا شرک ۳۹۱
اولیاء اور پیروں کو عالم الغیب مانتے ہیں ۳۹۱
یا شیخ عبدالقادر شیئًا للہ پڑھنا ۱۷
پیروں کا گناہ پر دلیر کرنیوالا رویہ ۳۴۶
مسلمانوں میں فضول بحثیں ۱۵۳
مسیح علیہ السلام کے متعلق غلط عقائد ۱۶۷
مہدی کے متعلق عقیدہ کہ بنی فاطمہ میں سے ہی
آسکتا ہے ۳۱۱
مسلمانوں کے زوال کا موجب انکا علو اور تکبر بھی ہے ۳۱۷
مسلمانوں میں کسل و کاہلی کا مرض آجکل بہت بڑھ
گیا ہے ۲۷۵
تنگ دلی ۴۸
باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحت کے آپس میں
جنگ وجدال ۳۱۶
مسیح مسیح کی آمد کے بارہ میں بنی اسرائیل اور
اہل اسلام میں اختلاف ۳۱۰
مسیح موعود خاتم الخلفاء ۲۲۷
مشاورت
ہر سعادت مند دانشور انسان کا قاعدہ ہے کہ وہ اہم
امور میں مشورہ لیتا ہے ۲۹۹

معاشرت
بیویوں سے حسن سلوک کی نصیحت ۳۶۹
شادی شدہ اولاد کا گھر علیحدہ ہو تو ساس بہو کے
جھگڑے ختم ہوجاتے ہیں ۲۳۰
معتزلہ ۱۱۱
معجزہ معجزات کی حقیقت ۱۲۱
قرآن کریم کا ایک معجزہ ۴۸۰
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عظیم معجزہ ۴۸۷
معجزات قرآنی کے تین منکر سرسید۔ لیکھرام اور
حافظ نذیر احمد ۳۵۶
ملائکہ
ملائکہ میں بھی علم کے مدارج سے ہی ترقی ہے ۲۸۹
اللہ کے ذکر سے ملائکہ سے تعلقات بڑھتے ہیں ۴۵۵
ملائکہ سے مراد مقدس لوگ ۴۸۴
منطق الطیر حقیقت اور اقسام ۲۹۰
موت روح کے تغیر اور سلبِ صفات کا نام
موت ہے ۵۴
مہدی مسلمانوں کا عقیدہ کہ مہدی بنی فاطمہ
میں سے ہوگا ۳۱۱
مہدی کے متعلق ایک غلط عقیدہ کا ردّ ۱۲۳
میانہ روی اقوال وافعال وخیالات میں
میانہ روی کی تعلیم ۳۹۶
میزان میزان صرف مادیات میں نہیں ۹۰

ن

نبوت نبی کے معنی ۱۶

شاہد انبیاء کی ذات ہوتی ہے ۴۱۵

انبیاء اور رسل پر جب وحی اترتی ہے تو وحی کی حفاظت کے لئے ملائکہ کا نزول بھی ساتھ ہوتا ہے ۱۳۲، ۲۸۴

سب نبیوں سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی خبر دینے کا عہد لیا گیا ۴۲۲

نبی کی بعثت کا وقت ۷۸

نبی کی بعثت سے نیک و بد اور نشیب و فراز کی تمیز ہو جاتی ہے ۳۱۳

عصمتِ انبیاء کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ ۷۰

عیسائی سوائے حضرت عیسیٰ کے تمام انبیاء کو غیر معصوم سمجھتے ہیں ۳۰

قرآن کریم میں نبی کیلئے تین باتوں کا حکم ۶۶

نبی کے گھر میں داخل ہونے کے آداب ۴۵۹

ضرورتِ نبوت

عرب میں نبی کی ضرورت تھی ۴۸۷

بنی اسرائیل کا عقیدہ تھا کہ نبوت و الہام صرف ان تک محدود ہے ۳۱۱

ایک دلیل نبوت ۳۴۱

صداقت

قرآن کریم میں ہر نبی کا قصہ آنحضرت اور آپ کے پیرو کاروں کی صداقت کے ثبوت کیلئے ہوتا ہے ۹۳

خصائص

انبیاء میں حواسِ خمسہ کے علاوہ بھی ایسے حواس پائے جاتے ہیں جو ہمیں دوسری دنیا کے حالات سے آگاہ کریں ۲۸

نبی کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ توحید پھیلے ۱۳۱

انبیاء خصوصیت سے ایک شخص کی بجائے عمومی طور پر نصیحت کرتے ہیں ۳۳۴

انبیاء اور خلفاء کو ریاست و حکومت کی تمنا نہیں ہوتی ۴۸

انبیاء دوسروں کو آرام دیتے ہیں اور ضروری و مشکل کام خود کرتے ہیں ۲۸۴

نبی کے قول و فعل میں بناوٹ نہیں ہوتی ۴۹۴

انبیاء میں دعا کی احتیاج ۱۸۰

انبیاء کا ہتھیار دعا ہے ۱۷۳، ۲۷۲

انبیاء کی کامیابی کا سر دعا ہے ۱۸۰

انبیاء غیب کی کنجیاں اپنے ہاتھ میں نہیں رکھتے ۱۹۶

انبیاء قیاس سے پیشگوئیاں نہیں کرتے بلکہ وہ جو کہتے ہیں اعلام الٰہی سے کہتے ہیں ۱۲۵

انبیاء کا بھروسہ اپنے جتھے پر نہیں ہوتا ۲۶۴

انبیاء ہمیشہ حفظ مراتب کا خیال رکھتے ہیں ۲۹۸

انبیاء میں اولاد کی خواہش ۲

ملامتی بننے کا طریق انبیاء و رسل کے خلاف ہے ۳۹۵

انبیاء میں ہرگز عجب نہیں ہوتا ۳۲۹

انبیاء کے ڈر کی حقیقت ۵۰

انبیاء کے متبعین غریب لوگ ہوتے ہیں ۲۷۱

تعلیم

انبیاء کی تعلیم کا مغز ۱۶۰
تمام انبیاء کی تعلیم پاک تھی ۴۱۶
داماد کو بیٹی کے علاوہ مال و اسباب دینا انبیاء کا طریق نہیں ۳۲۵

مخالفت

صادق انبیاء پر اعتراض ۱۶۲
انبیاء کی مخالفت کا نتیجہ ۲۵۷

نشان

موسیٰ علیہ السلام کے نو نشانات ۲۸۷

نعمت ظاہری و باطنی نعماء ۳۹۶
مختلف ممالک میں مختلف نعمتیں ۴۰۰

نفاق منافق کی علامات ۴۲۰،۴۱۹
مدینہ میں منافقین کا گروہ ۱۰۹
غزوۂ احزاب کے موقعہ پر منافقین کا رویہ ۴۳۲،۴۲۷
رئیس المنافقین عبداللہ کا ارادہ ۴۶۴
وحی الٰہی کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نام بہ نام منافقین کو مدینہ سے نکال دیا ۴۶۴

نکاح سوراحزاب کی دو آیات جو نکاح کے موقعہ پر پڑھنی مسنون ہیں ۴۶۵
نکاح کی غرض تقویٰ ہو ۴۶۷
نکاح کے معاملہ میں قولِ سدید کی تاکید ۴۶۶
سچا تقویٰ انسان حاصل نہیں کر سکتا جبتک نکاح سے لباس حاصل نہ کرلے ۴۴۲
گھر کے ملازم مردوں اور عورتوں کا نکاح کرنے کی تعلیم ۲۰۵
لونڈیوں سے نکاح علی العموم شریعت کو پسند نہیں ۲۰۶
بیوگان کا نکاح ۲۰۶

نماز نماز کی حقیقت ۲۸۱
علتِ غائی ۳۵۳
حفاظت صلوٰۃ کے معنی ۱۵۶
نماز کی اہمیت ۱۲۸،۱۲۷
نماز سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں ۱۱۸
مسلمان ہونے کا امتیازی نشان ۱۲۷
جاذبِ رحم ۲۲۷
ظاہری پاکیزگی کا باطنی پاکیزگی پر اثر ۳۵۳
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی پہلی رکعت میں اکثر سورہ السجدہ پڑھا کرتے تھے ۴۰۴
اپنے محسن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا نماز کا حصہ ہے ۲۸۱
نماز کو اوّل وقت میں پڑھنے کا استنباط ۵۸
نابینا کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے ۲۲۹

نیکی

خیرات کا اجر ۳۸۳
سب سے ادنیٰ نیکی راستے سے تکلیف دہ اشیاء ہٹانا ہے (حدیث) ۳۱۵

و ـ ہ

والدین ماں باپ سے حسن سلوک کی تاکید ۳۸۹،۳۹۳
والدین کی فرماں برداری کی تاکید ۳۴۵
اگر خدا کے مقابلہ پر آجائیں تو خدا کو مقدم کرو ۳۴۵
وحی وحی اور علوم ایک وقت دنیا میں رائج ہوتے ہیں دوسرے وقت اٹھائے جاتے ہیں ۱۵۷
سب سے اعلیٰ وحی وہ ہے جو فرشتوں کے ساتھ ہو ۲۱
جب کسی نبی یا رسول پر وحی اترتی ہے تو وحی کی حفاظت کیلئے فرشتے بھی ساتھ نازل ہوتے ہیں ۲۸۴
قرآن شریف اور حدیث صحیح مَایُوْحٰی اِلَیْكَ میں شامل ہیں ۴۲۰
وحی کا پھل لانا ضروری ہے ۱۳۴
وعدہ
بعض مواعید کسی اور رنگ میں پورے ہوتے ہیں ۳۶۴
وعدہ اور وعید دونوں ٹل سکتے ہیں ۱۸۰
وعظ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے اندر ایک واعظ رکھا ہوا ہے ۴۱۷
وعظ میں سب سے مقدم قرآن مجید ہے ۶۷
وعظ میں قرآن وحدیث کو اوّلیت دینی چاہیے ۱۰۸
رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی بیویوں کو وعظ ۴۳۹
ایک نواب کے گھر میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا وعظ ۴۴۶
وعید وعدہ اور وعید دونوں ٹل سکتے ہیں ۱۸۰
وفات مسیح حضرت مسیح موعودؑ سے پہلے سر سید احمد خان وفات مسیح کے قائل تھے ۲۴۸
وقار عمل انبیاء کا نمونہ ۳۲۷
ولایت اولیاء کے تقرب کا ایک مقام مقام ولایت ہے ۸۴
ہجرت مہاجر کی تعریف ۱۳۳
مومن اگر ایمان بچانے کیلئے کوئی زمین چھوڑ دے تو اللہ اس کو بہتر سے بہتر بدلہ دے گا ۳۵۸
ہجرت الی اللہ ۳۴۸
موسیٰ کے واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کی ہجرت کی خبر ۵۵
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت ۱۵/جولائی ۶۲۲ء کو ہوئی ۴۸۰
مہاجر کو رزق کی تلاش کیلئے محنت کرنی ضروری ہے ۳۵۹
ہندو مذہب مختلف فرقے ۳۹۸
زمین کا بیل کے سہارے قائم ہونے کا عقیدہ ۲۹۳
گئو رکھشا ۱۲۲
عربوں کی طرح متبنّٰی کو حقیقی بیٹے کی طرح سمجھتے ۴۵۰
ہندو جہاں لڑکی دیں وہاں سے پانی بھی حرام سمجھتے ہیں ۳۲۶

بُت پرستی کے عقائد چھوڑتے جارہے ہیں ۱۲۴

ی

یاجوج وماجوج

وجہ تسمیہ ۱۰۲

لندن میں سب سے پرانا بت یاجوج وماجوج کا ہے ۱۰۲

یقین کامل یقین کی علامت ۲۵

یونی ٹیرین مسیح کی خدائی سے انکار ۱۲۴

یہود ۱۶

طرافیم کی پوجا ۴۵۴

نصیبین کے یہود کو بھی جنؑ کہا گیا ہے ۴۸۵

عیسیٰ علیہ السلام کا یہود کے ہاتھوں صلیب پر چڑھنا ۲۳۸

یہود کی ذلت عبرت انگیز واقعہ تھا ۲۳۲

مکہ میں بہت کم یہود تھے ۸۱

اسلامی تفاسیر میں جھوٹی روایات داخل کرنا ۲۲

یہود کی شرارتیں اوران کا انجام ۴۴۰

مدینہ میں یہود کے تین گروہ اسلام کے دشمن تھے ۱۰۹

مدینہ اور خیبر کے یہود کی اسلام کے خلاف جنگ ۴۲۷

قریش کو بتانا کہ ان کا دین اسلام سے بہتر ہے ۴۲۵

خیبر کے یہودی سردار حُیی بن اخطب کا جنگ احزاب میں لشکر لے کر شریک ہونا اور بنو قریظہ کو بھی آمادۂ شرکت کرنا ۴۲۶

غزوہ احزاب کے موقعہ پر مدینہ کے یہود کا کفار سے مل جانا ۴۲۳،۴۲۵،۴۲۹

حضرت ابراہیمؑ کا نام عزت سے لیتے ہیں ۲۶

اسلام کی توحید سے متأثر ہوکر اپنے عقائد کی اصلاح کی ۴۵۴

ایک یہودی کی نیکی کا ثمر ۳۸۳



اسماء

آ

آدم علیہ السلام ۶۸، ۱۵۳، ۱۷۱، ۲۲۰

خلافت ۱۴، ۲۲۲

جس جنت میں آپ رہے وہ زمین پر تھا۔ ۴۲۰

عیسائی انہیں گنہگار سمجھتے ہیں ۳۰

نسیان ۶۸

آدم سے مراد عظیم الشان انسان ۶۸

آذر ۲۶۷

ا

ابراہیم علیہ السلام ۱۱، ۱۷، ۹۵، ۹۶، ۱۲۱،
۱۲۹، ۱۴۰، ۱۶۸، ۲۲۰

مقام

ابراہیم کے معنی ۳۴۸

آپ بھی آدم تھے ۶۸

راستباز نبی ۱۵

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپؑ سے مماثلت ۹۴

فرمانبراری ۱۲۱

قربانی کے نتیجہ میں انعامات ۱۱۹

بناء کعبہ کے وقت کی سات دعائیں ۱۱۴

شستہ بیانی اور ادب ۱۹

مرض کو اپنی طرف منسوب فرمایا اور شفاء کو اللہ
کی طرف ۲۶۹

بت پرستی کے خلاف دلائل ۲۶۸

اہل عرب کا مورث اعلیٰ ۲۶۷

خدا تعالیٰ کی طرف سے نبی بیٹا اور نبی پوتا عطا کیا جانا ۱۹

دنیا میں تین بڑے مذاہب کے لوگ آپ کی تعظیم
کرتے ہیں ۱۶، ۲۶، ۲۸۸

بڑھاپے میں والد کے لئے دعا کی اور اب کے
لئے دعا سے منع کئے گئے ۲۶۷

متفرق

نناوے سال کی عمر میں آپ کے ہاں اسحاق پیدا
ہوئے ۱۵

آپ اُور شہر میں پکڑے گئے تھے ۹۲

آپ پر آگ سرد کی گئی ۹۲، ۹۳

عرق سے شام کی طرف ہجرت ۱۹

آپ کے اَبْ سے مراد ۲۶۷

عیسائی آپ کے عیب بیان کرتے ہیں ۳۰

ابلیس ۴۱

اُبی ۔ مکہ کے نو کے گروہ کا ممبر ۳۰۴
ابن ابی لیلیٰ ۔ آپ کی عدالت کا ایک واقعہ ۵۶
ابن جریر ۲۷۹
ابن حزم ۔ آپ نماز میں انی اعوذبك من العجز
والکسل پڑھنا فرض سمجھتے تھے ۲۷۵
ابن رواحہ رضی اللہ عنہ ۴۲۶
ابن عباس
ان تمید کے معنی بیان فرمانا ۸۲
ضنک کے معنی ۷۳
ابن عربی ۔ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ
قیامت کے معنی ۱۵۷
ابن مسعود ۔ نیز دیکھیے عبداللہ بن مسعود
حروف مقطعات کی تفسیر ۲۷۹
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۲۱۹
قرآن کریم نے آپ کو صاحب فضیلت قرار دیا ۱۹۹
ہجرت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی ۵۵،۲۶۶
حیات وممات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت ۴۶۱
خلافت
آپ کی خلافت کی پیشگوئی ۲۱۵
آپ کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا ۱۴
آپ کا انتخاب اسلام کی حقانیت کی دلیل ہے ۳۳۹
آپ کی خلافت کی مخالفت کی خبر ۲۱۵
مخالف حالات کے باوجود آپ کی کامیابیاں ۲۲۵
حضرت علیؓ نے بھی آپ کی بیعت کر لی تھی ۲۲۱
زکوٰۃ کے لئے جنگ ۲۲۷
ابوجہل کے بیٹے کو سالارِ لشکر مقرر فرمانا ۴۸۴
ابوجہل ۲۶،۵۵
مکہ کے نو کے گروہ کا ممبر ۳۰۴
اس کا بیٹا مسلمان ہو گیا اور حضرت ابوبکرؓ نے
اس کو جرنیل بنا کر بھیجا ۴۸۴
ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۷۵
آپ اور آپ کے اصحاب کا قول ہے کہ جس جنت
میں آدم رہے وہ زمین پر تھا ۲۴۰
قید و بند ۷۵
ابوسفیان ۴۲۶
غزوہ احزاب میں قریش کا سالار ۴۲۶
ابوعمار
قریش کو جنگ احزاب کے لئے اکسانا ۴۲۵
ابوقحافہ رضی اللہ عنہ
والد حضرت ابوبکرؓ ۳۳۹
ابولبابہ بن منذر
بنوقریظہ کے مطالبہ پر ان کے پاس مشورہ دینے
کے لئے جانا ۴۳۰

احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
قید و بند ۷۵

احمد خان سر سید۔ سر
حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے وفا مسیح کے
قائل تھے ۲۴۸
دھوکہ کھا کر معجزات کا انکار کر دیا۔ ۳۵۶،۸۱

ادریس علیہ السلام ۱
آپ کا دوسرا نام خنوک تھا ۲۲

ارجن ۲۹۳

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ
باوجود فتنہ ارتداد کے آپ کے لشکر کو شام روانہ کیا
گیا ۲۲۵،۲۱۵

اسحاق علیہ السلام ۱۹،۱۵،۱۱

اسفندیار ۳۸۵

اسماعیل علیہ السلام ۱۲۱،۲۲،۱
خدا کے حکم پر راضی ہو کر ذبح ہونے کے لئے
لیٹ جانا ۱۲۱
آپ کے ایک بیٹے کا نام قیدار ہے ۴۸۷
آپ کے متعلق ایک غلط روایت ۲۲

اصحاب الرجیع
فضل اور قارہ کا غدر اور مکاری ۴۲۷

اصحاب الرس
حضرت یوسفؑ کو کنویں میں ڈالنے والے لوگ ۲۴۷

اصحاب الصُّفہ رضی اللہ عنہم ۲۱۰

السیوطی دیکھیے جلال الدین امام

الیاس علیہ السلام۔ نیز دیکھیے ایلیا
آپ کے متعلق ایک غلط روایت ۲۳

الیصبات
حضرت مریم کی قریبی رشتہ دار ۱۱،۱۰

ام ایمن رضی اللہ عنہا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو بشارت دی کہ
مسلمان فاتحین کے ساتھ وہ بحری سفر کریں گی ۴۰۰

امیر الدین کمبل باف گجرات ۲۹۵

امیہ۔ مکہ کے نو کے گروہ کا ممبر ۳۰۴

امیہ ابن الصلت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور سے پہلے کے ایک
موحد عرب ۲۴۸

ایڈورڈ ششم ۹۶

ب، پ، ت، ث

بلقیس حضرت سلیمان کے پاس آنا ۳۰۲

بنو اسحاق ۳۱۱

بنوامیہ ۴۳۹

بنوقریظہ مدینہ کا یہودی قبیلہ

قریشِ مکہ اور دیگر عرب قبائل کو اکسا کر مدینہ پر حملہ آور کیا ۴۳۷

غزوہ احزاب کے موقع پر عہد شکنی اور غداری ۴۲۸

غزوہ احزاب کے بعد مسلمانوں کی طرف سے بنوقریظہ کا محاصرہ ۴۳۰

حضرت سعد بن معاذ کی ثالثی پر آمادگی اور حضرت سعد کا فیصلہ ۴۳۱

ان کے مقتولین کی تعداد اڑھائی سو سے نوسو تک بیان کی جاتی ہے ۴۳۷

بنوقینقاع ۴۲۸، ۴۳۱

بنوکنانہ غزوہ احزاب میں ۴۲۶

بنونضیر مدینہ کا یہودی قبیلہ ۴۳۱

یہود کے اس قبیلہ کی جلاوطنی کے بعد انہوں نے قریش کو جنگ کی ترغیب دلائی ۳۹۳، ۴۲۸

جنگ احزاب کے بانی مبانی ۴۳۷

غزوہ احزاب میں شرکت ۴۲۶

عہد شکنی ۴۲۸

بنوہاشم ۲۲۱

تین برس غلہ کے حصول میں رکاوٹ ڈالی گئی ۱۲۵

بنی اسرائیل نیز دیکھئے بنواسحاق، یہود ۴۴، ۴۵

فرعون بنی اسرائیل کو ذلیل سمجھتا تھا ۳۱۷

اللہ تعالیٰ نے ان کو سب سے پہلے بادبانی جہاز چلانے کا فن عطا کیا ۴۷۳، ۴۷۴

ان کا عقیدہ تھا کہ نبوت اور الہام صرف ان تک محدود ہے ۳۱۱

دو اہم مسائل میں اسلام سے اختلاف ۳۱۱

فرعون کی گاؤ پرستی کا اثر ۵۹

بنی اسماعیل میں نبی آخرالزماں کی آمد ۳۱۱

بنی فاطمہ

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ مہدی بنی فاطمہ میں سے ہوگا ۳۱۱

بنی وائل

قریش کو جنگ احزاب کے لئے اکسانا ۴۲۵

بوعلی سینا ۳۴۰

تشخیص مرض کا ایک واقعہ ۳۴۹

پٹھان

ہندوستان میں کروفر سے آئے اور پھر کچھ بھی نہ رہے ۸۳

پولوس ۱۰، ۴۴۹

پہلاد ۹۲

پیلاطوس ۔ یہود کے تحت کام کرنا ۴۸۷

تارا/تارح

تورات کی رو سے حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام ۲۶۷

تبش رشی ۹۵،۹۲

ثابت بن قرہ مشہور صابی طبیب ۱۱۱

ثمود ۱۷۳،۱۲۹

ج۔چ۔ح۔خ

جبرائیل علیہ السلام ۶۱،۲۵

آپ کا تمثل آنحضرتؐ کے سامنے بھی آیا تھا ۹

جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

مسئلہ تقدیر ۲۳۷

حارث بن عامر مکہ کے نو کے گروہ کا ممبر ۳۰۴

حذیفہ رضی اللہ عنہ ۳۳۹

حسین رضی اللہ عنہ ۱۲۵،۷۴،۲۶

دنیوی مصائب ۱۳۷

آج آپ کے دشمن کی اولاد کا پتہ لگانا مشکل ہے ۳۳۸

حمزہ رضی اللہ عنہ ۱۱۲

حوّا علیہا السلام ۲۴۱،۱۵۳

حیی بن اخطب نضری

قریش کو جنگ احزاب کے لئے اکسانا ۴۲۵

بنو قریظہ کے رئیس کعب بن اسد کو جنگ احزاب میں شرکت پر آمادہ کرنا ۴۲۶

خدیجہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ۷۰

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے تیسرے خاوند تھے ۲۰۶

حضرت زیدؓ آپ کی بہن کے غلام تھے ۴۴۷

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فکرمندی پر آپ کا عقیدتمندانہ جواب ۴۴۲

حضرت عائشہؓ کا مرتبہ آپ سے کم نہیں ۱۹۳

حضرت عائشہؓ کا امت پر احسان ۱۹۴

حضرت عائشہؓ کا قرآن سے استدلال کرنا ۱۹۴

خسرو امیر ۴۵۸

خضر علیہ السلام ۳۶۱

خنوک۔ ادریس علیہ السلام کا نام ہے ۲۲

خوات رضی اللہ عنہ ۴۲۶

د۔ذ

داؤد علیہ السلام ۴۷۲،۹۸،۱۱

خلافت ۲۲۳،۲۲۰،۱۴۰

علم عطا ہونا ۲۸۹،۲۸۸

آپ کے انیس لڑکے تھے مگر عملی وارث سلیمانؑ ہوئے ۲۹۰،۲۸۹

ہجرت ۳۲۳

آپ نے زندہ آدمی تنوروں میں جلوا دئے تھے ۴۳۱

دیانند پنڈت۔ بانی آریہ سماج ۴۸۱،۲۹۳

ذوالقرنین ۱۰۲

ر۔ز

رام چندر جی سری

خدا کے اوتار قرار دیئے گئے ۴۵۳

دکھ کی زندگی ۱۳۷

ہنومان سے باتیں کرنا ۲۹۶

ربیعہ ۲۶

رڈلے بشپ

پراٹسٹنٹ ہونے کے جرم میں زندہ جلایا گیا ۹۶

رستم ۳۸۵

رومی دیکھئے جلال الدین

زکریا علیہ السلام ۱،۶، ۱۲

زلیخا ۴۱۹

زید رضی اللہ عنہ

حضرت خدیجہ کی بہن کے غلام تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نے آپ کو آزاد کر کے اپنے پاس رکھ لیا تھا ۴۴۷، ۴۴۹

زید بن عمرو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دور سے پہلے ایک توحید پرست

عرب ۲۴۸

زینب ام المؤمنین رضی اللہ عنہا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نکاح کا پس منظر ۴۴۹

س۔ش

سامری حضرت موسیٰ کے سامنے سامری کا جواب ۶۱

لامساس کی سزا ۶۲

سبا

ایک شخص کا نام جس کے نام پر یمن میں شہر سبا بھی تھا ۴۷۶

سراقہ بن جشم

کسریٰ کے طلائی کڑے پہنائے جانے کی بشارت ۱۱۳

سر سید احمد خان دیکھیے احمد خان سید

سعادت علی خان ۲۲۱

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ۴۲۶

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ۴۲۶

بنو قریظہ کے متعلق فیصلہ ۴۳۰

سعدی شیرازی مصلح الدین شیرازی ۱۳۶

سکندر اعظم

پا پیادہ پرامول کے معبد کا حج ۱۲۶

سلام بن حقیق نضری

قریش کو جنگ احزاب کے لئے اکسانا ۴۲۵

سلام بن مشکم

حیی کے ساتھ مکہ آ کر مشرکین کو جنگ پر آمادہ کرنا ۴۲۸

سلیمان علیہ السلام ۹۸

حضرت داؤد کے علم اور کمالاتِ روحانی میں

وارث ہوئے ۲۸۹

حدودِ سلطنت ۴۷۳

بادبانی جہازوں کے بیڑے ۴۷۴

آپ کے عہد میں سمندری تجارت ۹۹

ملکہ سبا کے ساتھ ادب سے پیش آنے کی تاکید ۲۹۸

وادی النمل میں جانا ۲۹۲

آپ کا طائف میں تشریف لانا ۳۰۰

ھدھد کی حقیقت ۲۹۵

آپ کے وقت کے جنّ ۲۹۱

آپ کی بیوی مومنہ مسلمان تھی ۳۰۳

ایک مشرک عورت کے عشق میں مبتلا ہونے کے

طعنہ سے بریت ۲۹۹

سلمان رضی اللہ عنہ

آپ کے مشورہ پر مدینہ کے گرد خندق کھودی گئی ۴۲۵

سید احمد خان سر۔ نیز دیکھئے احمد خان سید

معجزات قرآنی کے منکر تھے ۳۵۶

شعرانی امام۔ رحمۃ اللہ علیہ

بدظنی کرنے والوں کے خلاف ایک بزرگ کی بددعا ۱۹۶

شمس الدین صوفی چشتی ۱۴۳

شیبہ ۲۶، ۱۱۲

مکہ کے نو کے گروہ کا ممبر ۳۰۴

شیکسپیئر ۳۷۰

ص۔ ض۔ ط۔ ظ

صالح علیہ السلام ۲۵۸، ۳۰۵

صفوان رضی اللہ عنہ

حضرت عائشہؓ کو دیکھ کر انا للہ پڑھنا ۱۹۴

صفیہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ۱۱

آپ یہودی تھیں رسول اللہ کی محبت میں پاک ہوئیں ۴۴۵

ع۔ غ

عاد ۲۵۸

عائشہ صدیقہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ۱۷۴، ۱۷۷

نکاح اور شادی کی عمر ۱۹۶

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویوں میں صرف آپ

کنواری تھیں ۱۹۳، ۲۰۶

آپ کا بلند مرتبہ ۱۹۳

آپ کے فرمانبردار ہونے کی دلیل ۴۴۴

آپ کو رزق کریم سے وافر حصہ ملا ۴۴۴

آپ کا ایمان افروز جواب ۴۴۴

آپ کھل کر بات کہہ رہی تھیں ۴۴۴
باوجود ایک جنگ میں شرکت کے جاہلیت الاولیٰ
کی صورت نہیں تھی ۴۴۵
قرآن کریم میں آپ کی بریت کا خصوصی ذکر
۱۹۷،۱۹۶،۱۹۳
بعض لوگوں کی آپ پر بدظنی اور خدا تعالیٰ کی
طرف سے بریت ۱۹۲
ایک روایت ۴۴

عباس رضی اللہ عنہ
آپ کے چار بیٹے تاتار۔ یورپ۔ افریقہ اور عرب
میں دفن ہوئے ۴۰۳

عبد الغنی شاہ مجددی ۱۸۵

عبد القادر جیلانی سید مقبولیت ۱۶

عبد القیوم حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے استاد ۴۰

عبد الکریم مولوی رضی اللہ عنہ ۴۳
حضرت مسیح موعودؑ کے ریا کے متعلق سوال ۳۹۲

عبد اللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مدینہ سے ذلیل کر کے
نکالنے کا ارادہ ۴۶۴

عبد اللہ بن ام کلثوم رضی اللہ عنہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو مدینہ میں اپنا
جانشین مقرر فرمایا تھا ۲۲۹

عبد اللہ بن سبا
فتنہ بھڑکانے والا ۶۳

عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ
دیکھئے ابن عباس

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
گھر کی لپائی کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
آپ سے گفتگو ۳۳۹

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
آپ حروف مقطعات کو اسماء الٰہی کے اجزاء قرار
دیتے تھے ۴۰۵

عتبہ ۲۶
مکہ کے نو کے گروہ کا ممبر ۳۰۴

عثمان غنی امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ
آپ کی خلافت کی پیشگوئی ۲۱۵
آپ کے وقت میں قبرص اور روڈس فتح ہوئے ۴۰۰
عبد اللہ بن سبا کا آپ کے خلاف فتنہ بھڑکانا ۶۳
آپ کے قتل سے حضرت علیؓ کا دامن پاک تھا ۶۰

عرب (قوم)
اسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد ۲۵۳
عرب کی عورت اپنے حقوق طلب کرنے میں
ہوشیار ہوتی ہے ۳۷۰

ہندوستان میں کروفر سے آئے اور پھر کچھ بھی نہ رہے ۸۳

عضل (قبیلہ)

اصحاب الرجیع سے غداری ۴۲۷

عقبہ مکہ کے نو کے گروہ کا ممبر ۳۰۴

علی بن ابی طالب امیر المؤمنین ۱۱

انت منی بمنزلة ھارون من موسٰی (حدیث) ۶۰

آپ کی خلافت کی پیشگوئی ۲۱۵

اسد اللہ الغالب ہو کر بھی ابوبکر کی بیعت کرنی پڑی ۲۲۱

حضرت عثمانؓ کے قتل سے آپ کا دامن پاک تھا ۶۰

آپ سے سچے روحانی علوم دنیا میں پہنچے ۲۱۵

حروف مقطعات کی تفسیر ۲۸۰

میں نے بھی خود بلا واسطہ حضرت علیؓ سے قرآن کے بعض معارف سیکھے ہیں (نورالدین) ۲۱۵

ناد علی ۷۵

عمر بن خطاب امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ ۲۱۵، ۲۱۹

خدا کے مرسل کو ماننے کا نتیجہ ۳۳۹

حیات و ممات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معیت ۴۶۱

آپ کے قول حسبنا کتاب اللہ کی تعریف ۳۵۶

آپ کی خلافت کی پیشگوئی ۲۱۵

سراقہ کو کسریٰ کے طلائی کڑے پہنائے ۱۱۳

یروشلم کے گرجا میں نماز پڑھنے سے انکار اور اس کی وجہ ۱۲۷

حضرت عائشہؓ آپ کا مقابلہ قرآن کریم سے کرتی تھیں ۱۹۴

عوج بن عنق ۱۵۳

عیسٰی بن مریم مسیح ناصری علیہ السلام ۸۸، ۹۴

ابن داؤد کیسے ہوئے ۱۱

آپ کے دو بھائی یوسف اور یعقوب ۱۱

کان فی المھد کی حقیقت ۱۲

دکھوں بھری زندگی ۱۳۷

آسمان پر جا کر رہنے کی نفی ۴۷

پرندے بنانے کا ردّ ۱۳۸

آپ کا قول ’’دولتمند خدا کی بادشاہت میں داخل نہیں ہوسکتا‘‘ ۲۷۱

الوہیت مسیح کا ردّ

عیسائی آپ کو کلمہ کہنے سے درجہ الوہیت دیتے ہیں ۱۸۲

عیسائیوں نے آپ کو خدائے مجسم بنادیا ۴۵۳

عاجز اور خاکسار انسان کو خدا بنایا گیا ۳۹۲

مسلمانوں کا آپ کی ذات میں الوہی صفات ماننا ۱۶۷

آپ کی الوہیت کے ردّ میں ایک دلیل ۲۳۸

باوجود الوہیت کے یہود سے ڈرتے رہے ۴۴۸

عیینہ بن حصین فزاری

غزوہ احزاب میں بنو غطفان کا سپہ سالار ۴۲۶

غالب اسد اللہ خان ۳۰۹

غطفان قیس

غزوہ احزاب میں کفار کی طرف سے شرکت ۴۲۷

غزوہ احزاب میں یہودی لشکر کے مقدمۃ الجیش ۴۲۶

غلام احمد قادیانی مرزا مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

مقام

اس زمانہ کا منعم علیہ ۲۲۱
موعود انبیاء جانشین خاتم الرسل و خاتم النبیین ۹۶
بروز محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ۱۸۱
یہ ہمارا آقا غلام احمد ہے ۹۵
وحی الٰہی میں آپ کو ابراہیم کہا گیا ہے ۹۶
ہمارے مرشد و مولیٰ ۴۴۲
ہمارا امام ۹۷
خدا کا نام لینے والا ایک شخص پیدا ہوا تو اس کے نفوس قدسیہ کے فیض سے تم یہاں بیٹھے ہو۔ ۳۴۰
یہ خدا پرست جماعت یہ پابند کتاب و سنت مرزا کے لئے (مقدر) تھی ۲۴۸
امام کی معرفت سے جو لوگ محروم ہیں وہ بھی دراصل دعاؤں سے بے خبر ہیں ۳۰۷

صداقت

آپ کے وقت کا فرقان ۲۳۲
آپ سے حضرت عیسیٰ والے معجزات دکھانے کا مطالبہ ۳۳۲
مخالفین کا روّیہ ۱۶۶
لوگوں کے اعتراضات ۱۶۶
علماء کے اعتراض کا جواب ۲۲۳
اس گاؤں مین ایک راستباز آیا اس نے حق پھیلانا چاہا مخالفوں نے روک ڈالی مگر وہ سب روکیں اٹھ گئیں ۱۳۱

کل قومیں آپ کی دشمن ہو گئی ہیں۔ خدا کے بغیر کون ان کی حفاظت کر سکتا ہے ۴۴۶

الہامات

کَمِثْلِكَ دُرٌّ لَّا يُضَاعُ ۹۵
يَعْصِمُكَ اللّٰهُ مِنْ عِنْدِهٖ وَلَوْ لَمْ يَعْصِمْكَ النَّاسُ ۹۵
نَظَرْنَا اِلَيْكَ مُعَطَّرًا وَ قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ۹۴
آگ سے ہمیں مت ڈراؤ۔ آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے ۹۴

علمی نکات

سورۃ المؤمنون کی تفسیر ۱۴۱
دہریت کے خیالات پیدا ہونے پر ایک طالب علم کو سیٹ بدلنے کی نصیحت ۳۳۳
آپ سے پہلے سید احمد خان وفات مسیح کے قائل تھے ۲۴۸
آپ کے نزدیک حدیث کا مقام ۴۶۷
حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کاریا کے متعلق سوال ۳۹۹
آپ کے فرمودہ نکات معرفت ۳۷۲

فرمودات

میں ایک ایسے جنگل میں جانا چاہتا ہوں جس کی راہ میں لوہے کے کانٹے ہیں ۴۴۲
صرف محبت کام نہیں آتی بلکہ ہم میں سے ہو کر جہاد کریں ۳۶۱
اسی راستباز نے ہمیں حکم دیا کہ قرآن پڑھو اور اس پر عمل کرو ۳۵۷

سیرت واخلاق

یہ مبارک وجود نمونہ ہے اسے جو کچھ ملاان قربانیوں
کا نتیجہ ہے جو اس نے خدا کے حضور گزاریں ۱۲۰
ہمارے حضرت صاحب بھی کئی مخلصین کو اخی
کر کے لکھتے ہیں ۲۱
حضرت مولوی عبدالکریم کے کھانے کے متعلق
خصوصی تاکید ۴۳

ف ۔ ق

فاطمہ سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا
تسبیح فاطمہ ۴

فرزند علی
فیروز پور کے فرزند علی کے پاس حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل
کی صحیح بخاری ۵۱

فرعون ۳۴، ۴۴، ۴۸، ۲۳۱، ۲۶۴، ۳۱۶
حضرت موسیٰؑ کو فرعون کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرنے
کا حکم ۲۹۸
اس کی قوم گاؤ پرست تھی ۵۹
فرعون کی بیوی کی سفارش ۳۲۰
علو اور تکبر ۳۱۷
اس کی مشرک قوم اس کو دیوتا سمجھتی تھی ۳۲۰
فرعون کی چالاکی اور بدظنی ۴۸
موسیٰؑ کے متعلق ریمارکس ۱۶۸
فراخ حوصلگی ۴۸
موسیٰؑ کو دُکھ دینے کی وجہ سے ہلاک ہوا ۴۶۵
باوجود جبروت کے موسیٰؑ کے مقابلہ میں شکست کھا گیا ۳۱۹
آج کل اس کی اولاد کا پتہ لگانا مشکل ہے ۳۳۸

قارون ۳۳۷، ۳۳۸
ذلت ۳۵۰
موسیٰؑ کو دکھ دینے کی وجہ سے ہلاک ہوا ۴۶۵

قارّہ (قبیلہ)
اصحاب الرجیع سے غداری ۴۲۷

قاسم علی رافضی استاد حضرت خلیفہ اوّل ۱۵۵

قبطی ۳۲۲

قریش
یسعیاہ کی طرف سے قریش کے سرداروں کو ہلاکت
کی پیشگوئی ۴۷۹، ۴۸۰
خیبر کے یہود کا قریش کو مدینہ پر حملہ آور ہونے
کے لئے اکسانا ۴۲۳
غزوۂ احزاب میں مدینہ پر حملہ آور ہونا ۴۲۳

قیدار اسماعیل بن ابراہیم کا بیٹا ۴۸۷
(قریش مکہ) کے بارہ میں یسعیاہ نبی کی
پیشگوئی ۳۱۰، ۴۷۹
قریش مکہ پر آنحضرتؐ کی ہجرت سے ایک سال
بعد عذاب آنے کے متعلق یسعیاہ کی پیشگوئی ۷۳

قیصر روم

قیصر وکسریٰ کے خزائن ۲۳۹

سلطنت کی تباہی کی خبر ۳۱۴

ک۔گ

کارلائل ۴۳۰

کرامویل

آئرلینڈ کے شہر ورڈھیڈا کے باشندوں کے قتل کا فیصلہ ۴۳۰

کرشن سری ۳۰۴

خدا کا اوتار تجویز کئے گئے ۴۵۳

کریمز آرچ بشپ

پراٹسٹنٹ ہونے کے جرم میں زندہ جلایا گیا ۹۶

کسریٰ ۴۳۸

قیصر وکسریٰ کے خزائن نبی آخرالزمان کے قبضہ میں

آنے کی پیشگوئی تھی ۲۳۹

کسریٰ کے طلائی کڑے سراقہ بن جشم کو پہنائے

جانے کی بشارت ۱۱۳

سلطنت کی تباہی کی خبر ۳۱۴

کعب بن اسد قرظی رئیس بنو قریظہ ۴۲۶

حیی بن اخطب کا اسے جنگ احزاب میں شرکت

پر آمادہ کرنا ۴۲۶

مسلمانوں سے بدعہدی ۴۲۸

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو توریت کی پیشگوئیوں کے

مطابق سچا نبی تسلیم کرنا ۴۳۰

مسلمانوں کی طرف سے محصور ہونے پر قوم سے خطاب ۴۳۰

کنانہ بن ربیع بن ابی حقیق نضری ۴۲۵

قریش کو جنگ احزاب کے لئے اکسانا ۴۲۵

غطفانیوں کو جنگ احزاب میں شرکت پر آمادہ کرنا ۴۲۸

کنتی ہندو متھالوجی کا کردار ۲۹۳

ل

لطف اللہ لکھنوی

عیسائیوں کو الزامی جواب ۴۴۹

لقمان علیہ السلام

حکمت جو آپ کو دی گئی ۳۸۷

عقائد کے ذکر کے بعد عمل کے متعلق وعظ ۳۹۵

بیٹے کو نصیحت کے دس احکام ۳۸۸،۳۸۹

لوط علیہ السلام ۹۲،۱۲۹،۳۴۹

لوقا ۱۱

لیٹی مر بشپ

پراٹسٹنٹ ہونے کے جرم میں آگ میں زندہ جلایا گیا ۹۶

لیکھرام معجزات قرآنی کا منکر تھا ۳۵۶

اس کے قتل ہونے پر آریہ سماج۔ برہموؤں اور سکھوں

کی بھڑکائی ہوئی آگ ۹۵

جل کر کباب ہو گیا ۹۷

م

مادری ہندو متھالوجی کا کردار ۲۹۳

ماریہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا

آپ پہلے عیسائی تھیں رسول اللہ کی صحبت میں پاک ہوئیں ۴۴۵

مجاہد ۱۳۲

مریم علیہا السلام ۶

اخت ہارون کی حقیقت ۱۰،۱۱

آپ کو بعض عیسائی فرقے تثلیث کا متمم مانتے تھے ۳۹۸،۴۵۳

محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲۶،۴۲،۱۶۹،۱۷۶

مقام

خاتم کمالات نبوت، خاتم کمال انسانیت ۲۴۵

انبیاء میں آپ کا خصوصی شرف ۲۲۳

ختم نبوت کی صداقت پر دلیل ۴۱۶

خاتم النبیین ہونے کی حقیقت ۴۵۳

اعلم باللہ اور جامع کمالات نبوت وانسانیت ہیں ۶۸

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے الفاظ نہ ہوتے تو توحید کامل نہ ہوتی ۳۹۳

مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ میں قرآن شریف اور حدیث صحیح شامل ہیں ۴۲۰

خدا کا محبوب بننے کے لئے آپ کی اتباع کی تاکید ۴۳۹

مومن آنحضرتؐ کے بلانے کو اوروں کے بلانے جیسا نہ سمجھیں ۲۳۰

شفیع ۲۹

نبی امی ۷۶

مقصد بعثت

ظلمت روحانی وتمدنی کے وقت لوگوں کو تاریکی سے نور کی طرف لائے ۳۹۷

آپ کا مذہب بھی ابقائے مذہب تھا ۱۲۷

آپ کی بعثت کا مقصد کفر کی حد بندی ہے ۱۲۳

بعثت کی اصل غرض ۱۶۷

توحید کی حفاظت ۴۵۳

شرک کے سب سے بڑے دشمن ۳۹۰

عرب جیسے ملک سے بت پرستی کا استیصال فرمایا ۴۸۶

اپنے اقربا کو تبلیغ ۲۷۷

صداقت

آپ کی نبوت کی شناخت کے ذرائع ۱۷۶،۱۷۷

آپ کی صداقت کے دلائل ۴۴۲، ۴۸۸،۴۸۹

کعب بن اسد رئیس بنو قریظہ کا آپ کو تورات کی پیشگوئیوں کے مطابق سچا نبی تسلیم کرنا ۴۳۰

آپ کی وفات پر ابو بکرؓ کا انتخاب اسلام کی حقانیت کی دلیل ہے ۳۳۹

آپ کے مجنون نہ ہونے کی دلیل ۴۸۶
ہر نبی کا قصہ آپؐ اور آپؐ کے پیروکاروں کی
صداقت اور حقیقت کے ثبوت کے لئے ہوتا ہے ۹۳
آپ کا فرقان جنگ بدر کا دن تھا ۲۳۱
آپ کے مخالفین کی تباہی کا انداز ۱۴۱
مخالف حالات کے باوجود کامیابی ۲۲۵
آپ کا ایک عظیم معجزہ ۴۸۷
حفاظت ۹۵
صادق و امین ہونے کا ایک ثبوت ۴۵۱
آپ کے لئے الٰہی نصرت کا آنا لازم ہے ۱۱۰
قربانیوں کے نتیجہ میں الٰہی نصرت کا مورد بنے ۱۲۰

پیشگوئیوں کے مصداق

سب نبیوں سے آپ کی نبوت کی خبر دینے اور آپ
کے ظہور کی پیشگوئی کرنے کا عہد لیا گیا ۴۲۲
آپ کی ہجرت کے ایک سال بعد اہل مکہ پر عذاب
آنے کے متعلق یسعیاہ کی پیشگوئی ۷۳
اہل مکہ پر عذاب کے وقت آپ کے ان میں موجود
نہ ہونے کی پیشگوئی ۱۸۰
موسیٰؑ کے واقعہ میں آپ کی ہجرت کی خبر ۲۶۴

مماثلت

آدم کا قصہ بیان کرکے آپ کو اللہ تعالیٰ کی نصیحت ۶۸
حضرت ابراہیمؑ سے مماثلت ۹۴
مثیل موسیٰؑ ۲۰، ۲۲۷، ۳۴۱، ۴۱۵
موسیٰؑ کے حالات بتا کر آپ کو تسلی دیا جانا ۳۳
موسیٰؑ کے واقعہ میں آپ کی ہجرت کی خبر ۵۴
آپ کو بتا دیا گیا تھا کہ آپ کو جنگیں کرنی پڑیں گی ۳۸
آپ کے بیان اور موسیٰؑ کے بیان میں فرق ۲۶۶
زکریا اور مریم کے واقعات بتا کر آپ کو اللہ تسلی دیتا ہے ۶

سیرت

اسوۂ حسنہ ۴۳۵
کان خلقه القرآن ۱۹۴
حضرت خدیجہؓ کی نظر میں آپ کا مقام ۴۴۲
شجاعت ۳۴۱
فراخ حوصلگی ۴۸
جنگ احزاب کے موقعہ پر دشمن سے رواداری کا سلوک ۴۹۷
امن دوست تھے ۳۱۶
سیاست اور دانائی ۴۳۰
دلداری کا ایک انداز ۴۴۸
نجران کے عیسائیوں کو مسجد نبوی میں عبادت کرنے
کی دعوت ۱۲۷
آپ اپنے واسطے مال جمع کرنا اور مال و دولت سے
دل لگانا گناہ سمجھتے تھے ۴۳۸
قرآن کریم میں آپ کے اخلاص کا ذکر ۱۲۰
خدا تعالیٰ کے حضور عاجزی ۱۸۰
اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت پر شکر ۲۴۵
نیند سے اُٹھتے ہوئے اور کروٹ بدلنے پر بھی شکریہ
ادا کرتے ہوئے دعا پڑھتے تھے ۳۳۶

آپ کے خطوط مختصر نویسی، جامع و مانع کلمات اور
عمدہ طرز تحریر کے حامل ہیں ۲۹۸
صحابہؓ کے ساتھ مل کر اپنے ہاتھ سے کام کرنا ۲۸۴، ۳۲۷
امت پر آپ کا ایک احسان ۳۹۲

تاریخ

آپ حضرت ابراہیم کی اولاد سے تھے ۱۱۹
آپ حضرت خدیجہؓ کے تیسرے خاوند تھے ۲۰۶
آپ سے پہلے عرب کے بعض موحد لوگ ۲۴۸
ہجرت ۳۲۳
مدینہ کی طرف ہجرت ۱۵؍جولائی ۶۲۲ء کو ہوئی ۴۸۰
مدینہ سے آٹھ برس بعد وطن آئے اور دس برس بعد
اسے فتح کیا ۲۳۵
ماہ رمضان میں عید کے قریب ضحٰی کے وقت مکہ فتح فرمایا ۴۹
غزوۂ احزاب کی ایک رات حضور کا آواز دینا کہ کوئی
جا کر کفار کے لشکروں کا پتہ لگائے ۴۲۳
یہود کے حالات معلوم کرنے کے لئے آدمی روانہ فرمانا ۴۲۸

مخالفت

بعض پیشگوئیوں کی بنا پر آپ پر اعتراضات ۲۳۹
آپ کے متعلق ایک عیسائی کے اعتراض کا جواب ۴۴۸
آپ سے عبداللہ بن ابی بن سلول کے حسد کی وجہ ۵۵
آپ کو پکڑ کر لانے والے کے لئے اونٹوں کا انعام
مقرر تھا ۵۵
آپ کے خلاف نو عمائدین مکہ کی شرارتیں ۳۰۴
دعویٰ نبوت کے بعد آپ کے خلاف جوش اٹھا ۷۰
اہل مکہ کا آپ کو اور آپ کے صحابہ کو عمرہ سے روکنا ۱۳۰
آپ کے خلاف مخالفین کا جنگ کی آگ بھڑکانا ۹۴
آپ سے موسیٰؑ کے معجزات کا مطالبہ ۳۳۱
عیسائیوں کا آپ سے تعصب اور نفار ۳۰

کشوف، رؤیا، بشارات

مدینہ کے متعلق آپ کی ایک رؤیا ۳۲۸
صحابہ کو دنیا کا حکمران بننے کی بشارت ۳۳۹
سراقہ کو کسریٰ کے طلائی کڑے پہنائے جانے کی
بشارت دینا ۱۱۳

فرمودات

آپ کی ایک دعا ۱۰۴
امت کو حفظ مراتب کی تلقین ۲۹۸
امہات المؤمنین کو دنیوی زیب و زینت اور
مال و اسباب کی خواہش نہ کرنے کی تلقین ۴۳۸
حضرت زینب اور زید کے معاملہ میں پریشان ہونے
کی وجہ ۴۱۵
حضرت جبرائیل سے ایک سوال ۲۵
احسان کی تعریف ۳۸۳
آپ جمعہ کے دن نماز فجر کی پہلی رکعت میں اکثر
سورۃ السجدہ پڑھا کرتے تھے ۴۰۴
آپ نے متواتر روزے رکھنے اور ساری رات
جاگنے سے منع فرمایا ہے ۳۳۷

سب سے افضل اور سب سے ادنیٰ نیکی کے بارہ میں آپ کا فرمان ۳۱۵
بدر کی جنگ میں کفار مکہ کی لاشوں پر آپ کا فرمان ۳۰۹
آپ کی لائی ہوئی زرہ ۹۸
اس بات کا رد کہ حضور کی زبان پر تلک الغرانیق العلی و ان شفاعتهن لترتجی کے کلمات جاری ہوئے تھے ۱۳۷

متفرق

آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کی ہدایات ۶۷
آپ کی خواہش کے بغیر آپ کو قرآن عطا کیا گیا ۲۸۳
باوجود عالم ہونے کے آپ کو رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا کی دعا کرنے کا حکم ۶۸
آپ نے یہود و نصاریٰ کو بتایا کہ آپ کو اللہ نے الہامی کتابوں کا مفسر بنایا ہے ۳۱۱
آپ کے لئے باعث فخر امر ۳۵۴
آپ کے صحابہ کی بے مثال اطاعت ۳۳۹
صحابہ کی آپ سے سواریوں کے لئے درخواست ۹
آپ کے ساتھ تین قسم کے لوگ ۱۶۶
ہمارے نبی کریم بھی دنیا سے جلدی چل دئے آپ کی وفات کے بعد مسلمان بھی فتنہ میں پڑے ۵۸
قرآن کریم کو مہجور چھوڑنے کے بارہ میں خدا تعالیٰ کے حضور شکایت ۲۴۵
آپ کے ڈر کی حقیقت ۵۰
حضرت صفیہ کا اپنی سوکنوں کے متعلق شکوہ ۱۱

محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا ایک قول ۲۰۳

محی الدین ابن عربی نیز دیکھیے ابن عربی

فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں کہ ایک عمارت کے کتبہ سے معلوم ہوا کہ تیس لاکھ سال قبل بنائی گئی تھی ۳۶۵

معاویہ ۷۵

عبداللہ بن سبا کو قید کرنا ۱۱۲

مغل

ہندوستان میں کروفر سے آئے اور پھر کچھ بھی نہ رہے ۸۳

منوجی ۹۲

موسیٰ علیہ السلام ۱۱، ۱۵، ۳۵، ۳۶، ۳۸، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۴، ۴۵، ۵۰، ۵۴، ۶۰

تاریخی واقعات

وجہ تسمیہ ۳۸
آپ کی والدہ آپ کی طرف سے فارغ یعنی مطمئن ہوگئی ۳۲۱
آپ کی والدہ کا الہام پر عمل ۳۲۰
آپ کو فرعون کی بیٹی نے پالا تھا ۳۲۰
شادی کی شرط ۳۲۵
آپ کا قد؟ ۱۵۳
آپ کی حقیقی بہن بھی آپ پر الزام لگانے والوں میں شامل تھی اسے جذام ہوگیا ۴۶۵
سامری کا جواب ۶۱

مقام

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر افضال ۲۸۴

سرفرازی ۲۲۰

آپ کا ایک کشف ۳۲۸

آگ کی تجلی ۳۸،۳۷

آگ اور سانپ دکھائے جانے سے مراد ۲۸۵

آپ کے ذریعہ گائے پرستی کا اثر دور کیا جانا ۵۹

سیرت

بادشاہ کے گھر میں تربیت اس لئے دی کہ اللہ انہیں حکومت دینا چاہتا تھا ۳۲۱

مجاہدات ۴۰

اخلاص ۲۰

اللہ تعالیٰ کا فضل ایسے لوگوں کے شامل حال رہتا ہے جو حضرت موسیٰؑ سی طبیعت رکھتے ہوں ۳۲۶

آپ کو پیغمبری آپ کی خواہش کے بغیر دی گئی ۲۶۰، ۲۸۳

نبی یا حکمران بننے کے خواہشمند نہ تھے ۴۸

آپ کے چوکس ہونے کی دلیل ۳۲۳

اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرعون سے نرمی سے گفتگو کرنے کا حکم دیا ۲۹۸

فرعون کے مقابلہ میں اکیلے کھڑے ہوگئے ۲۶۴

آپ نے فرعون کے احسان کا اقرار کیا تھا ۲۶۱

نشانات

آپ کے معجزات ۲۶۲

آپ کے نو نشانات ۲۸۷

آپ کا فرقان وہ واقعہ تھا جس میں فرعون اور اس کا لشکر غرق ہوا اور آپ اور آپ کی جماعت بچ گئی ۲۳۱

آپ کی دعا کے نتیجہ میں بنی اسرائیل چالیس سال سرگرداں رہے ۲۶۵

مثیل موسیٰؑ

اپنے مثیل کی پیشگوئی فرمانا ۲۲۷

آپ نے تین دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئی کی ہے ۳۳۰

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آپ سے مشابہت ۲۰

چونکہ نبی کریم کو مثیل موسیٰؑ فرمایا اسلئے حضرت موسیٰؑ کا ذکر قرآن مجید میں بہت آیا ۳۱۷

آپ کے واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہجرت کی خبر ۵۴

فَلَا تَكُنۡ فِىۡ مِرۡيَةٍ مِّنۡ لِّقَآئِهٖ کی حقیقت ۴۱۵

آپ نے فرمایا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیۡ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۲۶۶

نصرت الٰہی

دشمنوں سے حفاظت اور پھر مظفر و منصور ہونے کا ذکر ۳۳

فرعون کے مقابلہ میں آپ کی تائید ۳۱۹

آپ اور آپ کی جماعت کی نجات ۲۶۶

مخالفت اور مخالفین کا انجام

فرعون کی آپ پر بدظنی ۴۸

فرعون کی طرف سے آپ پر اعتراضات ۱۶۸

آپ کے منکرین کے انکار کے دو سبب ۲۸۷

عیسائی آپ کے عیب بیان کرتے ہیں ۳۰

میری ملکہ ۹۶

ن

نانک گرو

ان کے چیلوں نے آپ کو اوتار بنالیا ۲۵۳

نذیر احمد حافظ

معجزات قرآنی کے منکر تھے ۳۵۶

نصرت جہاں بیگم حرم حضرت مسیح موعود علیہ السلام

آپ کی ماں حضرت خدیجہ کا ذکر خیر ۴۴۲

خدا کا منشاء ان کے لئے بھی وہی ہے جو رسول اللہ کی بیویوں کے لئے تھا ۴۴۱

نضر بن حارث ۳۸۵

ایک قصہ گو کافر سردار ۳۸۵

مکہ کے نو کے گروہ کا ممبر ۳۰۴

موجودہ زمانہ کے ناول نویس نضر بن حارث کے روحانی شاگرد ہیں ۳۸۵

نمرود ۲۶

آج اس کی اولاد کا پتہ لگانا مشکل ہے ۳۳۸

نملہ (قوم) ۲۹۴

نوح علیہ السلام ۲۲، ۶۹، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۳

آپ کا وطن دجلہ وفرات کا علاقہ تھا ۲۷۱

آپ کی قوم یورپ، امریکہ کی طرح خوشحال تھی ۲۷۱

آپ کی قوم عالی شان مکان اور سٹیچوز بناتی تھی ۲۷۲

حضرت نوحؑ کی عمر نوسو پچاس سال ہونے میں کوئی استبعاد نہیں ۳۴۶

آپ بھی آدم تھے ۶۹

پہلا انسان ہے جو غفلت کے زمانہ میں لوگوں کو آگاہ اور بیدار کرنے آیا تھا ۱۵۹

آپ کی تعلیم کا خلاصہ ۱۶۱

نوح کے واقعات میں اسباق ۱۵۹، ۱۶۰

آپ کی تکذیب اور آپ کی دعا ۲۵۷

دشمنوں کے مقابلہ پر نصرت الٰہی اور حفاظت ۱۸۶

عیسائی آپ کے عیوب بیان کرتے ہیں ۳۰

نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ

مسیح موعود علیہ السلام سے عقیدت

مسیح موعود علیہ السلام سے عقیدت ومحبت کا اظہار ۴۴۲

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے من جانب اللہ ہونے پر حق الیقین ۹۴، ۹۵

میں اس مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ میرے سامنے اب کسی نشان یا اعجاز کی ضرورت میرے ماننے کے لئے نہیں رہی ۱۶۷

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے یہ نکتہ سنا کہ صرف محبت کافی نہیں بلکہ ہم میں ہو کر جہاد بھی کریں ۳۶۱

خدا کا منشا ان (حضور کی حرم) کے لئے بھی وہی ہے جو رسول اللہ کی بیویوں کے لئے تھا ۴۴۲

اس دور کے ناعاقبت اندیش مخالفین کے رویہ پر تعجب ۱۶۹

قرآن سے محبت وعقیدت

قرآن کریم سے متعلق اعتقاد ۲۶

قرآن کریم کو ہر دفعہ نئی شان میں پاتا ہوں ۶۶

مجھے قرآن کے برابر پیاری کوئی کتاب نہیں ملی۔

اس سے بڑھ کر کوئی کتاب پسند نہیں ۳۵۷

مجھے قرآن اس قدر محبوب ہے کہ میں بار باراس کا تذکرہ

کرنا اوراس کا پیارا نام لینا اپنی غذا سمجھتا ہوں ۲۴۶

میں اپنے تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں کہ قرآن شریف

سے بڑھ کر راحت بخش کوئی کتاب نہیں ۲۴۶

تفہیم قرآن

تفہیم قرآن میں اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ۱۵۴

اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کریم کے مشکل مقامات

کی تفہیم ۱۰۱

مجھ سے خدا نے وعدہ کیا ہے کہ میں تمہیں دشمن

کے مقابلہ پر اس (قرآن) کے معنی سمجھا دوں گا ۹۸

میں نے بھی خود بلا واسطہ حضرت علیؓ سے قرآن

کے بعض معارف سیکھے ہیں ۲۱۵

میں قرآن مجید کو مخلوق نہیں مانتا ۷۹

میں نے بجائے خود قرآنی قصص سے بہت فائدہ

اٹھایا ہے ۱۵۹

میرے نزدیک سورۃ الحج مدنی ہے ۱۰۹

سورۃ الحج آیت ۱۹ سجدہ تلاوت کی فرضیت

(میرے نزدیک بھی ایسا ہی ہے) ۱۱۱

قرآن کریم پر ایک شخص کے اعتراض کا جواب ۲۶

کئی مدرسے قرآن کے میرے دیکھتے دیکھتے بند ہو گئے ۳۱۵

دعا پر یقین

قرآن مجید پڑھتے ہوئے ایک دعا کا التزام ۶۷

اس دعا (کسی شہر میں داخل ہونے کی مسنون دعا)

کو میں نے خوب آزمایا میں ہمیشہ اس کے ذریعہ

لوگوں کی نظروں میں محبوب بنا ہوں ۳۲۴

دشمنوں کی ہلاکت کے لئے دعا کا تجربہ ۷۴

خلافت اور جماعت

مجھے اللہ نے خلیفہ بنایا ہے ۱۴

اگر خلیفہ بننا بہت کتابوں کے پڑھ لینے پر ہوتا تو

چاہیے تھا کہ میں ہوتا مگر میں تو ایک آدمی پر بھی اپنا

اثر ڈال نہیں سکتا ۲۲۲

میں اس امر میں خود گواہ ہوں کہ خلافت خدا کے

فضل سے ملتی ہے ۲۱۹

جماعت کو مرکز میں آکر تسلی سے رہنے کی تلقین ۴۳۳

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی متابعت میں عصر کے بعد

جماعت کو نصائح ۲۷۷

جماعت کے اندر تفرقہ بازی کرنے والوں کو نصیحت ۱۴

کثرت سے آنے والے خطوط لوگوں کے رجحانات

پر اطلاع ۱۶۵

سیرت

اللہ تعالیٰ کا شکر ۲۴۵

خدا کے فضل پر امید ۲
خاکساری کا اظہار ۱۵
تکلف سے پرہیز ۱
ریاست دولت وحکومت کا خیال بھی نہیں گزرا ۴۸
میں کبھی گھبرایا نہیں کہ فلاں شخص کو کیوں ہمارا
خیال نہیں ۲۵۵
صحابہ وتابعین کا ادب ۱
حضرت عثمانؓ کے قتل سے حضرت علیؓ کے بری ہونے
کا یقین ۶۰
حضرت خدیجہؓ سے خصوصی محبت کا اظہار ۴۴۲
آپ کے نزدیک حضرت عائشہ کا مرتبہ ۱۹۳
مسلمانوں کے ادبار وفلاکت پر خدا تعالیٰ کے حضور
رجوع ۱۳۶
میں نے خود کئی بیاہ کیے ہیں ہر بیاہ میں مجھے آرام ملا ۳۷۰
بڑھاپے میں اولاد کا عطا ہونا ۲
اپنی ایک چھوٹی بچی کا ذکر ۴۴۱
آپ کے ایک پیر شاہ عبدالغنی کا فرمان کہ ہندوستان
کے لوگ سورۃ نور پر عمل نہیں کرتے ۱۸۵
فارسی کے استاد قاسم علی رافضی کا ذکر ۱۵۵
دنیا میں سکھی رہنے کے لئے ایک استاد کی نصیحت ۲۵۵
خواب میں طاعون کو ہاتھی اور آدمی کی شکل میں دیکھنا ۳۱۲
ایک واقعہ ۱۸۹
ایک نواب کے گھر میں وعظ ۴۴۶
نکاتِ معرفت میں یقین کرتا ہوں کہ خدا نے جو حکم
دیئے ہیں ان کو ہم کر سکتے ہیں اور اس کے
موانعات سے ہم رک سکتے ہیں ۴۴۰
میرا تو اعتقاد ہے کہ ان دنیا کے ہادیوں کو کوئی نہیں
گن سکتا ۳۱
وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ کے ذوقی معنی ۳۵۲
ایک فقیر سے سوال اور اس کا عارفانہ جواب ۸۳
میرے نزدیک داماد سے کچھ لینا جائز ہے ۳۲۶
آپ کے نزدیک اذا جاء الاحتمال بطل
الاستدلال کے معنی ۵۳

نوفل بن عبداللہ

کفار کی طرف سے حملہ آور ہوا اور خندق میں گر کر مر گیا ۴۲۷

و۔ ھ

ولید ۱۱۲
مکہ کے نو کے گروہ کا ممبر ۳۰۴

ولیم میور

اپنی کتاب ''لائف آف محمد'' میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے خلاف بیان ۴۵۰

ہاجرہ علیہا السلام۔ آپ شہزادی تھیں ۴۱۳

ہارون علیہ السلام ۱۱، ۴۸، ۶۰
حضرت مریم کو اخت ہارون کہنے کا مطلب ۱۰

ہارون الرشید خلیفہ عباسی ۲۹۲
وادی نمل میں آپ کی خدمت میں سونے کے ذرات
پر مشتمل تھیلی کا دیا جانا ۲۹۲
ہامان ۳۳۰،۴۴
ہنومان ۲۹۶
ہود ۲۵۸،۱
ہوذہ بن قیس وائلی
قریش کو جنگ احزاب کے لئے اکسانا ۴۲۵
ہومر ۳۷۰

ی

یحییٰ علیہ السلام ۱۲
نام میں اشارہ ۳
یرمیاہ
اپنی قوم کو شرک پر ملامت ۴۱۶
آپ کی پیشگوئی کہ عرب بت پرستی چھوڑ دیں گے ۴۸۶
یریحو ہارون کے ساتھ یریحو کا معاملہ ۶۰
یزید ۷۵،۲۶
اس کی اولاد کا پتا لگانا مشکل ہے ۳۳۸
یسعیاہ علیہ السلام
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہجرت، جنگ بدر اور قریش
کی ہلاکت کی پیشگوئی ۴۷۹
قیدار (قریشِ مکہ) پر عذاب آنے کے متعلق
آپ کی پیشگوئی ۳۱۰
مکہ کے متعلق پیشگوئی ۶
یعقوب علیہ السلام ۱۹
شادی کے لئے سسرال کی خدمت کرنی پڑی ۳۲۵
یعقوب بن یوسف نجار۔ حضرت عیسیٰ کے بھائی ۶۱
یوسف علیہ السلام ۶۱
محسن ۳۲۱
آپ کو کنویں میں ڈالنے والے لوگ اصحاب الرس ہیں ۲۴۷
آپ کے بھائیوں کی شرمندگی ۲۲۶
یوسف نجار ۴۴۹
یوسف حضرت عیسیٰ کے بھائی ۶۱
یونس علیہ السلام
آپ کی دعا کے اسرار ۱۰۰



مقامات

ا

آرمینیا۔آدم کی جنت ۶۹

آریہ ورت

یہاں کے حکماء اور عوام نے سری کرشن اور رام چندر جی کو خدا کا اوتار قرار دیا ۴۵۳

ہندوؤں کے مختلف فرقے اور شرک کی انتہاء ۳۹۸

آئرلینڈ

کرامویل کا ورڈھیڈ اشہر کے باشندوں کے متعلق قتل کا فیصلہ ۴۳۱

احد

جنگ احزاب میں غطفان کا لشکر احد کے پاس اترا تھا ۴۲۶

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ سے ایک شخص کا مارا جانا ۳۴۱

ادوم

ادوم کی سرزمین بحر قلزم کے کنارے ہے ۴۷۴

ارض مقدس

مسلمانوں کے مالک ہونے کی پیشگوئی ۷۴

افریقہ ۹۹، ۴۷۵

حضرت عباس کا ایک بیٹا افریقہ میں دفن ہے ۴۰۳

امریکہ ۱۶

حضرت ابراہیمؑ کی عزت ۲۸۸

حضرت مسیح کی خدائی نیست و نابود ہو رہی ہے ۱۲۴

غیرت دینی مفقود ہے ۷۸

دولت مندی ۲۷۱

اُور

جس شہر میں حضرت ابراہیمؑ پکڑے گئے اس کا نام ۹۲

وجہ تسمیہ ۹۲

اوفیر ۴۷۴

ایران نیز دیکھئے فارس ۴۱۶

آتش پرستی اور خالق شر و خالق خیر خداؤں کی پرستش ۳۹۸

ایرانی ہندوستان میں کروفر سے آئے اور پھر کچھ بھی نہ رہے ۸۳

ایشیا

وسط ایشیا میں یاجوج و ماجوج کا زور ۱۰۲

ایلوت

خلیج فارس کے ساحل پر ایک شہر ۴۷۴

ب۔پ۔ت۔ٹ

بحر روم ۹۹، ۴۷۴

حضرت سلیمان کا بحری بیڑا ۴۷۴

بحر قلزم ۹۹، ۴۷۴

بحر ہند ۔ حضرت سلیمان کا بحری بیڑا ۴۷۴

بحیرہ مردار (Dead Sea) ۳۴۹

بدر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرقان جنگ بدر کے دن تھا ۲۳۱

عمائدین مکہ کی ہلاکت ۱۳۲

جنگ بدر میں آٹھ بڑے آدمی ہلاک ہوئے تھے ۲۳۱

جنگ بدر میں مسلمانوں کی فتح کے ساتھ ہی رومیوں کو شام میں فتح حاصل ہوئی ۳۶۴

برق ۔ وادی النمل کے قریب ایک مقام ۲۹۲

برقہ نملہ قوم کے چشموں میں سے ایک چشمہ ۲۹۴

بصرہ عبداللہ بن سبا کی آمد ۶۲

بغداد صابی مذہب ۱۱۱

پڑاموول (یونان)

یہاں کا ایک عظیم مندر ہے جہاں سکندر اعظم پا پیادہ حج کرنے آیا تھا ۱۲۶

پنجاب یونانی فاتحین کی آمد ۱۱۳

عورتوں کی قابل رحم حالت ۳۶۹، ۳۷۰

پنڈ دادن خان کیڑیانوالی گلی ۲۹۲

تاتار حضرت عباسؓ کا بیٹا یہاں دفن ہے ۴۰۳

تبت ۱۳۷

ترسیس ۴۷۴

تیما

تیما کی سرزمین کے باشندو! (یسعیاہ) ۴۸۱

ٹابولسک ۔ نیز دیکھیے طوبال ۱۰۲

ج ۔ چ ۔ ح ۔ خ

جمنا (دریا) ۲۴۰

جموں

ایک شخص کا حکمت کی تعریف دریافت کرنا ۳۸۳

جیحون (دریا) ۲۴۰

حبشہ ۹۹

حراء (غار) ۳۳۱

حنین غزوہ حنین ۱۲۵

حیرام ۴۷۴

خلیج فارس ۹۹

حضرت سلیمانؑ کا بحری بیڑا ۴۷۳، ۴۷۴

خیبر

خیبر کے یہود کا قریش کو مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لئے اکسانا ۴۲۵

کنانہ کی طرف سے غطفانیوں کو خیبر کی نصف آمدنی
کا وعدہ ۴۲۸
یہاں کے یہودی سردار حیی بن اخطب کا بنو قریظہ
کے سردار کو جنگ احزاب میں شرکت پر آمادہ کرنا ۴۲۶
غزوہ احزاب میں اہل خیبر کا مشرکین کے ساتھ مل کر
حملہ آور ہونا ۴۲۶، ۴۲۷

د۔ڈ۔ر۔ز

دجلہ ۲۷۱
ڈیڈسی (Dead Sea دیکھیے بحیرہ مردار)
رام پور ایک شخص کا واقعہ ۱۰۹
روڈس حضرت عثمان کے عہد میں فتح ہوا ۴۰۰
روم
عرب کو فتح نہ کر سکا ۱۱۳
روم بحیرہ ۹۹

س۔ش

سان فرانسسکو زلزلہ ۳۵۰
سبا یمن کا ایک شہر ۴۷۶
ملکۂ سبا ۲۹۶
ہدہد کا حضرت سلیمانؑ کو ملکۂ سبا کا پتہ دینا ۲۹۶
سپین پر شکوکت اسلامی دور ۱۲۱
سقیفہ بنی ساعدہ ۱۴
سلع (ایک پہاڑ) ۴۲۶
سمالی لینڈ ۹۹
سیحون (دریا) ۲۴۰
سینٹ پیری زلزلہ ۳۵۰
شام ۹۹، ۴۷۵
حضرت ابراہیمؑ کی شام کی طرف ہجرت ۱۹
شام کی قوم کو انذار ۱۳۰
ادنی الارض سے مراد شام ہے ۳۶۴
جنت شام نبی آخر الزمان کے قبضہ میں آنے کی
پیشگوئی تھی ۲۴۰
فتح کی پیشگوئی ۴۳۸
مسلمانوں کو شام کا وارث بنایا گیا ۳۱۸
اسامہ کے لشکر کی شام کو روانگی ۲۲۵
عبد اللہ بن سبا کی آمد ۶۳
شاہ پور پاکستان
جانوروں کے نام پر بعض قومیں ۲۹۲

ص۔ض۔ط۔ظ

صفا ۴۱۳

صومالیہ ۹۹

طائف

حضرت سلیمانؑ طائف میں تھے جب ملکہ سبا کا واقعہ پیش آیا ۳۰۰

یہاں ایک نالے کی ریت سے سونا نکلتا ہے ۲۹۲

طور ۵۸

کوہ طور پر حضرت موسیٰؑ کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق پیشگوئی ۳۳۱

ع۔غ۔ف۔ق

عراق ۱

فتح عراق کی بشارت ۱۱۳

عراق کی قوم کو انذار ۱۳۰

عبداللہ بن عمر کی گورنری ۳۳۹

عرب ۴۷۹،۴۰۰

عرب کے لوگ مامور من اللہ اور مکالمہ الٰہی سے بالکل ناواقف تھے ۴۰۶

عصیون جبر خلیج فارس کی ایک بندرگاہ ۴۷۴

فاران ''فاران کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا'' ۲۳۹

فارس ۱۰۲

اہل فارس میں خندق کھودنے کا دستور تھا ۴۲۵

فرات ۲۷۱

فلسطین

پرشوکت اسلامی سلطنت ۱۲۷

قادیان

یہاں خدا کا نام لینے ولا ایک شخص پیدا ہوا جس کے نفوس قدسیہ کے فیض سے تم یہاں بیٹھے ہو ۳۴۰

ایک راستباز کی آمد ۱۳۱

قبرص حضرت عثمانؓ کے عہد میں فتح ہوا ۴۰۰

بحیرہ قلزم ۹۹

ک۔گ

کابل (افغانستان) ۴۰۰

حافظ قرآن محصول سے مستثنیٰ تھے ۲۴۶

کانگڑہ زلزلہ ۳۵۰،۲۳۲

وادی کانگڑہ کا زلزلہ مسیح موعود کے لئے فرقان ہے ۲۳۲

کربلا ۷۵

کشمیر ۱۲

مسیح علیہ السلام کے ذکر میں ربوہ سے مراد کشمیر ۱۷۳

کنعان ۱۲

کوفہ عبداللہ بن سبا کی آمد ۶۳

کوسہ حضرت ابراہیمؑ کوسہ میں رہتے تھے ۱۵

گنگا ۱۳۷، ۲۴۰

گوندل بار (پاکستان)

جانوروں کے نام پر قومیں ۲۹۴

ل

لاسہ (تبت) ۱۳۷

لداخ ۱۲۲

لندن۔ یاجوج وماجوج کا بت ۱۰۲

لنکا (سری لنکا) ۲۹۶

م

مالیرکوٹلہ (بھارت) ۲۹۴

مجتمع السیال

مدینہ کے باہر برساتی نالوں کا سنگم ۲۴۶

مدین ۱۲۹، ۳۳۱

مدینہ منورہ ۵۵، ۴۶۲، ۴۶۴

مدینہ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک رؤیا ۳۲۸

یہاں تشریف لانے پر آنحضرتؐ کی ازواج کی مشکلات ۴۴۰

عبداللہ بن ام مکتوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیر حاضری میں مدینہ میں امیر مقرر ہوئے ۲۲۹

مدینہ میں سات قسم کے دشمن تھے ۱۰۹

غزوہ احزاب کے موقعہ پر دس ہزار عرب مشرکین اور یہود کا حملہ ۴۲۳، ۴۲۴

رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ارادہ ۴۶۴

سعد بن معاذ کے فیصلہ کے مطابق بنوقریظہ کے مردوں کا قتل ۴۳۰

ابوبکرؓ اور عمرؓ اگر منافقین میں سے ہوتے تو مدینہ سے نکالے جاتے ۴۶۱

حضرت عمرؓ کے عہد میں قیصر وکسریٰ کے خزانوں کا آنا ۴۳۸

عبداللہ بن سبا کا قید ہونا ۶۳

مروہ (حجاز) ۴۱۳

مسک (ماسکو) ۱۰۲

مصر ۸، ۱۲

مصر کی قوم کو انذار ۱۳۰

فراعنہ مصر عرب کو فتح نہ کر سکے ۱۱۳

موسیٰ علیہ السلام کا مصر جاتے ہوئے راستہ میں آگ دیکھنا ۳۵، ۳۶

تاریخ شہادت نہیں دیتی کہ بنی اسرائیل مصر کے مالک ہوئے ۴۶۵

حضرت مریم کی واپسی ۹

عبداللہ بن سبا کی آمد ۶۳

بدظنی کرنے والوں کا انجام ۱۹۶

مکہ معظّمہ ۵۵،۱۰۹، ۱۳۷، ۳۵۴

کہاں امید ہوسکتی تھی کہ یہاں نبی پیدا ہوگا ۶

مکہ میں بھی نوسرکش سردار تھے ۳۰۴

مکہ معظّمہ میں صحابہؓ پر مظالم ۱۲۵

مکہ کے متعلق یسعیاہ کی پیشگوئی ۶

اہل مکہ یجمع بیننا کی پیشگوئی کو خوب سمجھ گئے تھے ۴۷۸

مشرکین مکہ کو خطاب کہ بت تمہارے کام نہیں آئیں گے (بدر کے دن) ۴۷۸

مکہ میں بنونضیر اور خیبر کے یہود کا آکر اہل مکہ کو مدینہ پر حملہ کے لئے آمادہ کرنا ۴۲۸

اہل مکہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کو عمرہ سے روکنا ۱۳۰

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مکہ واپس لائے جانے کی بشارت ۳۴۰

آنحضرتؐ کے مکہ سے جانے کے بعد وہاں عذاب آنے کی پیشگوئی تھی ۸۰،۳۱۰،۳۵۷

فتح مکہ کی بشارت ۱۱۳

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ماہ رمضان میں عید کے قریب ضحیٰ کے وقت مکہ کو فتح فرمایا ۴۹

عمائدین مکہ کی بدر میں ہلاکت ۱۳۲

عمائدین مکہ کی مشکیں کسی گئیں اسی دنیا میں ۲۴۰

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے بعد آمادہ بغاوت ۲۱۵

مکہ میں دوبارہ بت پرستی نہ ہونے کی پیشگوئی ۴۸۹

مکہ کے ایک بزرگ کا ذکر ۱۱۵

مید ۱۰۲

نجد اہل نجد غزوہ احزاب میں ۴۲۶

نجران

یہاں کے عیسائیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسجد نبوی میں عبادت کرنے کی اجازت دی ۴۸،۱۲۷

نصیبین

یہاں کے یہود کو بھی جن کہا گیا ہے ۴۸۵

نیل ۱۵۳

و۔ہ

وادالنمل

طائف اور یمن کے درمیان واقع ایک وادی ۲۹۲،۲۹۴

ورڈھیڈا (آئرلینڈ)

سب باشندوں کے قتل کے متعلق کرامویل کا فیصلہ ۴۳۱

وزیرآباد (پاکستان) ۴۶۸

ہردوار (بھارت) ۱۳۷

ہندوستان ۹۹،۲۹۶،۴۰۰،۴۷۵

شرک کی انتہاء ۳۹۸
لنگ کی خلاف تہذیب پوجا ۴۵۴
مشرک ہونے کی وجہ سے بادشاہ کو بھی دیوتا سمجھتے ہیں ۳۳۰
عورتوں کی بے قدری ۳۲۵
بت پرست اقوام بت پرستی چھوڑ رہی ہیں ۱۲۴
پہلی صدی ہجری میں عربوں کا دور ۱۲۶
مختلف قوموں کی آمد اور پھر فنا ہو جانا ۸۳
باوجود ایک ہزار سال حکومت کرنے کے مسلمانوں نے یہاں کے معابد نہیں مٹائے ۱۲۶
مسلمان ہندوؤں سے متاثر ہیں ۳۶۱
بادشاہوں میں السلام علیکم کہنے کا رواج نہ ہونے کے نتائج ۲۳۰
عورتوں کو شادی و نکاح کے فرائض کا علم نہیں سکھایا جاتا ۳۷۰
یہاں کے مسلمان سورۃ نور کے احکام پر عمل نہیں کرتے (شاہ عبدالغنی) ۱۸۵
ساس بہو کی لڑائی اور اس کا حل ۲۳۰

ی

یروشلم

یروشلم میں بیت ایل ۱۳۷

بشپ کی درخواست کے باوجود حضرت عمرؓ کا گرجے میں نماز پڑھنے سے انکار ۱۲۷
عیسائیوں کی طرف سے بے حرمتی ۱۲۶

یمن ۹۹، ۲۹۴

ملکہ سبا کا علاقہ ۲۹۷
یمن سے آنے والے قاصد کو بھی ''طرف'' کہتے ہیں ۳۰۱
عبداللہ بن سبا یمن کا یہودی تھا ۱۰۰

یورپ ۱۶، ۹۹

حضرت عباسؓ کا ایک بیٹا یورپ میں دفن ہے ۴۰۳
حضرت ابراہیمؑ کی عزت ۲۸۸
قوائے قدرت کی تسخیر اور استفادہ ۱۳۵
دولت مندی ۲۷۱
غیرت دینی مفقود ہے ۷۸
فسق و فجور بڑھنے کا باعث ۱۹۸
مسیح کی خدائی نیست و نابود ہو رہی ہے ۱۲۴

یونان

یونانی باؤ گولہ کا پنجاب تک آنا ۱۱۳



کتابیات

قرآن مجید

صحیح بخاری

بدر کلام امیر حصہ دوم

ضمیمہ بدر

البدر

الحکم

الفضل

تشحیذ الاذہان

مفردات امام راغب

لسان العرب

تورات

انجیل

اندوانہ بائیبل

ایک عیسائی کے کے تین سوال اوران کے جوابات

فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب

تصدیق براہین احمدیہ

نورالدین بجواب ترک اسلام

مثنوی مولانا روم

تاریخ طبری

ابن ہشام

سیرۃ النبی از علامہ شبلی نعمانی

